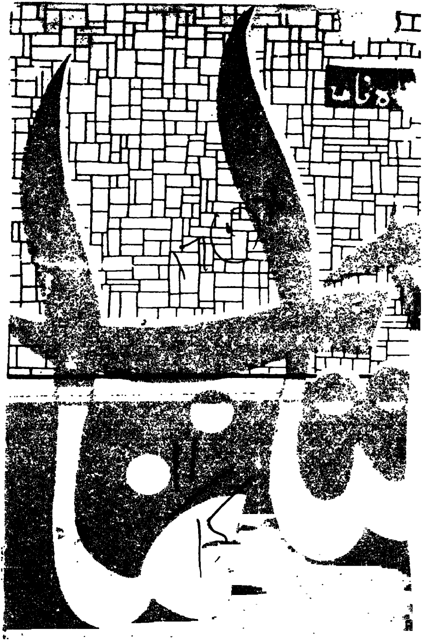
DUE DATE

Cl No ______________ *Acc. No* ______

Late Fine **Re. 1.00** per day for first 15 days
Rs. 2.00 per day after 15 days of the due date



مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
نئی دہلی

معیاری ادب

	مرتب	لائبریری ایڈیشن	طلبہ ایڈیشن
مقدمۂ شعر و شاعری	رشید حسن خاں	۵/-	۴/-
انتخاب سراج اورنگ آبادی	ڈاکٹر محمد حسن	۲/۷۰	۱/۷۰
موازنۂ انیس و دبیر	رشید حسن خاں	۶/-	۵/-
انتخاب مراثی انیس و دبیر	رشید حسن خاں	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب نظیر اکبرآبادی	رشید حسن خاں	۶/-	۵/-
نیرنگ خیال	مالک رام	۳/۳۰	۲/۳۰
فسانۂ آزاد (تلخیص)	ڈاکٹر قمر رئیس	۹/۵۰	۸/۵۰
فردوس بریں	ڈاکٹر قمر رئیس	۳/۷۰	۲/۷۰
شریف زادہ	ڈاکٹر قمر رئیس	۴/۳۰	۳/۳۰
حیات سعدی	رشید حسن خاں	۵/۳۰	۴/۳۰
انتخاب اکبر الہ آبادی	ڈاکٹر صدیق الرحمٰن قدوائی	۴/۷۰	۳/۷۰
انتخاب میر	ڈاکٹر محمد حسن	۶/-	۵/-
دیوان درد	رشید حسن خاں	۴/۳۰	۳/۳۰
مجالس النسا	صالحہ عابد حسین	۴/۳۰	۳/۳۰
انتخاب مضامین شبلی	رشید حسن خاں	۱۱/-	۱۰/-
امراؤ جان ادا	ڈاکٹر محمد حسن	۸/۵۰	۷/۵۰
یادگار غالب (حصۂ اردو)	مالک رام	۸/-	۷/-
یادگار غالب (حصۂ فارسی)	مالک رام	۱۰/-	۹/-
مثنوی گلزار نسیم	رشید حسن خاں	۴/-	۳/-
گزشتہ لکھنؤ	رشید حسن خاں	۱۲/۵۰	۱۱/۵۰
فسانۂ مبتلا	ڈاکٹر صدیق الرحمٰن قدوائی	۷/۵۰	۶/۵۰
انتخاب ولی	ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی	۴/۵۰	۳/۵۰
افادات سلیم	ڈاکٹر خلیق انجم	۷/۵۰	۶/۵۰
توبۃ النصوح	مالک رام	۶/۵۰	۵/۵۰
قصۂ حاتم طائی	اطہر پرویز	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب ناسخ	رشید حسن خاں	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب سودا	رشید حسن خاں	۱۴/۵۰	۱۳/۵۰
انتخاب محمد قلی قطب شاہ	محمد اکبر الدین صدیقی	۷/-	۶/-
انتخاب ذوق	ڈاکٹر تنویر احمد علوی	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب مضامین سرسید	انور صدیقی		۴/-

علی خاں

ایڈیٹر

شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دہلی ۲۵

لائبریریوں کے لیے سالانہ دو روپے

جنوری ۱۹۷۶ء

جلد ۱۷ شمارہ ۱

سالانہ

۵ روپے

فی پرچہ ۵۰ پیسے

اشاریہ

خدا کرے کہ نیا سال سب کو راس آئے

۱۹۷۵ء کا اول نصف تو سیاسی اعتبار سے پورے ملک کے لیے بڑے ہی انتشار ہ رہا بائیں بازو کے چند انتہا پسندوں اور دائیں بازو کے رجعت پرستوں کی حد درجہ زیادہ بڑھی ہوئی سرگرمیوں نے پورے ملک میں اُدھم مچا رکھا تھا بعید نہیں تھا کہ لک مزاج کا شکار ہو جاتا ان حالات سے نپٹنے اور ملک کی سالمیت اور جمہوریت ارکو بچانے کے لیے حکومت کے پاس سوائے ہنگامی حالات کے اعلان اور نفاذ ورکوئی چارہ نہ رہا چنانچہ وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی نے بادل نخواستہ وہی ا ایک محب وطن مدبر کو کرنا چاہیے تھا۔

۲۶ جون کو ایمرجنسی کے اچانک اعلان سے وطن دشمنوں پر بجلی سی گر گئی ن پسند عوام نے اطمینان کا سانس لیا۔ اعلان ہوتے ہی ملک کے کونے کونے س کی حمایت کی صدائیں بلند ہوئیں اور دنیا نے دیکھ لیا کہ جمہوریت دشمن عناصر رے منصوبے خاک میں مل گئے۔

ترقی اردو بورڈ کے پرنسپل پبلیکیشن آفیسر کی حیثیت سے ڈاکٹر غفار سید ردولوی ہے ہم ان کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ترقی کے کام میں اب زیادہ تیزی اور توانائی آئے گی اور ترقی بورڈ زیادہ سرعت

جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کا پر ہونا ناممکن ہے۔

مرزا محمود بیگ کو جامعہ اور مکتبہ جامعہ سے خاص لگاؤ تھا۔ مکتبہ جامعہ کے ڈائرکٹر تو وہ چند سال ہی رہے لیکن جامعہ ملیہ سے ان کا تعلق آخر وقت تک قائم رہا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے۔ آمین

فوٹو آفسیٹ کے ذریعہ شائع کی گئی۔

بچوں کی نئی اور دلچسپ کہانیاں

تاک دِنا دن تا کے سے	عبدالواحد سندھی	-/۶۰
روٹی کس نے پکائی	"	-/۶۰
پھر میں جگنوں کی خاک	"	-/۶۰
پانچ بونے	"	-/۶۰
چیونٹی رانی	"	-/۶۰
بچوں کی کہانیاں	"	-/۶۰
جادو کے کھیل	اطہر پرویز	-/۶۰
ایک دیس ایک خون	صالحہ عابد حسین	۱/۲۰

دستۂ گل ۷۵ء

شنکر لال مرلی دھر میموریل سوسائٹی، نئی دہلی کے زیرِ اہتمام ہونے والے مشاعرے میں شرکت کرنے والے شعرا کا منتخب کلام اس کا پیش لفظ جناب رشید حسن خاں نے لکھا ہے۔

قیمت: ۲/ روپے

پروانۂ چراغِ مزارِ خودیم ما

ڈاکٹر شعیب اعظمی

اگرچہ یہ کتاب حکیم محمد اسحاق مرحوم کی داستانِ حیات ہے مگر اس میں آپ کو ان سیکڑوں چہروں کا عکس بھی نظر آئے گا۔ جو اعظم گڑھ کی پچاس سالہ سیاسی، قومی، علمی اور تہذیبی تحریکات میں دامے درمے قدمے اور سخنے شریک رہے ہیں۔

تربتی

غزل

معصیت کے بدنما داغوں کو یوں دھویا کریں
کور باطن بدنصیبی پر لہو رویا کریں

مفسدانِ دہر کو لازم ہے اپنی جہد میں
تخم نفرت کا زمینِ شوق پر بویا کریں

فائدہ تخریب کاروں کو نہ ہوگا عمر بھر
اس سے بہتر ہے پڑے آرام سے سویا کریں

راستی سے بچنے والوں کو ضروری ہو گیا
جو نہ کرنا چاہیے اس کام کو گویا کریں

تم تو منزل کی طرف بڑھ جاؤ اپنی لے خضر
شوق سے ناداں اپنے وقت کو کھویا کریں

اُردو شاعری میں سانیٹ

حنیف کیفی

یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے اردو ادب میں پہلا تحقیقی وتنقیدی مقالہ ہے۔ اس کی تشکیل وتکمیل کے لیے انگریزی اور اردو کی متعدد تنقیدی کتب، تواریخ ادب اور شعرا کے دواوین کے مطالعے کے علاوہ سیکڑوں رسائل کی ورق گردانی کی گئی ہے۔

قیمت : ۱۸/- روپے

آج کا پاکستان

احمد سعید ملیح آبادی

یہ کتاب پاکستان کا ایک اجمالی تعارف پیش کرتی ہے۔ "آج کا پاکستان" کس حال میں ہے، وہ لوگ کیا کر رہے ہیں، کیا سوچ رہے ہیں، پاکستان کا رُخ کس طرف ہے، وہاں تعمیر وترقی کی رفتار کیا ہے، ہمارے بارے میں ان کے جذبات واحساسات کیا ہیں؟ ان جیسے بے شمار سوالوں کا جواب آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔

قیمت : ۱۵/- روپے

عابد پشاوری

کچھ "املا نامہ" کے بارے میں

ترقی اردو بورڈ کے پیش نظر اردو کے کئی اہم پروگرام ہیں جن کی تکمیل کے لیے کچھ بنیادی کاموں کی طرف ترجیحی توجہ کی ضرورت تھی۔ اردو املا اُن میں ایک ہے چنانچہ بورڈ نے ایک سہ رکنی املا کمیٹی کی تشکیل کی جس کی صدارت ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب کے سپرد ہوئی۔ اراکین میں جناب رشید حسن خاں اور ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کے نام شامل ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کمیٹی مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔

صاحب صدر کی بابت کچھ کہنا چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی۔ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب کی ذات مشرق و مغرب کے علم و فن کا سنگم ہے۔ ان کے علمی اور ادبی کارنامے کسی سے پوشیدہ نہیں۔

دوسرے رکن ہیں جناب رشید حسن خاں۔ خاں صاحب کو میں اس وقت سے جانتا ہوں جب میں ایم۔ اے کا متعلم تھا۔ ان کا رکھ رکھاؤ، لیے دیے رہنے والا انداز اور ہم طالب علموں سے انتہائی سنجیدگی سے پیش آنا خاصا مرعوب کن تھا۔ میں نے خاں صاحب کے تحقیقی مضامین ہمیشہ دل چسپی سے پڑھے ہیں۔ املا و رسم خط پر بھی اُن کا ایک آدھ مضمون میری نظر سے گزرا ہے۔ ان کی تحقیقی بصیرت سے انکار نہیں۔ جہاں تک "اردو املا" کا تعلق ہے۔ اس مبسوط کارنامے کے باب میں کچھ کہنا مشکل ہے۔ یوں بھی فی الوقت کتاب پر نہیں کتابچے پر گفتگو مقصود ہے۔

کمیٹی کے تیسرے رکن ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ہیں۔ اب میں سورج کو چراغ کیا دکھاؤں نارنگ صاحب ایم۔ اے میں میرے استاد رہے ہیں۔ میں نے جو کچھ شُد بُد سیکھا ہے اُنھیں کے قدموں کی برکت ہے۔ جب میں سالِ اوّل کا طالب علم تھا اسی زمانے میں

ڈاکٹر نارنگ نے لسانیات میں تربیت حاصل کی تھی۔ اور تب سے اب تک اس موضوع پر وہ بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ مملکتِ اردو کے ماہرینِ لسانیات میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ لسانیات نسبتاً جدید نہیں ہے۔ اس کی موجودہ وسعت اور ہمہ گیری مغربی مفکروں کی مرہونِ منت ہے۔ مغرب والوں نے اسے کتنی ہی شاخوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ بنیادی کے علاوہ تاریخی لسانیات، سماجی لسانیات، معنویات، اسلوبیات۔ وغیرہ وغیرہ۔ نارنگ صاحب خود بھی جدید ذہن کے آدمی ہیں۔ ثبوت کے لیے ان کے تنقیدی مضامین پر ایک نظر دیکھنا کافی ہوگا۔ فنِ لسانیات میں ان کے علم و معلومات کی بنیاد جدید مغربی طریق پر قائم ہے۔ رشید حسن خاں صاحب کے برعکس جن کو زیادہ تر قدیم اور کلاسکی سرمایے سے تعلق رہا ہے۔ جیسا کہ کہا جا چکا ہے اس سے پہلے بھی نارنگ صاحب لسانیات پر بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ نہ صرف لکھ چکے ہیں بلکہ ماہرین سے خراجِ تحسین بھی وصول کر چکے ہیں۔ نسبتاً زیادہ اہم کارناموں کا سلسلہ "ہمزہ کیوں" سے شروع ہو کر "اردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو" اور "کرخنداری اردو" پر منتہی ہوتا ہے۔ ترقی اردو بورڈ نے املا نامے کی ترتیب و تدوین کا کام نارنگ صاحب کے سپرد کر کے یقیناً اپنے حسنِ انتخاب کا ثبوت دیا ہے۔

اکیڈمی کی سفارشات پر براہِ راست کچھ کہنے سے پہلے احوالِ واقعی کا کچھ بیان بھی ضروری ہے۔ لسانیات میرا موضوع نہیں۔ میں اس کا ماہر ہوں نہ معلم و متعلم۔ تنقید و تبصرہ بھی میرا منصب نہیں۔ اردو زبان و ادب کا طالب علم ہونے کے ناتے مجھے زبان سے دلچسپی ضرور ہے۔ ایک عاشق و پرستار کی دلچسپی، خصوصاً شاعری کی زبان سے۔ املا و تلفظ کا مسئلہ شاعری کے لیے بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا نثر اور عام بول چال کی زبان کے لیے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف میں سند و ثقاہت علماء کی توجہ کا محور شاعروں کی زبان رہی ہے۔ بلکہ زبان کا میزان و معیار شاعری اور صرف شاعری تک محدود رہا۔ دیسی بدیسی فصیح اور غیر فصیح اور غلط و صحیح کی سند شاعری ہی سے پیش کی جاتی تھی اور کی جاتی ہے۔ عہدِ حاضر میں نثر کو بھی اتنی بلکہ اس سے بھی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ خیر یہ تو جملۂ معترضہ تھا۔ کہنا صرف اتنا تھا کہ مجھے شعر کی زبان سے دلچسپی ہے۔ میں عالم نہیں عامی ہوں۔ اس لیے

علماء کے کارنامے پر لب کشائی اپنے منصب سے بعید سمجھتا ہوں۔ البتہ ایک قاری کی حیثیت سے میرے اپنے مسائل اور محسوسات ہیں جن کے اظہار کا غالباً یہ نہایت موزوں و مناسب موقع ہے۔ کیونکہ میری معلومات کے مطابق املا نامے کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے سے پہلے عوام کے ردِّ عمل کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے گا۔ اب تک املا نامے پر کئی عالمانہ تبصرے ہو چکے ہیں، لہٰذا مزید تبصرے کی گنجائش نہیں۔ البتہ محسوسات کے اظہار کی آزادی کو میں اپنا حق سمجھتا ہوں۔

ترقی اردو بورڈ کے چیئرمین ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب اپنے پیش لفظ کے آخر میں لکھتے ہیں:—

"اردو بورڈ تو اپنی تمام مطبوعات میں اِن سفارشات پر عمل کرے گا ہی، اردو کے دوسرے اداروں، انجمنوں، ادیبوں، شاعروں، اخبار کے اڈیٹروں اور پبلشروں سے بھی امید کی جاتی ہے کہ وہ اِن سفارشات کو اپنائیں گے اور اردو املا کو ایک معیار پر لانے میں مدد دیں گے۔"

اور مرتّب نے اس کے مقصد پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے:—

"زیرِ نظر سفارشات اتنی ماہرین اور محققین کے لیے نہیں جتنی اردو کے عام لکھنے پڑھنے والوں کے لیے ہیں جن میں طالب علم، ادیب، شاعر، صحافی، خوشنویس، ٹائپسٹ، نقل نویس، پروف پڑھنے والے بھی شامل ہیں۔"

مندرجہ اقتباس میں اگر خوش نویس، کاتب کے لیے ہے تو خیر ورنہ کاتبوں کو اور شامل کر لیجیے۔ زبان کی اصلاح و ترقی کے لیے ان سب لوگوں کا تعاون ضروری ہے۔ مرتب نے مقدمے میں مولوی عبدالحق اور ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کی کوششوں کا ذکر کیا ہے، لیکن ان کی سفارشات کا کیا حشر ہوا؟ نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہو گئیں۔ اگر دو چار عالم اپنے اپنے طور پر صحتِ املا کا خصوصی خیال رکھتے بھی ہیں تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ خود ان میں بھی خاصا اختلاف و انتشار ہے۔ اِس کے علاوہ علماء کے نگارشاتِ عالیہ کو حلیۂ تحریر تو کاتب ہی پہناتا ہے۔ کتابیں تو نا مشرح چھپتا ہے۔ مضامین تو رسالوں اور اخباروں ہی میں نکلتے ہیں۔ جہاں کاتب ا

پروف ریڈر عالم نہیں عام آدمی ہوتے ہیں۔ کیا صحتِ املا کے مبلغ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان کی ساری تحریریں بہ تمام و کمال صحتِ کتابت و طباعت کی حامل ہیں؟ املا نامہ پہلا کتابچہ ہے جس میں شاید طباعت و کتابت کی کوئی غلطی نہیں۔

(اس شاید کی تشریح کسی مناسب مقام پر آئے گی) ستم ظریفی تو یہ ہے کہ بیشتر لسانیاتی مضامین جیسے ڈاکٹر نارنگ کا "ہمزہ کیوں" اور ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کا "اردو املا" وغیرہ اسی قبیل کے دوسرے مضامین میں الفاظ کو مصنف کے مقصد کے علی الرغم ہی لکھا ہے۔ میں ایک معمولی سی مثال پیش کروں گا۔ "اردو املا" میں ڈاکٹر صدیقی صاحب کے یہ جملے ملاحظہ کیجیے اور کاتب کے املا کو بھی دیکھیے اور سر دھنیے۔ ایک طالب علم ان جملوں کو پڑھ کر کیا سیکھے گا، معلوم نہیں:

"اوپر کے جملوں میں دیئے اور لیئے کی بہت سی مثالیں آگئیں۔ ہمزہ کہیں نہیں آنا چاہیئے' دیجئے' لیجئے وغیرہ میں کبھی ہمزہ نہیں بلکہ ی ہے۔"
(نقل کالاصل)

دیکھا آپ نے جہاں مصنف یہ کہتا ہے کہ ہمزہ نہیں ہے کاتب نے ہر وہ لفظ ہمزہ سے لکھا ہے۔ مدعا کہنے کا یہ ہے کہ سفارشات کی قطعی تدوین سے پہلے عوام کو اُن سے روشناس کرایا جائے اور ان کی رائے لی جائے۔ اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک دو دو سفارشیں "ہماری زبان" میں شائع کی جائیں، اور اردو والوں کو ان پر اظہارِ خیال کی دعوت دی جائے۔ نسبتاً کم پڑھے لکھے طبقے کے لیے کچھ مقبول روزناموں کا تعاون حاصل کیا جا سکتا ہے۔

املا کمیٹی نے سفارشیں پیش کرنے سے پہلے بہت غور و فکر اور بحث و تمحیص کے بعد ہی آخری فیصلہ کیا ہوگا جیسا کہ انجمن کی رسم خط اصلاح کمیٹی کی سفارشات سے جگہ جگہ ان کے اختلاف کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے۔ یہ اختلافات اُن سے کہیں زیادہ ہیں جن کی طرف ڈاکٹر نارنگ نے مقدمے میں اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ پڑھے لکھے طبقے کو ان سے بہت کم اختلاف ہوگا تاہم چند چھوٹی چھوٹی باتیں مزید غور کی متقاضی ہیں۔

۱۔ ایسے تمام لفظ جو الف مقصورہ سے لکھے جاتے ہیں۔ اردو میں معمولی

ن سے لکھے جائیں۔ جیسے :۔

" لیلیٰ، صغریٰ، سلمیٰ، کبریٰ، بشریٰ، تعالیٰ" وغیرہ۔

چند لفظ ایک خاص مقصد سے چُنے گئے ہیں لیکن پہلے سفارش ۴ بھی ملاحظہ ہو:۔

۴ :۔ عیسیٰ۔ موسیٰ، یحییٰ۔ بطور نام مستقل ہیں۔ اصولاً ان کو بھی ایسے اور الفاظ کی طرح الف سے لکھنا چاہیے۔ لیکن خاص نام ہونے کی بنا پر اگر ان کو قدیم چلن کی پیروی میں یٔ سے لکھا جائے تو اس کو بھی صحیح سمجھنا چاہیے۔"

" ان کی اضافت کی صورت بھی پرانی طرح ہو گی جیسے موسیِٰ عمران عیسیِٰ دوراں۔"

میری گزارش ہے کہ صورتِ اضافی "موسیِٰ دوراں" وغیرہ میں الف مقصورہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ تلفظ عیسیِ دوراں (عی سی اے) اور موسیِ ہاروں ہو گا۔ اصل سفارش ۲ – ۴ کی بابت مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ یہ سفارشیں املائی انتشار کو دور کرنے کے لیے پیش کی گئی ہیں لیکن مندرجہ دو سفارشوں سے میرے خیال میں انتشار دور نہیں ہو سکتا۔ سفارشیں ایک اور صرف ایک املائی صورت کی ہونی چاہیے۔ اگر عیسیٰ اور موسیٰ خاص ناموں کے لیے مستعمل ہیں تو لیلیٰ سے لے کر بشریٰ اور تعالیٰ تک جتنے لفظ میں نے اوپر نقل کیے ہیں وہ سب نام ہیں اور خاص نام۔ پھر ان سفارشات کے قاری کے لیے اصول کیا ہوا؟ وہ ایسے تمام الفاظ کو الف سے لکھے یا الف مقصورہ سے

۷ :۔ عربی کے مکمل ٹکڑے، جملے، عبارتیں یا اجزا۔۔۔ کو عربی کے طریقۂ کتابت کے مطابق لکھا جائے، مثلاً علی الرغم، علی الصباح۔"

یہ سفارش نہایت مناسب ہے تاہم اس میں اتنا اضافہ ضروری ہے کہ ان تراکیب م عام اعراب یعنی زبر، زیر، پیش تو خیر کوئی نہیں لکھتا لیکن "ال" پر تشدید کا لکھنا ف قرار دیا جائے۔ آج اردو کا طالب علم حروفِ قمری اور شمسی کے فرق کو کم ہی سمجھ پاتا اس لیے وہ علی الرّغم کو علی الرغم پڑھتا ہے۔ اس ضمن میں سید ہاشمی فرید آباد کی تجویز غالباً بہت زیادہ انقلابی تھی لیکن اگر درسی اور دیگر کتابوں میں تشدید تا

لکھا جائے تو تھوڑی ہی مدت میں یہ دقت جاتی رہے گی۔

۹۔ علیٰحدہ یا علیحدہ کو علاحدہ لکھنا چاہیے۔ اسی طرح علاحدگی۔

ڈاکٹر نارنگ صاحب نے اپنے مقدمے میں جہاں تمام سفارشات کا خلاصہ پیش کیا ہے وہاں ۷ویں نمبر پر کہا ہے کہ "جہاں املائی انتشار حد سے بڑھا ہوا ہے وہاں معیاری تلفظ کی پیروی پر اصرار کیا گیا ہے۔" لیکن علاحدہ یا علاحدگی میں مجھے شک ہے کہ معیاری تلفظ کی پیروی کی گئی ہے۔ ممکن ہے کچھ علاقوں میں علاحدہ بولا جاتا ہو مگر عام طور سے اردو والے اسے علیحدہ بولتے ہیں۔ اس لیے الف مقصورہ یا عام الف سے لکھنے کی بجائے علیحدہ لکھنا زیادہ موزوں ہوگا۔

۱۲۔ اس میں حروف شمسی و قمری کی بحث کے ساتھ متعلقہ الفاظ میں لازمی طور پر تشدید لگانے کی سفارش کی گئی ہے اور یہ بات میں نے ۸ویں سفارش کے ساتھ کہی ہے۔ اس سے نتیجہ نکلا کہ اس کا ذکر وہیں مناسب تھا یا پھر بارہویں سفارش کو ۸ویں نمبر پر لکھا جانا چاہیے تاکہ عربی مرکبات کا ذکر یکجا ہو جائے۔

ت، ط

"اردو میں کچھ لفظ ایسے ہیں جو ت اور ط دونوں سے لکھے جاتے ہیں۔ ان کو صرف ت سے لکھنا چاہیے۔"

لیکن کیوں؟ کچھ الفاظ تو ط سے لکھنا صریحاً غلط ہے لیکن طشت اور غلطاں اور طہماسپ کو ت سے لکھنے کا جواز؟ طشت، تشت کا معرب ہے، غلتاں کو خود فارسی والے غلطاں لکھتے ہیں۔ ہم نے عربی طریقے کو اپنایا ہے۔ اس کے پیچھے صدیوں کا چلن ہے۔ خود مرتب نے چلن اور رواج کو ترجیح دینے کی بات کہی ہے۔ صدیوں کے چلن کو یک لخت بدلنے کی سعی کم ہی مشکور ہوتی دیکھی گئی ہے۔ اگر چلن کی مخالفت اور اصل کی پیروی ہی منظور ہے تو پھر صدیوں کو بھی سدیوں لکھیے کیونکہ از روئے اصل صد سین ہی سے درست ہے۔ طہماسپ کے املا میں چلن کے علاوہ کمیٹی کا یہ نظریہ بھی پیش نظر ہے کہ خاص ناموں میں املا کو بدلنے کی ضرورت نہیں۔ چلن کی ترجیح کی ایک اور مثال ز اور ذ کے ذیل میں بھی ملتی ہے۔ ذات (ہندی ذات)

ز سے لکھنے کی سفارش کی گئی ہے۔ از روئے اصل لکھیں تو اسے حات لکھنا
ہیے۔ لیکن یہ گنوار وپن اردو کے مزاج کے خلاف ہے۔
ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے ز سے لکھنے کی سفارش کی تھی جیسے زرا بمعنی قلیل
ں اور اسے املا کمیٹی نے مان لیا۔ لیکن ذات کے معاملے میں اسے نہیں مانا۔ سبب یہی
علوم ہوتا ہے کہ زرا ادھر کئی برسوں سے ز سے لکھا جا رہا ہے لیکن ذات میں ذ
ا رواج اتنا پختہ ہو چکا ہے کہ کمیٹی نے اس میں تبدیلی کو جائز نہیں سمجھا۔

س ۔ ص

"قسائی: س سے لکھا جائے گا۔ یہ کہا گیا ہے کہ "قساوۃ" سے بنا ہے۔ میں
سمجھتا ہوں یہ علما کی موشگافی ہے اور بس۔ اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ قساوۃ سے
بنا ہے اور قصاب سے نہیں نکلا۔ بعض علاقائی بولیوں میں یہ سنگدل کے معنی
میں مستعمل ہے۔ لیکن یہ قصاب کی پنجابی تاویل ہے جسے یقیناً گوشت کاٹنے اور ذبح
کرنے کی وجہ سے سنگدل سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ مروج املا قصائی ہی رہنے دینا چاہیے۔
مسالا: "دلی میں مصالح تھا، لکھنؤ میں مسالہ ہو گیا۔ اسی صورت کو
اختیار کرنا چاہیے۔"
کس صورت کو مسالا یا مسالہ کو؟ غالباً فیصلہ مسالا کے حق میں ہے لیکن تحریر میں
ابہام و اشکال کی وجہ سے مدعا مرتب کے مقصد کے علی الرغم سمجھ میں آتا ہے۔

نون اور نون غنہ (۱)

اس میں دیسی الفاظ کو "م" سے اور عربی فارسی الفاظ کو نون غنہ سے لکھنے
کی سفارش کی گئی ہے۔ گنبد کو خود فارسی والے گمبد اور گنبز لکھتے رہے ہیں۔ لیکن
اس سے بحث نہیں۔ البتہ انبہ جیسے امبہ لکھنے کی سفارش کی گئی ہے، خالص فارسی کا
لفظ تو لفظ ہے۔ اسے اردو سے کیا نسبت؟ اسے امبہ لکھنا درست نہیں۔ اردو میں
ہے۔ انبہ نام کی کوئی چیز اردو میں نہیں ہوتی۔ (اگر امبہ لکھنا ہے تو امبا کیوں
نہیں؟ جو خود املا کمیٹی کی سفارشات کے مطابق ہے)
(۲) نون [illegible]

ضرور لکھا جائے" اور جہاں بولنے میں نہیں آیا، وہاں نہ لکھا جائے؟ جو الفاظ اس ذیل میں دیے ہیں اُن میں پونچھنا سے پچھنا اور پچھرانا کے ساتھ ڈھانک سے ڈھکنا کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں کہیں نہ کہیں تسامح ہوا ہے۔ ڈھانکنا، ڈھانپنا اور ڈھکنا یہ تینوں مصدر اردو میں رائج ہیں، اس لیے ڈھانک سے ڈھکنا نہیں ہے، ڈھکنا مصدر کے علاوہ اسم حاصل مصدر بھی ہے اور اردو میں ایسے مصادر مل جاتے ہیں جو حاصل مصدر کا کام بھی دیتے ہیں۔ بغیر سوچے جو پہلا مصدر ذہن میں آتا ہے وہ کھانا ہے جو حاصل مصدر کا کام بھی دیتا ہے، جیسے آپ نے کھانا کھالیا؟

۳-۵ :- درمیانی اور آخری نون غنہ کی جو مثالیں دی ہیں اور مہندی، پانو وغیرہ میں جو تاویل پیش کی گئی ہے وہ درست نہیں۔ اردو والوں میں عموماً نون غنہ کے اصل مقام سے ناواقفیت کا اظہار ملتا ہے۔ چنانچہ وہ تمام الفاظ جن میں نون غنہ آتا ہے تقریباً سبھی غلط لکھے جاتے ہیں۔ پانو وغیرہ کے ضمن میں یہ کہنا کہ "ان میں غنیت کا عمل دراصل الف کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے" درست نہیں۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ جدید صوتیات کے عالم ہیں۔ ممکن ہے امریکہ میں انھوں نے جدید تر مشینوں سے بھی فائدہ اٹھایا ہو۔ پھر بھی انھیں یہاں تسامح ہی ہوا ہے۔ غنیت کا عمل الف کے فوراً بعد نہیں پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ یہ غلطی محض اس لیے ہوتی ہے کہ تمام تر دعووں کے باوجود کم از کم اس بارۂ خاص میں ہم حرف کے چکر سے نہیں نکل سکے۔ حروفِ تہجی کو اصوات کہنے کے باوجود کبھی کبھی ہم حرف وصوت میں خلط مبحث کر جاتے ہیں۔ یہاں الف کا کوئی ذکر نہیں، یہاں پہلی آواز پاں (पाँ) ہے اور دوسری واو (व) دونوں کے جوڑ سے لفظ بنا (पाँव) پ الف دونوں میں غنیت شامل ہے۔ یہی کیفیت ہونٹ، ماں اور مہندی کی ہے اول الذکر میں پہلی آواز (आँ) ہے اور دوسری ٹ۔ ماں میں صرف ایک ہی آواز ہے माँ۔ مہندی میں م یعنی मँ ہی غنیت لیے ہوئے ہے، لیکن ہمارے پاس غنہ کے صحیح اظہار کے لیے کوئی مناسب طریقہ ہے ہی نہیں۔ شاید ممکن بھی نہیں۔ اگر اس طرح "پاںو" لکھا جائے تو ممکن ہے ہم اصلیت سے کچھ زیادہ قریب آجائیں، لیکن چونکہ

یہ ممکن نہیں ہے اس لیے املا کمیٹی کی سفارشوں کو صاد کیے بغیر چارہ نہیں۔ یوں بھی دنیا کا کوئی رسم خط کامل ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا یہاں تک کہ بین الاقوامی صوتی رسم خط بھی اس سلسلے میں معذور ہے۔

واو

۷۔ "حرکات میں ــــ واو صرف وہیں لکھا جائے جہاں معیاری تلفظ میں سنائی دے، مثلاً دوآبہ، دوآتشہ میں واو صحیح اور دُگنا اور دُلائی میں پیش صحیح ہے"۔ مجھے شک ہے کہ دوآبہ میں واو سنائی دیتا ہے، شاعروں نے دُآبہ ہی باندھا ہے۔ دوآتشہ بھی فارسی میں دُآتشہ ہی ہے لیکن چونکہ املا کا یہ چلن مستقل ہو چکا ہے اس لیے دوآبہ اور دوآتشہ لکھنا بہتر ہے یعنی د کے ضمّے سے۔

ہائے مختفی

املا کمیٹی نے ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کے اس خیال سے اختلاف کیا ہے "اردو میں مختفی 'ہ' کا وجود نہیں اور یہ دیسی الفاظ کے آخر میں نہیں آسکتی"۔ اس کے برعکس کمیٹی کا خیال ہے "ہائے مختفی حرف نہیں ایک طرح کی علامت ہے" (یہاں حرف اور علامت کا فرق میں نہیں سمجھ سکا۔ جدید لسانیات تو حرف کو علامت ہی بتاتی ہے) "جس کا کام لفظ کے آخر میں حرفِ ما قبل کی حرکت کو ظاہر کرنا ہے۔" یہ خیال سو فی صدی درست ہے۔ سنسکرت ورن مالا میں ہر آواز میں حرکت ([illegible]) کو شامل رکھا گیا ہے۔ اس لیے ایسے کئی دیسی الفاظ ہوسکتے ہیں جن کے آخر میں محض ایک حرکت کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ فہرست الفاظ میں آریہ کو آریا لکھنے کی سفارش کی گئی ہے حالانکہ از روئے اصل یہ لفظ [illegible] ہے۔ مقصد صرف اس امر پر زور دینا ہے کہ آریہ کے معاملے میں کوری تقلید نہیں ہے اگرچہ اس میں ارادے کو بھی دخل نہیں دراصل عربی فارسی کی نقل میں غلطی سے ایک لفظ کا صحیح املا اختیار کر لیا گیا ہے۔ یوروپی (یورپی) الفاظ کے تحت دیے گئے الفاظ میں اکثر الف سے لکھے جاتے ہیں۔ لیکن ناروے کا رواج خاصا راسخ ہو چکا ہے میں سمجھتا ہوں کہ شہروں کے ناموں کی طرح اسے بھی بحال رکھا جاسکتا ہے۔

جگہ ۔ توجہ

۹۔ "آخرِ لفظ جہاں 'ہ' خفیف الف کی نہیں بلکہ 'ہ' آواز دیتی ہو، یعنی جہاں
ہ تلفظ میں آتی ہو (ہائے ملفوظ ساکن) وہاں نیچے ہ کا شوشہ ضرور لگانا چاہیے
ہائے مختفی اور ہائے ملفوظ میں یہ شوشہ وجہِ امتیاز ہوگا" (شوشہ اصلاً فارسی
میں (لیکن ڈاکٹر عبدالحق نے سفارش کی تھی کہ جن بدیسی لفظوں میں ہم نے معنوی یا صوتی
سطح پر کسی طرح کا تصرف کر لیا ہے انھیں اردو کے قاعدے کے مطابق الف سے
لکھنا چاہیے۔ اپنے موجودہ معنی میں شوشہ خالص اردو ہے، چنانچہ شوشہ چھوڑنا
خالص اردو محاورہ ہے پھر اسے الف سے شوشا کیوں نہیں لکھا جاتا؟)
یہ سفارش ایک تکلف معلوم ہوتی ہے۔ مثال میں جو لفظ دیے گئے ہیں بیشتر میں
"ہ" کا شائبہ بھی تلفظ میں مشکل سے ملتا ہے جگہ اور توبہ میں خفیف الف ہی سننے
میں آتا ہے (توبہ میں ہ کا اعلان کون کرتا ہے، تاوقتیکہ بولنے والے کا لہجہ استعجابیہ
نہ ہو اور وہ لفظ پر زیادہ زور نہ دینا چاہتا ہو؛ اس صورت میں غالباً ب بھی
مشدد ہو جائے گی) توجہ کے آخر میں الف کی جگہ واو سننے میں آتی ہے، اگرچہ ہ
کی خفیف سی لہر کا احساس بھی ہوتا ہے۔ اگر ہ کا شوشہ یا لٹکن لگانا ضروری قرار
دیا جائے تو مجھے ڈر ہے کہ املا کی وہی صورتیں درست قرار پائیں گی جنھیں غلط قرار
دیا گیا ہے۔ مثلاً جگہہ۔ کہہ۔ ریہہ۔ رتبہ۔ مبہ وغیرہ۔ یہ میں "ہ" کی آواز کم از کم
اردو میں بالکل سنائی نہیں دیتی۔ اس لیے اس کے نیچے لٹکن بنانا یکسر غلط ہے۔
پنجاب کے کچھ علاقوں میں [illegible]، [illegible] ہ کے کھٹکے کے ساتھ سننے میں ضرور آتا ہے۔
کہہ کو کہہ لکھنا مضحک ہے، سبب مجھ سے سنیے۔ جسے ہائے ملفوظ ساکن کے ساتھ
ہائے مختفی کا اضافہ کہا گیا ہے، وہ مغالطہ ہے۔ اصلاً ک کے ساتھ ہ ساکن
کا جوڑ ملانے کے لیے ایک شوشے کی ضرورت ہے۔ اس شوشے کو خواہ مخواہ "ہ"
کیوں کہا جائے۔ اسے محض جوڑ کا شوشہ کہیے اور کہہ اور سہہ کو اس طرح لکھیے۔ آخر
شہرا اور سہرا میں کچھ تو مابہ الامتیاز روا رکھیے گا، ستہ لکھنا اور سہرا سمجھنا کچھ اچھا
نہیں۔ جگہ اور یہ میں قطعاً لٹکن کی ضرورت نہیں۔ "یہ" تو سیدھا سادہ یے ہے لیکن

مدلیوں کے چلن کو بدلنا بے ضرورت ہے۔ کاف بیانیہ "کہ" اور "کہہ" میں املائی امتیاز
لن کو بتایا گیا ہے لیکن جب آپ ہ کا شوشہ نہیں بنائیں گے تو ان تمام الفاظ کی
ارح اس کے نیچے شکن بھی نہیں لگائیں گے جو بغیر شوشے اور شکن کے مروج ہیں۔
اور کہ اور کہہ میں فرق مٹ جائے گا۔ اسی طرح نون غنہ کے فصل میں "باہنہ" کا املا
بھی درست نہیں۔ یہاں ن اور ہ کا درمیانی شوشہ غائب ہے اس لیے باہنہ ہی لکھنا چاہیے۔
اور اگر یہ منظور نہیں تو الفاظ کی آخری ساکن ہ لکھنے کا کوئی اور طریقہ نکالیے۔
تاہ آپ مانیں گے نہیں۔" بارش ہ" پہلے ہی رد ہو چکا ہے۔ جب آخری ہ ساکن ہو
تو اسے ہائے مختفی کی طرح کیوں لکھا جائے؟

ہائے مخلوط

۱- ایک ھ لکھنے کی سفارش کے ذیل میں "چھوٹی" بھی نظر آتا ہے۔ یہ مختلف تنبیہ ہے۔ کچھ علاقوں میں ممکن ہے چھوٹی سنائی دیتا ہو۔ لکھا ہوا میں نے بھی پڑھا ہے لیکن یہ بیشتر چھوکھی اور چھپھی (پنجاب) بولا جاتا ہے۔ اسے دو ھ سے لکھنا چاہیے۔

۲- ہمزہ اور الف کے تحت ... نام اس تجویز کے ساتھ دیے ہیں کہ "اگر ایسا لفظ کسی ترکیب کا حصہ ہو تو ہمزہ کے ساتھ جوں کا توں لکھنا چاہیے۔ بہاءاللہ، ثناءاللہ ـــ الخ" ان سب ناموں میں وہ لوگ بھی شاذ ہی ہمزہ لکھتے ہیں کہ جن کے یہ نام ہیں۔ پھر بے چارے اردو والوں کو طول تحریر میں کھینچنا کیا ضرور ہے۔

۳- "جرائت"، "تأثر" عربی الفاظ کے درمیان الف مفتوح ہو سکتا ہے اور عربی میں غالباً اعراب کی پابندی بھی کی جاتی ہے۔ اس لیے عربی کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن اردو میں اس ضمن میں دی گئی چھے مثالوں میں سے پانچ میں ہمزہ کوئی نہیں لکھتا۔ البتہ جرأت کا معاملہ غور طلب ہے اس میں تاثر، تامل کے برعکس الف منفصل ہے اور اسے جرات (ج ر ا ت) پڑھے جانے کا احتمال ہے۔ غالباً اسی التباس سے بچنے کے لیے قدما نے جرأت میں الف پر ہمزہ کا اضافہ کر دیا تھا۔ صرف زبر سے لکھنے کا چلن ہے نہ ہو سکتا ہے۔ اردو کا سارا ذخیرہ دیکھ جائیے جہاں کہیں جرأت لکھا یا چھپا ملے گا وہاں باقاعدگی سے ہمزہ بھی

کے بغیر لکھنا صحیح ہے؟ یہاں بھی صحیح تلفظ بتا دینے کی ضرورت ہے، نیز سینکڑوں میں اوقات نہیں تو اکثر اوقات نون غنہ کے ساتھ سنائی دیتا ہے۔ جمع کا صیغہ ہمیشہ سینکڑوں بولا جاتا ہے۔ اس لیے "سیکڑا" بغیر نون غنہ کا کوئی جواز نظر نہیں آتا۔

لفظوں میں فاصلہ اور لفظوں کو ملا کر لکھنا۔

ج۔ مرکب لفظ جو دو یا زیادہ لفظوں سے بنے ہوں، آپس میں ملا کر نہ لکھے جاویں۔ مثالوں میں ان جان اور ہم شیر بھی ہیں۔

۲۔ البتہ وہ مرکبات جو مفرد لفظ کا درجہ حاصل کر چکے ہیں ان کو توڑ کر نہ لکھا جائے۔ مثالیں تاجور اور غمگیں۔ لیکن اس کا فیصلہ کون کرے گا کہ یہ مرکب مفرد لفظ کا درجہ حاصل کر چکا ہے؟ مثلاً مجھے ہمشیرا اور انجان دونوں مفرد لفظ معلوم ہوتے ہیں۔ ہم شیرا اپنی اصلیت کھو چکا ہے اب تو ہمشیرا اور ہمشیرہ ہم معنی ہیں۔ ہے اس کے برعکس تاج ور کو میں دو لفظوں کا مرکب محسوس کرتا ہوں۔

۳۔ مفرد الفاظ کے تکراری یا نیم تکراری اجزا کو الگ الگ لکھنا چاہیے۔

ڈل ڈل، تم تانا، ٹم ٹانا وغیرہ میں ان سب کو ملا کر لکھنا پسند کروں گا۔ ڈلڈل نام ہے حضرت علی کے گھوڑے کا اور نام کے ٹکڑے کرنا لکنت زدہ قاصد ہی کی خصوصیت ہو سکتی ہے۔

تمتانا اور ٹمٹانا مفرد الفاظ کا درجہ حاصل کر چکے ہیں انہیں کوئی تم تانا یا ٹم ٹانا کا مرکب نہیں سمجھتا۔

۶۔ انگریزی اور یورپی (میں یورپی کو ترجیح دوں گا کہ بالعموم بولنے میں واو کا اعلان نہیں کیا جاتا) الفاظ کے صوتی ٹکڑوں کو جہاں تک ہو سکے الگ الگ لکھنا چاہیے۔

اس میں ذرا سی ترمیم کی ضرورت ہے، "جہاں تک ہو سکے" میں "تلفظ کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے" کا اضافہ ضروری ہے ورنہ کئی ایسے الفاظ ہیں جن کے ٹکڑے تو بیشک ہو جائیں گے لیکن لفظوں کا "اجزائی بل" جاتا رہے گا اور تلفظ اور کبھی کبھی معنی میں بھی فرق پڑ سکتا ہے۔ فہرستِ امثال میں ایک لفظ "اسٹی ٹیوٹ"

شامل ہے۔ اس کا انگریزی میں تلفظ (اور یہ اردو میں اپنے اصلی تلفظ کے ساتھ منتقل ہے) IN - STI - TUTE ہے لیکن سفارش میں اسے INS-TI-TUTE بتایا گیا ہے، جو غلط ہے۔ لیکن "ان سٹی ٹیوٹ" کے تین ٹکڑے کرنا بھی کچھ دقت طلب معلوم ہوتا ہے چنانچہ یونی ورسٹی کی طرح اسے بھی صرف دو اجزا میں بانٹنا چاہیے۔ یعنی "انسٹی ٹیوٹ"۔

۴۔ علامتیں۔ "سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات" جیسے نام کی تخصیص کے لیے اتنا طویل خط کھینچنا بجائے خود ایک مسئلہ ہے۔ اس کے لیے واوین " " کا استعمال سہولت کا باعث ہو سکتا ہے۔

صفحے کے لیے ص کی علامت استعمال کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ اگر اس کی ضرورت درمیانِ متن پیش آئے تو صفحہ لکھ کر اوپر اعداد لکھے جا سکتے ہیں اور حواشی میں ص لکھ کر اس کے آگے اعداد دیے جا سکتے ہیں۔

ایضاً کے لیے " ؍ " کی سفارش کی ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب کچھ ہندسوں کے لیے یا بلوں (BILLS) میں اس کی ضرورت پڑے اور وہ اعداد یا رقوم اوپر نیچے ساتھ ساتھ واقع ہوں لیکن اگر حواشی میں ایک ہی کتاب کے حوالے کے طور پر بار بار لکھنے کی ضرورت پیش آئے اور سطروں کے درمیان کچھ عبارتیں بھی ہوں تو اس صورت میں ایضاً لکھنا ہی مناسب ہوگا۔ ورنہ بصورتِ دیگر بہت سے حوالے چھوٹ جانے کا احتمال ہے۔

یہ تھے چند شبہات یا محسوسات جو سرسری مطالعے کا نتیجہ ہیں۔ ان میں غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ ممکن ہے میری گزارشات میں عقلیت سے زیادہ جذباتیت کا پرتو دکھائی دے لیکن آپ جانتے ہیں محسوسات کا تعلق دماغ کی نسبت دل سے زیادہ ہوتا ہے۔ ضرورت ہے کہ پہلے سفارشات کو مختلف اخبارات و رسائل کے ذریعہ اردو پڑھنے لکھنے اور بولنے والوں کے دربار میں پیش کیا جائے۔ لوگوں کے ردِ عمل اور رائیں سامنے آجائیں تو ان کی روشنی میں تجاویز کو حتمی صورت دی جائے۔ ماضی میں ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کمیٹی کے اراکین کی تعداد موجودہ املا کمیٹی کے ارکان کی

تعداد سے دُگنی تھی۔ لیکن عوام نے ان سفارشات پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی کیونکہ بعض اس لیے کہ انھیں عوام تک پہنچایا ہی نہیں گیا۔ یہ جمہوری دور ہے۔ اس میں گنتی اور تعداد کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ گننے کا زمانہ ہے تولنے کا نہیں۔ خواہ ملک کے دس جینئس جمع ہوئے دماغ مل کر کیسا ہی وقیع فیصلہ کیوں نہ کریں۔ کتنی ہی جری و مفید تجاویز کیوں نہ پیش کریں ان کی سعیِ بلیغ کو قبولِ عام کی سند تبھی ملے گی جب انھیں عوام تک پہنچایا جائے گا۔

آخر میں ترقی اردو بورڈ کو اس مفید کتابچے کی اشاعت ہی پر نہیں بلکہ اس کارنامے پر بھی مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ تقریباً سو صفحے کے اس خوبصورت اور دیدہ زیب کتابچے میں کتابت وطباعت کی شکل سے دو تین ہی خامیاں نکلیں گی۔ اس کے [illegible] ناشر و پرنٹر مکتبہ جامعہ اور چھاپنے کے وہ تمام اراکین بھی ہیں، جن کی [illegible] اس میں صرف ہوئی ہے۔ یہ ایک مبارک آغاز ہے۔ اگر ابتدا یہ ہے تو منتہا کیا [illegible] میں سمجھتا ہوں اس کارنامے پر مبارک باد پیش کرنے میں تمام اردو والے [illegible] شریک ہیں۔

مکتبہ جامعہ کی تازہ مطبوعات

اردو کیسے لکھیں	(صحیح املا)	رشید حسن خاں	-/۴
اقبال اور مغربی مفکرین	(تحقیقی)	جگن ناتھ آزاد	۱۰/۵۰
مشاہیر کے خطوط	(خطوط) مرتبہ: عبداللطیف اعظمی		۱۲/۵۰
جدید اردو ادب	(ادبی)	ڈاکٹر محمد حسن	-/۱۵
فکر و ریاض	(تنقیدی)	علی جواد زیدی	-/۱۲
کچھ نثر میں بھی	(مضامین)	آنند نرائن مُلّا	-/۱۶
بازگشت	(〃)	کبیر احمد جائسی	-/۱۱
عربوں میں تاریخ نگاری کا آغاز و ارتقا		محمود الحسن	-/۱۵
میر انیس سے تعارف	(مضامین)	صالحہ عابد حسین	-/۷
رموزِ غالب	(〃)	ڈاکٹر گیان چند	۱۸/۵۰

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

آزادی	مصنف: ڈاکٹر وائی اس اگروال	ترجمہ: مخمور جالندھری	۳/۲۵
...ت شونگر	" : ڈی آرا تھاوے	" : ش قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	" : ڈی کنکیڈ	" : ڈاکٹر بریا تما سرن	۶/۲۵
قاضی نذرالاسلام	" : بسودھا چکرورتی	" : عرش ملسیانی	۴/۲۵
...وا اور نور شر	" : ڈاکٹر ذاکر حسین بلاجلد ۱/- مجلد		۲/-
کبیر	" : ڈاکٹر پارس ناتھ تواری مترجم: ایم۔ کے۔ درانی		۲/۵۰
گاندھی کا ... ت میں دھارت	مرتبہ: نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی		۴/۲۵
گرو نانک	مصنف: گوپال سنگھ	ترجمہ: مخمور جالندھری	۳/-
مٹھی بھر تصویریں	" : بھگوتی چرن ورما	" : رضیہ سجاد ظہیر	۵/-
تاش کے محل (ناول)	" : میال رنجت یکیا	" : زینت ساجدہ	۵/۵۰
سفید خون (ناول)	" : نانک سنگھ	" : رتن سنگھ	۸/-
تامل افسانے	مرتبہ: پی پال سوم سندرم	" : حسرت سہروردی	۸/-
گرو گوبند سنگھ	مصنف: ڈاکٹر ٹامور سنگھ	" : مخمور جالندھری	۳/-
سندھی افسانے	مرتبہ: " "	" : اگرسین نارنگ	۹/-
زندگی ایک (ناٹک)	مصنف: پنا لال پٹیل	" : کشور سلطانہ	۱۰/-
پنجابی افسانے	مرتبہ: ہرکھین سنگھ	" : مخمور جالندھری	۷/-
رنجیت سنگھ	مصنف: ڈی آر سود	" : " "	۲/۷۵
جدوجہد آزادی	" : بپن چندر	" : غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
بگڑواڑی	" : ڈیکھیس ماڈگلکر	" : عرش ملسیانی	۵/۲۵
شاعر	" : تاراشنکر بندوپادھیائے	" : پرتھی کاروٹے	۸/۷۵
موت کے بعد	" : شورام کانت	" : محمود سروش	۸/۷۵
... کے روپ	" : لیش پال	" : سہیل عظیم آبادی	۱۲/-
	: لارنس بینیس	" : رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

لکھنؤ کی لسانی خدمات

مصنف: ڈاکٹر حامد اللہ انصاری
ناشر: مہاتما گاندھی میموریل ریسرچ سینٹر بمبئی
قیمت: ۱۲ روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵
دہلی ۶ بمبئی ۳ علی گڑھ

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے عزیز مکرم ڈاکٹر حامد اللہ ندوی دارالعلوم ندوہ کے تعلیم یافتہ اور بمبئی یونیورسٹی کے ایم۔ اے اور لسانیات میں یونیورسٹی کے پی۔ ایچ۔ ڈی، مدراس کے ایک اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ ہیں جو خطیبؒ کے خطاب سے مخاطب ہے۔ مدتوں سے انجمن اسلام بمبئی کے اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے لائبریرین رہے اسی زمانہ میں آپ نے جامع مسجد بمبئی کے کتب خانہ کے مخطوطات کا کیٹلاگ بنا کر اپنی علمی جستجو کے آثار دکھائے۔ اور خاموشی سے علمی ترقیات اور تلاش و جستجو کے سلسلہ میں کام کرتے رہے بہ لطف مسرت اور متبسم خاموشی کے ساتھ آپ میں کیا کیا کمالات بھرے ہوئے ہیں ملنے والوں میں سے کم ہی کو اندازہ ہوا تھا کہ اس متبسم چہرے اور خاکسارانہ انداز اور ادب و احترام کے پس پردہ کیا دھواں دھار "خطیب" اور خاموش محقق زبان صبر و سکون کے ساتھ علمی تلاش و جستجو میں مشغول اور علمی ریزہ چینیوں میں مصروف ہے، آپ کی خطابت کا زور مسٹر مادھو راؤ مورخ مہاراشٹر کی ایک تاریخی تقریر کے شکریہ کے موقع پر دیکھا اور خاموش علمی تلاش کا نمونہ مندرجہ عنوان کتاب کی شکل میں دنیائے علم و ادب کے سامنے حاضر ہے۔

مصنف کتاب ڈاکٹر حامد اللہ ندوی کی اتنی عمر نہیں جتنی میری عمر پڑھنے پڑھانے اور لکھنے لکھانے میں گزری ہے۔ مجھے اس بات میں آپ سے اتفاق کرنے میں تکلف نہیں کہ

آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اس پر مستقل عنوان سے کوئی کتاب موجود نہیں یا کم سے کم میرے مطالعہ میں نہیں آئی۔ اس کتاب کی خوبیاں تو پڑھ کر کھلیں ہوا یوں کہ کتاب اور صاحبِ کتاب کے اعزاز میں بعض دوستوں کی طرف سے جو ایک مختصر جلسہ ہوا اس میں شرکت کی دعوت مجھے اس وقت ملی جس وقت میں پہلے سے ایک اور علمی تقریب کی دعوت قبول کر چکا تھا اس جلسۂ تہنیت کے چند روز بعد ایک صاحب ملے اور مجھ سے کہنے لگے کہ کتاب لکھنؤ کی لسانی خدمات کیلئے محض چند شاعروں کے حالات لکھ دیئے گئے ہیں۔ میں نے چونکہ اس وقت کتاب دیکھی نہیں تھی سن کر خاموش رہا اب جو کتاب پڑھی تو محسوس ہوا کہ عموماً ہم لوگ کس قدر بے صبرے ہیں کہ کسی چیز کو دیکھے بھالے اور جانے بوجھے بغیر اپنا مخالفانہ فیصلہ ضرور صادر کیا کرتے ہیں۔

مصنف کتاب نے کہیں یہ نہیں کہا کہ جو بات وہ کہہ رہے ہیں ان سے پہلے کسی اور کے ذہن میں آئی ہی نہیں۔ برخلاف اس کے انہیں اعتراف ہے "ہر زبان کی ترقی میں لغات ومحاورات، اصطلاحات اور قواعد جیسی لسانی شاخوں کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے ان موضوعات پر اردو زبان میں وقتاً فوقتاً کافی کام ہوا ہے جس کا باقاعدہ جائزہ آج تک کسی نے نہیں لیا۔

"اردو میں اردو زبان وادب کی تاریخیں ایک دو نہیں متعدد لکھی گئی ہیں مختصر بھی اور تفصیلی بھی ان میں عام طور پر تقسیم موضوع کا انداز ایک جیسا ہوتا ہے۔ بظاہر اس تقسیم اور تفصیل میں کوئی عیب نہیں لیکن اگر ان تاریخوں سے کوئی یہ معلوم کرنا چاہے کہ اردو زبان کی ترقی کے بنیادی موضوعات پر کہاں اور کس قدر کام ہوا ہے تو اس کو بڑی مایوسی ہوگی (لکھنؤ کی لسانی خدمات کا ط)

اور مصنف نے اسی موضوع پر اصلی کتاب میں گفتگو کرتے ہوئے میر انشاء اللہ خاں سے لے کر ڈاکٹر مسعود حسین خاں صاحب سلمہٗ تک قدیم وجدید کے نمائندہ ۲۵ اہلِ کمال کے علمی ولسانی کارنامے اور ان کی خصوصیات کو خوبصورتی اور جامعیت سے

بیان کیا ہے اور ان تمام فاضلوں کی ان کتابوں اور متعلقہ موضوع مضمونوں کا جائزہ
لے کر بتایا ہے کہ ہر ایک کے نتائجِ فکر و تلاش کی کیا کیا خصوصیات ہیں منجملہ فاضلوں
میں سب خاص لکھنوی ہی نہیں علاقہ لکھنؤ کے بھی ہیں یا پیدا کہیں اور جگہ ہوئے ہیں مگر ان
کی علمی زندگی کا بیشتر حصہ لکھنؤ ہی میں بسر ہوا۔ جیسے عبدالباری آسی۔ پھر ان میں صرف
مسلمان ہی نہیں ہندو فاضل بھی ہیں جیسے منشی لالتا پرشاد خلف منشی بیچے لال شاگرد منشی
کنوری مدن موہن وشمس فرصت لکھنوی مرحوم مولف فرہنگِ شفق ہمارے مصنف نے تمام
نام بردہ محققوں کی کتابوں کے نام بنام ذکر کے ساتھ ان کی خصوصیات کو نمایاں کیا ہے
اور بتایا ہے کہ کس کس نے کہاں کہاں اتفاق اور کہاں کہاں اختلاف کیا ہے اور
اور کس نے کیا اضافہ کیا ہے اور کون کس کا مقلد ہے یا کس سے متاثر ہوا اور کس کے
کارنامہ کو شہرت ہوئی اور کس کا کارنامہ گوشۂ گمنامی ہی میں پڑا رہ گیا اور یہ بھی بتایا
ہے کہ کس اہلِ قلم نے کس معاصر کی مخالفت میں معاندت سے کام لیا ہے اور کس نے
مصالحت سے اور کس کا لہجہ اس کے رتبہ سے فروتر ہے اور کس کی بات کس وجہ سے بے اثر
اور بے کیف ہو کر رہ گئی۔ یہ بحث ایک سو چھبیس صفحوں پر تمام ہوئی ہے۔

مذکورہ بالا بحث کے بعد "تبصرے" کے عنوان سے ذیل کے دس موضوعوں پر صاف
و سادہ اور دل کش بحث کی ہے:

۱- زبان ۲- لسانیات ۳- صوتیات ۴- رسم خط اور حروف تہجی ۵- قواعد
۶- معانی و بیان اور بدیع ۷- عروض ۸- لغت ۹- امثال ۱۰- قدامت پرستی
اور جدت پسندی۔

مصنف ہیں تو مدراسی مگر زبان لکھنؤ کی لکھتے ہیں اس لیے کہ آپ ندوی ہیں
اور دارالعلوم ندوہ لکھنؤ میں ہے۔ اس طرح یہ کتاب لکھ کر آپ نے اپنی مادرِ علمی
کا حق ادا کر دیا۔

مصنف نے دیباچہ میں اردو کی جنم بھومی کی بحث میں دکن اور دکن کے بھی
ساحلی علاقوں کو اردو کا مولد ٹھہرایا ہے۔ جہاں عرب تاجرانہ طور پر آتے اور وہیں

بن جاتے اور خود ہی کہا ہے جیسا کہ واقعہ ہے کہ دکن۔ دہلی۔ پنجاب اور گجرات کے بارے میں بعض محققوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ زبان انہی کے بیان کردہ حصہ ملک میں پیدا ہوئی ہے۔ نصیر الدین ہاشمی مرحوم کی کتاب دکن میں اردو اور پروفیسر حافظ محمود خاں شیرانی ٹونکی راجستھانی کی کتاب پنجاب میں اردو تو موجود ہیں۔ گجرات کو اردو کا مولد بتلانے والے مرحوم پروفیسر سید نجیب اشرف ندوی تھے۔ افسوس ہے کہ ان کی تحقیق نے طباعت کا لباس نہیں پہنا۔

مجھے اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا ہے کہ حافظ محمود خاں شیرانی مرحوم نے تو بہت بعد پنجاب کے مولد اردو ہونے کا دعویٰ دائر کیا تھا۔ ان سے بہت پہلے انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے ربع اول کے مشہور و معروف فلسفی اہل قلم خان بہادر مرزا سلطان احمد (قادیانی) مرحوم نے اپنی کتاب امثال میں جو غالباً ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی تھی (اور اس وقت میرے سامنے نہیں) کسی قدر تفصیل سے کہا تھا کہ اردو زبان پنجاب میں پیدا ہوئی اور اس زبان کی تخلیق کا عمل اسلامی دور سے ہزاروں برس پہلے آریوں کے ہندوستان میں ورود سے ہی شروع ہو گیا تھا اور قدیم آریاؤں کے قرنوں بعد آریوں کے ہند میں ورود کا دوسرا دور شروع ہوا۔ جسے ترکوں، افغانوں، مغلوں اور ایرانیوں کا دور کہا جاتا ہے اور بقول مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم یہ لوگ بھی آریہ ہی تھے کوئی غیر نہ تھے۔ قدیم آریوں نے ہند کے اصلی باشندوں کو لسانی لحاظ سے کیا دیا اور خود ان سے کیا لیا۔ تحقیق طلب ہے اور دوسرے دور کے آریوں کے لسانی لین دین سے اردو یا ہندی یا ہندوستانی کا وجود عمل میں آیا۔ اس کے بنانے سنوارنے میں ہندو مسلمان پارسی عیسائی حتی کہ یورپ کے آریہ بھی شامل ہیں جنہوں نے اس زبان کے لغت لکھے قواعد مرتب کیے۔

میں آخر میں کمپیر مصنف اور مہاتما گاندھی ریسرچ سینٹر کو اس کتاب کی تصنیف و تالیف اور اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی

شاعری اور شاعری کی تنقید

مصنف: ڈاکٹر عبادت بریلوی
تقسیم کار: ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڈھ
سن اشاعت: ۱۹۷۵ء
قیمت: ۱۴ روپے

شاعری اور شاعری کی تنقید ڈاکٹر عبادت بریلوی کی تازہ ترین تنقیدی تصنیف ہے اور ہمارے پیش نظر اس کا ہندوستانی ایڈیشن ہے جس میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں ۱۔ شاعری ۲۔ شاعری کی تنقید۔ تنقید شعر کے بنیادی اصول ۳۔ ولی ۴۔ مرزا مظہر جان جاناں ۵۔ سودا ۶۔ درد ۷۔ میر تقی میر کا تغزل۔ میر کی شاعری کا فکری پہلو۔ میر کا فن ۸۔ غالب کی عظمت۔ غالب کا جمالیاتی شعور۔ غالب کے تغزل میں شوخی کے عناصر۔ کلام غالب کے نئے زاویے۔ غالب کی شاعری کا جمالیاتی پہلو ۹۔ مومن دہلوی ۱۰۔ علامہ اقبال اور قومی شاعری کی روایت۔ خضر راہ۔ ساقی نامہ۔ ذوق و شوق ۱۱۔ جگر کی جمال پرستی۔ جگر اور جذبۂ عشق ۱۲۔ جوش ملیح آبادی۔ فاختہ کی آواز

عبادت بریلوی بڑے بالغ نظر نقاد ہیں انہوں نے اپنی فکری کاوشوں سے اردو ادب کو کئی معیاری تصانیف سے نوازا ہے جن میں اردو تنقید کا ارتقا، تنقیدی زاویے۔ جدید شاعری۔ غزل اور مطالعۂ غزل۔ مومن اور مطالعۂ مومن غالب اور مطالعۂ غالب سر فہرست ہیں اور اب ان کی نئی تصنیف شاعری اور شاعری کی تنقید ہے جس میں ان کا تنقیدی شعور اور اسکی پختگی صاف نظر آتی ہے۔

شاعری اور شاعری کی تنقید والا باب بڑی کاوش اور فکر رسا کا نتیجہ ہے شاعری اور اس کی تنقید پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور آئندہ بھی لکھا جائے گا۔ مگر عبادت بریلوی نے جو کچھ اس ذیل میں تحریر کیا ہے وہ نہایت واضح اور مدلل ہے اور پڑھنے والے کو پوری بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ ایک طرح سے یہ دونوں ابواب نظریاتی تنقید کے ذیل میں شمار کیے جا سکتے ہیں اور بقیہ ابواب کو

عملی تنقید کے نمونے کہا جا سکتا ہے۔
دلی۔ نظیر۔ سودا۔ درد۔ اور میر پر لکھے گئے سبھی مضامین بڑے عمدہ ہیں اور عمیق مطالعہ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مومن پر جو مضمون شامل کتاب ہے دراصل مومن اور مطالعۂ مومن کا ایک حد تک خلاصہ کہا جا سکتا ہے اور اسی طرح غالب والا باب جو پانچ متفرق مضامین پر مشتمل ہے وہ بھی فاضل مصنف کی تصنیف غالب اور مطالعۂ غالب میں موجود ہے اور ان کو وہیں سے اخذ کیا گیا ہے۔

کتاب میں کچھ ایسے ارشادات بھی ملتے ہیں جس سے قاری اور طالب علم کے ذہن کو الجھن محسوس ہو سکتی ہے جیسے نظم خضر راہ جس کا صرف خلاصہ بیان کر دیا گیا اس جگہ ضروری تھا کہ نظم کی خصوصیات اور اس کے پس منظر کا بھی ذکر کیا جاتا کیونکہ پوری نظم اپنے پس منظر سے ہم آہنگ ہے اور یہی پس منظر دراصل اس کی بنیاد ہے۔ پس منظر سے واقفیت کرانا اس لیے ضروری ہے کہ طالب علم اور قاری اس کے سہارے نظم کا صحیح لطف حاصل کر سکیں۔ اسی طرح ساقی نامہ میں فاضل مصنف نے کئی جگہ نظم لفظ کا استعمال کیا ہے۔ ساقی نامہ نظم ضرور ہے لیکن اس کی شکل مثنوی کی ہے۔

جگر اور جوش پر جو مضامین شامل کتاب ہیں وہ کافی مختصر ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ ان مضامین کو لکھنے میں روا روی کا زیادہ عنصر غالب رہا ان خامیوں سے قطع نظر تمام مضامین میں تنقیدی بصیرت، دروں بینی، جامعیت اور وسعت فکر کے عناصر پھیلے ہوئے ہیں جو عبادت بریلوی کا اردو ادب میں مرتبہ قائم کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔

مجھ کو جو ادیب پسند ہیں اور جن کی تخلیقات مجھے متاثر کرتی ہیں ان میں ایک عبادت بریلوی بھی ہیں۔ میری پسند کی پہلی وجہ ان کا وہ دلکش انداز تحریر ہے جس میں تقریر کا سا لطف ہوتا ہے اور جو پڑھنے والے کو اپنی گرفت میں کر لیتا ہے (یہ دیکھ) تقریر کی سی لذت ہوا کرتی ہے جس کا ذکر غالب نے

اپنے ایک شعر میں کیا ہے) اور دوسری وجہ ان کے سیدھے سادے الفاظ اور دلنشیں پیرائے میں سمجھانے کا طریقہ ہے۔ مذکورہ کتاب میں بھی یہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں جس کی بدولت یہ کتاب بھی پسند ہے۔ کتاب کی طباعت اور کتابت بھی ٹھیک ہے اور قیمت بھی مناسب ہے۔

صابر حسین

دشمنوں کے درمیان شام

شاعر: نیّر نیازی
ناشر: کتاب نگر لکھنؤ
قیمت: دس روپے

پاکستانی شاعر نیّر نیازی کی شاعری کلاسیکی روایات کے نقائص بھی جلنے کی سی رجائیت اور خطابت اور کسی قنوطی کے گریہ و ماتم سے قطعاً پاک ہے۔ اس میں عصری مسائل کی ترجمانی دھیمے لب و لہجہ کے ساتھ ملتی ہے۔ بندھے ٹکے استعاروں یا عام ستعمل تلازموں سے گریز اور زندگی کی بنیادی حقیقتوں کو صاف گوئی سے بیان کرنا نیّر نیازی کا طرۂ امتیاز ہے۔

مجموعہ کے نام سے ہی شاعر کی انفرادیت نمایاں ہے۔ نیّر کی شاعری ہیئت کے اعتبار سے چونکا دینے والی شاعری ہے۔ ان کی بعض نظمیں عظمت اللہ خاں کی طرح ہندی بحروں میں ہیں اور بعض نظموں کی بنیاد میں انگریزی فارموں کا کنکریٹ شامل ہے۔ دشمنوں کے درمیان شام میں ایجاز و اختصار کے ساتھ ذہنی کرب کا بیان بڑے فنکارانہ ڈھنگ سے کیا گیا ہے۔ جنگل کے سایہ میں جنتِ ارضی کا خواب، ایک دھندلا سا خواب، گزرگاہ پر تماشا، ایک تحیر تیز سفر کا، بے سود سفر کے بعد آرام کا پل اور افسردہ باغ پر بوندا باندی، وغیرہ نیّر نیازی کی ایسی نظمیں ہیں جن کا مجموعی تاثر دوررس اور دیرپا ہے اور جو یقیناً نئے لہجے اور نئے پن کی دلالت کرتی ہیں

نظموں کی طرح تیر نیازی کی غزلیں بھی بھرپور اور شعری ارتقاء کی آئینہ دار ہیں غزلوں میں اصطلاحیں پرانی ضرور ہیں لیکن ان کی معنویت بدل گئی ہے۔
کتاب کا گٹ اپ کتابت اور طباعت عمدہ ہے لیکن مقدمہ یا پیش لفظ کا فقدان کچھ کھٹکتا ہے۔ (سعید نظر برنی)

کرن کرن

شاعرہ : للیتا دیوی شکلا
قیمت : تین روپے پچاس پیسے
پتا : ندارد

جہاں تک صنفِ نازک کا تعلق ہے فنِ شعر گوئی محل یا بالائے بام سے وابستہ رہا ہے۔ اس کو فیضِ جمہوریت کہیے کہ اب وہ متوسط طبقے کی امانت بن گئی ہے۔ اصنافِ نثر میں صنفِ نازک نے ایک مستقل اور مسلّم مقام پالیا ہے اور اب صنفِ شعر میں بھی اس کی جلوہ گری کے نمایاں آثار ملتے ہیں چنانچہ کرن کرن اسی نوع کا ایک جلوہ ہے جو للیتا دیوی شکلا کی پیش کش ہے۔ یہ مجموعۂ کلام غزلیات منظومات اور قطعات پر مشتمل ہے۔

فنونِ لطیفہ اربعہ میں شاعری اور موسیقی دونوں شامل ہیں اور للیتا دیوی شکلا کی موزوں شخصیت میں ان دونوں کا امتزاج ملتا ہے۔ موخرالذکر فن میں تو ان کا نام ہندوستان سے باہر مصر، اٹلی، گریس، بغداد، روم، اسکندریہ، ٹورنٹو اور پیرس وغیرہ اہم مقامات تک مشہور رہے کرن کرن کی اشاعت للیتا دیوی کی شہرت کو اردو حلقوں میں پہنچانے کا سامان بہم کرتی ہے۔ غزلوں کی فضا خوشگوار ہے اس میں مختلف معیار کی غزلیں ہیں۔ میری نظر میں صفحہ ۳۵ کی غزل "کرن کرن" کا حاصل ہے۔ اس کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے:-

ہم چمن میں روشنی کے واسطے چھوڑ آئے آشیاں جلتا ہوا

مجموعے میں کتابت کی جا بجا غلطیاں ہیں خصوصاً کاف بیانیہ (کہ) کو اضافت کے روپ میں بے تکلف لکھا گیا ہے (کے)

بعض اشعار پر شاعرہ کو بھی نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔ مثلاً

ص۔۲۸۔ بہت ممکن ہے، ہو جائے زہر سے۔ علاجِ گردشِ ایام لوگو

زہر میں حرف دوم کو متحرک سمجھ کر مصرع پورا ہوتا ہے اور یہ تلفظ درست نہیں۔

ص۔۴۴۔ ہم نے جلا دیا تھا سرِ راہ چراغِ دل۔ یہ جان کر کبھی قافلۂ صبح دور تھا۔

یہاں "سرِ رہ" چاہیے۔ یہ غلطی کتابت کی بھی ہو سکتی ہے۔

ص۔۵۲ پر "پیار و محبت" کی ترکیب میں خود مختاری کا اعلان ہے۔

شعری فرہنگ اور مواد پر نظر کیجیے تو اس میں نیا پن ملے گا اور ترقی پسند شاعری کے عناصر نظر آئیں گے۔ نفسیات اور سیاست کے اشارے ملیں گے ملاحظہ فرمائیے۔

ہر غم خرید لائے خریدار کی طرح — کوئی بھی غم نہیں ہے غمِ یار کی طرح
میرے جنوں کی راہبری سے — رستے سب آساں ہوئے ہیں
مجھے یہ خوف ہے پھر تیرگی نہ چھا جائے — نکل رہا ہے اندھیرا سحر کی باہوں میں
دل کا چراغ صبحِ بہاراں ترے لیے — ہم تیری رہ گزر میں جلائے ہوئے تو ہیں
لینے لگا ہے حسنِ دو عالم نگاہ میں — دیدار ہو گیا ہے کسی کا قریب سے

جگر مراد آبادی کی ایک غیر مردف مشہور غزل ہے جس کے قوافی تکرار کے ساتھ آتے ہیں یعنی دزدیدہ دزدیدہ، دزدیدہ دزدیدہ وغیرہ اس انداز سے شعر کہنے میں مزاولت اور قدرتِ بیان درکار ہے۔ للیتا دیوی شکلا نے اس زمین میں بھی طبع آزمائی کی ہے اور اچھے شعر نکالے ہیں۔ دو شعر سنیے:-

نظر اٹھتی تو ہے میری طرف دزدیدہ دزدیدہ — محبت ان کے دل میں ہے مگر پوشیدہ پوشیدہ
بہت نزدیک سے دیکھا ہے ترے حسن کو میں نے — مگر اب بھی سراپا ہے ترا نادیدہ نادیدہ

منظومات میں آزاد اور پابند دونوں قسم کی نظمیں ہیں جن کے موضوعات میں محسوسات و جذبات، وطن پرستی اور انسان دوستی شامل ہیں۔ سب سے بہتر آزاد نظم "شعلہ و شبنم" ہے۔

* کرن کرن میں از: اوج یعقوبی، بانو طاہرہ سعید، احسن علی مرزا، عظمت عبدالقیوم

شاذ تمکنت اور خواجہ شوق کی رائیں شامل ہیں۔ اس سے بھی تخلیق کی اہمیت ظاہر ہے۔
کتاب صاف چھپی ہے۔ سرورق میں آرٹ کی کارفرمائی ہے۔ للیتا دیوی کے ذوق شعر
اور پیش کش پر مبارکباد ملنی چاہیے۔ ڈاکٹر وسیلی سپر بکی

پچھلے پہر

شاعر: جاں نثار اختر
صفحات: ۹۵
ناشر: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵

۱۹۴۵ء میں جاں نثار اختر کی غزلیات کا ایک مختصر سا انتخاب جاں نثار اختر کے ایک سوا ایک شعر کے نام سے وحید چغتائی نے گوالیار سے شائع کیا تھا۔ اسی زمانہ میں رسالہ چندن کا نپور میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے میں نے لکھا تھا "جاں نثار اختر فطرت کی طرف سے شاعرانہ شعور لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ ان کی شاعری کی ابتدا غزل گوئی سے ہوئی انھوں نے دس سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا تھا۔ ان کے والد ماجد جناب مضطر خیرآبادی کی غزلیات سے کون واقف نہیں ہے۔ جاں نثار اختر کی غزلوں میں مضطر کا سارا اضطراب موجود ہے۔ مگر وہ تنگنائے غزل میں اپنے آپ کو محدود نہ کر سکے۔ اور ترقی پسند ادب کا ساتھ دینے کے لئے نظم کا میدان اپنے لیے منتخب کیا۔ غزلیات کا یہ مختصر سا انتخاب حرم جیبی سائز کے ۳۲ صفحات پر محیط ہے غزل کی جھلملاتی شمع کے حضور اس کا انتساب کیا گیا ہے اس کے مرتب وحید چغتائی ان لفظوں میں لکھتے ہیں" جاں نثار اختر نے ۳۲ء تک کی غزلیات کو اپنے کلام سے یک قلم خارج کر دیا ہے ان کی غزلیات کا رنگ بالکل تبدیل ہو گیا اور اب ان کی غزلوں میں ان کی اپنی ہی قلبی واردات پوری تابندگی کے ساتھ حقیقی نظر آتی ہے ان کی اُن غزلوں میں رومان کی برنائی۔ جذبات کی رعنائی اور جوانی کا مکمل رقص موجود ہے۔ یہ رنگ ۳۲ء تک کی غزلیات میں پایا جاتا ہے اس کے بعد اختر نے غزل گوئی کی طرف سے بڑی حد تک منہ موڑ لیا اور نظمیات کے نئے دھارے پر طبیعت رواں ہو گئی پھر بھی جو غزلیات وقتاً فوقتاً کہیں اور جیسا کہ

آجکل کبھی کبھار کہتے ہیں ان میں اس شوخی اور رنگینی کے بجائے ایک متانت اور سنجیدگی پیدا ہو گی جس نے ان کی غزل گوئی کے معیار کو اور بلند کر دیا ہے اس عرصہ میں انہوں نے مسلسل غزلیں بھی کہیں ہیں۔ (صفحات ۹ اور ۱۰) اس زمانے کے چند اشعار بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

ابھی گناہ سے باقی ہے کچھ حجاب مجھے — دل خراب ذرا اور کر خراب مجھے
میری دنیا ترے مہر و ماہ کی محتاج نہیں — داغِ دل رکھتا ہوں میں داغِ جگر رکھتا ہوں میں۔
دامانِ افق رنگین ہوا، خونِ شب عشرت ہوتا ہے
ہم تجھ سے ہمیشہ کو رخصت اے صبح کے تارے ہوتے ہیں

اکتوبر ۱۹۴۳ء میں ان کی رومانی اور انقلابی نظموں کا ایک مجموعہ "سلاسل" کے نام سے کتب خانۂ علم و ادب دہلی نے شائع کیا تھا۔ اس پر پیش لفظ جوش ملیح آبادی نے لکھا تھا "سلاسل" کی نظموں کا تفصیلی جائزہ میں نے اپنے مضمون "جاں نثار اختر" میں کیا ہے جو "آجکل" دہلی کے جولائی ۱۹۵۲ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ ۱۹۴۳ء سے ۱۹۷۵ء تک یعنی گزشتہ اٹھائیس سال میں جاں نثار اختر کی شاعری نے ادبی ارتقا کی کئی منازل طے کی ہیں اور "پچھلے پہر" کی غزلیات کا پس منظر معلوم کرنے کے لیے ہمیں ان کا جائزہ لینا ہوگا۔ اس دوران ان کے کئی شعری مجموعے شائع ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ تارِ گریباں۔ ۲۔ انتخاب کلام جاں نثار اختر (انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ)۔ ۳۔ جاوداں۔ ۴۔ گھر آنگن۔ ۵۔ خاکِ دل۔ نظم سے غزل کی طرف ان کا یہ نیا رجحان ظاہر کرتا ہے کہ وہ غزل کے متعلق اب وہ رائے نہیں رکھتے جو پہلے تھی۔ اور "اور تنگنائے غزل میں ہی شعر کہنا وہ اپنی شاعری کی معراج سمجھتے ہیں" "پچھلے پہر" میں غزل کے ہمیں جدید رجحانات کا ایک اچھا نمونہ پڑھنے کو ملتا ہے۔ ان غزلیات میں اس زمانہ کا "درد و داغ و سوز و ساز و جستجو و آرزو" سب کچھ موجود ہے۔ عصری میلانات و رجحانات ہیں کہ پھوٹے پڑتے ہیں۔ قدیم غزل گو شعراء کے ملائم لب و لہجہ اور شیریں الفاظ میں اور جدید دور کا کرب ان اشعار میں سرایت کر گیا ہے۔ آل احمد سرور جیسے نقاد میں

لکھتے ہیں "چند سال سے میں دیکھ رہا ہوں کہ جاں نثار اختر غزلوں کی طرف پھر متوجہ ہوئے ہیں ان کی حال کی غزلوں کا ایک اچھا خاصا مجموعہ بن گیا ہے جو شائع ہونے والا ہے جب جاں نثار نظموں کی دنیا کی رنگینی میں کھوئے ہوئے تھے تو کچھ لوگوں کا یہ خیال ہو چلا تھا کہ وہ اس دور کے تازہ ترین میلانات سے اور نئی فکر اور نئی حیثیت سے لازماً دور ہوئے ہوں گے مگر اس شاعر کا تجربہ یہ ہے کہ ایسی کاروباری دنیا میں بھی اس کی نگاہیں دل کے داغوں پر رہیں اور دل نئی نسل کے احساس کے ساتھ دھڑکتا رہا یہ غزلیں "شعور" کی اس حکایت اور اس کی بلاغت، اشارات اور ادا کا صحیفہ ہیں حالی و اقبال نے غزل کو حدیثِ دلبراں سے صحیفۂ کائنات بنا دیا۔ غزل کی بساط بہت چھوٹی ہے مگر اس کی لطیف چاندنی میں معنی خیز اشاروں کی ایک کائنات آباد کی جا سکتی ہے حسرت، فانی، اصغر، جگر اور یگانہ سب نے غزل کو اپنے خونِ جگر کی دولت دی اور ادھر دس پندرہ سال سے جو غزل لکھی جا رہی ہے اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ گو غزل ساری شاعری نہیں ہے اور نہ ہمیں اسے اردو شاعری کی آبرو کہتے رہنا چاہئے مگر یہ ہر دور کے سوز و ساز کو اپنے نشتروں کے ذریعہ سے ظاہر کر سکتی ہے اور ہر سمندر اس کا تلاطم اس کے کوزے میں آسکتا ہے۔" (دیکھئے پیش لفظ — صفحہ ۶ اور ۷) محمد حسن اپنے افتتاحی نوٹ میں لکھتے ہیں "اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جاں نثار اختر اپنے نئے زاویوں، نئے پیرایۂ اظہار، نئی امیجری، نئی تہذیبی فضا، نئی پیکر تراشی سے پڑھنے والے میں کوئی ایسی تبدیلی پیدا کر پائے ہیں یا نہیں جو اس کے نزدیک زندگی کی معنویت ہی دو بدل کر سکی۔ کیا ان غزلوں کو پڑھنے اور ان سے لطف لینے کے بعد عام قاری زندگی کو نئی نظر سے دیکھنے کے قابل ہو گا۔ کیا اس کی بصیرت اور اندازِ احساس میں کوئی نیا عنصر داخل ہو گا کیا وہ پرانی چیزوں کا نیا رخ دیکھ پائے گا۔ کیا وہ آہستہ آہستہ مگر یقینی طور پر اپنے کو بدلتا ہوا محسوس کرے گا ایسی تبدیلی جس میں آتشِ رفتہ کا سراغ بھی ہو اور آنے والی صبح کا نور بھی" (صفحات ۱۴-۱۵)

ان سوالات کا جواب اس مجموعہ کی غزلوں کو بغور پڑھنے کے بعد دیا جا سکتا ہے۔

اور یہ ایک بڑی حد تک شاعری کی موافقت میں ہوگا۔ ۱۹۳۹ء میں جب وہ اور میں علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں ایم۔ اے کے امتحان کی تیاری کر رہے تھے اور اردو سیمینار میں بیٹھ کر اپنے مخصوص انداز میں اپنی نظمیں "بھولا فسانہ" "برسات" اور "خانہ بدوش" سناتے تھے۔ اس وقت کون اندازہ کر سکتا تھا کہ ۳۵ سال بعد ان کی شاعری غزلیات کا روپ دھارن کر کے یہ نئی شکل اختیار کرے گی۔ اب چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

انقلابوں کی گھڑی ہے ہر "نہیں" "ہاں" سے بڑی ہے

ہر ایک روح میں اک غم چھپا لگے ہے مجھے یہ زندگی تو کوئی بد دعا لگے ہے مجھے

آپ اپنے کو بھلانا کوئی آسان نہیں بڑی مشکل سے میاں بے خبری آوے ہے

نہ کوئی خواب نہ کوئی خلش، نہ کوئی خمار یہ آدمی تو ادھورا دکھائی پڑتا ہے

پیار کی لو یوں ہر لو جلا دی میں نے اپنے سینے میں
جیسے کوئی جلتی ماچس ڈال دی پی کر بوتل میں

برکھا کی تو بات ہی چھوڑو چنچل ہے پروائی بھی
جانے کس کا سبز دوپٹہ پھینک گئی ہے دھانوں میں

ہم نے انسانوں کے دکھ درد کا حل ڈھونڈ لیا
کیا برا ہے جو یہ افواہ اڑا دی جائے

آج بھی جیسے شانے پر تم ہاتھ مرے رکھ دیتی ہو
چلتے چلتے رک جاتا ہوں ساڑی کی دوکانوں پر

کھڑکی کی باریک جھری سے کون یہ مجھ تک آجائے
جسم چرائے نین جھکائے خوشبو باندھے آنچل میں

کس کی دہلیز پہ لے جا کے سجائیں اس کو بیچ رستے میں کوئی لاش پڑی ہے یارو

ہم سے پوچھو کہ غزل کیا ہے غزل کا فن کیا چند لفظوں میں کوئی آگ چھپا دی جائے

واقعہ شہر میں کل تو کوئی ایسا نہ ہوا
یہ تو اخبار کے دفتر کی خبر لگتی ہے

بار وا اپنے عشق کے قصے یوں بھی کم مشہور نہیں
کل تو شاید ناول لکھے جائیں، ان رومانوں پر

اے مرے شہرِ نگاراں ترا کیا حال ہوا
چپے چپے پہ مری آنکھ بھری آوے ہے

کب سے آدم کی طرح توڑ رکھا ہے ناتا
اے علی گڑھ ترے فردوس بریں سے ہم نے

راس آئے گی اب اشکوں کی نہ آہوں کی فضا
آج کا پیار نئی آب و ہوا مانگے ہے

سجے ہوئے ہیں کھلونے سبھی دکانوں پر
نہ جانے کس پہ ترا دل مچل گیا ہے میاں

مطرب بھی تو، ندیم بھی تو ساقیہ بھی تو
تو جانِ انجمن ہی نہیں انجمن بھی ہے

زمیں ہوگی کسی قاتل کا داماں ہم نہ کہتے تھے
اکارت جائے گا خونِ شہیداں ہم نہ کہتے تھے

کوئی اتنا نہ ہوگا لاش بھی لے جاکے دفنا دے
انہیں سڑکوں پہ مرجائے گا انساں ہم نہ کہتے تھے

نئی تہذیب کیسے لکھنؤ کو راس آئے گی
اجڑ جائے گا یہ شہرِ غزالاں ہم نہ کہتے تھے

غرضکہ "پچھلے پہر" کی بیشتر غزلوں میں آپ کو اس قسم کے اشعار ملیں گے جن کا جدید اردو غزل کا مزاج سمجھنے اور اس کی نبض کی رفتار معلوم کرنے کے لیے پڑھنا ضروری ہے۔

(مبشر علی)

یہ ہے میرا ہندوستان

شاعر: خضر برنی
زیرِ اہتمام: ادبی سنگم جامعہ نگر دہلی
قیمت: دس روپے

خضر برنی صاحب تیس چالیس برس پہلے شعر و شاعری کے میدان میں آئے اور اب تک اُن کے کلام کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ایسے کہنہ مشق شاعر کا نیا مجموعۂ کلام "یہ ہے میرا ہندوستان" پیشِ نظر ہے کتاب کے نام اور گردپوش پر ابھرے نقوش سے یہ دھوکا ہوتا ہے کہ زیرِ نظر کتاب وطنی اور قومی نظموں کا مجموعہ ہوگی لیکن حرفِ حیات

گل بوٹے، پنکھڑیاں اور سبزہ زار کیاریاں ہیں" یعنی سلام، نعت، غزلیں، نظمیں قطعات اور مختلف اشعار غرض ۱۷۶ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں ہر ذوق کی تسکین کا سامان ملے گا۔

خضر صاحب اپنے "محور سے بغاوت" نہ کرسکے، ورنہ دوستوں کی ترغیب پر کتاب کا نام اس سے بہتر رکھا جا سکتا تھا۔ اصل میں یہ نام تو اس طویل قومی نظم کا عنوان ہے جو اس کتاب میں شامل ہے۔

شاعر کے "ذکر و فکر" کے بعد چار فاضل اہل قلم کی تعریفیں بھی اس مجموعے میں شامل کی گئی ہیں۔ ان سخن شناس، سخن فہم اور صاحب نظر حضرات نے شاعر اور اس کے کلام پر اپنے خیالات کا اظہار کچھ اس طرح کیا ہے۔

" ان کے کلام میں عصری آگہی کے میلانات واضح نقوش بن کر ابھر رہے ہیں۔"
(ڈاکٹر خلیق انجم)

عجیب اتفاق ہے کہ ڈاکٹر خلیق انجم نے اپنے دعوے کے ثبوت میں جو اشعار پیش کیے ہیں ان میں عصری آگہی کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کیجیے۔

ہم کیا کہیں گے ان سے یہی سوچتے رہے
وہ سامنے جب آئے زباں بند ہو گئی

کچھ بیخودی میں ایسے ہی سجدے ادا ہوئے
کرتے ہیں رشک ہم سے فرشتے خدا گواہ

قیامت سے جو اپنی جبیں میں کچھ کم نہیں ہوتا
قیامت ہے وہی اکثر ہمیں پھر یاد آتا ہے

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کہتے ہیں کہ وہ "کہنہ مشق شاعر ہیں" کلاسیکی روایت اور رچا ہوا شعور و ذہن مزاج میں رکھتے ہیں پختہ اور با مزہ شعر کہتے ہیں"
چند پختہ اور با مزہ اشعار آپ کی خدمت میں بھی پیش ہیں۔

عزم سلوک نے ہمیں بیمار کر دیا
دیوانگی میں یہ تو نہ تھا بے بسی کا حال

میں دیکھتا ہوں غنچہ و گل کا مزاج و رنگ
ان کا کرم ہے شامل رحمت ہوں دوستو

نیکوں کی صف میں آنے کا ارمان کیجیے
جنجالِ عمل کے لیے پیکر جمال

سب کچھ کے بعد غیر نے دامن بچا لیا — اور موردِ عتاب فقط ایک ہم ہوئے

اس مجموعہ سے چند اشعار کا اور انتخاب کیا ہے ان سے لطف اٹھانے کے بعد مالک رام صاحب کی رائے پڑھیے۔

عجب نہیں ہے جو کھل جائے حقیقت ذرّے ذرّے کی
تری نظر ہو تو ممکن ہے ظلمت بھی فریبِ نور ہو جائے

سزا کی بات علیحدہ ہے کون دیکھے گا
گنہگار کے چہرے پہ آب نکھار تو ہے

سوا انداز اس رفتار سے پہنچا منزل پر
بڑی مشکل سے پہنچیں گے مسافر شام ہونے تک

کبھی بھی زمانہ کہے زباں سے مجبور و مظلوم کی بات
جس نے سنائی اپنی ہستی اس کا بھلا افسانہ کیا

جام کو جو بھلا دیا غم، جھوم اٹھے سرشار ہوئے
چلتے پھرتے پی لیتے ہیں اپنے لیے مے خانہ کیا

بھلا جو شخص ایسے شعر کہہ سکتا ہے کتنی بدنصیبی ہو گی اگر وہ غزل کہنا ترک کر دے اور غزل میں ایسے شعر پیدا کیے جا سکتے ہیں تو کون ہے جو غزل کا مخالف ہو گا۔ (مالک رام)

ڈاکٹر عنوان چشتی کی رائے پڑھیے ان کا کہنا ہے کہ حضرت خضر برنی اردو کے ان چند شاعروں میں سے ہیں جنھیں جملہ اصنافِ سخن پر دسترس حاصل ہے ان کی زبان اور اسلوب نیز موضوع و مواد کی مانوس فضا قاری کو ایک ایسی دنیا میں پہنچا دیتی ہے جو اس کی اپنی دنیا سے قدرے مشابہ ہوتی ہے۔

آئیے ایک نعت کا جائزہ لیں جس میں مصرعوں کی ترتیب اور قافیوں کی تبدیلی نے اس نظم کو "کلاسیکی روایت" اور جدید آزاد نظم کا ایک دلچسپ سنگم بنا دیا ہے۔ یہ نظم چھ بندوں پر مشتمل ہے، پہلا بند تین مصرعوں کا ہے، دوسرا تیسرا چوتھا اور پانچواں بند چار مصرعوں کا ہے اور چھٹے بند میں مصرعوں کی تعداد بڑھ کر پانچ ہو گئی ہے۔ پہلے بند کے تینوں مصرعے ہم قافیہ ہیں۔ دوسرے، تیسرے چوتھے اور پانچویں بندوں میں تین مصرعے ہم قافیہ ہیں اور چوتھا مصرع قافیے سے الگ ہے چھٹے بند کے تین مصرعے ہم قافیہ ہیں مگر چوتھا اور پانچواں مصرعہ قافیے سے الگ ہے۔ اسی ضمن میں شاعر کی اس دور کی نظم کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جس کا عنوان اسم

کتاب کا نام ٹھہرا ہے۔ یہاں شاعر جذبۂ حب الوطنی میں سرشار ہے اور اسے ترتیب، ربط اور تسلسل کی کبھی فکر نہیں ہے میں نے تو پوری نظم پڑھی ہے۔ آپ کے لیے صرف دو بندوں کا پڑھ لینا کافی سمجھتا ہوں۔

دوہے میں کبیر اور رحیمن کے ہیں رصع — اک کنڈلی کہ گردھر نے جسے صاف کیا ہے
سودا سے الگ دیکھیے میں آتش و ناسخ — ہاں ذوق کے اسلوب نے کچھ رنگ دیا ہے
چھپا ہے چھپی ہے کہیں برگ دسخن ہے
غالب کا چمن میر کا مومن کا وطن ہے

ہے ٹیپو و جہانگیر کے انصاف کی تنویر — سرسید و ملا و برہمن کی زمیں ہے
تھا اکبر اعظم کا یہیں ایک نشیمن — ہاں شاہ ظفر کی بھی تو تاریخ یہیں ہے
سچ پوچھیے اپنا تو یہی دولت و دھن ہے
غالب کا چمن میر کا مومن کا وطن ہے

اس نظم میں کہیں کہیں ظرافت کی چاشنی بھی ہے۔ اردو کا نیا رشتہ ملاحظہ فرمائیے۔

غالب کی یہ ہمشیر ہے حکمت کی خالا

چار فاضل اہل قلم کی رائیں اور نمونۂ کلام اگر سامنے ہوں تو انکی روشنی میں شاعر کے کلام کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ ویسے شاعر نے خود اپنے بارے میں جو خیال ظاہر کیا ہے اسے بھی سن لیجیے شاید اس باکمال شاعر کا کلام سمجھنے میں مدد ملے۔ کہتے ہیں ؎

زمانہ کچھ کہے لیکن خضر میں خود سمجھتا ہوں
حقیقت میں کہاں تک صاحب مقدور ہوں ساقی

یا یہ شعر ؎

خضر مشق سخن کا سلسلہ جاری رکھو ہر دم
تم اپنی شاعری میں ایک اونچا نام ہونے تک

میں نے کوشش کی ہے کہ شاعر کی زبان اور اسلوب نیز موضوع و مواد کی فضا سے آپ کو روشناس کرادوں۔ اب آپ فیصلہ کیجیے کہ اس فضا نے آپ کو اس دنیا میں پہنچایا یا نہیں جو آپ کی اپنی دنیا سے قدرے مشابہ ہے مجھے تو آخر میں صرف اتنا کہنا ہے کہ کتاب کی طباعت جس اہتمام کے ساتھ کی گئی ہے اس کے لیے شاعر اور پبلشر قابل مبارک باد ہیں اردو اکیڈمی اتر پردیش کے مالی تعاون کی وجہ سے عمدہ کاغذ دیدہ زیب گرد پوش اور اچھی کتابت کا خاص خیال رکھا جا سکا ہے۔ قیمت دس روپئے ہے یقیناً اتنی لاگت تو آئی ہو گی۔

(شکیل اختر فاروقی)

موت کے بعد
(ناول)

شیورام کانت
مترجم: محمود سرکش
نیشنل بک ٹرسٹ، نئی دہلی
ضخامت: ۲۰۰
قیمت: آٹھ روپئے پچھتر پیسے

یہ ناول بھی نیشنل بک ٹرسٹ کے "ہندوستانی کتابوں کا سلسلہ" کی ایک کڑی ہے۔ کنڑی زبان کے اس ناول کے مصنف شیورام کانت کو ساہتیہ اکاڈمی کا ایوارڈ اور پدم بھوشن کا خطاب مل چکا ہے۔ موصوف کرناٹک کے ممتاز عوامی ناٹک کی ایک تنظیم "یکشہ گان" کے ڈائرکٹر ہیں۔

"موت کے بعد" ایک ایسے شخص کی کہانی ہے جس کے ساتھ بیٹھ کر مصنف نے آدھے دن تک سفر کیا تھا۔ مستقبل میں مصنف کی دلچسپی اس شخص میں بڑھی اور گہری دوستی میں بدل گئی حتیٰ کہ وہ اپنے ورثا اور حقیقی جانشینوں کو نظر انداز کر کے اپنی دولت وتر کہ پر اسے مکمل اختیار دے دیتا ہے اور اسے وصیت کے مطابق خرچ کرنے کا مجاز بنا دیتا ہے۔ مصنف کے ذہن پر مرحوم شخص اپنی لافانی یاد چھوڑ گیا۔ ایسے ہی شخص کی ڈائری، تصاویر اور یادداشتوں پر اس ناول کی بنیاد رکھی

گئی ہے۔

ناول لیشونت راؤ کی زندگی کا آئینہ دار ہے۔ اس میں اپنوں کی بے وفائی اور غیروں کا خلوص اُجاگر کیا گیا ہے۔ پاروت اماّنے یتیم و بیسر لیشونت کو پال پوس کر بڑا کیا۔ وہ اسے اپنا بیٹا ہی سمجھتی تھی۔ لیکن شادی کے بعد لیشونت کی دلچسپی اس سے کم ہو گئی۔ علاحدگی کے باوجود لیشونت پاروت اماّ کی امداد کرتا رہا۔ اور مرنے کے بعد بھی وصیت میں اسے جاری رکھنے کی ہدایت کی۔ لیشونت راؤ اپنی بیوی سے بھی زیادہ خوش نہ تھا۔ اس لیے اس نے خفیہ طور پر ایک اور شادی کر لی تھی۔ پہلی بیوی اور اس کی اولاد لیشونت راؤ کو تنگ کرتے رہتے۔ اس لیے مجبوراً لیشونت راؤ راہِ فرار اختیار کر لیتا ہے۔ مرنے کے بعد لیشونت راؤ کا لڑکا سیتارام ہیگڑے باپ کے ترکہ کو ہتھیانے کی کوشش کرتا ہے لیکن سب فضول ثابت ہوتی ہیں۔ لیشونت راؤ کے ایک بیٹے کے علاوہ تین اور بیٹیاں ہیں جن کا بیاہ ہو چکا ہے۔ لیشونت راؤ اپنی داشتہ (یا دوسری بیوی) کے متعلق لکھتے ہیں:

> "زندگی میں مجھے اگر سکھ ملا ہے تو پاروت اماّ کی آغوش میں جس نے مجھے پرورش کیا یا پھر سری کے گھر میں۔ جب کبھی چمپی کی بیل کا خیال کرتا ہوں۔ میں یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ صرف اپنے لیے جیتی ہے۔ آم کے پیڑ کے لیے نہیں ...... سری ایسی نہیں ہے۔ سب کی طاقتوں کا ہدف بن کر بھی وہ ایسی نہیں ہو سکتی۔ شرافت صرف خاندان ہی پر منحصر نہیں۔ کدو کے پودے کا پھل الگ الگ طرح کا ہوتا ہے۔ ایک پھل شراب سے لبریز رہتا ہے تو دوسرا طنبورے سے متعلق راگ نکالنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ سری طنبورے میں کام آنے والا کدو ہے۔"

ناول کا اردو ترجمہ سلیس، با محاورہ اور شگفتہ ہے طباعت اور کتابت دونوں اعلیٰ درجہ کی ہیں۔

(سید نظر برنی)

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی دو نئی درسی کتابیں

نیا اردو نصاب (حصہ اول)

محمد ذاکر

(استاد شعبۂ اردو، جامعہ کالج)

پڑھے لکھے بالغ ہندوستانی طلبہ کو سائنٹفک طریقے سے اردو سکھانے کے لیے عمدہ کتاب۔ یہ کتاب محمد ذاکر صاحب کی کئی سال کی محنت کا نتیجہ ہے اور جامعہ کالج کے بی۔ اے کے نصاب میں داخل ہے۔

قیمت:۔ تین روپے

نیا اردو نصاب (حصہ دوم)

مرتبہ: سید ابوالکاظم قیصر زیدی

محمد ذاکر

(اساتذہ شعبۂ اردو جامعہ کالج)

یہ کتاب اردو کے نوآموز طلبا کو اردو زبان و ادب سے آشنا کرانے کے لیے تیار کی گئی ہے اور اردو شعر و ادب کے انتخابات پر مشتمل ہے۔ انتخابات کی ترتیب و تدوین میں جس دقت نظر سے کام لیا گیا ہے وہ بے مثل ہے یہ کتاب بھی جامعہ کالج کے بی۔ اے کے نصاب میں داخل ہے

قیمت: تین روپے

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵ دہلی ۶ بمبئی ۳ علی گڑھ ۱

پچھلے پہر

(شعری مجموعہ)

جاں نثار اختر

جاں نثار اختر اس دور کے اُن ممتاز شاعروں میں سے ہیں جن پر ہماری شاعری اور ادب بلاشبہ ناز کرسکتا ہے۔ ان کے یہاں طنز کی متلاشی لاشیں بھی ہیں زندگی کی کڑوی دھوپ میں تیز قدموں سے چلنے والے راہی بھی، ہاتھوں پر چھالوں کی طرح چمکتے ہوئے سکے بھی، رات گئے دل کی ابھرتی سوئی چوٹیں بھی۔ غرض ایک عجیب وغریب دنیا ہے جس میں آوازیں، چیخیں، سرگوشیاں اور ارمانوں کے نہ جانے کتنے روپ نگر آباد ہیں۔

فوٹو آفسیٹ کے ذریعہ شائع کی گئی۔ قیمت -/۶

سماجی تبدیلیاں

(ازمنۂ وسطیٰ کے ہندوستان میں ۵۰۰ سے ۱۲۰۰ عیسوی تک)

مصنف:- رام شرن شرما مترجم:- قاضی عبیدالرحمٰن

ازمنۂ وسطیٰ کے ہندوستان میں کون کون سی سماجی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اس زمانے میں ذات برادری کا کیا تصور تھا اور کیا عقائد و معاملات تھے۔ ان سب باتوں کا پورے پس منظر کے ساتھ بالتفصیل جائزہ لیا گیا ہے۔

فوٹو آفسیٹ کے ذریعہ شائع کی گئی۔ قیمت -/۲

گاندھی جی کے تعلیمی خیالات

سعید انصاری

گاندھی جی نے ہندوستانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس پر اپنے خیالات و افکار کا گہری چھاپ نہ ڈالی ہو۔ اس میں تعلیم کا ایک بنیادی گوشہ ہے جس پر انھوں نے نہ صرف فطری حیثیت سے غور و خوض کیا بلکہ عملی اعتبار سے بھی کچھ تجربے کیے ہیں اس کی جھلک آپ کو اس کتاب میں ملے گی۔ قیمت -/۱۶

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵ دہلی ۶ بمبئی ۳ علی گڑھ ۱

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی اہم کتابیں

پروفیسر محمد مجیب

نگارشات

پروفیسر محمد مجیب کی اردو نگارشات تقریباً نصف صدی پر پھیلی ہوئی ہیں اور ان کے موضوعات کا میدان اتنا وسیع ہے جتنا کہ خود زندگی۔ یہ مجیب صاحب کے ان مضامین کا انتخاب ہے جو آپ نے ۱۹۲۰ء سے ۱۹۷۴ء تک رسالہ "جامعہ" کے لیے لکھے تھے۔

قیمت -/۱۶

(شعری مجموعہ)

بیاضِ مریم

سکندر علی وجد

بیاضِ مریم سکندر علی وجد کا چوتھا شعری مجموعہ ہے۔ اس میں پچھلے دس برس کے غیر مطبوعہ کلام کے علاوہ ۱۹۵۲ء سے پہلے کا غیر مطبوعہ کلام بھی شامل ہے۔ اس بیاض کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کی تصاویر اور ٹائٹل ملک کے مایۂ ناز آرٹسٹ حسین کی بنائی ہوئی ہیں۔

قیمت -/۱۲

(خودنوشت سوانح)

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

خواجہ غلام السیدین

اس میں سیدین صاحب نے اپنی زندگی کے ابتدائی چالیس سال کی کہانی بڑے دلکش و پُراثر انداز میں بیان کی ہے اس میں ندرتِ فکر بھی ہے خیالات کی گہرائی بھی۔ تعلیمی اور علمی تجربات کا نچوڑ بھی۔ لیکن یہ سوانح نامکمل رہ گئی تھی۔ اس نامکمل سوانح کو "ذکرِ حبیب" کے نام سے صالحہ عابد حسین نے مکمل کیا ہے۔

قیمت -/۲۴

جانے والوں کی یاد آتی ہے

صالحہ عابد حسین

اس کتاب میں بزرگ ہستیوں پر بھی مضامین ہیں اور محبوب دوستوں پر بھی۔ ان میں مولانا حالی۔ مولانا اسلم جیراجپوری۔ ڈاکٹر ذاکر حسین۔ خواجہ غلام السیدین جیسی مشہور و معروف شخصیتیں بھی ہیں اور عزیز سید بن قدسیہ زیدی۔ صدیقہ [illegible] جیسی محبوب ہستیاں بھی۔

قیمت -/۱۸

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵ — دہلی ۶ — بمبئی ۳ — علی گڑھ ۱

نئی مطبوعات

مانی جائسی	حیات و شاعری	سید صفدر حسین	[illegible]
دستۂ گل شگفتہ	(شعری مجموعہ)	پیش لفظ رشید حسن خاں	۲/-
طرح نو	〃	علیم صبا نویدی	۱۲/-
املا کیسے لکھیں	(صحیح املا)	رشید حسن خاں	۴/-
طبیعیات کے بنیادی تصورات		آرتھر بیزر	۲۵/-
اردو شاعری میں سانٹ		حنیف کیفی	۱۸/-
آمد و رفت	ناولٹ	جوگندر پال	۳/-
پتھر کا شہزادہ	(افسانے)	صغرا مہدی	۴/-
اردو نثر کا دہلوی دبستان		عبدالرحیم	۳۰/-
کنہیا لال کپور، حیات اور کارنامے		ایس۔ جے۔ صادق	۱۰/-
سب رنگ	شعری مجموعہ	مخمور سعیدی	۵/-
مضامین رشید	(مضامین)	پروفیسر رشید احمد صدیقی	۱۶/-
دہلی کے اردو مخطوطات		صلاح الدین	۱۲/-
تخلیقی عمل		وزیر آغا	۱۴/-
اردو لسانیات		شوکت سبزواری	۱۸/-
ت رخ نہال غم		خورشید الاسلام	۱۵/-
...صرف	(اردو قواعد)	محمد انصار اللہ	۴/۹۰
اردو نحو	〃	〃	۵/۹۰
ہند کی کہانی	(بارہ ماسہ)	〃	۵/-
ت تراش	ناول	یاقوتہ رحمٰن	۲۰/-
دیوان حالی معہ شرح	(کلام)	نظیر لدھیانوی	۲۰/-
بار	ناول	قاضی فضل محمد صدیقی	۵/-
کے پتے	〃	اختر حسین	۶/۹۰
نیاں	〃	عفت موہانی	۱۰/۵۰
شاعر سے ملئے	(خاکے)	یوسف ناظم	۶/-
اڑ نا	(ریڈیائی ڈرامے)	محمد خالد عابدی	۶/۵۰

ترقی اردو بورڈ مرکزی وزارت تعلیم حکومت ہند کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

مصنف : ایم۔ این۔ سری نواس

جدید ہندوستان میں ذات پات: مترجم : شہباز حسین

اس کتاب میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جدید ہندوستان کے جمہوری طریقۂ کار انتظامیہ اور تعلیمی میدان میں ذات پات نے کیا حصہ لیا ہے۔ سیاسی میدان میں اس کو کس حد تک عمل دخل حاصل ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے۔ قیمت -/۱۰

مصنف : نریندر کرشن سنہا

حیدر علی : مترجم : اقتدار حسین صدیقی

یہ کتاب نہ صرف حیدر علی کی سوانح ہے بلکہ ہندوستانی تاریخ کی اٹھارویں صدی کی عجیب و غریب شخصیت کا سوانحی مطالعہ بھی ہے اگرچہ اس کی زندگی کے بارے میں تفصیلات کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے تاہم یہ کتاب بنیادی اعتبار سے اس کی فوجی اور سیاسی زندگی سے متعلق ہے۔ قیمت -/۱۶

مصنف : الک گھوش

ہندوستانی معیشت : مترجم : محمد خلیق

عام طور پر ان ملکوں کو کم ترقی یافتہ کہا جاتا ہے۔ جن کا معیار زندگی کم ہو جن کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہو اور جہاں صنعت و حرفت بہت کم ہو۔ ہندوستان کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ تفصیلات اس کتاب میں ملیں گی۔ قیمت ۳۶٫۵۰

مصنف : کنور محمد اشرف

ہندوستانی معاشرہ عہدِ وسطیٰ میں: مترجم : قمرالدین

ہندوستان کے لوگوں کی زندگی اور معاشرت پر مرحوم ڈاکٹر اشرف کی لاثانی تصنیف ہے۔ یہ کتاب اس دور میں تصنیف ہوئی۔ جب تاریخ کا مطالعہ محض حکمرانوں کی زندگیوں اور ان کے عسکری کارناموں تک ہی محدود تھا۔ ڈاکٹر اشرف نے تاریخ کے مطالعہ کے لیے بلاشبہ نئی راہیں متعین کر کے ایک قابلِ تقلید مثال قائم کی ہے۔ قیمت ۱۸٫۵۰

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵ دہلی ۶ بمبئی ۳ علی گڑھ ۱

معیاری ادب

یکم اکتوبر ۸۲ء ۱۹ سے بڑھتی ہوئی گرانی سے مجبور ہو کر کتابوں کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے براہِ کرم آرڈر دیتے وقت نئی قیمتوں کو ضرور پیشِ نظر رکھیں۔

نام کتاب	مرتبہ	لائبریری ایڈیشن	عام ایڈیشن
مقدمہ شعر و شاعری	رشید حسن خاں	۵/-	۴/-
انتخاب سراج اورنگ آبادی	ڈاکٹر محمد حسن	۲/۷۰	۱/۷۰
موازنۂ انیس و دبیر	رشید حسن خاں	۶/-	۵/-
انتخاب مراثی (انیس و دبیر)	" " "	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب نظیر اکبر آبادی	" " "	۶/-	۵/-
نیرنگ خیال	مالک رام	۳/۳۰	۲/۳۰
فسانۂ آزاد (تلخیص)	ڈاکٹر قمر رئیس	۹/۵۰	۸/۵۰
فردوس بریں	" " "	۳/۷۰	۲/۷۰
شریف زادہ	" " "	۴/۳۰	۳/۳۰
حیات سعدی	رشید حسن خاں	۵/۳۰	۴/۳۰
انتخاب اکبر الہ آبادی	ڈاکٹر صدیق الرحمٰن قدوائی	۴/۷۰	۳/۷۰
انتخاب میر	ڈاکٹر محمد حسن		زیر طبع
دیوان درد	رشید حسن خاں	۴/۳۰	۳/۳۰
مجالس النساء	صالحہ عابد حسین	۴/۳۰	۳/۳۰
انتخاب مضامین شبلی	رشید حسن خاں	۱۱/-	۱۰/-
امراؤ جان ادا	ڈاکٹر محمد حسن	۸/۵۰	۷/۵۰
یادگار غالب (حصۂ اردو)	مالک رام		زیر طبع
" (" فارسی)	"	۱۰/-	۹/-
مثنوی گلزار نسیم	رشید حسن خاں		زیر طبع
گزشتہ لکھنؤ	" " "	۱۲/۵۰	۱۱/۵۰
[illegible]	ڈاکٹر صدیق الرحمٰن قدوائی	۷/۵۰	۶/۵۰

نام کتاب	مرتبہ	لائبریری ایڈیشن	طلبا ایڈیشن
انتخابِ ولی	ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی		زیر طبع
افاداتِ سلیم	ڈاکٹر خلیق انجم	۷/۵۰	۶/۵۰
توبۃ النصوح	مالک رام	۶/۵۰	۵/۵۰
قصۂ طار طالو	اطہر پرویز	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخابِ سودا	رشید حسن خاں	۱۴/۵۰	۱۳/۵۰
انتخابِ ناسخ	" " "	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخابِ محمد قلی قطب شاہ	محمد اکبر الدین صدیقی	۷/-	۶/-
انتخابِ ذوق	ڈاکٹر تنویر احمد علوی	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخابِ مضامینِ سرسید	انور صدیقی	۵/-	۴/-

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی دیگر مطبوعات

ادب۔ تنقید۔ انشا

مسالک و منازل	ضیا احمد بدایونی	۲۲/-
نگارشات	پروفیسر محمد مجیب	۱۶/-
غالب اور شاہانِ تیموریہ	خلیق انجم	۹/۵۰
ہوا کے دوش پر	غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
قدیم دلی کالج	مالک رام	زیر طبع
مسرت سے بصیرت تک	آل احمد سرور	۱۲/۵۰
نظر اور نظریے	" " "	۱۲/۵۰
طنزیات و مضحکات	رشید احمد	۱۰/۵۰
اشخاص و افکار	ضیاء الحسن فاروقی	۶/۵۰
تجزیے	ڈاکٹر گیان چند	۱۲/۵۰
اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمود الٰہی	۱۴/-
حسرت کی شاعری	ڈاکٹر یوسف حسین خاں	۷/۵۰
خواتینِ کربلا کلامِ انیس کے آئینے میں	صالحہ عابد حسین	۱۴/-
کاروانِ فکر	ڈاکٹر یوسف حسین خاں	۳/۷۵
اردو وائیز	سید ظہیر الدین مدنی	۵/۵۰
اردو مرثیہ	سید سفارش حسین	۶/-
بکھرے ورق	سونیتی کمار چٹرجی	۴/-
پردیسی کے خطوط	مجنوں گورکھپوری	۲/۷۵
تنقید کیا ہے	آل احمد سرور	۶/۷۵
جدید ترکی ادب کے ارکانِ ثلاثہ	ضیاء الحسن فاروقی	۴/-
یادوں کے سائے	عتیق صدیقی	۱۸/-
تلاشِ میر	نثار احمد فاروقی	۱۱/-
نقدِ اقبال	میکش اکبرآبادی	زیر طبع
فسانۂ عجائب کا تنقیدی مطالعہ	سید جعفر حسن	[illegible]

تذکرے۔ سیرت۔ شخصیت

وہ صورتیں الٰہی	مالک رام	۱۰/-
ہمارے ذاکر صاحب	رشید احمد صدیقی	۹/-
اکابر تعلیم	سعید انصاری	۱۲/-
تذکرہ معاصرین	مالک رام	۱۶/-
ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں	سالم قدوائی	۱۶/-
پریم چند کے خطوط	مدن گوپال	۶/۵۰
قلم کا مزدور	" "	۵/-
گنجہائے گراں مایہ	رشید احمد صدیقی	زیر طبع
ڈاکٹر ذاکر حسین	عبداللطیف اعظمی	۶/۵۰
داستان ایک قرن کی	خواجہ غلام السیدین	۱/۵۰
شہر آشوب	ڈاکٹر نعیم احمد	۶/۵۰
شراب کہنہ	رشید نعمانی	۴/-

تاریخ۔ سیاسیات۔ روداد

مذہب اور جدید ذہن	ڈاکٹر مشیر الحق	۶/۵۰
دین الٰہی اور اس کا پس منظر	مہر محمد خاں شہاب	۴/-
مسلمان اور سیکولر ہندوستان	ڈاکٹر مشیر الحق	۷/-
دنیا اسلام سے پہلے / دنیا اسلام کے بعد	عبدالسلام قدوائی	مجلد ۴/۲۵، غیر مجلد ۳/-
اسلامی عقائد و مسائل مذہب	جلال الدین اعظمی	۴/-
مسلمان اور عصری مسائل	ڈاکٹر عابد حسین	۶/۵۰
کتاب و سنت کے جواہر پارے	مولانا جلال الدین اعظمی	۲/۲۵
سماجی تبدیلیاں	رام کرشن شرما	۲/-
مغلیہ سلطنت میں مذہبی تعلقات	سید نور الحسن	۴/-
تعلیمات اسلام (دوم)	مولانا عبدالسلام قدوائی	۴/-
آشفتہ بیانی میری	رشید احمد صدیقی	۸/-
اسلام کی اخلاقی تعلیمات	امام غزالی	۹/۵۰
امریکہ کے کالے مسلمان	ڈاکٹر مشیر الحق	۲/۵۰
مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ	طاہر محمود	۴/-
کتاب کی کہانی	سید احمد حسن نقوی	۱/۵۰
پاکستان کا قیام اور ابتدائی حالات	سری پرکاش	۴/-
ہندوستان میں نئے اسلام پر نظرثانی کی ضرورت	اے اے فیضی	-/۵۰
تاریخ الامت اول	مولانا اسلم جیراجپوری	۳/۵۰
" " دوم	" "	۸/-
" " سوم	" "	۳/۷۵
" " چہارم	" "	۴/۲۵
" " پنجم	" "	۴/۲۵
" " ششم	" "	۴/۲۵
" " ہفتم	" "	۳/-
" " ہشتم	" "	۴/۵۰
کچھ پرانے خط	پنڈت جواہر لال نہرو	۱۰/-
یادگار شخصیتیں	" "	۷/-

سفرنامے

عروس نیل	سلطانہ آصف فیضی	زیر طبع

تعلیم و تربیت

…م فلسفہ اور سماج ڈاکٹر سلامت اللہ ۱۲/۵۰
…ی اساتذہ کے لیے " " " ۶/۵۰
…س کا طریقہ عبدالغفور مدھولی ۲/۵۰
…پروجیکٹ " " " ۲/۵۰
…یسے پڑھائیں ڈاکٹر سلامت اللہ زیر طبع
…رہ تعلیمی مسائل عبداللہ ولی بخش قادری ۴/۵۰
…خطبات ڈاکٹر ذاکر حسین ۴/-
…کے ذریعہ تعلیم …ول دوم عبدالغفار مدھولی ۲/-
…ابتدائی کی کہانی " " " ۲/-

ناول، افسانے اور خاکے

…ستقلم ہوئے راجندر سنگھ بیدی ۱۰/-
… انور کمال حسینی ۵/-
…ر گورے لوگ احسان الحق ۶/-
…کھو دیے رضیہ سجاد ظہیر زیر طبع
…دلدل ترجمہ " " ۵/۵۰
سات سال " " ۶/-
…اپنی اپنی صلیب صالحہ عابد حسین ۹/-
…دور " " " ۵/-
…جلاں صغرا مہدی ۶/-
…سے سمندر تک عزیز قیسی ۳/۵۰
…کی لہر سائونگ ۴/-
… قرۃ العین حیدر ۱/۵۰
…کے گیت " ۳/-
…ؤ " زیر طبع
… " ۳/-

ماں کی کھیتی ترجمہ قرۃ العین حیدر ۲/۵۰
یودوکیہ " " " " ۲/-
پت جھڑ کی آواز مصنفہ " " ۶/-
باپ بیٹے ترجمہ انور عظیم ۶/-
باغ و بہار مرتبہ رشید حسن خاں ۶/۵۰
بیوہ منشی پریم چند زیر طبع
گئودان " " " ۱۳/-
میدانِ عمل " " " زیر طبع
واردات " " " ۵/۵۰
چار کا پتہ سلطانہ آصف فیضی ۳/-
پیار کا موسم مہندر ناتھ ۴/۵۰
شکست ناتمام ترجمہ زہرہ سیدین ۲/-
دلی کی شام بلقیس جہاں ۸/-
صلاح الدین ایوبی قاضی عبدالستار زیر طبع
اپنے دکھ مجھے دیدو راجندر سنگھ بیدی ۶/-

افسانے اور خاکے

پرندا اور دوسرے افسانے آصف مجیب ۲/-
بڑی حویلی مرزا محمود بیگ ۲/۵۰
چراغوں کا سفر رام لعل ۴/-
خیالستان سجاد حیدر یلدرم زیر طبع
کیمیاگر پروفیسر محمد مجیب ۲/۵۰
نروان جیلانی بانو زیر طبع

ڈرامے

تنہائی ساگر سرحدی ۴/۵۰
جہاں آرا (اوپیرا) رفعت سروش ۵/۵۰
آذر کا خواب قدسیہ زیدی ۴/-
جان ہار " " زیر طبع

آزمائش	پروفیسر محمد مجیب	زیر طبع
خانہ جنگی	" " "	۲/۲۵
انجام	" " "	زیر طبع
کھیتی	" " "	۱/۵۰
ادبی کی منزل	کرتار سنگھ دگل	۵/-
آئینۂ ایام	ترجمہ خلیق احمد	۴/۵۰
پردۂ غفلت	ڈاکٹر عابد حسین	۲/-
سیدھا سچ آدمی تھا	" " "	۲/۲۵
دروازے کھول دو	کرشن چندر	زیر طبع
سراج الدولہ	ترجمہ اشفاق حسین	۲/-
نقش آخر	اشتیاق حسین قریشی	۲/-

نظم

پچھلے پہر	جاں نثار اختر	۶/-
بیاض مریم	سکندر علی وجد	۱۲/-
نئی نظم کا سفر	مرتبہ خلیل الرحمن اعظمی	۱۲/۵۰
آتش گل	جگر مرادآبادی	۶/-
نئی دنیا کو سلام	سردار جعفری	۸/-
کلیات	فراق گورکھپوری	۶/- زیر طبع
آپ حالی	سفارش حسین	۶/۵۰
غالب کے اردو کلام کا انتخاب	پروفیسر محمد مجیب	۹/۵۰

بچوں کی کتابیں

برکات اسلام	مولانا اسلم جیراجپوری	۶/۶۰
[illegible] اسلام	" " "	-/۲۰
رسول پاک	عبدالواحد سندھی	۲/-
چاریار	الیاس احمد مجیبی	۲/۵۰
آنحضرتؐ اردو	" "	-/۸۰
آنحضرتؐ ہندی	الیاس احمد مجیبی	-/۶۰
پاک کہانیاں دو حصوں میں	مقبول احمد سیوہاروی	۳/-
خلفائے راشدین	خواجہ عبدالحی فاروقی	۳/-
نبیوں کے قصے	" " "	۱/۵۰
مسلمان بیبیاں	اعجاز الحق قدوسی	۱/-
ہمارے رسولؐ	خواجہ عبدالحی فاروقی	۲/۴۰
ہمارے نبیؐ اردو	سید نواب علی رضوی	۱/۲۰
ہمارے نبی ہندی	" " "	-/۴۰
سرکار دوعالم	محمد حسین حسان	۳/-
سبیل الرشاد	خواجہ عبدالحی	۱/۵۰
اذکار عجائب خانہ (۳ حصے)	محمد حسین حسان	۲/-
بجلی کی کہانی	علی احمد خاں	-/۵۰
بڑے دادا کی کہانی	محمد عبدالغفور	-/۸۰
مفید معلومات دوم سوم چہارم		۳/۵۰
پنجم	"	۱/۵۰
مقناطیس کی کہانی		زیر طبع
خزینے [illegible]	[illegible]	۱/-
دہلی	[illegible]	۲/-
تاریخ ہند کی کہانیاں اول	مجتبیٰ سلطان	۱/-
تاریخ ہند کی کہانیاں حصہ دوم	ضیاء الرحمن	۱/۲۰
تاریخ ہند کی کہانیاں حصہ سوم	مشتاق احمد اعظمی	۱/-
تاریخ ہند کی کہانیاں حصہ چہارم	" "	۱/۲۵

راہ زندگی اوّل احمد علی [illegible] ابرار ۱/-
" " دوم " " " ۱/۲۵
" " سوم " " " ۲/۴۰
" " چہارم " " " ۱/۲۵
سمندر کے کنارے سلطان آصف فیضی زیر طبع
سمندر کے نیچے " " " ۲/۵۰
قدرت کے کرشمے ادارہ -/۸۰

کہانیاں۔ ناول۔ ڈرامے

پیک نہ مارو یوسف ناظم ۲/-
اتفاقی مقابلہ محمد حسین حسان ندوی ۱/-
دعوت ملاجی کی " " " ۱/۴۰
جیت کس کی " " " ۱/-
انصاف کا تخت " " " -/۷۵
چینی کی گڑیا " " " -/۵۰
بہادر سیاح " " " -/۶۵
چچا غالب " " " ۲/-
تانبیل خاں " " " -/۵۰
خیر خان ترجمہ قرۃ العین حیدر -/۵۰
[illegible] کے بچے " " -/۵۰
[illegible] کے بچے " " " -/۵۰
ڈنمارک کے بچے " " " -/۵۰
بہادر " " " -/۶۵
سونے کا پنجرا احسان الحق -/۶۵
بدنصیب شہزادی ابرار حسن ۱/-
عقل کا سودا " " ۱/۷۰
تیس مار خاں " " -/۹۰
جنگل کا راجہ " " ۱/-

حسن عبدالرحمن (دو حصے) ابن وکن ۵/-
خربوزہ شہزادے کا سر بن گیا کوثر بانو -/۴۰
چوری کی عادت عبدالغفار مدھولی -/۵۰
چھوٹا لڑکا " " -/۵۰
غیر ذمہ دار لڑکا " " -/۵۰
جگنوؤں کی کہانی محمد امین ۲/-
دلی دور ہے مجیب احمد خاں -/۵۰
بندر کا گھر خضر برنی -/۲۵
کوے دادا ترجمہ مجیب احمد خاں ۲/-
حباب و راب آصف مجیب ۱/۷۵
تین کوڑیاں اقبال امروہوی ۱/۲۰
پریم کی جیت اسرار اللہ کاظمی -/۳۷
ترکوں کی کہانیاں مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ -/۵۵
مزہ چکھائیں گے " " " -/۳۵
چھوٹی لالٹین مشتاق احمد -/۲۵
تین اناڑی عصمت چغتائی زیر طبع
جاپان کی گڑیا برکت علی فراق -/۴۰
تیس مار خاں کے کارنامے ایم۔ندیم ۱/۷۵
چپاوت کا آدم خور شیر محمد حسین -/۳۵
ڈاکو کی گرفتاری ایم ندیم -/۵۰
ستاروں کی سیر کرشن چندر ۱/۲۵
لال مرغی عبدالواحد سندھی -/۵۰
جزیرہ اسپیلیان محمود علی خاں زیر طبع

ننھی ٹو خورشید سلطان ۳۰/-	شیلا پروفیسر محمد مجیب ۵۰/-	
چنبیلی محمد حسین حسان ۵۰/-		

تعلیم بالغان کے سلسلے کی کتابیں

مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ کی جھلکیاں

پیشے

بڑھئی ۳۱/-
احمد خاں دکاندار ۳۱/-
بہشتی ۳۱/-
بادیکیان درزی ۳۱/-
تانگے والا ۳۱/-
حلوائی ۳۱/-
عبدالرحمن راج ۳۱/-
مرغی پالیے ۵۰/-
نصیب خاں حجام ۳۱/-

تمدن معاشیات

[illegible] کا بھید ۳۱/-
[illegible] انگیوں کا راز ۳۱/-
[illegible] کی سرکار ۳۱/-
[illegible] کے قانون ۳۱/-

جھلکیاں

[illegible] سلیمان ۳۱/-
[illegible] علی ۳۱/-
[illegible] ندیم ۳۱/-
[illegible] آبادی ۳۱/-
[illegible] انصاری ۳۱/-

عبدالحق ۳۱/-
میرامن ۳۱/-
نذیر احمد ۳۱/-

حفظانِ صحت

دق اور اسکا علاج ۳۱/-
زچہ بچہ ۳۱/-
طاعون اور چیچک ۳۱/-
فوری علاج (دم گھٹنا) ۳۱/-
فوری علاج (حادثہ) ۳۱/-
فوری علاج (ہڈی ٹوٹنا) ۳۱/-

ڈراما اور سوانح

ٹھیک بات کہی ہے ۳۱/-
اجمیری خواجہؒ ۳۱/-
امیر خسروؒ ۳۱/-
[illegible] پاک ۳۱/-
سوامی دیانند ۳۱/-
گاندھی جی اول ۳۱/-
" " دوم ۳۱/-
گورونانک ۳۱/-
مصطفیٰ کمال دوم ۳۱/-

نظام الدین اولیاءؒ ۳۱/-
کرشن کنہیا ۳۱/-

کہانیاں

کہانیاں اول ۳۱/-
" دوم ۳۱/-
پنچ تنتر اول ۳۱/-
" دوم ۳۱/-

کھیتی باڑی

آم کے باغ لگائیے ۳۷/-
اپنی کھیتی اک جک کرو ۳۱/-
پپیتے کے باغ لگائیے ۳۱/-
پھلوں کی کھیتی ۳۱/-
پیڑوں کی کاٹ چھانٹ ۳۱/-
جانور بھلا چنگا رہے ۳۱/-
ساگ سبزی اگائیے ۳۱/-
کوآپریٹیو فارمنگ ۳۱/-
کھاد بنائیے کھاد ڈالیے ۳۱/-
لیمو ـ انار ـ بیر ۳۱/-
مچھر کی مار ۳۱/-
نتھو دھنوان ہو گیا ۳۱/-

مذہب

ابوداؤد شریف ۳۱/-
ابن ماجہ شریف ۳۱/-
نسائی شریف ۳۱/-
کفن دفن ۳۱/-

معلومات

چاند تارے ۳۱/-
دن رات اول ۳۱/-
" دوم ۳۱/-
ہوائی جہاز دوم ۳۱/-
فٹ بال ۳۱/-
بچے بچے کے کھیل ۳۱/-

متفرق

بنگالی لوک گیت ۳۱/-

تعلیم بالغان کے سلسلے کی کتابیں

آستین کا سانپ [illegible] ۵۰/-
الٹی ہوا " " " ۵۰/-
برف کا گھر " " " ۵۰/-
ٹوکا پارسل " " " ۵۰/-
چاند " " ۷۰/-
دیمک " " ۸۲/-
کھیتی زمین " " " ۶۲/-
[illegible] کے کپڑے [illegible] ۵۰/-
بچے کی بری عادتیں [illegible] ۵۰/-
بچوں کی [illegible] " ۵۰/-
[illegible] ۷۵/-

تین سالہ [illegible] ۷۵/-
چوٹی کا جوڑ [illegible] ۷۵/-
چیک مشتاق احمد ۶۲/-
موسم کے بارے میں سو سال محمد امین ۸۲/-

ہماری دوری کتابیں

اردو قاعدہ ۴۵/-
" رنگین ۶۵/-
اردو کی پہلی کتاب ۶۰/-
" دوسری " ۱/۳۰
" تیسری " ۱/۹۵
" چوتھی " ۲/۲۰
" پانچویں " ۲/۴۰
" چھٹی " ۲/۵۰
" ساتویں " ۲/۵۰
" آٹھویں " ۲/۷۰
اردو کی دوسری [illegible] ۱/۶۵
" تیسری " ۲/۲۰
" چوتھی " ۲/۴۵

سندھی

سرل سندھی پرائمر ۲۵/-
سرل سندھی اول ۴۸/-
" " دوم ۱/-
بال پریم اول ۴۸/-
" " دوم ۱/-
" " سوم ۱/۲۵
" " چہارم ۱/۲۵

ذریعات ۴/۶۲

حساب

جدید حساب درجہ دوم ترجمہ یاور حسین ۲/۴۵
جدید حساب درجہ سوم ترجمہ محمد یونس ۲/۷۰
جدید حساب درجہ چہارم ترجمہ ملکہ بیگم قزلباش ۳/۵۰
جدید حساب درجہ پنجم محمد یونس ۳/۳۰

طالبات کے لیے

گھریلو سائنس درجہ سوم ترجمہ محمود درویش ۳/۶۵
گھریلو سائنس چہارم ترجمہ محمود درویش ۳/۴۰
گھریلو سائنس پنجم ترجمہ محمود درویش ۴/-
ہماری ملی سوم محمود درویش ۲/-

پرنٹر پبلشر سید احمد دہلوی نے جمال پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا

نئی اور اہم مطبوعات

پچھلے پہر	جاں نثار اختر	۶/-
بیاضِ مریم	سکندر علی وجد	۱۲/-
[illegible]	[illegible]	[illegible]
آتشِ گل	جگر مرادآبادی	۸/-
مسالک و منازل	ضیاء احمد بدایونی	۲۲/-
مغلیہ ہندوستان میں زرعی تعلقات	سید نورالحسن	۴/-
سماجی تبدیلیاں ازمنۂ وسطیٰ کے ہندوستان میں	رام شرن شرما	۲/-
قدیم دلی کالج	مالک رام	۳/۵۰
انتخابِ حالی	مرتبہ سفارش حسین رضوی	۶/۵۰
یادوں کے سائے	عتیق صدیقی	۱۸/-
تلاشِ میر	نثار احمد فاروقی	۱۱/-
ہوا کے دوش پر	غلام ربانی تاباں	۶/۵۰
جدید ترکی ادب کے ارکانِ ثلاثہ	ضیاء الحسن فاروقی	۴/-
مذہب اور جدید ذہن	ڈاکٹر مشیر الحق	۶/۵۰
غالب اور شاہانِ تیموریہ	ڈاکٹر خلیق انجم	۹/۵۰
نگارشات	پروفیسر محمد مجیب	۱۶/-
جانے والوں کی یاد آتی ہے	صالحہ عابد حسین	۱۶/-
ہاتھ ہمارے قلم ہوئے	راجندر سنگھ بیدی	۱۰/-
مسرت سے بصیرت تک	آل احمد سرور	۳/۵۰
وہ صورتیں الٰہی	مالک رام	۱۰/-
[illegible] اور اس کا پس منظر	میر محمد خان شہاب مالیرکوٹلوی	[illegible]
نظر اور نظریے	آل احمد سرور	[illegible]
[illegible] ذاکر صاحب	رشید احمد صدیقی	[illegible]
طنزیات و مضحکات	رشید احمد صدیقی	[illegible]

Regd. No. D.(S)-098 JANUARY 1976

KITAB NUMA

NEW DELHI-110025.

بچوں کا پیارا ساتھی

ماہنامہ پیام تعلیم

۱۹۲۶ء سے نکل رہا ہے

انوکھے مضمون، دلچسپ کہانیاں، مزے مزے کی نظمیں، ان کے علاوہ سیر و سیاحت، جنرل سائنس تاریخ، جغرافیہ، شہریت کے آداب پر دلچسپ انداز میں بہترین مواد پیش کرتا ہے۔

ہر تیسرے، چوتھے مہینے نئے نئے عنوانوں پر خاص نمبر نکالتا ہے۔ سالانہ قیمت ۷ روپے۔ خاص نمبروں کی قیمت بھی اسی میں شامل ہے۔

[illegible] مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۵۲۰ پٹودی ہاؤس، دریا گنج، دہلی

ماہنامہ

کتاب

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

معیاری ادب

	مرتب	لائبریری ایڈیشن	طلبہ ایڈیشن
مقدمۂ شعر و شاعری	رشید حسن خاں	۵/-	۴/-
انتخاب سراج اورنگ آبادی	(ڈاکٹر) محمد حسن	۲/۷۰	۱/۷۰
موازنۂ انیس و دبیر	رشید حسن خاں	۶/-	۵/-
انتخاب مراثی (انیس و دبیر)	رشید حسن خاں	۹/۵۰	۴/۵۰
انتخاب نظیر اکبرآبادی	رشید حسن خاں	۶/-	۵/-
نیرنگ خیال	مالک رام	۳/۳۰	۲/۳۰
فسانۂ آزاد (تلخیص)	(ڈاکٹر) قمر رئیس	۹/۵۰	۸/۵۰
فردوس بریں	(ڈاکٹر) قمر رئیس	۳/۷۰	۲/۷۰
شریف زادہ	(ڈاکٹر) قمر رئیس	۴/۳۰	۳/۳۰
حیات سعدی	رشید حسن خاں	۵/۳۰	۴/۳۰
انتخاب اکبر الٰہ آبادی	(ڈاکٹر) صدیق الرحمٰن قدوائی	۴/۷۰	۳/۷۰
انتخاب میر	(ڈاکٹر) محمد حسن	۶/-	۵/-
دیوان درد	رشید حسن خاں	۴/۳۰	۳/۳۰
مجالس النسا	صالحہ عابد حسین	۴/۳۰	۳/۳۰
انتخاب مضامین شبلی	رشید حسن خاں	۱۱/-	۱۰/-
مرزا جان ادا	(ڈاکٹر) محمد حسن	۸/۵۰	۷/-
یادگار غالب (حصہ اردو)	مالک رام	۸/-	۷/-
یادگار غالب (حصہ فارسی)	مالک رام	۱۰/-	۹/-
مثنوی گلزار نسیم	رشید حسن خاں	۴/-	۳/-
گذشتہ لکھنؤ	رشید حسن خاں	۱۲/۵۰	۱۱/۵۰
فسانۂ مبتلا	(ڈاکٹر) صدیق الرحمٰن قدوائی	۷/۵۰	۶/۵۰
انتخاب ولی	(ڈاکٹر) سید ظہیر الدین مدنی	۴/۵۰	۳/۵۰
افادات سلیم	(ڈاکٹر) خلیق انجم	۷/۵۰	۶/۵۰
توبۃ النصوح	مالک رام	۶/۵۰	۵/۵۰
قصۂ حاتم طائی	ظہیر پرویز	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب ناسخ	رشید حسن خاں	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب سودا	رشید حسن خاں	۱۴/۵۰	۱۳/۵۰
انتخاب محمد قلی قطب شاہ	محمد اکبرالدین صدیقی	۷/-	۶/-
انتخاب ذوق	(ڈاکٹر) تنویر احمد علوی	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب مضامین سرسید	انور صدیقی	۵/-	۴/-

منیجنگ ایڈیٹر
شاہد علی خاں
ایڈیٹر
ولی شاہجہان پوری

کتاب نما
نئی دہلی ۲۵
لائبریریوں کے لیے
سالانہ: دو روپے

فروری ۱۹۷۶ء
جلد ۱۶ — شمارہ ۲
سالانہ
۵ روپے
فی پرچہ
۵۰ پیسے

اشاریہ

دہلی میں جنوری کا آخری ہفتہ یوم جمہوریت کی تقریبوں کی وجہ سے بڑی چہل پہل کا ہوا کرتا ہے۔ اس بار یہ رونق مہینے کے وسط ہی سے شروع ہو گئی تھی اس کا سبب تھا کتابوں کا عالمی میلہ جو نیشنل بک ٹرسٹ کے زیر اہتمام ۱۶ جنوری سے شروع ہو گیا۔ کتابوں کے اس دوسرے عالمی میلے کا افتتاح وزیر تعلیم و سماجی بہبود پروفیسر نور الحسن نے فرمایا۔ اپنی تقریر میں موصوف نے ایسے میلے کی اہمیت اور افادیت واضح کرتے ہوئے افسوس ظاہر کیا کہ آج کل گھٹیا قسم کی کتابوں کی بھرمار ہے جس سے عوام کے اخلاق پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ اس قسم کے ادب کو پھیلنے سے سختی کے ساتھ روکنا چاہیے۔ انھوں نے مزید فرمایا کہ ابھی تک شہروں ہی میں علم و ادب کا زیادہ چرچا ہے۔ بیشتر کتب شہری طبقے اور شہری مذاق کو ملحوظ رکھ کر لکھی اور شائع کی جاتی ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ دیہی علاقوں کی ضرورت اور افادیت کو سامنے رکھ کر کتابیں شائع کی جائیں۔ آپ نے دیہی علاقوں میں لائبریریوں کی کمی کی شکایت کرتے ہوئے ان کے قیام کی طرف توجہ دینے پر زور دیا۔ اس موقع پر پروفیسر نور الحسن نے یونیسکو کی طرف سے دیے جانے والے "یونیسکو بین الاقوامی —— کتب ایوارڈ" روسی بک کمیٹی کو پیش کیا۔ یہ انعام ایک توصیف نامے اور ایک تمغے کی شکل میں تھا جو کتابی شکل کے ڈبے میں رکھا ہوا تھا اور عالمی تعلیمی ادارے کی طرف سے سب سے زیادہ کتابیں شائع کرنے والے ملک کو دیا جاتا ہے۔ انعام کو قبول کرتے ہوئے روسی بک کمیٹی کے ڈپٹی چیئرمین مسٹر دی۔ سلاتی نکو نے بتایا کہ ان کے ملک میں دو سو ناشر ہیں جو ہر سال اسی ہزار نئی کتابیں شائع کرتے ہیں۔ انھوں نے مزید انکشاف کیا کہ غیر روسی کتابوں کے ترجمے سب سے زیادہ ان کا ملک شائع کرتا ہے۔

اس عالمی میلے میں دنیا کے ۳۴ ملکوں نے شرکت کی اور ایک لاکھ کتابیں نمائش کے لیے رکھی گئی تھیں جب سے

زبان کتابیں روس سے آئی تھیں۔ شرکت کرنے والے ممالک میں امریکہ کے علاوہ یورپ کے ملکوں میں برطانیہ، فرانس، مغربی جرمنی، مشرقی جرمنی، چیکوسلواکیہ، ہالینڈ اور یوگوسلاویہ وغیرہ کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ایشیائی ممالک میں افغانستان، جاپان، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، سری لنکا، عراق اور ایران شامل ہیں۔ افریقی نمائندگی کینیا کی تھی۔ ہندوستان کی کئی ریاستوں کے اسٹال بھی تھے، مثال کے طور پر ساہتیہ اکاڈمی، این۔ سی۔ آر۔ ٹی، ترقی اردو بورڈ، نیشنل بک ٹرسٹ، یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اور کئی یونیورسٹیوں کی مطبوعات بھی شریکِ نمائش تھیں۔ مقامی ناشروں کے کئی اسٹال بھی میلے کی رونق کو بڑھا رہے تھے۔ مکتبہ جامعہ کا اسٹال بھی خاص طور پر اردو والوں کی توجہات کا مرکز بنا ہوا تھا۔

۱۰ جنوری کو وزیرِ اعظم مسز اندرا گاندھی بھی میلہ دیکھنے تشریف لائیں۔ مکتبہ جامعہ کا اسٹال بھی دل چسپی سے دیکھا اور وزیٹرز بک پر اردو میں دستخط فرمائے۔ — کتابوں کا عالمی میلہ پہلی مرتبہ ۱۹۷۲ء میں ہوا تھا اس کی کامیابی کے بعد یہ دوسرا میلہ منعقد کیا گیا۔ میلے کو سلیقہ کے ساتھ منعقد کرنے کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ کے افسران اور کارکن مبارک باد کے مستحق ہیں۔

افسوس کہ ۱۹۷۶ء کا آغاز ایک مرتبہ پھر اردو دنیا کے لیے سازگار نہیں رہا۔ جنوری کی ۸ تاریخ کو اردو کے نامور اور بزرگ ادیب سید مظفر حسین رضوی بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ مظفر مرحوم بڑی باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے اور مکتبہ جامعہ کے ہمدردوں میں تھے۔ کم و بیش ہر ہفتے دفتر میں تشریف لاتے، اپنی کہتے، ہماری سنتے اور اپنے مشوروں سے بھی نوازتے۔ ۱۹۶۲ء میں اتر پردیش کے محکمۂ تعلیم سے پنشن لینے کے بعد جامعہ نگر میں جہاں ان کے بیٹے رہنے والے تھے مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ایسی مستقل سکونت کہ بعد مرنے بھی جامعہ ملیہ کے قبرستان ہی کو ابدی آرام گاہ بنا لیا۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں انتخاب مراثی میر انیس، اردو مرثیہ، اور ہماری تہذیبی میراث خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔ مرحوم کے انتقال پر جامعہ ملیہ کے شعبۂ اردو اور ادبی انجمن نے تعزیتی جلسے منعقد کیے۔ آخر الذکر میں کرنل بشیر حسین زیدی، الحاج عبدالرزاق، عبداللطیف اعظمی اور نظر برنی صاحبان نے ان کی علمی اور ادبی خدمات پر روشنی ڈالی۔

دوسرا قابلِ نقصان پاکستان کے مشہور و معروف مزاحیہ شاعر سید محمد جعفری کی وفات سے ہوا۔ ۱۹۴۷ء سے قبل مرحوم ہندوستان کے [illegible] میموریل سوسائٹی کے مشاعروں میں دہلی آیا کرتے تھے اسی وقت جامعہ ملیہ بھی ضرور آتے۔ سنجیدہ طنز اور مزاح ان کی شاعری کا خاص وصف تھا۔ افسوس کہ اپنی شاعری سے ہنسانے والا ہنستوں کو روتا چھوڑ گیا۔ اللہ مغفرت فرمائے۔ آمین۔

/

مولانا محمد علی: ایک بلند قامت شخصیت

کرنل بشیر حسین زیدی

مورخہ ۲۶ دسمبر ۷۴ء کو "ادبی سنگم" نئی دہلی کے زیر اہتمام جامعہ ملیہ میں "مولانا محمد علی: شخصیت اور خدمات" کے موضوع پر ایک سمپوزیم منعقد ہوا تھا جس کی صدارت ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب نے کی تھی اور افتتاح مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے سابق وائس چانسلر کرنل سید بشیر حسین زیدی نے فرمایا تھا۔ سمپوزیم میں یو جی سی کے وائس چیرمین ڈاکٹر ستیش چندر، مشہور صحافی رانا جنگ بہادر سنگھ، سید حامد صاحب آئی اے ایس اور سعید انصاری صاحب نے حصہ لیا تھا۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس موقع کی افتتاحی تقریر ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاری ہے

(مدیر)

آج کے اس جلسہ کا افتتاح میرے محترم دوست ڈاکٹر سید عابد حسین کرنے والے تھے اور حقیقتاً صحیح معنوں میں جس طرح وہ مولانا محمد علی مرحوم کی زندگی اور ان کی شخصیت پر روشنی ڈال سکتے تھے وہ میرے بس کی بات نہیں۔ لیکن خدا بھلا کرے میرے جوشیلے نوجوان

دوست نظر برنی صاحب کا، جن کے کاموں کے بعض ایسے پہلو ہوتے ہیں کہ عین وقت پر گردن ہوجایا کرتی ہے۔ چنانچہ آج دوپہر کو مجھے حکم دیا گیا کہ ڈاکٹر عابد حسین صاحب نے معذوری ظاہر فرمائی ہے۔ وہ کسی اور جلسے میں پہلے سے وعدہ کر چکے تھے لہٰذا انہوں نے کہا اب زیدی صاحب کو جاکر پکڑیے۔ لہٰذا میں پکڑا گیا ہوں اور آپ کے سامنے حاضر ہوں۔

مجھے خوشی ہے کہ جامعہ ملیہ میں آج مولانا محمد علی کی یاد میں یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے چونکہ خواہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم نے رکھی تھی لیکن اس کے صحیح بانی درحقیقت مولانا محمد علی ہی تھے وہ نہ صرف اس کے بانی تھے بلکہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے وہ اس کے پہلے شیخ الجامعہ بھی تھے بلکہ برسوں انھوں نے باوجود اپنی مصروفیت اور طرح طرح کی پریشانیوں کے کسی نہ کسی طریقے سے گاڑی چلائی۔ جب تک ان کے بس میں تھا وہ ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیتے رہے۔ لہٰذا یہ صحیح قدم اٹھایا گیا ہے کہ ہم آج ان کی یاد کو تازہ کر کے ان کی خدمت میں خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔

مولانا کو میں نے بچپن میں دیکھا۔ وہ میری نسل کے لڑکوں اور نوجوانوں کے بڑے زبردست ہیرو تھے۔ ہم تو ان کی پرستش کرتے تھے۔ ایک تو اس لحاظ سے کہ وہ میری ابتدائی عمر میں ایک سیاسی ہیرو تھے دوسرے اس لحاظ سے بھی کہ ان کا وطن رامپور تھا جس سے میرا گہرا اور قریبی تعلق رہا ہے۔ مجھے مولانا کی زندگی سے ہمیشہ دلچسپی رہی۔ مجھے ان کے خاندانی حالات اور خود ان کے بہت سے حالات سے واقفیت رہی ہے اور اس لیے چند باتیں میں مختصراً آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ یہاں وہ حضرات بھی موجود ہیں جو مجھ سے بہت بہتر طریقہ پر ان کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ مولانا بہت بلند حوصلہ، عالی ہمت اور شیر دل انسان تھے جسمانی اور ذہنی، دونوں اعتبار سے وہ ایک بلند قامت شخصیت کے حامل تھے، تحریر ہو یا تقریر، وہ دریا بہایا کرتے تھے جس کے جوش میں ہم جیسے نوجوانوں کا بہہ جانا فطری تھا

انھوں نے اس زمانے میں جب کہ مسلمان خاص طور پر انگریزی حکومت کی وفاداری کے جال میں گرفتار تھے اور سرکار کی سرپرستی کی طرف ہماری نگاہیں مرکوز رہتی تھیں، مسلمانوں کو خود اعتمادی سکھائی، سرکار کی بے جا خوشامد اور سرپرستی کی امید سے ہم کو الگ کیا۔ قومی ولولہ اور جوش پیدا کیا اور ایک نئی لگن سے ہندوستان کے مسلمانوں کو روشناس کرایا۔

جس طرح انہوں نے (مولانا محمد علی نے) قید و بند کی مصیبتیں جھیلیں، جس طرح ان پر سختیاں کی گئیں، اس کا آپ کو بخوبی علم ہے اور اب وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت کم لوگوں پر اتنی سختیاں کی گئیں جن کا مولانا محمد علی کو سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ بڑے باہمت اور ہمت والے انسان تھے۔ انھوں نے بڑی ہمت کے ساتھ ان تمام مصیبتوں کا مقابلہ کیا اور انگریزوں کے سامنے کبھی اپنا سر تسلیم خم نہ کیا۔

مولانا کی وطن دوستی، ان کی حریت پسندی اور آزادی کے لیے جوش و ولولہ، یہ سب چیزیں تو اپنی جگہ تھیں ہی، لیکن اس کے ساتھ ایک دوسری چیز بھی ان کی زندگی میں نمودار ہوئی اور وہ تھا مذہبی قیادت کے لیے ان کا جذبہ۔ جب میں نے مولانا کو پہلی مرتبہ دیکھا تو میں عربک اسکول دہلی میں نویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ میرے ذہن میں محمد علی بی اے آکسن (یہ کامریڈ کے صفحہ پر لکھا ہوتا تھا) کا تصور یہ تھا کہ ایک نہایت اچھے سوٹ میں ملبوس ایک شخص ٹائی باندھے ہوئے، مشین، شاندار آدمی ہمیں دکھائی دے گا لیکن ایک لمبا آدمی عربی عبا پہنے ہوئے ٹوپی لگائے ہوئے جس پر لکھا ہوا تھا "خدام کعبہ" اور دونوں کاندھوں پر بھی لکھا ہوا تھا "خدام کعبہ" وہ جھومتا ہوا ہمارے اسکول میں آیا اور معلوم ہوا کہ یہی مولانا محمد علی ہیں۔ یہ ان کی زندگی کا دوسرا پہلو تھا۔ میں اس کو مذہبی قیادت تو نہ کہوں گا لیکن مسلمانوں کی مذہبی تنظیم کا شوق اور نہ صرف مسلمانان ہند کی تنظیم کا شوق بلکہ مسلمانان عالم کی تنظیم کا شوق ان کو اس درجے تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ

ع　شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

مولانا بجا طور پر ترکوں کے حامی تھے۔ انھوں نے Choice of the Turk

لکھ کر لوگوں کے دل ہلا دیے اور ترکوں کے لیے تمام ملک میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ اس کی بنا پر انھیں جیل جانا پڑا۔ ترکوں کے ساتھ جو ہمدردی تھی جو جذبہ تھا وہ بجا تھا لیکن جب کہ کعبہ کے خدام یعنی کعبے میں رہنے والے حجاز میں بسنے والے ترکوں کا جنازہ اپنے کاندھوں سے اتار پھینک رہے تھے اور جب کہ عرب ترکوں کے خلاف نبرد آزما تھے اگرچہ اس میں انگریزوں کی سازش شامل تھی۔ بہرحال اس وقت مولانا ترکوں کے لیے جوش کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کر رہے تھے اور بجا طور پر اظہار کر رہے تھے۔ مجھے یہاں تک ان کے ساتھ اتفاق تھا لیکن اس کے بعد ایک زمانہ آیا کہ جب خود ترکوں نے خلافت کو ختم کر دیا لیکن ختم نہ کیا تو صرف ہندستان کے مسلمانوں نے۔ جن کے ایک زبردست لیڈر خود مولانا محمد علی تھے کسی عرب ملک نے خلافت کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا کوئی آواز بلند نہیں کی۔ خود ترکوں نے خلافت کو ختم کر دیا لیکن ختم نہ کیا تو ہندستانی مسلمانوں نے۔ ہم کھڑے ہو گئے۔ تحریک خلافت کو لے کر۔ اس سے ایک فائدہ ضرور ہوا کہ ملک میں مسلمان قومی کاموں کے دھارے میں شریک ہو گئے اور جو لڑائی مہاتما گاندھی نے شروع کی تھی مسلمان اس میں شرکت کے لیے دل و جان سے آمادہ ہو گئے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مولانا نے حالات کا صحیح مطالعہ اور حقیقت پسندی سے کام نہیں لیا۔ آخر وقت تک وہ یہ کوشش کرتے رہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے ترکوں کی طاقت اور حکومت قائم رہے اور خلافت کا مرکز ترکوں کے پاس رہے کیونکہ ان کے خیال میں اس کے بغیر مسلمانوں کی طاقت باقی نہیں رہ سکتی تھی یہ اسلامی ممالک کی نہ صحیح نبض شناسی تھی نہ واقعیت پسندی اور اسی لیے جو نتائج ظہور میں آئے ان کی وجہ سے مولانا صاحب کا دل ٹوٹ گیا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے آخر عمر میں ان کی صحت نے بھی جواب دیدیا تھا۔ کچھ مالی پریشانیاں بھی تھیں اور انھیں اس قدر ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑا کہ ان کے مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہو گیا۔ وہ لوگوں کے ساتھ کام نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے رفقا علاحدہ ہونے لگے اور مولانا میں ایک مردم بیزاری سی پیدا ہو گئی۔

میں یہ سب باتیں اس لیئے عرض کر رہا ہوں کہ یہ ہمارے لیے ایک سبق آموز بات ہے کہ واقعات کا صحیح اندازہ کرنا، حقیقت سے منہ نہ موڑنا اور اپنی طاقت کا بھی اندازہ کرنا۔ بھلا ہندستان کے مسلمان جو خود غلام تھے، ان کی دنیا میں کیا حقیقت تھی کہ وہ ترکی کو بچاتے یا خلافت کو قائم کراتے۔ چنانچہ یہاں سے ڈیلی گیشن گیا جس میں مولانا محمد علی بھی تھے۔ مولانا سلیمان ندوی بھی تھے۔ اس وقت میں کیمبرج میں پڑھتا تھا۔ لائیڈ جارج سے بڑی مشکل سے ملاقات ہوئی۔ زیادہ تر ملاقات تو سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا سے ہوتی رہی لیکن بغیر کسی کامیابی کے وہ وفد ہندستان لوٹ آیا۔ اس کے باوجود ہم خلافت کے خیال کو سینے سے لگائے رہے۔ مولانا مرحوم نے یہ سوچا کہ اچھا اب نجدیوں نے حجاز پر قبضہ کر لیا ہے، تو شاہ سعود کو کونسنٹ کر کے خلیفہ بنایا جائے۔ کچھ دنوں تک جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ تحریک بھی چلی کہ شاہ سعود کو خلیفہ تسلیم کیا جائے لیکن سعودیوں کی طرف سے کچھ باتیں ایسی ہوئیں کہ مولانا کا دل کھٹا ہو گیا۔ ہندستان کے مسلمان بھی ناراض ہو گئے سعودیوں سے اور وہ خیال بھی ان کو ترک کرنا پڑا۔ اس طریقے سے مولانا کی کوششیں بہت بڑی حد تک کم ہو گئیں۔ انھوں نے اپنی تمام طاقت کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا تھا اور وہ تھی خلافت اور ترکی اور اس میں ان کو کامیابی نہ ہوئی۔ مولانا ایک ابلتا ہوا چشمہ تھے، ایک مواج دریا تھے لیکن دریا کا رخ شہر کی طرف پھیر دیجیے تو وہ تمام مکانوں کو گرا دے گا۔ شہر کو تباہ کر دے گا۔ اور اس کو کام میں لائیے channelise کیجیے تو پھر وہ کھیتوں کو سیراب کرے گا اور آپ کے لیے منفعت فراہم کرے گا۔ مولانا کے اولوالعزم، باہمت، اور شیر دل ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ان کے محب وطن، آزادی پسند اور حریت پسند ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ لیکن انھوں نے اپنی خداداد قوتوں کا استعمال اس طرح کیا کہ وہ ایک طرف لگ گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ توازن کی کمی تھی یا اگر آپ اجازت دیں تو عرض کروں کہ یہ ان کا Romanticism تھا۔ مسلمان آج بھی Romantic ہے اسے اس رومانیت سے باہر نکلنا پڑے گا۔ جب میں کیمبرج سے لوٹا تو خیر مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی

تو مولانا نہ تھے ہی لیکن آصف بھائی سے ملا تو معلوم ہوا کہ وہ مولانا آصف علی بن گئے۔ علی گڑھ گیا تو اپنے دوست عبدالمجید خواجہ سے ملا دیکھا کہ ان کی اچھی لمبی سی داڑھی ہے اور مولانا معلوم ہو رہے ہیں۔

"مولانا آصف علی مرحوم نے مجھے اپنا قصہ سنایا کہ بھائی میں متھرا گیا تھا۔ وہاں لوگوں نے مجھے گھیر لیا کہ ابھی ہم آپ کو جانے نہ دیں گے۔ میں نے کہا "کل عید ہے۔ میرا دہلی میں ہونا ضروری ہے۔" کہنے لگے: "نہیں صاحب' عید آپ ہمارے ساتھ منایئے۔" خیر بہت اصرار کیا تو میں راضی ہو گیا۔ جب عید گاہ کے میدان میں جمع ہوئے تو لوگوں نے کہا: "مولانا آپ تشریف لایئے' عید کی نماز آپ ہی پڑھایئے۔" میں نے کہا، "بھائی میں مولانا نہیں ہوں۔" بولے، "ہم جانتے ہیں کہ آپ مولانا آصف علی ہیں۔" آصف بھائی کہنے لگے۔ "صاحب مصیبت ہو گئی۔ لوگوں نے پریشان کر دیا۔ اب میں یقین دلا رہا ہوں کہ میں مولانا نہیں ہوں۔ میرا خواہ مخواہ نام رکھ دیا ہے مولانا۔" مگر وہ نہیں مانتے۔" اس وقت ایک نیا رنگ پیدا ہو گیا ہندستان میں مذہبیت کا۔ تب سے اب تک ہمارے ہندستان کی سیاست میں ایک خاص قسم کی مذہبیت شامل ہو گئی اور ہماری سیاست بہت کچھ علما کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ میں علما کے خلاف نہیں ہوں بلکہ جمعیتہ علمائے ہند نے خاص طور پر بہت شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ آزادی حاصل ہونے کے بعد مختلف موقعوں پر جس طرح انھوں نے پریشان حال لوگوں کی حمایت کی ہے' میں اس کا بے حد ممنون ہوں لیکن بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ سیاست کا علما کے ہاتھ میں اس حد تک ہونا (تحریک خلافت کے نتیجہ میں) کوئی اچھی بات نہ تھی۔ دوسری بات یہ کہ اب تک ہماری دلچسپیاں ہندستان کے باہر کے مسلمانوں سے چلی آ رہی ہیں۔ پچھلے سال کی بات سناؤں۔ "الجمعیتہ" میں اشتہار چھپتا تھا روزانہ' بقر عید سے آٹھ دس روز پہلے سے۔ "مسلمانو! بقر عید قریب ہے' اپنے غریب عرب بھائیوں کو نہ بھولنا۔ قربانی کی کھالوں کی قیمت عربوں کے ریلیف فنڈ میں جمع کرایئے۔" خود Palestine کے عربوں کے لیے جب فنڈ قائم کیا گیا تو اتفاق سے میں ہی اس کا ٹریزرر تھا۔ ہم نے کئی لاکھ روپے جمع کر کے عربوں کی امداد کے لیے بھیجے' کمبل' ڈیرے' خیمے' چاول' دوائیں

اور مختلف سامان روپیہ ہم نہیں بھیج سکتے تھے لیکن جہاں تک ہو سکا عربوں کی امداد کی لیکن لاکھوں لوگ بہار میں اس وقت پریشان ہیں طوفان اور قحط کی وجہ سے۔ ان لاکھوں میں چند لاکھ مسلمان بھی ہوں گے لیکن میں نے کسی اخبار میں نہیں پڑھا کہ "بھائی چلیے سب کے لیے نہ سہی۔ غریب مسلمانوں کے لیے جو آفت زدہ ہیں پریشان حال ہیں، ان کے لیے چندہ جمع کیجیے"۔ سب کو معلوم ہے کہ بنگلہ دیش میں اس وقت وہ تباہی مچی ہوئی ہے کہ خود اس سعودی عرب نے جس نے بنگلہ دیش کو اب تک بطور ایک آزاد ملک کے تسلیم نہیں کیا ہے سب سے پہلے شاہ فیصل نے امداد کی۔ اور ان کو کافی روپے بھیجے۔ خود ہندستان نے پہلے پانچ کروڑ روپے کی امداد کی۔ کل آپ نے پڑھا ہوگا کہ پانچ کروڑ روپے کی مزید امداد ہندستان کی طرف سے کی گئی ہے لیکن آپ نے کسی مسلم اخبار میں پڑھا کہ بنگلہ دیش کے مسلمان اس وقت مصیبت میں گرفتار ہیں، ان کی امداد کے لیے کچھ کیجیے؟ نہیں۔ معلوم کیا بات ہے کہ خود اپنے ملک کے مسلمانوں کے لیے اور آس پاس کے مسلمانوں کے لیے ہماری ہمدردیاں بہت کم ہیں۔ اور ہماری نگاہ جب اٹھتی ہے تو بیچارے غریب عربوں کی طرف۔ بحیثیت مسلمان کے مجھے عربوں سے پوری ہمدردی اور محبت ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اپنے ملک کے مسلمانوں سے کم محبت اور ہمدردی ہو۔ ہمیں اپنے تمام کاموں میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایک Sense of Proportion تو ہو یعنی کچھ تناسب کا احساس رہنا چاہیے۔ پھر حقیقت پسندی ہو۔ ہم اندازہ کر لیں کہ ہم جو پروگرام بنا رہے ہیں وہ ہمارے بس کی بات ہے یا نہیں اور زندگی کا جو مقصد ہم بنا رہے ہیں وہ قابل حصول مقصد ہے یا نہیں۔ اور اس میں ایک حد تک ہمیں کامیابی ہوگی یا نہیں یا ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اگر آپ حقیقت پسندی سے کام نہیں لیں گے تو آپ دل شکستہ ہوں گے، آپ پریشان حال رہیں گے بھلا کچھ عمر تھی مولانا محمد کی جبکہ معاً انتقال فرما گئے۔ ملک و ملت کی کتنی امیدیں ان سے وابستہ تھیں لیکن وہ جب جلد ہم سے جدا ہو گئے۔ اور جلد اس لیے جدا ہو گئے کہ طرح طرح کی پریشانیوں اور ناکامیوں نے انھیں گھیر لیا تھا۔ خدا کرے کہ ہم سب اسی طریقے سے اپنے لیے لائحۂ عمل

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی نئی کتابیں

کچھ نثر میں بھی

آنند نرائن مُلّا

'زندگی ہو یا فن دونوں سے نپٹنے کے لیے اتنی ضرورت' علم کی گہرائیوں میں ڈوبنے کی نہیں جتنی احساس اور شعور کی تربیت سے ایک اندازِ فکر پیدا کرنے کی ہے کیونکہ یہی انداز ایک منفرد اسلوبِ بیان عطا کرتا ہے۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ یہ انداز محض ایک پینترا بن کر نہ رہ جائے" یہ اور ایسی ہی فکر انگیز تحریروں کا مجموعہ ہے۔

قیمت : ۱۶/-

مشاہیر کے خطوط

مرتبہ

عبداللطیف اعظمی

بابائے اردو مولوی عبدالحق کی سترھویں سالگرہ (۱۹۵۸ء) کے موقع پر ملک کے گیارہ مشاہیر نے مرتب کو جو پیغامات بھیجے تھے اور اردو کے ۲۶ ممتاز مرحوم ادیبوں نے وقتاً فوقتاً جو خطوط لکھے تھے انھیں مفید حاشیوں اور ان خطوط نگاروں کے مختصر حالات زندگی کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔

قیمت ۱۲/۵۰

از خالد عابدی

تخلص بھوپالی سے ایک ملاقات

۲۵ نومبر ۱۹۷۵ء کا کپکپاتا سورج طلوع ہو چکا تھا۔ آج صبح کی سردی کچھ اس درجہ تھی گویا خدا کی مخلوق اپنے مرکز پر جم کر ہی رہ جائے گی۔ یہ شہر کا بڑھتا ہوا شور و غل شاید جامد ہو جائے گا، جد و جہد حیات کا تودہ بن جائے گی اور ذمہ داریاں برف کی سلوں کی طرح دور دور تک خاموش پڑی پگھلتی رہیں گی۔

سردی کی شدت سے میری ہمت جواب دینے ہی والی تھی کہ چڑھتے سورج کی کرن نے مجھے جھنجھوڑ دیا اور مجھے وقت کے احساس نے وعدہ کے آئینے کے سامنے شرمسار کھڑا کر دیا صبح اپنی باہیں پھیلائے مجھے آغوش میں لینے کے لیے مصر تھی اور میں بڑھ کر وعدہ کا دامن تھامنا چاہتا تھا عقل تذبذب میں، احساسِ ذمہ داری اور وعدہ سے شرمندہ کرانا چاہتا ہی تھا کہ میں نے یکلخت ہمت کر کے تساہل کا گلا گھونٹ دیا اور ایک بار پھر ہمیشہ کی طرح ہمت کی جیت ہو گئی۔

میں تیار ہوا اور مجوزہ وقت صبح نو بجے تخلص صاحب کے دولت خانے پر پہنچ گیا۔ گھر کے باہر کھڑی جیپ ان کی موجودگی کی علامت تھی۔ میری ایک دستک فضا میں بازگشت ہو کر رہ گئی۔ میں نے دوبارہ دستک دی اور چند لمحوں بعد ایک بچّہ کی آمد سے قدرے تسلی ہوئی۔ اس معصوم اور بھولے بھالے بچّے سے روبرو ہوتے ہی میں نے استفسار کیا۔

"کیا تخلص صاحب ہیں؟"

بچہ نے اثبات میں سر خم کیا اور میرا نام دریافت کرکے واپس ہوگیا۔

میں ابھی کسی اطمینان بخش جواب کا انتظار ہی کر رہا تھا کہ تخلص صاحب میرے سامنے کھڑے تھے سلام کے تبادلے کے ساتھ میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ دراز کیا۔ وہ میرا ہاتھ تھامے کہہ رہے تھے "میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا" صدر دروازہ سے ملحقہ ان کا ڈرائنگ روم تھا۔ صاف شفاف کشادہ کمرہ۔ شیلف میں قرینے سے رکھی کتابیں ذوق مطالعہ کی گواہ۔ صوفے پر تنکاری کی کھال کی پوشش ان کے خطرناک مشغلے کی غماز۔ دیوار پر آویزاں سانبھر کے سینگ ان کی فتح کی سند اور ایک گوشے میں نہایت احترام سے رکھا مقدس قرآن ان کی مذہب سے وابستگی کی دلیل

دیوار پہ آویزاں ماضی اور حال کی خاموش تصویروں پر سے میری اٹھتی ہوئی نظر متحرک اور بولتی ہوئی تصویر تخلص صاحب پر جم گئی۔ تخلص صاحب طبعاً کم گو ہیں پھر بھی گویا ہوئے "ہاں تو وہ آپ کا انٹرویو ......" اور میں نہایت سنجیدگی سے ان کی طرف متوجہ ہوگیا میں نے اپنے سوالنامے پر ایک نظر ڈالی اور تخلص صاحب سے پوچھا۔

"آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟"

انھوں نے میرے سوال کو جذب کرتے ہوئے خلا میں کچھ گھورنے کے بعد کہا۔

"میں ۱۹۱۸ء میں بمقام گوہر گنج (بھوپال) میں پیدا ہوا" جب میرے قلم نے ان کے الفاظ محفوظ کر لیے تو میں نے دوسرا سوال کیا۔

"تخلص صاحب آپ کی ادبی زندگی کا آغاز کب ہوا؟"

"میری ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۴۰ء میں بھوپال پنچ "ہفتہ وار اخبار کی ادارت سے ہوا"

جب سیاست میں انقلاب بپا ہو جائے، معاشرہ میں بدعنوانیاں اور کجروی عام ہو جائے تو ایک حساس فنکار کی تخلیق اس وقت کی زبان ہو جایا کرتی ہے جسے دیکھ کر بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ تخلیق کیا تھی۔ چنانچہ میں نے ایک اور سوال کیا۔

"تخلص صاحب آپ کیوں لکھتے ہیں؟"

"میں بالعموم معاشرہ اور سوسائٹی کی خامیوں اور کجروی سے متاثر ہو کر لکھتا ہوں"
تخلّص صاحب نے قدرے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
وہ ابھی اپنے جواب سے سنبھلے بھی نہ تھے کہ میں نے اپنے ایک اور سوال سے اپنی طرف متوجہ کیے رکھا۔ میرا ایک روایتی اور عام سوال تھا کہ "لکھتے وقت آپ کو بالعموم کس طرح کا ماحول درکار ہوتا ہے ؟" ہر فن کار کا اپنا ایک مخصوص انداز ہوتا ہے تب کہیں جا کر اس کی تخلیق جنم لیتی ہے۔ میرے اس خیال کو اور یقین کو تخلّص صاحب کے جواب نے اور بھی مصدقہ کر دیا۔ انہوں نے کہا۔
"میں بالعموم صبح کے وقت لکھتا ہوں کیونکہ خاموشی اور سکون کا ماحول ہوتا ہے۔"
میرے اور تخلّص صاحب کے درمیان رکھی ایک چھوٹی سی میز اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ اس میز اور کرسی کے سہارے اپنے مزاحیہ شاہکار قلمبند کرتے ہیں، میز پر کھلا ہوا فونٹین پن، کاغذات اور کتابوں کے ایک چھوٹے سے ڈھیر پر حکومت کرتا ہوا ان کا چشمہ ماحول کی زبان سے کہہ رہا تھا کہ کوئی تخلیق ان کے زیر قلم تھی۔
تقریباً ہر طنز و مزاح نگار کا اپنا ذاتی و مخصوص کردار ہوتا ہے جیسے وہ مختلف زاویوں سے پیش کرتا ہے، مرزا، خان، علامہ، میاں جی وغیرہ مخصوص کرداروں کی طرح تخلّص صاحب کے بھی مخصوص کردار ہیں ان کے کرداروں کے بارے میں میں نے پوچھا۔
"آپ کے مخصوص مزاحیہ کردار کونسے ہیں، اور کیا یہ حقیقی کردار ہیں ؟"
"غفور میاں اور پاندان والی خالہ" سرزمین بھوپال کے متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور دونوں ہی کردار حقیقی اور علاقائی ہیں۔ یہ کردار نہ امپورٹڈ ہیں اور نہ ہی کسی کے دماغ کی اختراع، یہ میرے اوریجنل کردار ہیں۔"
تخلّص صاحب اپنے مقامی (بھوپالی) رنگ کی وجہ سے ملک کے ادبی حلقوں میں ممتاز سمجھے جاتے ہیں وہ ایک عرصے سے ادب کی خدمت کر رہے ہیں، ان کی تخلیقات ہندستان کے معتبر جرائد میں شائع ہوتی رہتی ہیں، ان کی نئی تخلیقات تو میری نظر سے گزرتی رہی ہیں، میں نے عام معلومات حاصل کرنے کے لیے ان سے دریافت کیا کہ "تخلّص صاحب آپ کی

پہلی تخلیق کس صنف میں تھی؟"

" مزاحیہ خاکے۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ" انہوں نے مختصر جواب دیا۔

ہم آپ میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو فطری صلاحیتوں کو ضائع کر رہے ہیں مثلاً ایک شخص افسانہ لکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن وہ شاعری اختیار کیے ہوئے ہے۔ جو شخص مزاح طبع ہے وہ ڈراموں کے پردوں میں چھپ رہا ہے۔ دراصل یہ عمل عام مقبولیت کو دیکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ صرف اسی صنف کو اختیار کرتے ہیں جو ان کے رجحانات اور طبیعت کی متقاضی ہوتی ہے ان میں سے ایک تخلص صاحب بھی ہیں میں نے اسی پس منظر کے تحت ایک سوال کیا۔

" آپ طنز و مزاح کی طرف کیوں مائل ہوئے ؟"

تخلص صاحب نے نہایت سنجیدگی و استقلال سے سوال کے ساتھ انصاف کیا۔

انہوں نے جواب میں کہا۔

" میں شروع ہی سے اس صنف سے متاثر رہا ہوں۔ یہ قدرت نے مجھے بدرجہ اتم ودیعت کی ہے اور پھر اس سے میرا فطری لگاؤ بھی ہے" میں ان کے جواب سے مطمئن تھا۔

اب میں نے طنز و مزاح میں SCOPE سے متعلق ان کی رائے جاننا چاہی۔ وہ کچھ دیر تک تو خلا میں گھورتے رہے اور پھر پہلو بدلتے ہوئے کہنے لگے۔

" میں تو قدرت کی دین سمجھ کر لکھتا رہتا ہوں نہ کوئی اسکوپ نہ توقع۔"

طنز و مزاح نگار جب تک بے باک اور صاف گو نہ ہو اس وقت تک اس کی تخلیق جاندار نہیں کہی جا سکتی۔ ان کا جواب مختصر سہی لیکن جامع تھا۔

اردو طنز و مزاح نے جتنی جلدی اپنا ایک اہم و مقبول مقام بنا لیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے اردو میں طنز و مزاح کا سرمایہ وافر مقدار میں دستیاب ہے اس صنف کو پسند کرنے والے بھی کثرت سے ہیں اردو مزاح کی مقبولیت کا اس سے بڑھ کر اور ثبوت کیا ہوگا کہ ہندی ادب میں اردو کے تراجم نہایت شوق سے پڑھے جاتے ہیں اردو طنز و مزاح سے اس جذباتی لگاؤ نے مجھے ایک سوال کے جواب کے لیے یوں مجبور کیا۔

• اردو طنز و مزاح زیادہ مقبول ہے بہ نسبت کسی دوسری ہندستانی زبان کے طنز و مزاح کے۔ کیا یہ درست ہے؟

• بلا شبہ اردو وہ دوسری زبان ہے جس نے بہت کم عرصے میں انگریزی کے اس سبجیکٹ (Humour) کو پوری طرح اپنا لیا ہے۔ لوگوں نے اردو طنز و مزاح کے بارے میں جو دعوا کیا ہے وہ اپنی جگہ خاصی حد تک درست ہے۔ تخلص صاحب نے اپنے ان خیالات کا اظہار بڑے اعتماد کے ساتھ کیا۔

مزاح کی مناسبت و مطابقت سے ہی تخلیق کو شہ پارہ بنایا جاسکتا ہے۔ خلاف مزاح، مِنّیں کی ہوئی تخلیق الفاظ کا ڈھیر تو ہو سکتی ہے لیکن ادب کے لیے ایک اہم چیز قطعی ثابت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ میں نے تخلص صاحب کو ایک اور سنجیدہ سوال کی طرف متوجہ کیا۔ میرا سوال تھا کہ "کیا طنز و مزاح لکھنے کے لیے ضروری ہے کہ قلم کار میں مزاح کی حس ہو؟"
تخلص صاحب نے سوال کی تائید کی اور اپنے جواب سے مطمئن کرنے کی پوری کوشش کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

• طنز کے ساتھ مزاح ضروری بلکہ مقدم ہے' ظاہر ہے کہ بغیر مزاح کی حس کے یہ کام دشوار طلب ہے:
ہر چیز کسی نہ کسی چیز کی مرہونِ منّت ہوا کرتی ہے اور اس کی کامیابی میں پس پردہ ایسے عناصر اور ایسی صلاحیتیں ہوتی ہیں جو اسے تادیر قائم رکھتی ہیں۔ "ایک کامیاب طنز و مزاح نگار میں کن امور کا ہونا ضروری ہوتا ہے" جیسے سوال کے لیے ان کا جواب یہ تھا۔

• اس کی مقبولیت، لوگ اس کو زیادہ سے زیادہ پڑھیں اور ہمہ وقت پڑھنے کی آرزو کریں۔"

میں نے انٹرویو کے سلسلے کو بغیر کسی توقف کے جاری رکھتے ہوئے ایک عجیب سوال کیا۔ "کیا کسی قوم، تہذیب اور تمدن کو سمجھنے کے لیے اس کے مقبول لطائف سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔" تخلص صاحب کا جواب نہایت مختصر تھا جس میں تشنگی کا احساس بھی تھا۔ انھوں نے اپنے جواب میں کہا۔

"یقینی طور پر کسی بھی قوم کی تہذیب کا اس کے مزاحیہ لٹریچر سے بخوبی پتہ چلتا ہے؟"
وہ لوگ جو طنزیہ و مزاحیہ ادب کو محض ہنسنا ہنسانا سمجھتے ہیں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ طنز و مزاح ایک اصلاحی فن ہے اور اس کے لیے ذہانت اور شعور کی ضرورت ہوتی ہے۔ "طنز نگار اور مزاح نگار کے حقیقی کمال کیا ہیں؟" جیسے سوال کے لیے تخلص صاحب کے دو اور دو چار کے جواب میں یہی بات ہے کہ "طنز نگار غور و خوض کی دعوت دیتا ہے اور مزاح نگار خالی پیلی ہنسنے کی:

کسی کردار کی تخلیق ایک مشکل فن ہے۔ بالخصوص طنزیہ و مزاحیہ ادب میں تو یہ کام اور بھی مشکل ہے۔ میں نے اپنے اس خیال کو سوال کی شکل دے کر پوچھا۔

"طنزیہ و مزاحیہ تخلیق میں کردار کی تخلیق کس طرح ہونا چاہیے"
تخلص صاحب نے کہا۔

"جو لوگوں کی جانی پہچانی تصویر ہو، مزاحیہ ہو جس کو دیکھتے ہی بے اختیار ہنسی آجائے۔ مثلاً غفور میاں یا خالہ کے کردار اس کا صحیح جواب ہیں"

میں نے طنز و مزاح کے بنیادی اجزاء پر ایک سوال کی تعمیر کی اور استفسار کیا
"طنز و مزاح کے بنیادی اجزاء ترکیبی کیا ہیں؟"

"ہنسنا ہنسانا اہم اجزا ہیں اور یہ طبعی احتیاج ہی نہیں بلکہ طنز و مزاح نگار کے اخلاقی فرض بھی ہیں" تخلص صاحب نے کہا۔

جب لازم کو ملزوم سے علاحدہ کر دیا جائے تو اس میں سطحیت پیدا ہو جاتی ہے آخرش اسی تجسس نے "کیا طنز کے بغیر مزاح بیکار ہے؟" جیسے سوال کو پیدا کیا۔ تخلص سے مجھے اس کا جواب چاہیے تھا چنانچہ قدرے غور و خوض کے بعد انھوں نے دریا کوزے میں اس طرح بند کیا۔

"طنز کے بغیر مزاح بے کار تو نہیں البتہ زیادہ دلچسپ بنانے کے لیے تحریر میں مزاح کا جز لازم ہے۔"

جس طرح طنزیہ تخلیق کے لیے مزاح کی آمیزش ضروری ہے اسی طرح مزاحیہ

میں کچھ طنز کے چھینٹے بھی ضروری ہیں کیونکہ مزاح سے تفریح اور طنز کی تیزی دور کرنا مقصود ہے اور طنز سے اصلاح، طنز کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وار کسی پر ہوتا ہے اور زخمی کوئی ہوتا ہے۔ گویا جس شخص میں عیوب ہوتے ہیں وہ طنز کے آئینے میں دیکھ لیتا ہے۔ کچھ ناک بھوں چڑھا لیتے ہیں تو کچھ اس سے اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔ طنز اور اس کے محرکات سے متعلق میں نے اس طرح ایک سوال کیا۔

"سیاست اور معاشرہ ہی زیادہ تر طنز کا شکار رہیں، اس کے علاوہ طنز کا اور کہاں کہاں گزر ہے؟"

تخلص صاحب نے اپنی [illegible] پوری توجہ مجھ پر اور میرے سوال پر صرف کرتے ہوئے کہا "ہر بگاڑ، افراتفری، [illegible] خواہ کسی فرد کی ہو یا معاشرہ یا سیاست میں، طنز کا ہر جگہ گزر ہے۔ طنز کا مقا[illegible] [illegible] مزاح سے ہے۔"

اردو طنزیہ و مزاحیہ [illegible] روز افزوں ترقی کی منزلوں کی طرف رواں ہے۔ یہ اطمینان بخش رفتار اس کے [illegible] مستقبل کا پیش خیمہ ہے۔ اردو میں اچھے طنزیہ و مزاحیہ مجموعے شائع ہو رہے ہیں، [illegible] منائے جا رہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً سمینار کے انعقاد۔ پھر ہم کیوں نہ مطمئن ہوں۔ یہ معلوم [illegible] لیے کہ تخلص صاحب بھی مطمئن ہیں یا نہیں! چنانچہ میں نے ایک اور سوال سے انھیں گرفت میں لے لیا۔ میں نے سوال کیا۔

"کیا آپ اردو کے موجودہ طنزیہ و مزاحیہ ادب سے مطمئن ہیں؟"

"یقینی اس دور میں ادب میں یہ نعمت سے کم نہیں۔ میں مطمئن ہوں۔" تخلص صاحب نہ صرف یہ کہ مطمئن تھے بلکہ ان کے لہجے میں یقین اور ذوق کا عنصر بھی شامل تھا۔

اس روبرو گفتگو کا سلسلہ قریب الاختتام تھا۔ میں نے آخری سوال کا جواب دریافت کیا۔

"اردو طنزیہ و مزاحیہ ادب کا مستقبل؟"

جو شخص بھی طنزیہ و مزاحیہ ادب کی تخلیق میں مصروف ہے اس کو چاہیے کہ وہ اس کے مستقبل کو زیادہ سے زیادہ روشن اور تابناک بنانے کی ہر ممکن سعی کرے۔ تخلص صاحب

باقی صفحہ ۲۹ پر

دو معیاری کتابیں

ڈاکٹر سیفی پریمی

خضر برنی اور یہ ہے میرا ہندوستان

جناب خضر کے شعروں پہ وہ نکھار ہے آج
کہ بست ودوم کی یہ شام نغمہ بار ہے آج

کسی تخلیق کی رسم اجرا فنکار کے رسمی تعارف کی حیثیت رکھتی ہے۔ جناب خضر برنی یوں بھی کسی تعارف کے محتاج نہیں لیکن ان کی تخلیق تقاضا طلب ہے کہ اس کی جلوہ گری پر کچھ گفتگو کی جائے ظاہر ہے فن پر گفتگو کے آداب الگ ہوتے ہیں۔ پروفیسر احتشام حسین نے "اعتبار نظر" میں رقم فرمایا ہے۔

"عام پڑھنے والے اور نقاد میں فرق یہ ہوتا ہے کہ نقاد پسندیدگی اور ناپسندیدگی کی تشریح بھی کر سکتا ہے اور وجہیں بھی بیان کر سکتا ہے عام مطالعہ کرنے والا نتیجے کے لحاظ سے نقاد کا ہم نوا ہوتے ہوئے بھی صرف اپنے وجدان پر بھروسہ کرتا ہے۔"

اس روشنی میں چند باتیں کی جا سکتی ہیں میں اپنے مطالعہ کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ جناب خضر برنی کا کلام ضعفِ تالیف، زائد اضافت اور ابتذال کے معائب سے قطعاً پاک ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "یہ ہے میرا ہندوستان" کس نوع کی تخلیق ہے؟ ہم فنکار کی عمر یا اسکے عہد پر طائرانہ نظر ڈال کر روایت یا جدیدیت کا کوئی لیبل چپکا نہیں کر سکتے۔ اصل میں فنکار کے نظریۂ شعری اس کے ذہنی افق اور تخلیق میں اس کے انعکاس کی بنیاد پر سماجی پس منظر میں کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے یوں بھی تاریخی نقطۂ نظر

سے دیکھیے تو اس جہانِ رنگ و بو میں ہوش مندی کی سانس لینے پر فن کار کو اپنے اسلاف کا بھرپور جہانِ تخلیق مل جاتا ہے۔ وہ اسلاف اور معاصرین کی حقیقی زندگی نفسیاتی پیچیدگیوں انسانی رشتوں کے متضاد نظام ہی کا مطالعہ نہیں کرتا بلکہ بیتی صدیوں کی تاریخ فن اور سماجی تمدنی روح کا بھی مطالعہ کرتا ہے اس لیے اپنے پیش رو فنکاروں سے ضرور کچھ نہ کچھ مستعار لینا چاہیے اور سیکھنا چاہیے۔ عمل تخلیق میں ہمیشہ امتزاج ہوتا ہے۔ مثنیٰ یعنی ہوبہو نقل کی گنجائش نہیں۔ فنکار کو انتخاب کرنا پڑتا ہے وہ موضوعاتی اعداد و شمار کی کھتونی تیار نہیں کرتا خوشی ہے کہ "یہ ہے میرا ہندوستان" میں امتزاج و انتخاب کی جلوہ سامانی ہے۔

شاعری میں ایک اہم عنصر صداقت ہے صداقت کوئی گلاب جامن نہیں جسکو کوئی بھی اٹھالے۔ "صداقت" ایک جانب یا دوسری سمت میں ہوتی ہے اور قبل اسکے کہ فنکار صداقت کی نوبت کا تعین کرنے اسی کو سمت بھی متعین کرنا چاہیے۔ صداقت طرفدار ہے۔ غیر جانب دار نہیں۔ آرٹ عوام اور صداقت کے مابین ایک رابطہ ہے جناب خضر برنی کے کلام میں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ تفصیل کا موقع نہیں۔ صرف اشارات کی مہلت میسر ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ہے گرد و پیش کا ماحول جیسے ایک تصویر
بیان کر نہیں سکتا حسین تشبیہات
فقط ساقی کی اک مدیا دلی سے کچھ نہیں ہوتا
ہزاروں مرحلے آئیں گے لطفِ عام ہونے تک
دار و رسن ہوں جس کے لیے بیقرار خود
وہ رنگِ حادثات میں جانے کب آئے گا
ادھر سے قافلہ مدت ہوئی گزر بھی گیا
میں دیکھتا ہی رہا خواب اپنی منزل کے

ان اشعار میں سماجی حقائق پیش کیے گئے ہیں سیاسی اور اقتصادی آزاد

کی تصویریں ہیں۔ عوامی جدوجہد، سرمایہ دارانہ استحصال کے خلاف مستقل جنگ، عوام کی طاقت پر اعتماد یعنی زیر سطح امن اور سوشلزم کی دنیا کی صداقت آفریں خواب بھلے ہیں۔

انسان کے اولیں گناہ اور فریضۂ بقائے نسلِ انسانی کا رنگ اس شعر سے ملے گا ہے

اک نئی صبح کا آغاز ہے انجام کے بعد
پھر وہی سلسلۂ عشق ہے الزام کے بعد

قلبی سوز و ساز روحانیت اور وحدت پرستی کے مقابلے میں نمائشی عبادت سے شاعر کے دل کو ٹھیس لگتی ہے مگر جلوۂ تمام کی تڑپ اس کے دل کو گرماتی ہے اور سجدۂ خلوص پر اس کا اعتماد بڑھ جاتا ہے ہے

کچھ اور بڑھ گیا مرے سجدوں کا بانکپن
جب سدِّ راہ عشق میں دیر و حرم ہوئے

اسی ضمن میں خود رفتگیٔ والہانہ محبت، اور جلوۂ جاناں کی سیرابی اس شعر میں محفوظ ہے ہے

آتی ہے نظر شیشے میں اس شوخ کی تصویر
دیدار کا یہ کام فقط جام کرے ہے

اسی غزل کا ایک شعر خیال نہیں طرزِ اظہار کے باعث قابلِ توجہ ہے ہے

پاتا ہے سکوں درد سے دنیا میں بھلا کون
دیوانہ کہیں دشت میں آرام کرے ہے

بعض اشعار میں عشق کے تجربات اور نفسیاتی نکات کی مانوس فضا ملتی ہے ہے

درد میں شامل ہوئے ہیں یاد کے نشتر کچھ اور
یہ نئی سوغات لائے ہیں تمہارے شہر میں

جب کبھی سامنے وہ آتے ہیں   بھول جاتا ہوں دل معیت کے

جو بھی ملا ہے راہِ الفت کے راستے میں
ہم کہہ گئے جنوں میں رودادِ غم اُسی سے

اب ایک شعر حکیم مومن خاں مومنؔ دہلوی کے رنگ میں ملاحظہ فرمائیے اس میں مومنؔ کے امتیازی وصف یعنی محذوف اور نکہ شاعرانہ کی تعبیر ملتی ہے ؎

رات ڈھلتے ہی چلے جانا ، زمانہ ہے خراب
اس اندھیرے میں کہاں جاؤ گے سوچو تنہا

تغیرِ حیات کے سلسلہ میں ایک شعر سنیے ۔ لطیف تشبیہ، نازک لہجے اور حسنِ اسلوب نے شعر کو قابلِ تحسین بنا دیا ہے ؎

آندھی میں کانپتی ہوئی لَو اک چراغ کی
سمجھا رہی ہے اصل میں اک وقفۂ حیات

آخر میں اس مجموعہ کا وہ شعر سماعت فرمائیے جو میرے نزدیک حاصلِ کلام ہے جس کی معنویت اور اسلوب کا رچاؤ کسی تشریح کی اجازت نہیں دیتا ؎

اک صبح و شام جیسے کہ صدیاں گزر گئیں
در کار ساری عمر ہوئی انتظار کو

جنابِ خضرؔ کو غزل سے فطری مناسبت ہے لیکن اس مجموعے میں نظمیں بھی ہیں۔ "کھلونا ر" میں موضوع کی خوبی ہیئت کی تبدیلی اور ڈرامائی حسن ملتا ہے۔ "غربت" میں ایک معصوم بچے کی اپنی ماں کے جانِ غم سے بے نیازی اور ماں کی ممتا کا انسانی جذبہ پیش کیا گیا ہے۔ "ٹوٹے تارے" میں امیر خسرو کا آہنگ۔ اس کے آخری شعر میں زندگی کی نزاکت اور زندگیِ جاوید کا تصور پیش کیا گیا ہے "تلاش" میں نئی ہیئت ہے۔ معصوم تصور کی دنیا اجاگر کی گئی ہے۔ شاعر نے اس نظم کے آخر میں قاری کو فن کار کے ساتھ خیال میں شرکت کا بہتر موقع فراہم کیا ہے۔

بہ یک نظر دیکھیے تو حبِ وطن بھی حسنِ فطرت کے دائرے کی چیز ہے سیاسی بصیرت کو بروئے کار لائیے تو بین الاقوامی اور قومی مسائل نیز مختلف سیاسی نظام

راہمی آویزش کے باعث جذبۂ حب وطن، جذبۂ ایثار میں ڈھل جاتا ہے
چنانچہ "یہ ہے میرا ہندوستان" اور "میرا کشمیر" دونوں نظمیں شاعر کے ایسے ہی
تصورات کی غماز ہیں۔

۱۷۸۱ء میں ٹالسٹائی نے اپنی نوٹ بک میں لکھا ہے کہ بعض فن کار شاعری
کی شاعری کرتے ہیں۔ یعنی جس میں شاعری کا موضوع، زندگی نہیں بلکہ پیش رو شاعری
ہوتی ہے۔ میں یہ بات بے تامل کہہ سکتا ہوں کہ جناب خضر برنی کی شاعری کا
موضوع زندگی ہے، ان کے ہاں سیاسی بیداری، جمہوری نظام کی قدر، مساوات،
سرمایہ دارانہ استحصال سے نفرت، سامراجی نظام کی ہر شکل سے بے زاری،
امن اور بہتر زندگی کی طلب کے آثار بھی مل جاتے ہیں۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ خضر برنی کی شاعری کے دو دائرے "امید اور
زندگی" ہیں۔ ایک شاداب مستقبل کی امید، متحرک زندگی میں عقیدہ اور انسانی
مسرت کے لیے خوشگوار افق۔

بقیہ صفحہ ۔۔
تیار کریں کہ امداد خداشامل حال ہوتے ہوئے ہمیں ناکامیوں کا منہ نہ
دیکھنا پڑے اور حقیقت پسندی اور احساس تناسب کے ساتھ ہم اپنے
عمل کی تنظیم کریں۔

بقیہ صفحہ ۔۔
کا جواب بھی انہیں الفاظ میں مضمر تھا۔ انہوں نے کہا "طنزیہ و مزاحیہ ادب کا
مستقبل ذی شعور طنز و مزاح نگاروں کے ہاتھ میں ہے۔"

انٹرویو ختم ہوا تو چائے کی چسکیوں کے ساتھ کچھ ادھر ادھر کی باتیں لطف
دیتی رہیں۔ وقت کا احساس ہی نہیں ہوا کہ کتنا وقت گزر گیا۔ میں جب کمرے سے باہر
نکلا تو سورج اچھی طرح نکل آیا تھا اس کی شعاعیں ذرہ ذرہ پر حکومت
کر رہی تھیں۔

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

پانچواں حصہ (اول و دوم)	مصنف:	الیف بی فرٹیاس	مترجم:	صالحہ عابد حسین	3/-
کشمیر	"	مالا سنگھ، تصاویر نندنی	"	خدیجہ عظیم	1/50
پرندوں کی دنیا	"	جمال آرا	"	محمد شفیع الدین نیّر	2/50
ہماری ندیوں کی کہانی	"	لیلا مجمدار	"	رضیہ سجاد ظہیر	1/50
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں		لیلاوتی بھاگوت	"	" " "	1/50
رسیلی کہانیاں	"	منوج داس	"	صغرا مہدی	1/50
آزادی کی کہانیاں (اول دوم)		وشنو پربھاکر	"	انور کمال حسینی	3/-
ہماری ریلیں	"	جگمیت سنگھ	"	عرش ملسیانی	1/50
ہندستان میں غیر ملکی سیاح		کے بسی بھنہ، تصاویر کرشن کھنہ			1/50
آؤ ناٹک کھیلیں	"	اوما آنند	"	رضیہ منظور الامین	1/50
بہت دن ہوئے (اول دوم)		ایم چرکسی و پی ایم جوشی	"	رضیہ سجاد ظہیر	3/-
بہادروں کی کہانیاں	"	راجندر اوستھی	"	انور کمال حسینی	1/50
روہت و نندیا	"	کرشن چیتنیہ	"	" " "	1/50
سدا بہار کہانیاں	"	شانتا رنگا چاری	"	" " "	1/50
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اول دوم)		میر نجابت علی	"	سید احسان	3/-
بڑا پانی	مصنف	لیلا مجمدار	"	صالحہ عابد حسین	1/50
مورا	"	ملک راج آنند	"	انور کمال حسینی	1/50
ہاکی کا کھیل	"	سرویندر سانیال	"	پریتم لال	1/50
خالہ بلّی کا خاندان	"	منوہر داس چترویدی	"	محمد شفیع الدین نیّر	1/50
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	"	برگیڈیر گیان سنگھ	"	محمد ذاکر	1/50
پھول اور شہد کی مکھی	"	اشوک داور	"	انور کمال حسینی	1/50
سب کا ساتھی سب کا دوست		اما شنکر	"	" " "	1/50
سونا کا رس	"	تارا اشوواریم	"	" " "	1/50

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی اہم مطبوعات

لہروں کی آواز	مصنف : کلکی راماکرشنا مورتی	ترجمہ : راج نرائن راز	۱۹/۵۰
چک ویر راجن ر	" : شری نواس	" : راشد سہسوانی	۲۲/۵۰
راگ درباری	" : شری لال شکل	" : " "	۱۵/۵۰
میں	" : ہری نرائن آپٹے	" : کشور سلطان	۹/-
جدوجہد آزادی سے متعلق ہندی ناول	" : منورنجن جھا	" : غلام ربانی تاباں	۱۶/۵۰
آبِ حیات	" : محمد حسین آزاد	تلخیص : پروفیسر احتشام حسین	۶/۲۵
قومی شاعری	" : مختلف شعراء	مرتبہ : علی سردار جعفری	۴/-
چار دیواروں میں	" : ایم . ٹی واسدیو نائر	مترجم : ظفر ادیب	۶/۲۵
فاطمہ کی بکری اور بچپن کی کتھا	" : وائکم محمد بشیر	" : اطہر پرویز	۵/۲۵
گنگا چل کے پنکھ	" : لکشمی نندن بورا	" : رضیہ سجاد ظہیر	۶/۲۵
برہمن لڑکی	" : شری دھر وینکٹش کیتکر	" : اگر سین نارنگ	۴/-
ملیالم افسانے	مرتبہ : ادم چیری این این پلے	" اگر سین نارنگ	۸/۲۵
تامل افسانے	" : پی پال سوم سندرم	" : حسرت سہروردی	۸/-
سندھی افسانے	" : ڈاکٹر نامور سنگھ	" : اگر سین نارنگ	۹/-
پنجابی افسانے	" : ہربھجن سنگھ	" : مخمور جالندھری	۴/-
اردو افسانے	" : رضیہ سجاد ظہیر	" : " "	۱۰/-

ذاکر حسین سیریز کی دلچسپ کتابیں

ابو خاں کی بکری	ڈاکٹر ذاکر حسین	۳/-
گڈا بوچھیا	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰
راجہ رام موہن رائے	عرش ملسیانی	۲/۵۰
ڈاکٹر صاحب کی کہانی	سیدہ خورشید عالم	۲/۵۰
سلطان زین العابدین بڈشاہ	رضیہ سجاد ظہیر	۱/۵۰
انوکھی دکان	بیگم قدسیہ زیدی	۱/۵۰
دنیا کے جانور	" "	۱/۵۰
خواجہ الطاف حسین حالی	بیگم صالحہ عابد حسین	۱/۵۰

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

آبادی	مصنف :	ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ :	محمور جالندھری	۲/۲۵
تپدرت شونو دگمبر	″ :	ڈی آر اٹھاوے	″ :	ش قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	″ :	ڈی کنکیڈ	″ :	ڈاکٹر ریتا سرن	۶/۲۵
قاضی نذرالاسلام	″ :	بسودھا چکرورتی	″ :	عرش ملسیانی	۲/۲۵
کچھوا اور خرگوش	″ :	ڈاکٹر ذاکر حسین ۲/۷۵ مجلد	″ :	۱/- مجلد	۲/-
کبیر	″ :	ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	″ :	ایم. کے قدوائی	۲/۵۰
گاندھی کا ہندوستان کثرت میں وحدت	مرتبہ :	نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی			۴/۲۵
گرونانک	مصنفہ :	گوپال سنگھ	ترجمہ :	محمور جالندھری	۳/-
مٹتی بنتی تصویریں	″ :	بھگوتی چرن ورما	″ :	رضیہ سجاد ظہیر	۵/-
تاش کے محل (ناول)	″ :	میاں رنگتا بکما	″ :	زینت ساجدہ	۵/۵۰
سفید خون (ناول)	″ :	نانک سنگھ	″ :	رتن سنگھ	۸/-
گورو گوبند سنگھ	″ :	ڈاکٹر نامور سنگھ	″ :	محمور جالندھری	۳/-
زندگی ایک ناٹک	″ :	نیالال پٹیل	″ :	کشور سلطانہ	۱۰/-
رنجیت سنگھ	″ :	ڈی آر سود	″ :	محمور جالندھری	۲/۷۵
جدوجہد آزادی	″ :	بپن چندر	″ :	غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
ہنگر وادی	″ :	ڈنکٹیس ماڈ گولکر	″ :	عرش ملسیانی	۵/۲۵
شاعر	″ :	تاراشنکر بندوپادھیائے	″ :	پرتش کمار ڈے	۸/۷۵
موت کے بعد	″ :	شوورام کارنت	″ :	محمود سروش	۸/۷۵
آدمی کے روپ	″ :	یش پال	″ :	سہیل عظیم آبادی	۱۲/-
اکبر	″ :	لارنس بنین	″ :	رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰

چند اہم کتابیں

تذکرہ
مولانا ابوالکلام آزاد — مرتبہ مالک رام

"تذکرہ" الہلالی دور کی تصنیف ہے اس میں بھی بات سے بات پیدا کرنے کا رجحان جولانی طبع، خطابت اور دعوت و تبلیغ کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو الہلال اور البلاغ کا طرۂ امتیاز تھا لیکن یہاں وہ مئے دو آتشہ ہوگئی۔

قیمت: ۱۵/-

تلاشِ فن
سید رضا حسین زیدی

یہ کتاب ایک ڈائری اور سفرنامہ ہے، جس میں مصنف نے ہالینڈ، لندن، پیرس، جرمنی، بلجیم اور ایران کی سیاحت کا حال بہت دلچسپ اور دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔

قیمت: ۷/-

امیر اللہ تسلیم حیات اور شاعری
ڈاکٹر فضل امام

یہ اردو کے نوجوان محقق ڈاکٹر فضل امام کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف کو گورکھپور یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف فلاسفی کی سند عطا ہوئی ہے۔

قیمت: ۱۲/-

امیر خسرو عہد فن اور شخصیت
عرش ملسیانی

اس فاضلانہ مطالعے میں امیر خسرو کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث و تفصیل سے سوانح، حب الوطنی، تصنیفات، شیخ نظام الدین اولیاؔ سے سلسلۂ ارادت، ہندی شاعری اور موسیقی سب موضوعات سے پورا انصاف کیا گیا ہے۔

قیمت: ۱۰/-

ترقی اردو بورڈ مرکزی وزارتِ تعلیم حکومتِ ہند کے لیے

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

جدید ہندوستان میں ذات پات:
مصنف : ایم۔ این۔ سری نواس
مترجم : شہیار حسین

اس کتاب میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جدید ہندوستان کے طریقۂ کار انتظامیہ اور تعلیمی میدان میں ذات پات نے کیا حصّہ لیا ہے۔ سیاسی میدان میں اس کو کس حد تک عمل دخل حاصل ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے۔ قیمت ۱۰/-

حیدر علی
مصنف : نریندر کرشن سنہا
مترجم : اقتدار حسین صدیقی

یہ کتاب نہ صرف حیدر علی کی سوانح ہے بلکہ ہندوستانی تاریخ کی ۱۸ ویں صدی کی عجیب غریب شخصیت کا سوانحی مطالعہ بھی ہے اگرچہ اس کی زندگی کے بارے میں تفصیلات کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے تاہم یہ کتاب بنیادی اعتبار سے اس کی فوجی اور سیاسی زندگی سے تعلق ہے۔

قیمت : ۱۷/-

ہندوستانی معیشت : مصنف : الک گھوش۔ مترجم : محمد خلیق

عام طور پر ان ملکوں کو کم ترقی یافتہ کہا جاتا ہے جن کا معیار زندگی کم ہو جن کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہو اور جہاں صنعت و حرفت بہت کم ہو ہندوستان کا حال بھی کچھ ایسا ہی رہا تفصیلات اس کتاب میں ملیں گی۔ قیمت ۳۷/۷۵

ہندوستانی معاشرہ عہد وسطیٰ میں
مصنف : کنور اشرف
مترجم : قمر الدین

ہندوستان کے لوگوں کی زندگی اور معاشرت پر مرحوم ڈاکٹر اشرف کی لاثانی تصنیف ہے یہ کتاب اس دور میں تصنیف ہوئی جب تاریخ کا مطالعہ محض حکمرانوں کی زندگیوں اور ان کے عسکری کارناموں تک ہی محدود تھا۔ ڈاکٹر اشرف نے تاریخ کے مطالعہ کے لیے بالکل نئی راہیں متعین کر کے ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے قیمت ۱۸/۲۵

پچھلے پہر

(شعری مجموعہ)

جاں نثار اختر

جاں نثار اختر اس دور کے ان ممتاز شاعروں میں سے ہیں جن پر ہماری شاعری اور ادب بلا شبہ ناز کر سکتا ہے۔ ان کے یہاں طنز کی تلملاتی لائنیں بھی ہیں، ہاتھوں پر چھالوں کی طرح پکتے ہوئے سنّے بھی، غرض ایک عجیب و غریب دنیا ہے جس میں آوازیں، چیخیں، سرگوشیاں اور زاریاں نہ جانے کتنے روپ لئے آباد ہیں۔ قیمت -/۶

سماجی تبدیلیاں

(از منہ وسطیٰ کے ہندستان میں ۵۰۰ سے ۱۲۰۰ عیسوی)

مصنف: رام شرن شرما مترجم: قاضی عبدالرحمٰن

از منہ وسطیٰ کے ہندستان میں کون کون سی سماجی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اس زمانے میں ذات برادری کا کیا تصور تھا اور کیا معتقدات و معاملات تھے؟ ان سب باتوں کا پورے پس منظر کے ساتھ بالتفصیل جائزہ لیا گیا ہے۔ قیمت -/۲

گاندھی جی کے تعلیمی خیالات

سعید انصاری

گاندھی جی نے ہندستانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس پر اپنے خیالات و افکار کی گہری چھاپ نہ ڈالی ہو اس میں تعلیم کا ایک مسئلہ بھی آتا ہے جس پر انہوں نے نہ صرف نظری حیثیت سے غور و خوض کیا بلکہ عملی اعتبار سے بھی کچھ تجربے کیے ہیں اس کی جھلک آپ کو اس کتاب میں ملے گی۔ قیمت -/۱۲

ترقی اردو بورڈ کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

طبیعیات کے بنیادی تصورات	از آرتھر بیزر - مترجم احمد وکیل جعفری	قیمت	۲۵/-
تاریخ فلسفۂ اسلام	" ٹی ج دی بوئر " ڈاکٹر سید عابد حسین	"	۷/۵۰
تاریخ تمدن ہند	" پروفیسر محمد مجیب	"	۱۲/-
تاریخ فلسفۂ سیاسیات	" " " "		۱۸/-
ہمارا قدیم سماج	" سید سخی حسن		۱۰/-
تاریخ تعلیم ہند	" سید نور اللہ و جے پی نائک - مترجم - مسعود الحق	"	۲۰/-
انقلاب ۱۸۵۷ء	" مرتبہ پی سی جوشی	"	۱۲/۷۵
لسانی مطالعے	" ڈاکٹر گیان چند جین		۱۲/۵۰

بچوں کے لیے غیر درسی کتابیں

چراغ کا سفر	سید محمد ٹونکی	۱/۵۰
چڑیاں	سلطانہ آصف فیضی	۲/-
پیسے کی کہانی	غلام حیدر	۲/-
خط کی کہانی	"	۲/۷۵

بچوں کے لیے درسی کتابیں

حساب الجبرا - حصہ اول - دوم - سوم - فی	۲/-
جیومیٹری " " " فی	۲/-
گھریلو سائنس " " " فی	۲/-
طبیعیات (فزکس) حصہ اول	۳/-
طبیعیات (فزکس) حصہ دوم	۲/-
طبیعیات (فزکس) حصہ سوم	۵/-
حیاتیات حصہ اول	۳/-
" " دوم	۴/-
" " سوم	۵/-
علم کیمیا حصہ اول	؟
" " دوم	۴/-
آزاد ہندوستان حصہ سوم	۲/-
حکومت اور آئین	۲/-
ہندوستان کا وسطی دور	۲/۵۰

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ - نئی دہلی ۲۵ - دہلی ۶ - بمبئی ۳ - علی گڑھ ۱

نئی مطبوعات

عربوں کی تاریخ نگاری کا آغاز و ارتقا	(تاریخ)	محمود الحسن	قیمت	۱۵/-
میرانیس سے تعارف	(مضامین)	صالحہ عابد حسین	"	۴/-
مشاہیر کے خطوط	(خطوط)	مرتبہ عبداللطیف اعظمی	"	۳/۵۰
فکر و ریاض	(تنقید)	علی جواد زیدی	"	۳/-
جدید اردو ادب	(")	ڈاکٹر محمد حسن	"	۱۵/-
اقبال اور مغربی مفکرین	(تحقیق)	جگن ناتھ آزاد	"	۱/۵۰
بازگشت	(")	کبیر احمد جائسی	"	۱۱/-
بشارت	(شعری مجموعہ)	اظہار اثر	"	۱۰/-
کیوڑے کا بن	(")	سلیمان خطیب	"	۱۲/-
ٹوٹی ہوئی پتیاں	(")	اسلام پرویز	"	۸/-
سانجھ بھئی چودیس	(طویل نظم)	ساحر لکھنوی	"	۵/-
نقوشِ ادب	(ادبی)	مہ لقا اعجاز	"	۱۰/-
اردو میں قصیدہ نگاری	(تحقیقی)	ابو محمد سحر	"	۱۴/-
نخلستان	(سہ ماہی رسالہ)	ایڈیٹر: عبدالباسط	"	۳/-
سائنس کی دنیا	(رسالہ)	اڈیٹر: گلزار دہلوی	"	-/۵۰
گلاب مجمع الجزائر	(ناول)	الکزنڈر ساسولسن؛ عام ایڈیشن ۷/-	ڈی لکس	۲۰/-
دستخط	(ادب)	صادق	"	۱۰/-
عکس آئینے کے	(افسانے)	ہرچرن چاولہ	"	۹/-
عمرانہ	(ناول)	زہرہ رضویہ	"	۱۳/۵۰
پونم کی رات	(ناول)	ملکہ معین	"	۱۲/-
اور بھی دکھ ہیں	(ناول)	ذکیہ ضمیر		۱۱/-
فرحات	(شعری مجموعہ)	حمید الماس		۱۰/-
مختصر افسانہ کا فنی تجزیہ	(افسانے کی تاریخ)	ڈاکٹر فردوس فاطمہ نصیر		۱۵/-

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ مطبوعات

ہندی کے یک بابی ڈرامے
مرتبہ چندر گپت ودیالنکار — مترجم: ڈاکٹر محمد حسن

دیر نظر مجموعہ ہندی کے یک بابی ڈرامے کے مختلف اسلوب و انداز پیش کرنے والا اہم انتخاب ہے۔ اس میں ہندی کے دس جانے پہچانے ڈرامہ نگاروں کے بہترین ڈرامے شامل ہیں۔
قیمت: ۱۲/۵۰

میلا آنچل
پھنیشور ناتھ رینو — مترجم: سلمیٰ صدیقی

یہ ہے میلا آنچل، ایک ناول مقامی رنگ لیے ہوئے اس میں پھول بھی ہیں کانٹے بھی، دھول بھی ہے گلال بھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناول نگاران میں سے کسی سے بھی دامن بچا کر نہیں نکل پاتا۔ میلا آنچل عالمی ناول کہا جا سکتا ہے۔
قیمت ۱۸/۷۵

راگ درباری
شری لال شکلا — مترجم: راشد سہسوانی

"راگ درباری" کو ہندی میں بامقصد طنز نگاری کی شروعات کہا گیا ہے۔ یہ کسی طرح بھی کلاسیکی ناول سے کم نہیں ہے۔ مختلف طرز کے پلاٹ ایک نئی ٹیکنیک اور زبان و بیان کی خوبیوں سے بھرپور ناول
قیمت ۱۶/۰۰

چک ویر راجندر
شری نواس — مترجم: راشد سہسوانی

اس ناول میں دیرتا چین بسو، حید رعلی، ساؤتھی، کرشن راج، نمیا وغیرہ تاریخی کردار ہیں۔ بنگلور اور میسور کا عروج و زوال کی تاریخ سے مطابقت رکھتا ہے۔ شری نواس کا طرز تحریر ناول نگاری میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ قیمت: ۲۲/۵۰

ہماری تہذیبی میراث

سفارش حسین رضوی

یہ کتاب ہندوستانی تہذیبوں کی کہانی ہے جس کے دو اہم پہلو ہیں، ایک تاریخی اور دوسرا ادبی۔ اپنے موضوع پر شاید اردو میں یہ پہلی اور اہم کتاب ہے جس کا ہر لائبریری میں ہونا ضروری ہے۔

قیمت: ۷/- روپے

ہمارے صدر جمہوریہ

فخر الدین علی احمد

از مہ لقا اعجاز

اس کتاب میں صدر جمہوریہ ہند کے حالات زندگی بڑی محنت اور جستجو کے بعد جمع کیے گئے ہیں۔

قیمت ۵/- روپے

> اتر پردیش کے باذوق حضرات
> اپنے ذوق کی کتابیں
> مکتبہ جامعہ لمیٹڈ یونیورسٹی مارکیٹ علی گڑھ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ شاخ آپ کی ہر ممکن خدمت کے لیے تیار ہے۔

مولانا آزاد کے نام

اَدبی خطوط

جواباتِ آزاد

مرتبہ

محمد اجمل خاں

اس مجموعہ میں مولانا آزاد کے وہ جوابات ہیں جو انھوں نے مختلف ادبی سوالوں کے جواب کے طور پر دیے تھے۔

قیمت: ۱۰/- روپے

بچوں کے لیے ترقی اردو بورڈ کی چند مطبوعات

۱۔	خط کی کہانی	غلام حیدر	۳/۷۵
۲۔	پیسے کی کہانی	"	۳/۷۵
۳۔	گاندھی جی کے مختلف روپ	انو بندھو پادھیائے	۳/-
۴۔	بچوں کے نہرو	ایم۔ چلاپتی راؤ	۷/۵۰
۵۔	چڑیاں	سلطانہ آصف فیضی	۳/-
۶۔	بھکاری راجہ	کے۔ شیو کمار	۱/۵۰
۷۔	مہاگری	ہیم لتا	۳/۷۵
۸۔	جانور اور ان کے بچے	این۔ این۔ موزمدار	۲/۷۵
۹۔	سرسید احمد خاں	میر نجابت علی	۱/-
۱۰۔	راجہ رام موہن رائے	ایس۔ ایل۔ گھوش	۳/۵۰
۱۱۔	چراغ کا سفر	سید محمد ٹونکی	۱/۵۰
۱۲۔	ہمارا جسم	اکرام احمد	۳/۵۰
۱۳۔	سجاتا اور جنگلی ہاتھی	شنکر	۴/-
۱۴۔	پنچ تنتر کی کہانیاں (چار حصے)	کے۔ شیو۔ کمار	۲۲/۲۵
۱۵۔	چندر دیو	ہیم لتا	۳/-
۱۶۔	سب کا بابو	سلطانہ آصف فیضی	۷/۵۵
۱۷۔	ہری اور دوسرے ہاتھی	پل لبواس	۶/-
۱۸۔	ناگ متی	ساوتری	۳/-

چند اہم کتابیں

اُردو شاعری میں ہیئت کے تجربے

ڈاکٹر عنوان چشتی

اس کتاب میں نہ صرف شعری ہیئت کے مفہوم اور ہیئت کے تجربوں اور تبدیلیوں کے اسباب سے بحث کی گئی ہے بلکہ اردو میں ۱۸۵۰ء سے ۱۹۷۴ء تک کے ہیئت کے تجربوں اور تبدیلیوں کی ایک تنقیدی و تحقیقی تاریخ بھی پیش کی گئی ہے۔ معرّا نظم، آزاد نظم، سانیٹ، ترائیلے مختصر نظم، استینزا فارم، جاپانی ہیئتیں مثلاً ہائیکو وغیرہ ' سرسی، سرسی ہرگتیکا دد ہا وغیرہ اور صوتی قوافی، مصرع کا نیا تصوّر، بندوں کی نئی ترتیب نیز عظمت اللہ خاں کے تجربوں کا تنقیدی و تقابلی تجزیہ بھی شامل ہے۔ قیمت: ڈیلکس ایڈیشن تیس ۳۰ روپے۔ عام ایڈیشن ۱۲/-

اُردو شاعری میں سانیٹ

حنیف کیفی

یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے اردو ادب میں پہلا تخلیقی و تنقیدی مقالہ ہے۔ اس کی تشکیل و تکمیل کے لیے انگریزی اور اردو کی متعدد تنقیدی کتب تواریخ ادب اور شعرا کے دواوین کے مطالعہ کے علاوہ سیکڑوں رسائل کی ورق گردانی کی گئی ہے

قیمت : ۱۸/-

پروانہ چراغ مزارِ خود یم ما

ڈاکٹر شعیب اعظمی

اگرچہ یہ کتاب حکیم محمد اسحاق مرحوم کی داستانِ حیات ہے مگر اس میں آپ کو ان سیکڑوں چہروں کا عکس بھی نظر آئے گا جو اعظم گڑھ کی پچاس سالہ سیاسی، قومی، علمی، اصلاحی تحریکات میں ان کے قدم بہ قدم اور شریک رہے ہیں۔ قیمت : ۱۲/- روپیہ

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

اسلامی عقائد اور مسائل مذہب

مصنف: مولانا جمال الدین اعظمی

ناشر: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

قیمت: ۴ روپے

مولانا جمال الدین صاحب اعظمی اور مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر نئی دہلی دونوں ہی ... اس کتاب کی تالیف اور اشاعت کے لیے مبارک باد کے مستحق ہیں جس میں مجموعی طور پر بہ اختصار اسلامی عقاید و مسائل کے متعلقات صفائی سے اس طرح بیان کیے گئے ہیں کہ اکثریت کو ان سے اختلاف کی کم گنجائش ہو۔ اور یہ بڑی بات ہے ورنہ جب بحثیں چھڑ جاتی ہیں تو لفظ تو بڑی بات ہے نقطے نقطے پر الجھاؤ کی صورتیں سامنے آجاتی ہیں۔ مسائل کے بیان کی بنیاد عام روایات اور منقولات پر ہے نہ کہ جرح و تنقید پر۔ میرے نزدیک نوخیز طلبا اور متوسط درجہ کے عام مسلمانوں کے لیے یہی صورت مناسب ہوتی ہے۔

عقائد کی بحث کا آغاز ذاتِ باری کی ہستی کے اثبات سے ہوا ہے۔ پھر نبوت و رسالت و قرآن۔ ملائکہ و یوم حشر و نشر اور قدر خیر و شر ظہورِ انبیا وغیرہ کی بحث ہے۔ خاتم النبیین کا ذکر ہے۔ معجزوں کا ذکر ہے۔ چاروں آسمانی کتابوں کا ذکر ہے۔ قرآن کے مقابلہ میں قدیم کتابوں کی موجودہ حالت کی طرف اشارہ ہے۔ عبادات میں نماز، روزہ، حج، عیدین، زکات، قربانی، صدقہ و فطرہ کا بیان ہے۔ عبادات یا فقہی مسائل میں جو فقہی اصطلاحات آئی ہیں ان کے بیان میں اکثر و بیشتر اصطلاحات کی عام فہم وضاحت بھی کی گئی ہے اور شاید کچھ ایسی بھی ہیں جن کی وضاحت نظر انداز ہو گئی ہے اور وہ بہت کم ہیں۔

ہمارا دعوی ہے کہ دین اسلام دین فطرت ہے۔ اس کتاب میں جو بحثیں خورد و نوشیدنی کے متعلق آئی ہیں اور صفائی ستھرائی اور پاکیزگی خیال و اعتقاد، جسم و جان اور مکان اور زمان اور لین دین کا جس طرح ذکر کیا گیا ہے وہ بتا رہا ہے کہ زندگی کے لیے یہ چیزیں کتنی ضروری ہیں اور یہی اسلام ہے۔ اس لیے کہ فطرت خود ان کا تقاضا کرتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ فقہی احکام کی روشنی میں طبی معلومات سے کام لینا کتنا ضروری ہے۔ قرآن حکیم نے اگرچہ نام تو صرف چار آسمانی کتابوں کا اور گنتی نبیوں و رسولوں کا بطور مثال لیا ہے مگر اصولی یہ بتایا ہے کہ ان مذکورہ کتابوں اور مقدسوں کے علاوہ ہر قوم و ملک اور زبان میں انہی میں سے ان کی زبان بولنے والے نبی رسول آتے رہے ہیں اور جن کے پاس جس نام کی کتاب یا کچھ روایات زندگی بخش پائی جاتی ہیں ان لوگوں کو انہی کی روشنی میں دیکھا اور جانچا جا سکتا ہے جیسا کہ ہم جو قرآن حکیم کے مبارک سایہ میں روحانی حفاظت و صیانت میں آئے ہوئے ہیں۔ ہماری زندگی و کردار کی کسوٹی قرآن حکیم ہی ہو سکتا ہے اور اسی طرح تمام قوموں کی زندگی اور کردار کا معیار ان کی خدائی کتاب اور خود ان کی گفتار و کردار ہے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ فقہی مسائل کے بیان میں مولانا نے بعض جگہ ائمہ کرام کے فقہی اختلاف کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ یہ بات گھبرانے کی نہیں۔ اس سے ایک انسان کو ایک راستے کی بجائے کئی دوسری پگڈنڈیاں بھی مل جاتی ہیں جن پر چلنا اسے مذکورہ راستے سے زیادہ مدلل و واضح ہوتا ہے۔ اور ائمہ کے اسی اختلافی سلجھاؤں کی روشنی میں با ہوش انسان اسی قسم کی دوسری صورت بھی خیال و عمل میں لانے کے امکان پر غور کر سکتا ہے۔

بہر حال بڑی اچھی کتاب ہے اور مولانا جمال الدین نے تمہید میں ایسی کتاب کی جس اہمیت پر زور دیا ہے وہ بے جا نہیں۔

(مولانا) مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

اردو ہندی لسانیاتی رشتہ

از: ڈاکٹر رام آسرا راز
ناشر: راز اینڈ سنز ۳۶۳ قدوائی نگر دہلی
قیمت ۱۴ روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ اردو بازار دہلی ۶

اردو ہندی میں لسانی رشتہ، ہندستانی لسانیات کا ایک اہم موضوع ہے۔ جو مدتوں سے معرض فکر و نظر بنا ہوا ہے اور اس پر بحث و مباحثہ کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ پیش نظر کتاب اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، ڈاکٹر رام آسرا نے اردو ہندی کی مشترکہ خصوصیات کا جدید انداز سے تجزیہ کیا ہے جس سے ان کے وسیع مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ انہوں نے اردو ہندی کے آغاز و ارتقا کا مستند حوالوں سے تاریخی جائزہ لیا ہے۔ لاہور۔ دہلی اور دکن میں اسلامی حکومتوں کے قیام اور ان علاقوں کی زبانوں پر فارسی ترکی زبانوں کے اثرات کے ساتھ ساتھ ہندی سے ان زبانوں کے ملاپ کے نتائج پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ اردو ہندی میں بہت قریبی رشتہ ہے، اپنی ساخت کے اعتبار سے دونوں زبانیں ایک ہیں۔ فرق صرف اسلوب، تلمیحات، استعارات اور سماجی پس منظر میں ہوا ہے۔ اس سلسلے میں مرتب نے ان الفاظ، محاورات اور ضرب الامثال کی طویل فہرست شامل کی ہے جو مشترکہ الفاظ پر مشتمل ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ افعال، حروف جار اور بیشتر ذخیرہ الفاظ دونوں زبانوں میں مشترک ہیں جن سے دونوں زبانوں کی باہمی مماثلت اور قریبی تعلق کا واضح طور پر اظہار ہوتا ہے۔ صدیوں کے ارتقائی عمل کے بعد دونوں زبانیں موجودہ صورت میں سامنے آئی ہیں۔

اردو ہندی کے اختلاف کے سلسلے کا زہریلا بیج انگریزوں نے اپنے مفاد کی بنا پر بویا تھا اس سلسلے میں ڈاکٹر رام آسرا نے مستند حوالوں سے مفید معلومات

بہم پہنچائی ہیں۔ فورٹ ولیم کالج میں جس پالیسی کے تحت اردو ہندی کی کتابیں لکھوانے کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ اس پر تحقیق کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور ضمناً بہت سی مفید باتیں بھی آگئی ہیں۔

مرتب نے کتاب کا انتساب ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کے نام کیا ہے جو ان کے استاد بھی ہیں اور علم لسانیات پر کافی کام کر چکے ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک کارآمد کتاب ہے جو اردو ہندی دونوں زبانوں کے طلبہ و اساتذہ کے لیے مفید ہے۔ بہتر ہوتا کہ اس کتاب کو ہندی میں بھی شائع کیا جاتا۔ تاکہ عام ہندی دانوں کو بھی اردو سے اپنے رشتے اور تعلق کا علم ہو جاتا۔ عام اردو کتابوں کی طرح طباعت و کتابت کے اغلاط سے یہ کتاب بھی خالی نہیں ہے۔ مثلاً

صفحہ ۲۱ پر بابا فرید گنج شکر کے شعر میں "وقت سحر وقت مناجات ہے۔ خیز درین وقت کہ برکات ہے۔"

اس میں خیز کے بجائے خیبر چھپا ہے۔ صفحہ ۳۳، اہل ہندی کے بچے بچے کی زبان پر ہے" یہاں اہل ہند ہونا چاہیے۔

امیر خسرو کے جو ہندی اشعار دیے گئے ہیں وہ نامعتبر ہیں مرتب کو ماخذ کا حوالہ دینا چاہیے تھا اس طرح کی بعض اور غلطیاں بھی موجود ہیں جو اردو کتابوں میں عام طور پر رہ جاتی ہیں۔ کتابت طباعت اچھی خاصی اور صاف ستھری ہے۔ ٹائیٹل نام کی مناسبت سے نہایت موزوں ہے لیکن قیمت کچھ زیادہ ہے۔ اس نوعیت کی کتابیں جو طلبہ کے لیے خصوصاً مفید ہوں ان کی قیمت کم سے کم رکھنا چاہیے تاکہ سب ہی اس سے مستفید ہوں۔

امیر حسن نورانی

نذرِ خسرو

مرتب : ایس، ایس، لانبہ

ناشر : ولا اکیڈمی، حیدرآباد

ملنے کا پتہ : کے، ۱۲۳، کیرتی نگر، نئی دہلی

قیمت : سات روپے

ہندوستان میں رشی منی اور صوفیوں نے تہذیبِ نفس کا اہم فریضہ ادا کیا ہے انھوں نے انسان کو کائنات کے روپ میں دیکھا اور اپنے عقیدت مندوں کو اسی نہج پر سوچنے اور عمل کرنے کی تلقین کی۔ حضرت نظام الدین اولیا کے گوہر یکدانہ مرید حضرت امیر خسرو کی شخصیت اسی باعث پرکشش اور مقبولِ انام رہی ہے۔

'نذرِ خسرو' اصل میں نذرِ عقیدت ہے۔ سردار کرپال سنگھ لانبہ کی توحید پرستی سے اہلِ علم واقف ہیں ان کے سعادت مند اور وحدت پرست فرزند سوارجیت سنگھ لانبہ نے 'نذرِ خسرو' کو کافی تلاش اور محنت سے مرتب کیا ہے۔ ابتدا میں تبرک کے طور پر حضرت محبوب الٰہی، حضرت بوعلی شاہ قلندر، شیخ سعدی شیرازی، خواجہ حافظ شیرازی اور عرفی شیرازی کا مختصر کلام رقم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اڑتالیس اردو شعرا کا منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ تضمین کے دائرے میں پانچ شعرا شامل ہیں جن میں نظیر اکبرآبادی کا نام نامی بھی ہے۔ آخر میں بارہ اردو شعرا نے امیر خسرو کے فارسی کلام کا اردو منظوم ترجمہ پیش کیا ہے۔ اس طرح ہندوستان اور پاکستان کے نامور اور بزرگ شعرا کے علاوہ مختلف مکتبِ شعر سے وابستہ اہم شعرا کا کلام یکجا مل جاتا ہے۔ مثلاً تلوک چند محروم، گوپی ناتھ امن، انور صابری، ماہر القادری، رئیس امروہوی، سلام مچھلی شہری، رفعت سروش، جاوید وششت، بہار برنی، رضی بٹیالوی، رام کرشن مضطر، اور گلزار دہلوی وغیرہ۔

'نذرِ خسرو' کا تعارف امیر خسرو دہلوی کی سات سو سالہ تقریبات کی قومی کمیٹی کے جنرل سکریٹری جناب حسن الدین احمد نے لکھا ہے۔ یہاں اتنا نقل کرنا کافی ہے۔

" امیر خسرو کا تصوف، روایتی صوفیت سے مختلف تھا وہ زندگی سے فرار کے

قائل نہ تھے۔ گوشہ نشینی ان کا مشرب نہ تھا۔ وہ سماج کے آدمی تھے۔ مجلس اور ہجوم کے دلدادہ۔ ہمیں تعجب ہے کہ نذرِ خسرو میں امیر خسرو کے حالاتِ زندگی کو شامل نہیں کیا گیا۔ اختصاریات کا ایک صفحہ ہی اس کتاب کی کمی کو پورا کر سکتا تھا:

نذرِ خسرو کے مطالعہ سے قارئین کو ذہنی آسودگی میسر آتی ہے۔ نیز خسروی کردار کے پسندیدہ اوصاف دلوں کو روشنی دیتے ہیں۔ صدر جمہوریہ ہند فخر الدین علی احمد اور وزیرِ اعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی کے پیغامات بھی شاملِ اشاعت ہیں۔

یہ کتاب صوری و معنوی اعتبار سے قابلِ قدر ہے۔ سرِ ورق پر امیر خسرو کی شبیہہ آرٹ کا نادر نمونہ ہے۔ عقب میں سردار سرجیت سنگھ لانبہ کی تصویر ہے اور مختصر حالاتِ زندگی درج کیے گئے ہیں۔

(ڈاکٹر آسیفی پرکی)

مطالعہ خطوطِ غالب

از عبدالقوی دسنوی

صفحات: ۶۰۔ سائز ۱۸×۲۲/۸

ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵

قیمت: تین روپے

غالب اقلیمِ سخن کے فرماں روا تو تھے ہی، خطوط نویسی کے فن اور اسلوب میں بھی ان کا جواب نہیں، ایسے ہی پائے کا مکتوب نگار نہ ان سے پہلے کوئی ہوا اور نہ ان کے بعد کسی کو یہ رتبہ ملا۔

کہنے کو یہ تو وہ خط ہیں مگر ان خطوں میں مخاطبت کا جو انداز ہے، عبارت اور بیان کی جو دل آویزی ہے، جیسا طرزِ نگارش، جو خلوص، جیسی یگانگت نیز اعلیٰ ظرف و ظرافت جس قسم کے کوائف و افکار، اپنی صورت، سیرت، مزاج، وقت کے مسائل، ذاتی معاملات غرض اپنی حیات و زیست کی ہر افتاد اور گرد و پیش کی فضا اور ماحول کی کوئی چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات ایسی نہ ہوگی جو انھوں نے کسی نہ کسی عنوان سے بیان نہ کر دی

اردو ادب میں غالب کے علاوہ اور کوئی شاعر یا ادیب ایسا نہ ملے گا جس نے اپنی مکمل اور دلچسپ کہانی اپنے خطوں کی زبانی سنادی ہو۔

اسی لیے غالب کو جاننے پہچاننے کے لیے ان کے مکتوبات کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ جناب عبدالقوی دسنوی ان معدودے چند لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے غالب کے ایک ایک خط کو پورے غور و فکر کے ساتھ پڑھا ہے نہ صرف خط بلکہ ان خطوں کے بارے میں جس نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ بھی ان کی نظر میں ہے۔ پھر اپنے بسیط اور عمیق مطالعے کا حاصل یا نچوڑ دسنوی صاحب نے جامعیت و علمیت کے ساتھ صرف پچاس صفحوں میں قلم بند کر دیا ہے اور وہ بھی اس لطف و سلیقے اور ترتیب کے ساتھ کہ غالب کے تمام محاسن اور کمالات (سلسلۂ مکتوب نگاری) ہر پڑھنے والے کے سامنے آجاتے ہیں۔ اپنے خیالات کی تائید اور تشریح میں جو حوالے، رائیں اور اقتباسات پیش کیے ہیں وہ بھی سب کے سب نہایت معتبر اور مستند۔

دوران تحریر میں غالب سے جو سہو یا فروگذاشتیں ہوگئی ہیں ان کی نشاندہی اور تصحیح کر دی گئی ہے۔

تنقید کے عنوان سے ہندستان اور پاکستان کے کوئی ایک سو تیس رسالوں اور کتابوں کے نام، عنوان، ان کے لکھنے والے اور جس مہینے یا سال میں وہ چھپے ہیں، اس کی باقاعدہ فہرست درج ہے۔ اس طرح گویا ۱۹۳۱ء سے ۱۹۶۸ء تک خطوط غالب پر جو معلوم اور مطبوعہ لٹریچر فراہم ہوا ہے اس سے آگاہی حاصل کی جا سکتی ہے۔

تنقید کے بعد پھر غالب کے خطوں پر جو تحقیقی کام ہوا ہے اور یا ان کے جو غیر مطبوعہ خطوط ملے ہیں اور جن لوگوں نے جن رسالوں میں ان کو طبع کرایا ہے وہ بھی تعداد میں قریب ستر کے ہیں ان کی فہرست بھی کتاب میں موجود ہے۔

کتاب کا آخری حصہ مشتمل ہے خطوط کے مجموعوں پر۔ اس سلسلے میں دسنوی صاحب کل چودہ مجموعوں کے نام دریافت کر سکے ہیں۔ پہلا مجموعہ ان کی تلاش و تحقیق کے مطابق "نادرات و" کے نام سے ۱۹۶۵ء میں طبع ہوا تھا اور آخری ۱۹۶۲ء میں میرا خیال ہے کہ آخر الذکر

۔ عنوانات کے ضمن میں کئی کتابیں اور بھی چھپی ہیں۔

مقالے میں جن خطوں کے اقتباسات درج ہیں وہ غلام رسول مہر کی کتاب سے ہیں اس کے بھی چار اڈیشن میرے علم میں ہیں۔ منقولہ خطوط جس اڈیشن سے لیے گئے ہیں اچھا ہوتا اگر اس کا نمبر یا سالِ اشاعت بھی تحریر کردیا جاتا۔ ان چند اور جزوی باتوں کی وجہ سے کتاب کی اہمیت و افادیت ہرگز کم نہیں ہوتی۔ جو کام کیا گیا اور جس سلیقے اور طریقے سے کیا گیا ہے وہ بہرحال مفید، قابلِ قدر اور قابلِ ستائش ہے۔

ولی شاہ جہاں پوری

اُجالے

شاعر: کالی داس گپتا رضاؔ
ناشر: ورلڈ پبلی کیشنز۔ بمبئی
ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ پرنس بلڈنگ نزد جے جے ہسپتال۔ بمبئی ۳
قیمت: دس روپے

جناب کالی داس گپتا رضاؔ کا ایک خاص قسم کے قدیم کلام کا مختصر مجموعہ لباسِ جدید در جاذبِ نظر میں ملبوس اس وقت میرے سامنے ہے جو "اُجالے" کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کے کلام شاعرانہ کے تین اور مجموعے بھی اس سے پہلے میری نظر سے گزر چکے ہیں۔ ان کا موضوع اور تھا اور موجودہ مجموعے کا لب و لہجہ اور موضوع بالکل اور ہے۔ اور رنگ و بو بھی اور۔ پہلے مجموعے "گل و بلبل" کی داستان تھے اور اس مجموعہ میں روح و قلب کی تابشوں کی جھلکیوں نے "شعر" کا لباس اختیار کرلیا ہے۔

کتاب کے مندرجات کی فہرست یوں ہے۔

اول عنوان ہے "ترتیب" اس میں ذیل کی سرخیاں تین ہیں۔ رباعی، انتساب، پیش لفظ

دوسرا عنوان ہے "بابِ رسالت" ذیلی سرخیاں ہیں دس، موضوع ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے اظہارِ عقیدت۔

تیسرا عنوان ہے "بابِ شہادت"۔ اس میں بھی دس عنوان ہیں جن میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے خلوص اور آپ کی ذات سے متعلق مختلف موضوع۔ مضمون نے کہیں رباعی اور قطعہ کی صورت اختیار کی ہے اور کہیں سلام کی۔ اگر عنوان دوم میں میلادِ نبی پر نظم تھی تو عنوان سوم میں نبی کریم کی نورِ عین سیدہ فاطمۃ الزہرا کے میلاد کی تقریب پر اظہارِ خیال ہے۔ جناب رضا بیس سال مشرقی افریقہ میں مقیم رہے۔ علاوہ اور اصنافِ سخن کے مندرجہ بالا موضوعات پر بھی بڑا ذخیرہ ترتیب پاگیا مگر افریقہ سے ہندستان کے سفر میں بہت کچھ ضائع ہوگیا جو بچا وہ "اجالے" کی صورت میں زیرِ تبصرہ ہے جس کی ضخامت اسی صفحات ہے اور قیمت کتاب دس روپیہ۔ کاغذ، کتابت، طباعت، غرض کتاب کی اٹھان دلکش اور مسرت بخش ہے۔

جناب رضا کا بیان ہے کہ اگرچہ ان کے مشرقی افریقہ جانے سے پہلے وہاں لوگوں میں شعر و شاعری کا مذاق تھا مگر ان کے جانے سے باقاعدہ مشاعرے ہونے لگے اور اردو شاعری کے پریمیوں کو جب اور جو بھی موقع ملتا مشاعرے ہوتے اور ایشیائی باشندوں کی برادری بلاتفریق ان سے دلچسپی لیتی اور اس سلسلے کو بڑھاوا دیتی تھی۔ حتیٰ کہ وہاں کا ریڈیو مشاعرے نشر کیا کرتا تھا۔

جناب رضا کے وہاں جانے سے پہلے میلاد النبی وغیرہ قسم کی تقریبوں میں غیرمسلم حصہ نہیں لیا کرتے تھے مگر ان کے جانے کے بعد آپ پہلے "ہندو" ہیں جن کو خصوصیت سے دعوت شرکت دی گئی اور آپ نے وہاں اپنا نعتیہ کلام پیش کیا اور اس طرح نعت و منقبت گوئی کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا اور اس صنف کے کلام کا ایک بڑا مجموعہ تیار ہوگیا۔ مگر "اجالے" کے اختصار کی وجہ بنقلِ مکانی میں بہت سا کلام ضائع ہوگیا۔ یوں تو سارا کلام ہی محبت و خلوص کا گلدستہ ہے اور اس کی خوبیوں پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے مگر خصوصیت سے مجھے کتاب کی پہلی رباعی اور نثری عبارتِ انتساب بہت پسند آئی۔ میں انھیں کتاب کی روح خیال کرتا ہوں اس لیے ذیل میں نقل کرتا ہوں کہ کتاب کی روح اور مصنف کے جذبات کے سمجھنے کے لیے کلید کا حکم رکھتی ہیں رباعی یہ ہے ؎

بے کار کی باتوں نے ابھارا ہم کو
عیسیٰؑ بھی، محمدؐ بھی ہے پیارا ہم کو
تقسیم مذاہب سے نہیں کچھ جھگڑا
انسان کی تقسیم نے مارا ہم کو

یہاں عیسیٰؑ اور محمدؐ کے پاک نام، تمام ہادیان مذاہب اور روحانی پیشوایان عالم کی نمائندگی کی علامت کے طور پر استعمال ہوئے ہیں جیسا کہ انتساب کی عبارت ذیل سے ظاہر ہے اور وہ یہ ہے۔

"صدق و انکسار
کے ساتھ
ان بزرگوں کے نام
جن کے دیے ہوئے اُجالوں سے
دونوں جہاں روشن ہیں"

اس بارۂ خاص میں نیاز مند شہاب ایک ادنیٰ پیروِ قرآنِ حکیم مسلمہ کے پورے طور پر متفق ہے۔

(مولانا) مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی

گگن۔ میگزین بمبئی کا "ہندوستانی مسلمان نمبر" اپنے اچھوتے موضوع کے علاوہ اسی بنا پر بھی دیگر ادبی رسائل کے خاص نمبروں سے منفرد ہے کہ اس میں مختلف مکتب خیال کے سیاسی، سماجی اور مذہبی مفکروں اور دانش وروں کی مسلم مسائل پر مفید

اور قابلِ قدر نگارشات شائع ہوئی ہیں۔ ان میں آصف فیضی، ماہر عثمانی، شیخ عبداللہ، مولانا محمد مسلم، شمیم احمد شمیم، آل احمد سرور، ظ۔ انصاری، گوپال متل، خواجہ حسن ثانی نظامی، خواجہ احمد عباس، سید احمد اکبرآبادی، ایم۔ آر۔ بیگ، ماجدہ بیگم، پروفیسر ڈبلیو استمد اور شانتی رنجن بھٹاچاریہ کے نام خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں،

آصف فیضی نے اپنے مضمون میں مسلم پرسنل لا سے متعلق بہت ہی وسیع معلومات فراہم کی ہیں، اور ازدواجی زندگی کا عالمی سطح پر پس منظر پیش کیا ہے، باشعور قاری ان کے اس مضمون سے ضرور مستفید ہوں گے۔

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ماہر عثمانی کی تحریریں ان کے اپنے رسالے 'تجلّی' میں زیادہ شدت لیے ہوئے ہوتی ہیں، لیکن یہاں انھوں نے بہت ہی متوازن باتیں لکھی ہیں، وہ قابلِ تعریف ہیں اس سلسلے میں کہ انھوں نے اپنی برادری کے لوگوں کے عیبوں کا بھی اعتراف کیا ہے۔

شمیم احمد شمیم نے اپنی تحریر میں کھل کر باتیں کہی ہیں جیسی کہ ان کی عادت ہے۔

آل احمد سرور نے مسلمانوں کے مزاج کا اچھا تجزیہ کیا ہے، ۱۸۵۷ء کے غدر کا کیا سبب تھا اور مسلمانوں نے انگریزوں کے خلاف جنگ میں کس جذبے کے تحت حصّہ لیا، ان باتوں کو خوب واضح کیا گیا ہے۔

ظ۔ انصاری کے دو مضامین اس نمبر میں شامل ہیں، پہلا مضمون 'کمیونزم اور ہندوستانی مسلمان'، خاصا اچھا ہے، لیکن حیرت ہے کہ انھوں نے اپنے دوسرے مضمون 'اسلام اور مسلمان'، (یہ مضمون دراصل اصغر علی انجینئر کی انگریزی کتاب کا دیباچہ ہے) میں مسلم پرسنل لا کے سلسلے میں خاموش رہ کر مسلم طبقے کی طرف داری کی ہے، خواجہ حسن ثانی نظامی اور خواجہ احمد عباس کے مضامین 'مہدی'، 'مسلم سماج' [illegible] دیے ہیں اور بعض قابلِ تعریف ہیں۔ سید احمد اکبرآبادی نے فرقہ وارانہ فسادات سے بچنے کا اسلامی [illegible] دیا ہے، ان کے [illegible] ہونے میں کوئی شک نہیں [illegible] تعریف [illegible] کی ہے، ان کا مضمون پڑھ کر [illegible]

چھپا ہے کہ عورت کے درجے میں کمی جنسی کیوں چھتی رہی۔ شانتی رنجن بھٹاچاریہ کا مضمون بھی سیر حاصل ہے۔ ڈاکٹر الشہد لیاقت نے طویل مضمون میں یہ بات ٹھیک جاب سے ثابت کی ہے کہ ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں نے مذہبی حکمراں بن کے نہیں بلکہ سیاسی حکمراں بن کے حکومت کی ہے۔

اس نمبر میں سیر قتیل کی چند اہم شخصیتوں کے انٹرویو بھی شامل ہیں، جیسے بال ٹھاکرے، حمید دلوائی، یوسف دہلوی، جو کچھ ان حضرات نے کہا ہے وہ قابل غور ہے چاہے اس سے اتفاق کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ نئی نسل کے قلم کاروں کو بھی اپنے خیالات پیش کرنے کا موقع دیا گیا ہے، اس ضمن میں عبدالغفار، خالد عرفان، صادق علی، جمال خیر گل کے نام قابل ذکر ہیں۔

مدیر گلشن شمس کنول کا مضمون اگرچہ مقالات کے سلسلے میں حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے لیکن وہ اتنا ثقیل اور شدید ہے کہ اس کا قبول کرنا ہر قاری کے بس کی بات نہیں۔ اس مضمون میں چند باتیں ایسی ہیں جن سے بہت کم اتفاق کیا جائے گا لیکن وہ دعوے اور دلیل کے ساتھ پیش کی گئی ہیں، مثلاً

(۱)۔ عملی طور پر مسلمانوں کی جو گڑ مسول خراب ہے اس کا سبب وہ مسلم جنگیں ہیں جن کو اسلامی جنگ یا جہاد کا نام دیا گیا ہے، اگر اس پر عمل نہ کیا گیا ہوتا تو مسلمان جیسی بہادر قوم کی آج نسبتاً بہتر حالت ہوتی۔

(۲)۔ فرقہ وارانہ فسادات کے سلسلے میں یہ کہا گیا ہے کہ مسلمان اگر تبلیغی جذبے سے کام لے تو وہ فرقہ وارانہ فسادات کو خود روک سکتا ہے۔

(۳)۔ یہ بات تو بالکل ہی چونکا دینے والی ہے کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے اس کو اسلامیت سے الگ کر کے ہی ہندوستانی زبان بنایا جا سکتا ہے اور اردو کے فروغ اور ترقی کے لیے ضروری ہے کہ عربی رسم الخط کی بجائے دیوناگری لپی اختیار کی جائے۔

(۴) نعبوت کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسلمانوں نے من حیث القوم انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں حصہ نہیں لیا اور اگر لیا بھی ہے تو برائے نام۔ مضمون نگار

لانا مشورہ بھی ہے کہ یہاں رہ کر ضمیر کی آگ میں نہیں جلنا چاہیے۔

معاشرتی مضامین کا بھی ایک خاص حصہ ہے جس میں ہندستانی مسلمان اور موسیقی، ہندستان میں خبر رسانی، اردو کے ۵۰ برس، مسلم قیادت، تاریخ ہندستان اور مسلم تیوہار جیسے مضامین مفید، دلچسپ اور معلوماتی ہیں۔

'بندگان قوم' کے عنوان سے ۸۰ ایسے ممتاز مسلمانوں کے سوانحی خاکے پیش کیے گئے ہیں جنھوں نے پچھلے ایک ہزار برس میں کسی نہ کسی صورت میں مسلم معاشرہ کو متاثر کیا۔ ان بزرگوں کے انتخاب میں یہ بات بالکل ملحوظ نہیں رکھی گئی ہے کہ وہ کس سیاسی مسلک یا نظریہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ سوانحی خاکے اب تک کے لکھے گئے دوسرے سوانحی خاکوں سے اس بنا پر مختلف ہیں کہ یہ سرسید کی کہی ہوئی اس بات پر پورے اترتے ہیں کہ "لائف ایک مدح نامہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایسی ہونی چاہیے کہ اس شخص کی بھلائی برائی سب کا نمونہ ہو"۔ (البتہ متضاد ماخذوں سے استفادہ کرنے کی وجہ سے بعض غلطیاں راہ پاگئی ہیں۔) ان سوانحی خاکوں کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ ہر بزرگ کے بارے میں ایک ایسی دلچسپ بات معلوم ہوتی ہے جو اب تک معلوم نہ تھی، جیسے سرسید شاعر نہیں تھے مگر تخلص رکھتے تھے، بہادر شاہ ظفر کا ایک بے معنی سا تکیہ کلام بھی تھا، لارڈ کرزن کی سالی ایک مسلمان کو بیاہی گئی تھی۔ وغیرہ

'فٹ پاتھ' کے عنوان کے تحت ۹ مختلف سوالات کے جواب دیے گئے ہیں ایک سوال کے جواب میں اس نمبر کے قارئین کو یہ بات پہلی مرتبہ معلوم ہوگی کہ کسی دوسرے فرقے کی بہ نسبت مسلم فرقے میں مزاح اور ظرافت کا زیادہ عنصر پایا جاتا ہے اور کیوں؟ اور یہ بھی کہ کسی ملک کے جغرافیائی حالات وہاں کے باشندوں کو اوہام پرست یا روشن خیال، بزدل یا بہادر بنانے میں کس حد تک مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہمارے کسی قسم کے رہنما دنیا کے لالچ میں آجاتے ہیں اور بعض رہنماؤں میں قربانی کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے اس کا سبب کیا ہے؟

اس نمبر کی جس خصوصیت نے اسے ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت دے دی

ہے۔ اس نمبر کا اصل مالی حصہ ہے جس میں اب تک کی تمام اہم مسلم سیاسی جماعتوں اور تحریکوں کا حال، مسلمانوں کا گزشتہ ایک ہزار سال کا تعلیمی پس منظر اور تعلیمی اداروں، انجمنوں کا تعارف، اردو صحافت کی تاریخ اور اخباروں اور جریدوں کی فہرست شامل ہے۔ اردو کی کلاسیکل تحریروں، تقریروں کے اقتباسات بھی تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے مفید اور کارآمد ثابت ہوں گے۔ شاید نمبر کے موضوع کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہندوستان کی مجاہد مسلم سوشل فلم "گرم ہوا" پر ایک سیر حاصل تبصرہ بھی دیا گیا ہے۔

"جگنو" کا پہلا شمارہ فروری ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا تھا تب سے جون ۷۴ء تک جتنے شمارے شائع ہوئے ان کے اہم مضامین کی ایک ببلوگرافی مختصر تعارف کے ساتھ دی گئی، جس کے مطالعے سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کس موضوع پر کون مضمون کہاں سے حاصل کیا جائے۔

اس نمبر کی ایک خصوصیت جو اسے کسی بھی دوسرے اردو نمبر سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ ہر قبیل کے مواد کو علاحدہ علاحدہ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور ہر حصے کے لیے ایک ضمنی ٹائٹل دے کر اس کا عنوان قائم کیا گیا ہے، صرف یہی نہیں کہ ہر ٹائٹل نفیس و دلکش آرٹ کے نمونے سے بھی مزین ہے بلکہ ہر ٹائٹل پر جلی عنوان کے باوجود وضاحتی مقولہ درج کیا گیا ہے وہ عنوان کے مزاج کا ترجمان بھی ہے، جیسے تعلیمی اداروں کے حالات کا جو حصہ ہے، اس کا نام "دانش کدے" رکھا گیا ہے اور اس کے نیچے مقولہ ہے "جہاں قیاس کا اندھیرا کم اور یقین کا اجالا زیادہ ہوتا ہے۔

(محمد ادریس بمبئی)

روشنی کا سفر

شاعر: رفعت سروش
ناشر: مجلس اشاعت اردو دانش کدہ
امروہہ (یوپی)
قیمت: دس روپے

رفعت سروش میں تخلیقی شعور کے ساتھ ترتیب و تنظیم کی صلاحیت بھی

پائی جاتی ہے۔ اسی خوبی کے باعث جادوی گل سرور تا آدم ہو کر اس پری وش کا ہ جہاں آرا، روشنی کا سفر منظر عام پر آ سکے۔ عوام اور اہل نظر میں ان کی پذیرائی بھی ہوئی۔ چنانچہ جہاں آرا" پر اردو اکیڈمی یوپی گورنمنٹ کا انعام اور انجمن عروج ادب کا تمغہ اوارڈ مل چکا ہے۔ "روشنی کا سفر" سوویت لینڈ نہرو اوارڈ سے نوازا گیا۔

"روشنی کا سفر" ۶۸ منظومات پر مشتمل ہے جس میں پابند، آزاد، تمثیلی، منظوم ڈراما، خود کلامی، مکتوب منظوم، ہندی نظم کا ترجمہ، مونولاگ اور صوتی تصویریں وغیرہ رنگ اور ہیئت کے گوناگوں تجربے ملتے ہیں۔ ان کے مطالعے سے قاری کو محسوس ہوگا کہ یہ ترقی پسند شاعر قدرتِ مشاہدہ، شدتِ احساس اور موضوعات میں درکِ انتخاب جیسی دولت سے بہرہ ور ہے۔

علی جواد زیدی نے "آغازِ سفر" کے نام سے اس مجموعے کا فکر انگیز اور خلوص آگیں مقدمہ رقم فرمایا ہے۔ چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں:

ص ۱۰۔ "رفعت سروش کی نکھرا اور پرخلوص شخصیت، فنکارانہ صلاحیت، طبیعت کی رنگا رنگی اور جدت آفرینی ان کو موجودہ شعراء میں نمایاں کرتی ہے۔

ص ۱۱۔ سروش اور بیانیہ تجربے کرتے رہتے ہیں پھر بھی ان کے یہاں تجربہ برائے تجربہ کا رجحان نہیں ہے۔

" ۰۔ ان نظموں کو غور سے پڑھنے کے بعد کوئی حق پسند ناقد یہ کیسے کہہ سکے گا کہ ترقی پسندی صرف نعرہ بازی تک محدود ہے۔ "روشنی کا سفر" ایسے نا قدوں کو دعوتِ نظارہ دیتا ہے۔"

میرے نزدیک اس مجموعے کی نظموں میں "قصِ شرر"، روشنی کی نہر، ہم قلم کے پاسباں ہیں، حقیقتیں، جھنجھن سہیلی، پردیسی ساتھی، اس کی شکلیں، ایسی تخلیقات میں شمار ہونا چاہئیں جن سے اردو نظم نگاری کی آبرو بڑھتی ہے۔ ان نظموں کے علاوہ تمثیلی نظم نیا قافلہ نئی منزلیں" میں موثر طور پر انسان دوستی، مشرقی تہذیب، مغربی ذہن، ماضی کی شاندار اقدار اور زندگی کو نیا پن عطا کرتا ہے۔ ڈوبتے تاروں کے نام" قابل توجہ

نظم ہے جس میں فاشزم اور سرمایہ دارانہ نظام سے بد با کا دخطاب، عوامی جدوجہد کی طاقت، انسان دشمن عناصر کا زوال اور سوشلزم کا عوام پر دراعجاز دکھایا گیا ہے۔

اس قیمتی مجموعے میں پروف ریڈر کی نظر چوک جانے سے دو غلطیاں رہ گئی ہیں۔ دوسرے اڈیشن میں درستی ضروری ہے۔

ص ۵۵ — "نگارِ مغرب تیرے گیت گا رہے ہیں ہم" — مغرب کی جگہ مشرق لکھنا چاہیے۔

ص ۹۲ — "سب کچھ ملک کے قوم کی محمل کے ساتھ ہے" "محمل" مذکر ہے۔ اس سے پہلے "کی" — "کے" لکھنا چاہیے۔

اس مجموعے کا بغور مطالعہ کرتے وقت مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ شاعر نے پابند نظموں میں بھی حروفِ علت کے سقوط کو جائز سمجھا ہے۔ یہاں مجھے اردو کے شعرا سے یہ بھی گزارش کرنی ہے کہ ہندی اور انگریزی کے الفاظ کو شعری فرہنگ میں ضرور داخل کرنا چاہیے لیکن ان کے استعمال میں آہنگ، وزن، تلفظ پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً

ص ۱۳۱ — سیکولرزم ہے دستورِ انجمن اپنا
مگر چراغِ تعصب کے اب بھی جلتے ہیں

یہاں تخلیقی عمل میں شاعر کا موڈ اس کی توجہ پر غالب آگیا ہے — ایک اور مصرع بھی تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ "بنی ہے فرقہ پرستی یہ وجہ رسوائی" — "یہ" حشو میں داخل ہے۔

رفعت سروش کا ذہن حسن ایما سے زیادہ حسنِ وسعت کا پرستار ہے اسی لیے جزئیات کا احاطہ کرنے کی قدرت حاصل ہے۔ محاکاتی حسن کی جلوہ گری نظموں میں نظر آتی ہے۔ شاعر کی فرہنگ بھی اپنی ہے۔ رجائیت کے عناصر کلام میں رواں دواں ہیں۔ وطن پرستی کے ساتھ عالمی امن اور انسانی زندگی کی شادابی اس کا مطمحِ نظر ہے۔ سیاسی شعور شاعر کے ذہن کی بڑی خوبی ہے۔

"روشنی کا سفر" شاعر کے عہد کی ایک شعری دستاویز ہے جس میں ادبی، معاشی، سیاسی، تہذیبی، اور سائنسی تحرکات و اقدار کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز ایک

خوش گوار مستقبل کی بشارت ملتی ہے ۔ اس لیے شاعر اور ناشر دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں۔

کتاب اچھی چھپی ہے ۔ سرورق کی نیل گوں فضا میں روشنی کا پھیلاؤ کتاب کے نام سے مناسبت رکھتا ہے۔ یہ ماحول شاعر کی متبسّم تصویر کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔

(ڈاکٹر سیفی پریمی)

اُردو کی ترقی میں ہمارا حصّہ

مصنف: م۔ ع۔ باسط

ملنے کا پتہ: م۔ ع۔ باسط درگا کالونی پیٹھ جالنا ضلع اورنگ آباد

قیمت: چار روپے

حصولِ آزادی کے بعد سے اردو زبان و ادب اور اُردو داں طبقے کے مسائل وضاحت کے ساتھ ساتھ بڑی شدت سے سامنے آئے ہیں۔ اردو زبان کے ساتھ جو ناانصافی ہوئی ہیں ان کے خلاف خاموش اور پُرامن احتجاج، زوردار طریقے پر نہ سہی، بہرحال ہوتے رہے ہیں۔ اہلِ اردو دوست اور دشمن کو پہچان گئے ہیں اور آج وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہندستان میں وہ کون سی فاشسٹ طاقتیں ہیں جو اردو کو پنپنے دینا نہیں چاہتیں اور وہ کون سے عوامل ہیں جو اردو کی اہمیت کے اعتراف اور اس کے فروغ کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ مخالفت کے اس ناخوش گوار احساس کے ساتھ ہی اردو والوں کے لیے یہ حقیقت بڑی خوش گوار ہے کہ سیکولر ملک ہونے کی وجہ سے ہندستان میں اردو زبان کو ہمارے آئین میں وہ تمام حقوق ملے ہوئے ہیں جو ملک کی دوسری زبانوں کو دیے گئے ہیں۔ دراصل اردو زبان کی بدقسمتی یہ رہی ہے کہ اسے چاہنے والے تو ملے مگر سرفروشوں کا قحط رہا۔۔ جدّوجہد اور لگن کے ساتھ کچھ کر گزرنے کی توفیق کم ہی ہوئی۔

زیرِ نظر کتابچہ، جو مختلف رسائل و اخبارات میں شائع مضامین کا مجموعہ ہے، اردو زبان سے محبت رکھنے والوں کی عاملانہ بےعملی سے متاثر ہو کر ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں عمل کی اپیل

کانفرنس دہلی کی تجویز ہے اور ان مستقبل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن پر عمل کر کے اردو کی بقا اس کے فروغ اور اس کے استحکام کی جد و جہد کو موثر بنایا جا سکے گا۔

مصنف نے اردو زبان کے مسائل کے متعدد پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے، چند عنوانات ملاحظہ ہوں — "اردو تعلیم کا مسئلہ" "کالجوں میں اردو میڈیم" — "ہمارے تعلیمی، تہذیبی اور لسانی حقوق" "ترجموں کی اہمیت" "سائنٹیفک نقطۂ نظر" "نیا دور نئے دور نئے تقاضے" اور "اردو کی بقا اور ترقی کے لیے ہم کیا کریں" یا اور ایسے ہی کئی دوسرے عنوانات پر مصنف نے بڑے خلوص کے ساتھ اپنے خیالات و جذبات کا اظہار کیا ہے اور بہت سے ایسے عملی اقدامات تجویز کیے ہیں جن پر عمل کر کے حصول مقصد کیا جا سکتا ہے۔

یہ کتابچہ اس لحاظ سے بہت مفید ہے کہ اس کو پڑھ کر اردو سے محبت کرنے والے اپنی بے عملی کو (اگر وہ چاہیں تو) چھوڑ کر اس خوب صورت زبان کی بقا کے لیے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ مصنف کی یہ کاوشیں، یقین ہے کہ اپنے خلوص اور اپنی بے غرضی کی وجہ سے ضرور بارآور ہوں گی۔ اس کتابچے کا مطالعہ ہمیں جو بزعم خود اپنے آپ کو اردو کا چاہنے والا اور اردو کو اپنی زبان کہتے ہیں۔ زبان کی بقا کی جد و جہد میں عملی طور پر شریک ہونے کی ترغیب دے گا۔

کتاب کی طباعت گوارا ہے۔ مگر اتنی مختصر کتاب کی قیمت چار روپے کچھ زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

مسعود الحق

نئی اور اہم مطبوعات

پچھلا پہر	جاں نثار اختر
بیاضِ مریم	بیکنندر علی وجد
آوارہ سجدے	کیفی اعظمی
آتشِ گل	جگر مرادآبادی
مسالک و منازل	ضیاء احمد بدایونی
مغلیہ ہندوستان میں زرعی تعلقات	سید نور الحسن
سماجی تبدیلیاں ازمنۂ وسطیٰ کے ہندوستان میں	رام شرن شرما
قدیم دلی کالج	مالک رام
انتخاب حالی	مرتبہ سفارش حسین رضوی
یادوں کے سائے	عتیق صدیقی
تلاشِ میر	نثار احمد فاروقی
ہوا کے دوش پر	غلام ربانی تاباں
جدید ترکی ادب کے ارکان ثلاثہ	ضیاالحسن فاروقی
مذہب اور جدید ذہن	ڈاکٹر مشیرالحق
غالب اور شاہانِ تیموریہ	ڈاکٹر خلیق انجم
نگارشات	پروفیسر محمد مجیب
جانے والوں کی یاد آتی ہے	صالحہ عابد حسین
ہاتھ ہمارے قلم ہوئے	راجندر سنگھ بیدی
مسرت سے بصیرت تک	آل احمد سرور
وہ صورتیں الٰہی	مالک رام
دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر	میر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی
نظر اور نظریے	آل احمد سرور
ہمارے ڈاکر صاحب	رشید احمد صدیقی
طنزیات و مضحکات	رشید احمد صدیقی

KITAB NUMA

۱۹۲۶ء سے نکل رہا ہے

انوکھے مضمون، دلچسپ کہانیاں، مزے مزے کی نظمیں، ان کے علاوہ سیر و سیاحت، جنرل سائنس تاریخ، جغرافیہ، شہریت کے آداب پر دلچسپ انداز میں بہترین مواد پیش کرتا ہے۔

ہر تیسرے، چوتھے مہینے نئے نئے عنوانوں پر خاص نمبر نکلتا ہے۔ سالانہ قیمت ۷ روپے۔ خاص نمبروں کی قیمت بھی اسی میں شامل ہے۔

ماہنامہ پیام تعلیم۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) ۵۲۳ پٹودی ہاؤس۔ دریا گنج۔ دہلی

ماہنامہ

کتاب

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی

مینجنگ ایڈیٹر
شاہد علی خاں
ایڈیٹر
ولی شاہجہاں پوری

کتاب نما

نئی دہلی ۵۵
لائبریریوں کے لیے
سالانہ : دو روپے

مارچ ۱۹۷۶ء
جلد ۱۶ — شمارہ ۳
سالانہ
۵ روپے
فی پرچہ
۵۰ پیسے

اداریہ

۱۶ فروری ۱۹۷۶ء کا دن مکتبہ جامعہ کے پریس "لبرٹی آرٹ پریس" کے لیے ایک اور خوش قسمت دن تھا جس روز صدر جمہوریہ ہند جناب فخرالدین علی احمد کے ہاتھوں اسے حکومت ہند کے دو " قومی اعزاز برائے طباعت" عطا ہوئے۔

اس اعزاز کی اہمیت اس سے اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ ایوارڈ کے لیے اس سال تین ہزار تین سو داخلے ہوئے تھے جس میں ۲۴۴ داخلے انعام کے مستحق قرار پائے۔ اس مرتبہ انعام یافتگان کی یہ تعداد پچھلے تمام برسوں میں سب سے زیادہ رہی۔ آفسٹ پر چھپی کتابوں میں ہندستانی زبانوں میں پہلا انعام بنگالی زبان کی ایک کتاب کو ملا اور دوسرا لبرٹی آرٹ پریس کو۔ دوسرا قومی انعام " اردو افسانے" کی طباعت پر عطا ہوا جب کہ ایک دوسری کتاب "ذاکر صاحب کی کہانی" پر توصیفی سند Certificate of Merit. خوشنما طباعت پر ملی۔

یہ حسنِ طباعت، نتیجہ ہے ہمارے جنرل منیجر جناب شاہد علی خاں صاحب کی اس جاں فشانی اور لگن کا جو انھیں پریس اور اس کے کاموں سے ہے۔ یہ اٹھارہواں قومی ایوارڈ ہے۔ اس سے قبل سولھویں قومی ایوارڈ میں بھی لبرٹی آرٹ پریس کو "ابو خاں کی بکری" پر دوسرا قومی انعام ملا تھا۔ یہ واقعہ ۱۹۷۴ء کا ہے۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہماری حکومت نے کرنل سید بشیر حسین زیدی کی خدمات کا اعتراف انھیں پدم وبھوشن

کے اعزاز سے نوازکر کیا۔ زیدی صاحب کی شخصیت اور ان کی قومی و سماجی خدمات کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس کا اعتراف اب سے بہت پہلے کیا جانا چاہیے تھا۔ بہر حال "دیر آید درست آید" کے مصداق ہم حکومت کی اس قدر شناسی پر اسے ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہیں۔

۱۹۴۷ء کے بعد جب مکتبہ جامعہ کا سارا اثاثہ راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا تھا اسی وقت مرحوم ڈاکٹر ذاکر حسین کے ساتھ مکتبے کو حیاتِ نو بخشنے والوں میں کرنل بشیر حسین زیدی بھی پیش پیش تھے۔ اسی وقت سے برابر مکتبہ جامعہ کے بورڈ آف ڈائرکٹرز کے اہم رکن ہیں۔ ہمیشہ اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں اس کی ترقی کی راہیں متعین کرنے اور ہر آڑے وقت پر رہنمائی فرمانے میں پیش پیش رہتے ہیں۔ ہم حکومت کے اس اعتراف پر محترم زیدی صاحب کی خدمت میں دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

اردو ادب کے جن اصحاب کو پدم شری کے اعزاز سے نوازا گیا ہے ان میں بیگم القا ہی عصمت چغتائی اور ممتاز مرزا بھی شامل ہیں۔ ادارہ کتاب نما ان سب کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔

بڑے دکھ اور تشویش کی بات ہے کہ ۱۹۷۶ء اپنے آغاز سے ہی اردو دنیا پر ستم ڈھانے لگا۔ پچھلے دو مہینوں میں کئی چاند گہنا گئے۔ آخری افسوس ناک خبر حضرت جوش ملسیانی کے انتقال کی موصول ہوئی جنھوں نے ۷ جنوری ۱۹۷۶ء کو اپنے وطن نکودر میں ۹۲ سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ خدا ان کی روح کو شانتی دے اور ان کے پس ماندگان خصوصاً ان کے فرزند جناب عرش ملسیانی کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

کتاب نما کی کاپیاں پریس جا رہی تھیں کہ ۱۸ فروری کو پروفیسر ڈاکٹر عبدالعلیم کی اچانک وفات کی خبر موصول ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ڈاکٹر علیم طالب علم کی حیثیت سے جامعہ ملیہ اسلامیہ سے وابستہ ہوئے اور پھر زندگی کے آخری لمحوں تک کسی نہ کسی حیثیت سے جامعہ ملیہ سے وابستہ رہے۔ وفات کے وقت وہ جامعہ ملیہ کی مجلس عاملہ کے رکن، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کے بورڈ آف ڈائرکٹرس کے ممبر تھے۔

ڈاکٹر عبدالعلیم کی وفات سے عربی و اردو ادب ایک جید عالم اور مکتبہ جامعہ ایک محسن اور ہمدرد سے محروم ہو گیا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر عطا فرمائے۔

جائزے

(تبصرے کے لیے دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

اردو کیسے لکھیں (صحیح املا)

مصنف: رشید حسن خاں
ناشر: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵
قیمت: ۴ روپے

رشید حسن خاں اپنے لہجے کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ انھوں نے اردو تنقید کو ابہام، مرصّع نگاری اور تن آسانی سے نکالنے کی سعی کی ہے۔ اس میدان میں بجا طور پر اُن کا نام ہے۔ لیکن ان کی تصنیف "اردو املا" ایک بڑا کام ہے۔ اپنے موضوع پر اس سے زائد مضبوط، جامع اور مدلّل مواد ہمیں کہیں اور فراہم نہیں ہوتا ہے۔ ترقی اردو بورڈ نے اسے شائع کرکے ایک بنیادی ذمہ داری سنبھالی ہے۔ یوں تو اردو املا کئی سال کی عرق ریزی کا ثمر ہے۔ لیکن ترقی اردو بورڈ کی املا کمیٹی نے بھی اسے منظور کیا ہے۔ اس کمیٹی کی وقعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے صدر ڈاکٹر سید عابد حسین ہیں۔ جو اپنے تبحر علمی اور راثابت رائے کی بنا پر ایک درجۂ استناد رکھتے ہیں۔ اور ان کا تعلق ہی کسی کام کے معیار اور وقار کا ضامن ہوتا ہے۔ عابد حسین کمیٹی کی سفارشات بھی "املا نامہ" کے نام سے شائع ہو گئی ہیں جنھیں ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے مرتب فرمایا ہے۔ ان دنوں اس کمیٹی کے جلسے پھر ہو رہے ہیں۔ اور ان سفارشات پر مزید غور کیا جا رہا ہے۔ یوں تو رشید حسن خاں بھی ترقی اردو بورڈ کی املا کمیٹی کے ایک رکن ہونے کی بنا پر اس کی سفارشات اور اس کے کام میں برابر کے شریک ہیں۔ لیکن اپنے شغفِ موضوع کی بنا پر وہ اردو املا کے سلسلے میں برابر کچھ نہ کچھ بذاتِ خود بھی کرتے رہے ہیں۔ ان کی تازہ تصنیف "اردو کیسے لکھیں" ان کے خلوصِ کار کی ایک دلیل ہے۔

یاد ہش بخیر اَب سے چند سال قبل رشید حسن خاں نے پیام تعلیم میں بچوں کو اردو املا کے مسائل سے روشناس کرانے کے لیے قلم اٹھایا اور لفظوں کا جادو، جگانا شروع کیا۔ انھوں نے املا سے متعلق اہم رموز و نکات کو دلچسپ انداز اور آسان عبارت میں براہِ راست بچوں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اور املا جیسے بظاہر قطعی بے مزا موضوع کو بھی بامزا بنا ڈالا۔ اس کام کی اہمیت، ضرورت اور مقبولیت کے پیشِ نظر پیام تعلیم کے اڈیٹر مرحوم حسین حسان صاحب نے رشید حسن خاں سے ان مضامین کو کتابی صورت میں مرتب کرنے کی فرمائش کی۔ آج یہ کتاب ان کے نام معنون ہوکر ہمارے سامنے آئی ہے۔ اور اس طرح وہ حسین حسان صاحب کی بچوں سے الفت اور حسین حسان صاحب سے رشید حسن خاں صاحب کی عقیدت، دونوں کا ایک اظہار بھی ہے۔

اس کتاب میں املا سے متعلق تمام موضوعات مختصراً بیان ہوگئے ہیں۔ یوں تو سیر حاصل مطالعے کے لیے "اردو املا" موجود ہے۔ لیکن بچوں کے لیے مخصوص اور مدرسے کے اساتذہ کے لیے بالعموم یہ ایک نہایت مفید مطلب سوغات کی حیثیت رکھتی ہے۔ املا کے مباحث اور مسائل کے سلسلے میں جو کچھ کہا گیا ہے، نہایت سلجھے ہوئے انداز میں کہا گیا ہے۔ اور اس کو مثالوں کے ذریعے واضح بھی کیا گیا ہے۔ یہاں تحریر کو ضبطِ تحریر میں لانے کی کامیاب کوشش نظر آتی ہے۔

اس دور میں املا کی طرف توجہ کرنا ضروری ہوگیا ہے۔ بلکہ اشد ضروری۔ اردو کی تحصیل کے کم مواقع، اس کی جنسِ بازار نہ رہنے کی کیفیت، ایک اردو بولنے والے بچے پر شروع سے ہی دوسری زبانوں کے سیکھنے کا بوجھ، والدین کی زمانہ سازی یا بے نیازی، سب نے مل کر صحتِ املا کی ضرورت کو ہمارے سامنے بخوبی واضح کر دیا ہے۔ ورنہ اردو کی تدریس و تعلیم کا کام ہر اعتبار سے "کارِ طفلاں تمام خواہد شد" کے ہی مصداق ہوکر رہ جانے کا خطرہ رکھتا ہے۔

اس کتاب کو مدارس کے بچے خود پڑھ سکتے ہیں اور کاربند ہوسکتے ہیں۔ تفصیلات کی زحمت سے دور رہ کر ایک عام قاری اور اساتذۂ مدارس بھی اس سے کماحقہٗ استفادہ

حاصل کرسکتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں تقریباً دو ہزار الفاظ بھی درج کر دیے گئے ہیں جو کہ ایک مفید اضافہ ہے۔

مکتبہ جامعہ نے اس کتاب کی کتابت و طباعت میں بھی اس اہتمام کو برقرار رکھا ہے جو اس کے نام سے وابستہ ہے۔ مزید خوشی کی بات یہ ہے کہ کتاب کی قیمت بھی کم ہے۔ بہرحال یہ ایک ایسی کتاب ہے جس سے مستفید ہونے کے لیے ایک استاد کی حیثیت سے ہر استاد کو مشورہ دینے میں قدرے تأمل نہیں ہے اور دوسروں کو بھی۔

(عبداللہ ولی بخش قادری)

مسالک و منازل

مصنف : ضیاء احمد بدایونی
ناشر : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵
قیمت : بائیس روپے

مولانا ضیاء احمد مرحوم مذہب و تصوف یا روایت و قدامت میں سرشار خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان پر ایک خداداد عطیہ تھا اور جدید علوم و ماحول خدا کے فضل اور ذاتی کوشش کا خوش انجام نتیجہ۔ مرحوم کے ایک شاگرد نے بتایا کہ علی گڑھ میں حضرت مرحوم کے دولت کدہ کا نام بیت الغزل تھا جو موصوف کے مذاق لطیف اور معنوی شعور کا افسانہ گو ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف صرف روایت پرست نہ تھے۔ روایت کے ساتھ درایت کی اہمیت کو بھی ایک جائز مقام دیتے تھے کسی باکمال کے کمالات و نتائج فکر و نظر پر بحث کرتے ہوئے مناظرانہ نقطۂ نظر سے ہٹ کر موضوع بحث شخصیت کے منفردانہ خیالات بلند کی داد دینے میں بھی وسعت قلب و نظر سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ حکیم مومن خاں دہلوی کے فارسی کلام اور دیگر علمی و فنی امتیازات پر اظہار خیال میں بے تکلفی یہی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اگر کتاب کے مندرجات کے ہر عنوان پر گفتگو کی جائے تو بحث کا دامن بہت پھیل جائے گا جس کی نہ فرصت ہے نہ "کتاب نما" کے صفحات میں اس کے لیے گنجائش۔ اس لیے اگر مختصراً کچھ کہا جائے تو خلاصہ یہ ہوگا کہ کتاب کے پہلے مضمون میں

اکبری دور میں فارسی ادب کی ترقی کے تذکرے میں نظم و نثر اور سنسکرت وغیرہ سے فارسی میں ترجموں کی طرف اشارے ہیں۔ ایران کی جدید شاعری کے تذکرے میں قدیم فن سے قطع نظر مقصدی شاعری کے رواج اور چلن کا بیان ہے۔ قدیم فارسی شعراء ایران میں ہجوگوئی کی مثالیں دے کر بتایا ہے کہ بعض درباروں میں علم و حکمت کی بے قدری اور کھلنڈروں اور بھانڈوں کی کامیابی سے متاثر ہو کر بعض عالموں نے علم کو سلام کر کے ہجوگوئی کو اپنا دستورِ حیات بنا لیا تھا جیسے عبید زاکانی۔ یہ تو ایک سبب تھا ورنہ ہجوگوئی کے اور اسباب بھی تھے مثلاً حکیم خاقانی کا اپنے استاد مربی اور خسر کی ہجو کہنا اور استاد کا جواباً خاقانی کی خدمت کرنا حیرت زا بات ہے۔ میرے خیال میں یہ کسی گھریلو آویزش کا نتیجہ تھا۔ اس کی نظیر میں سعدی اور ان کی بیوی کا قصہ اور علاؤالدین خلجی اور ان کے خسر کی آویزش کو دیکھا جا سکتا ہے خاقانی پر جدا جدا دو مضمون لکھے گئے ہیں اور دونوں قابلِ مطالعہ ہیں۔ دورِ غزنوی کے شاعر منوچہری دامغانی اور ان کی اس خصوصیت کا تذکرہ ہے کہ منوچہر بے تکلف اپنے کلام میں عربی الفاظ و فقرات کی بھرمار کرتا چلا جاتا ہے اور یہ پیرایہ فردوسی کے مشربِ لسانی سے مختلف ہے۔ ایک زمانۂ دراز تک شعراء ایران عربی دانی کو اپنا طرۂ امتیاز خیال کرتے تھے مگر آج وہ روش کم ہو رہی ہے۔ اعتدال اچھی چیز ہے مگر ابراہیم خان پورداؤد اور اس کے ہمنواؤں کا مبالغہ کہ عربی سے نفرت کو مسلک بنا لیا جائے کوئی اچھی بات نہ تھی۔ مولانا نظامی گنجوی کو بجا طور پر معلم اخلاق بتایا اور دلائل سے ثابت کیا ہے۔

اس کتاب میں چار ہندوستانی فارسی شاعروں اور ان کے کلام کو جگہ دی گئی ہے فیضی اور اس کی مثنوی (نل دمن)، حکیم مومن خاں دہلوی اور ان کا فارسی دیوان، مولانا امام بخش صہبائی دہلوی، ان کا کلام اور تصنیفات اور ظہور اللہ خاں نوا بدایونی مولانا صہبائی کی تصانیف کے ذکر میں موصوف کا رسالہ "غوامض سخن" زیر بحث آیا ہے جو "نوادر الفاظ اور غرائب لغات پر مشتمل ہے"۔ اس میں سے چند الفاظ اور ان کے معنی

ل کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں کہ :۔

"یہ مسطور نمونہ از خروارے چند شالیں تھیں جو مولانا صہبائی کی محققانہ تلاش اور معلومات کا پورا ثبوت ہے۔ کاش وہ (صہبائی) اس لغت کو بڑے پیمانے پر مرتب کر جاتے" (مسالک و منازل ص ۳۷۶)

بی کی مثنوی نل دمن کے محاسن بیان کرتے ہوئے ملا عبدالقادر بدایونی کی شہادت حوالہ دیتے ہیں کہ فیضی کا کٹر دشمن ہوتے ہوئے بھی نل دمن کو بے نظیر کتاب ٹھہراتا ہے دریہ بالکل سچ ہے کہ نل دمن فیضی کے کمال کا آئینہ ہے مگر ملا صاحب کی کتاب منتخب تواریخ پڑھنے والوں سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ ملا صاحب دو زبانوں سے بولتے ہیں جن کی تعریف کرتے ہیں ان کی مذمت کرنا بھی ان کا شیوہ ہے اس روش سے نہ بڑا بچا ہے نہ چھوٹا نہ استاد بچا ہے نہ شاگرد۔ بجا ہے کہ ایک جگہ نل دمن کی تعریف کی گئی ہے لیکن دسری جگہ کتاب منتخب التواریخ جلد ۳ ص ۳۰۱ پر فیضی کی ایک مثنوی نل دمن کیا اس کے سارے علمی کارناموں پر جہلیت کی سیاہی پھیر دی گئی ہے۔ مولانا ضیاء احمد مرحوم کو قدیم ہند ایرانی شعراء سے شکوہ ہے کہ انہیں ہندوستانیوں کے کمال کے اعتراف میں تکلف ہے۔ ہندوستان میں رہنے کے باوجود یہاں کی زبان کا ایک لفظ بھی اپنے کلام میں نہیں لاتے۔ عرفی صرف ایک لفظ "جکڑ" "جکڑنا" لایا ہے اور بس۔ یہ بڑا دعویٰ ہے کیونکہ ایسا دعویٰ وہی کر سکتا ہے جس کا مطالعہ غیر معمولی طور پر وسیع ہو۔ تاہم اتنا ضرور ہو سکتا ہے کہ عام احساس یہی ہے اس کا سبب ایک تو لسانی تفوق کا احساس اور دوسرے ہندوستانی زبان کی بعض آوازوں کے صحیح تلفظ میں ایرانیوں اور عربوں کی کا ہندی الفاظ کے استعمال میں حجاب بن جاتی ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ "مغل کو دیکھ فارسی بھول گئے"۔

یہ صحیح ہے کہ ایرانیوں کو ہندوستانیوں کے کمال فن کے ماننے میں تکلف رہا ہے کوئی نئی بات نہیں اور زبانوں سے قطع نظر ایرانی اور عرب کو کیا جائے یوپی والے

[illegible]

لوگ ہر ملک اور ہر جگہ کے اہلِ زبان میں ہوئے ہیں۔ اس وقت میرے سامنے آقائے حبیب اللہ آموزگار کی لغت کی کتاب "فرہنگ آموزگار" رکھی ہے جو عصرِ حاضر کی علمی فارسی کی لغت ہے۔ آقائے حبیب اللہ آموزگار عصرِ حاضر کے فاضل اور حکومتِ ایران کے تعلیمات کے وزیر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب کے ماخذوں میں "برہان قاطع" اور منشی ٹیک چند بہار دہلوی مرحوم کی بہارِ عجم اور شاہجہانی عہد کے مقیم ہند فاضل کو بھی بتایا سید عبدالرشید کی منتخب اللغات اگرچہ ڈاکٹر سید عبداللہ کی ایک کتاب ہندوؤں کے فارسی ادب میں حصہ میں موجود ہیں۔ مگر میرا جی چاہتا ہے کہ ہمارے فارسی کے عالم نوجوان انھیں میں اور امیر خسرو سے لیکر ڈاکٹر اقبال تک کے مشاہیر شعراء اور ادباء کے متعلق کام کر کے اپنی ادب شناسی اور وطن دوستی کا ایک ریکارڈ قائم کردیں۔ اس سلسلہ میں شاعر بھی آئیں گے ناشر بھی۔ سیاسی بھی۔ لفاظ بھی۔ نقاد بھی۔ ہندو بھی۔ مسلمان بھی۔ میرا خیال ہے اگر انصاف سے دیکھا جائے تو اس میدان میں ہندی ہندو اور مسلمانوں کی خدمات اور علمی کارنامے ایرانی شعراء اور ادباء سے کسی طرح کم نہ ہوں گے۔ کتاب "سالک و منازل" میں حکیم خاقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اور فن دو عنوانوں میں زیرِ بحث آئے ہیں مولانا ضیاء احمد حکیم موصوف کے ذاتی و فنی کمالات کے معترف ہیں۔ دونوں جگہ حکیم موصوف کے آباء و اجداد کا پیشہ تعریفاً نہیں تذکرۃً زیرِ بحث آیا ہے

عرب و عجم ہی نہیں دنیا جہاں کے حالات سے ظاہر ہے کہ کبھی کبھی اور کہیں کہیں مفید اور قانوناً جائز پیشے معیوب نہیں خیال کیے گئے۔ یہ تو فقط ہمارا ہندوستان ہے۔ جہاں پیشوں کی نسبت سے انسانیت کو جانچا جاتا رہا ہے اور اسی خیال کا نتیجہ ہے کہ کمتر خیال کیے جانے والے پیشہ وروں میں روایتی بڑا کہلانے والے خاندانوں سے منسوب کرنے کی غلطی کر ڈالنے کو مستحسن خیال کیا جانے لگا۔ ورنہ حق یہی ہے کہ جائز دستکاری نہ معیوب ہے نہ دستکار کم درجہ کا انسان۔ اس لیے خاقانی کا اپنے خاندان کے پیشوں پر فخر کرنا غلط نہ تھا۔ حق خاقانی کے ساتھ تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ملک میں قدیم اوہام دور ہو کر نیا معیارِ شرافت جو انسانیت کے قریب ہے

آج سے ۳۵ سال پہلے مکتبہ جامعہ ایک معمولی دکان کی حیثیت سے قائم کیا گیا تھا۔ لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ آج یہ اُردو کا ایک بڑا اشاعتی مرکز ہے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا۔ اس ۳۵ سال کے طویل عرصے میں مکتبے نے دنیا کے سرد وگرم کا مقابلہ کیا اور ہر عہد اور ہر دور میں ادب کی شمع کو نہ صرف فروزاں رکھا بلکہ اس کو مشعل راہ بھی بنایا۔ اردو زبان کی خدمت اور ملک کو آنے والی ضرورتوں کے مطابق بنانے کے ساتھ ساتھ ایک صحت مند قومی احساس کی بیداری ہمارا نصب العین رہا ہے اور ہمیں اس منزل تک پہنچنے کے لیے دشوار گزار راہوں سے گزرنا پڑا ہے۔ ہم نے اب تک ۲ہزار سے زیادہ کتابیں شائع کی ہیں جو ہر طبقے میں شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔

آج جب کہ قلمی اور ادبی کاموں کی راہ میں دشواریاں بڑھتی جا رہی ہیں مکتبے نے ایک نئی قوت اور تازہ عزم سے کام شروع کیا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ جس طرح پہلے بھی ہم نے مشکلات کا صرف سامنا ہی نہیں کیا ان کے درمیان راہیں ڈھونڈ نکالیں اسی طرح آج بھی ان چٹانوں پر تیشہ زنی کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے اور پہلے کی طرح ہمارا ہاتھ بٹائیں گے

(ادارہ)

یادداشت

● براہِ کرم خط وکتابت کرتے وقت اپنا نام اور پتا صاف صاف تحریر فرمائیے۔
ڈاک خانہ اور مقام کا نام انگریزی میں لکھ سکیں تو اور بھی اچھا ہے۔

● اپنے آرڈر کے ساتھ کم از کم چوتھائی رقم پیشگی ضرور بھجوائیے۔ آرڈر کی تعمیل کرتے وقت یہ رقم بل میں سے کم کردی جائے گی۔

● اس مختصر فہرست کتب میں اگر آپ کی مطلوبہ کتاب موجود نہ ہو تب بھی براہِ کرم آپ ہمیں خط ضرور لکھیے۔ ہم مطلوبہ کتاب فراہم کرنے کی حتی الامکان کوشش کریں گے۔

● مصارف ڈاک در یل وغیرہ حسب قاعدہ خریدار کو ادا کرنے ہوتے ہیں۔ اس لیے اپنی سہولت کے پیش نظر آرڈر میں اس کی وضاحت ضرور کر دیجیے کہ کتابیں ڈاک سے بھیجی جائیں یا ریل سے۔

● کتابیں بذریعہ سواری گاڑی منگوانے کی صورت میں قریبی ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور لکھ دیجیے۔

مکتبہ جامعہ کے دفاتر

صدر دفتر

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر نئی دہلی 110025
Phone: 630191
Tel: ACADEMY

شاخیں

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ اردو بازار دہلی 110006
Phone: 264368
Tel: ACADEMY

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ پرنس بلڈنگ بمبئی 400003
Phone: 333857
Tel: KIT BEN

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نزد ڈاک خانہ جامعہ نگر نئی دہلی 110025

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ یونیورسٹی مارکیٹ علی گڑھ 202001

پریس

لبرٹی آرٹ پریس۔ ۱۵۲۸، پٹودی ہاؤس دریا گنج۔ دہلی 110006
Phone: 276018
Tel: ACADEMY

مارچ ۱۹۷۶ء

فہرست کتب
مطبوعات مکتبہ جامعہ لمیٹڈ

عربوں کی تاریخ نگاری کا آغاز و ارتقا — محمود الحسن

عربوں کے یہاں تاریخ نگاری کی ابتدا کس طرح ہوئی اور یہ فن ترقی کے کن مرحلوں سے گزرا۔ اس کتاب میں اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ مصنف کی دس سال کی تلاش و جستجو کا نتیجہ ہے۔

قیمت : ۱۵/-

اقبال اور مغربی مفکرین — جگن ناتھ آزاد

اقبال کے فکر پر اس وقت تک جو کچھ کام ہوا ہے وہ اس قطعیت کے پس منظر میں ہوا ہے کہ اقبال صرف اسلامی تفکر سے متاثر ہوئے ہیں۔ فکر اقبال کی مکمل اور صحیح تصویر دیکھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے

قیمت : ۱۰/۵۰

فکر و ریاض — علی جواد زیدی

یہ کتاب علی جواد زیدی کے ادبی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا انتخاب ہے جو مختلف اوقات میں لکھے گئے تھے لیکن ان کی اہمیت و افادیت آج بھی اتنی

آتا ہی ہے جتنی کہ پہلے تھی۔

قیمت: ۱۲/-

جدید اردو ادب — ڈاکٹر محمد حسن

زیر نظر کتاب یوں تو تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے مگر درحقیقت "جدید اردو ادب" پر ایک مستقل تصنیف کے مختلف ابواب پر مشتمل ہے جو مختلف اوقات میں لکھے گئے۔ مصنف نے اس کتاب میں اس کا بطور خاص خیال رکھا ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد اردو ادب کی مختلف اصناف میں جو میلانات ابھرے ہیں ان کو سمجھا اور سمجھایا جائے۔

قیمت: ۱۵/-

بازگشت — کبیر احمد جائسی

اس کتاب میں ہندوستان اور ایران کے ان چند قدیم و جدید ادیبوں اور شاعروں کی حیات اور کارناموں کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے جن کی ادبی کاوشیں فارسی ادب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں مصنف کا وہ مقالہ بھی شامل ہے جس میں پہلی بار اقبال اور حافظ کی فکری یکسانیت کو واقعات کے ذریعہ پیش کیا گیا ہے۔

قیمت: ۱۱/-

میر انیس سے تعارف (مجموعۂ مضامین) — صالحہ عابد حسین

میر انیس جن کے جواہر پاروں نے اردو ادب سے تہی دامنی کا داغ دور کیا اور اس کی جھولی انمول اور سڈول موتیوں سے بھردی۔ وہ صاحب کمال جس کے مرثیے نے محدود میدان کو لامحدود وسعت بخشی۔ یہ کتاب اسی باکمال شاعر سے تعارف کراتی ہے۔

قیمت: ۶/-

رموزِ غالب — ڈاکٹر گیان چند جین

غالب کے قلم زد کلام، خود نوشت دیوان، بیاضِ غالب اور عیارِ غالب

ے مختلف اڈیشنوں پر تحقیقی مضامین کا مجموعہ جس کا مطالعہ غالب کے ہر پرستار کے لیے ضروری ہے۔ قیمت: ۱۸/۵۰

کچھ نثر میں بھی (مضامین) آنند نرائن مُلّا

"زندگی ہو یا فن دونوں سے نمٹنے کے لیے اتنی ضرورت علم کی گہرائیوں میں ڈوبنے کی نہیں جتنی احساس اور شعور کی تربیت سے ایک اندازِ فکر پیدا کرنے کی ہے، کیونکہ یہی انداز ایک منفرد اسلوبِ بیان عطا کرتا ہے۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ یہ انداز محض ایک پینترا بن کر نہ رہ جائے" یہ اور ایسی ہی فکر انگیز تحریروں کا مجموعہ ہے۔
قیمت: ۱۶/-

مشاہیر کے خطوط مرتب: عبداللطیف اعظمی

بابائے اردو مولوی عبدالحق کی سترھویں سالگرہ (سنہ ۱۹۴۰ء) کے موقع پر ملک کے ۱۱ مشاہیر نے مرتب کو جو پیغامات بھیجے تھے اور اردو کے ۲۶ ممتاز مرحوم ادیبوں نے وقتاً فوقتاً جو خطوط لکھے تھے انھیں مفید حاشیوں اور ان خطوط نگاروں کے مختصر حالاتِ زندگی کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ قیمت: ۱۲/۵۰

ذکرِ غالب (نیا اڈیشن) مالک رام

یہ مالک رام صاحب کا ایسا تحقیقی کارنامہ ہے جسے اردو والے کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ مرزا غالب کی مختصر جامع اور مستند ترین سوانح عمری "ذکرِ غالب" پانچواں اڈیشن مبنظرِ ثانی شائع کیا جا رہا ہے۔ اس میں پچھلے ۲۵ برسوں میں مصنف نے غالب اور ان کے کلام کے متعلق جو مزید معلومات فراہم کی ہیں ان کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔
قیمت ۱۵/-

اُردو کیسے لکھیں (صحیح املا)　　　رشید حسن خاں

جناب رشید حسن خاں نے "حرفوں کا جادو" کے عنوان سے کہانیوں کے انداز میں "اردو املا" کے موضوع پر بچوں کے لیے ایک سلسلۂ مضامین پیامِ تعلیم میں مئی ۷۲ء سے شروع کیا تھا جو بہ وجوہ مکمل نہ ہو سکا۔ اب ہماری خواہش پر جناب رشید حسن خاں نے اب تک کی معلومات کی روشنی میں یہ نئی کتاب از سرِ نو طلبہ اور پرائمری اسکولوں کے اساتذہ کے لیے تیار کی۔ ہمیں یقین ہے کہ طلبہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے۔　　　قیمت: ۴/-

مسالک و منازل　　　(فارسی مقالات، ادبی و انتقادی)　　　ضیا احمد بدایونی

فارسی ادب (نظم و نثر) ایک بیکراں سمندر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ضیا احمد بدایونی نے اس سمندر کے چند قطرے اہلِ ذوق کے لیے فراہم کر دیے ہیں جن کا مقصد ایک حد تک تشنگی رفع کرنا ہے۔ اس کتاب کے اہم مضامین یہ ہیں: "ارتقائے ادب فارسی عہدِ اکبری میں فارسی شاعری اور ہجویات"، "جدید فارسی شاعری کے رجحانات"، "مخطوطات شناسی"، "خاقانی شروانی"، "معلم اخلاق نظامی"، فیضی اور اس کی مثنوی وغیرہ۔　　　قیمت: ۲۲/-

انتخابِ حالی　　　مؤلفہ: سفارش حسین رضوی

حالی پہلے شاعر ہیں جنھوں نے شعر کو رسمی عشق اور رسمی تصوف کی تنگ گلیوں سے نکال کر زندگی کے وسیع میدان میں پہنچا دیا۔ مناظرِ قدرت کی مصوری، تاریخ کی آئینہ داری، قومی اور وطنی جذبات کی ترجمانی، معاشرے کی تنقید اور اصلاح کا کام جس سلیقے سے حالی نے کیا اس کی ایک جھلک آپ کو اس انتخاب میں ملے گی۔　　　قیمت: ۶/۵۰

مغلیہ ہندستان میں زرعی تعلقات　　　مصنف: سید نور الحسن۔ مترجم: قیام الدین احمد

یہ مختصر سا کتابچہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ کے سابق صدر اور انڈین نیشنل کانگریس کے سابق سکریٹری سید نور الحسن صاحب جو آج کل حکومتِ ہند میں تعلیم

اور سماجی فلاح کے وزیر ہیں، کی ان تقریروں پر مبنی ہے جو انھوں نے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے تحت تواریخ کے نیشنل لیکچرر کی حیثیت سے اپریل ۱۹۷۰ء میں پٹنہ یونیورسٹی میں کی تھیں۔ مغلیہ عہد میں زرعی تعلقات کے متعلق یہ لیکچر، تاریخ کے طالب علموں کے لیے تو مفید ہوں گے ہی، لیکن ایک عام قاری کے لیے بھی جو پرانے زمانے کے حالات جاننے کا شوق رکھتا ہو، اس کا مطالعہ کافی معلومات افزا ہوگا۔ قیمت: -/۴

ضبط شدہ نظمیں مرتبین :۔ ڈاکٹر خلیق انجم ۔ مجتبیٰ حسین

ہماری اردو شاعری نے جدوجہد آزادی میں کتنا اہم رول ادا کیا ہے، اس کا اندازہ آپ کو زیر نظر کتاب کے مطالعہ سے ہوگا۔ یہی وہ نظمیں ہیں جنھوں نے کبھی ساری قوم میں جوش، ولولے اور جذبۂ حریت کی لہر دوڑا دی تھی۔ ان "ضبط شدہ نظموں" نے عوام کے دلوں میں ایک نئی جوت جگادی تھی اور وہ قوم پر مر مٹنے کے لیے آمادہ ہوگئے تھے۔ یہ گرانقدر تحفہ ہماری محبوب وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی نے جناب علی جواد زیدی صاحب کو کمیٹی کی طرف سے نذر کیا۔ قیمت: -/۲۱

پچھلے پہر (شعری مجموعہ) جاں نثار اختر

جاں نثار اختر اس دور کے ان ممتاز شاعروں میں سے ہیں جن پر ہماری شاعری اور ادب بلاشبہ ناز کر سکتا ہے۔ ان کے یہاں طنز کی متلاشی لاجیں بھی ہیں زندگی کی کڑی دھوپ میں تیز قدموں سے چلنے والے راہی بھی، ہاتھوں پر چھالوں کی طرح چمکتے ہوئے سکے بھی، رات گئے دل کی ابھرتی ہوئی چوٹیں بھی، غرض ایک عجیب و غریب دنیا ہے جس میں آوازیں، بھنبھنی، سرگوشیاں اور ارمانوں کے نہ جانے کتنے روپ نگر آباد ہیں۔ قیمت: -/۴

اجی تبدیلیاں (ازمنۂ وسطیٰ کے ہندوستان میں ۵۰۰ سے ۱۲۰۰ عیسوی)

مصنف: رام شرن شرما۔ مترجم: قاضی عبدالرحمٰن

ازمنۂ وسطیٰ کے ہندوستان میں کون کون سی سماجی تبدیلیاں رونما ہوئیں اس زمانے
ں ذات برادری کا کیا تصور تھا اور کیا عقائد و معاملات تھے۔ ان سب باتوں کا پورے
ں منظر کے ساتھ تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

قیمت: ۲/-

دیم دِلّی کالج (دوسرا اڈیشن) مرتبہ: مالک رام

اردو ادب کی تاریخ میں "دلّی کالج" سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یوں تو
ایک تعلیمی ادارہ ہی تھا۔ لیکن یہی ادارہ اردو نثر کا مرکز و منبع اور اردو کے مستقبل کے
یے ضمانت بھی تھا۔

'قدیم دلّی کالج' کی تاریخ مولوی عبدالحق مرحوم نے لکھی تھی۔ اسی تاریخ کو مالک رام
ے حواشی اور طویل مقدمے کے ساتھ نئے انداز میں پیش کر کے ایک اہم ضرورت پوری
ردی ہے جسے بجا طور پر شاندار کام کہا جا سکتا ہے۔ قیمت ۴/۵۰

ہب اور جدید ذہن ڈاکٹر مشیر الحق

ایک جدید ذہن جس انداز سے آج مذہب کا مطالعہ کرتا ہے، اس کی ایک ہلکی
ی جھلک آپ کو اس کتاب میں نظر آئے گی۔ مصنف نے جن نظریات کو پیش کیا ہے ہو سکتا
ہے کہیں کہیں آپ کو ان سے اختلاف ہو لیکن یہ بھی سچ ہے کہ اکثر جگہ آپ کو اپنے
ل کی باتیں نظر آئے گی جسے کسی وجہ سے آپ اب تک منہ پر نہ لا سکے تھے۔

قیمت ۷/۵۰

یک چادر میلی سی (نیا اڈیشن) راجندر سنگھ بیدی

بیدی کے اس ناولٹ میں بھی ان کے فن کا حسن کہانی سے زیادہ کرداروں کی

حقیقت پسندانہ تعبیر سے پیدا ہوا ہے۔ پنجاب کے گاؤں کی بظاہر سیدھی سادی زندگی میں جذبات کی ہلچل، کشمکش اور فراوانی سے، اس کا بھرپور اندازہ ہوتا ہے، غیظ و غضب، انتقام، نفرت، رقابت اور دوسری طرف محبت ماتا، پیار و ہمدردی کی باہم کشمکش نے اس ناولٹ کو بہت ہی زیادہ دل کش بنا دیا ہے۔　　　قیمت : ۳/۵۰

گاندھی جی کے تعلیمی خیالات　　　　سعید انصاری

گاندھی جی نے ہندستانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس پر اپنے خیالات و افکار کی گہری چھاپ نہ ڈالی ہو۔ اس میں تعلیم کا ایک مسئلہ بھی آتا ہے جس پر انھوں نے نہ صرف نظری حیثیت سے غور و خوض کیا بلکہ عملی اعتبار سے بھی کچھ تجربے کیے ہیں اس کی جھلک آپ کو اس کتاب میں ملے گی۔　　　قیمت : ۱/۶

نگارشات　　　　پروفیسر محمد مجیب

پروفیسر محمد مجیب کی اردو نگارشات تقریباً نصف صدی پر پھیلی ہوئی ہیں اور ان کے موضوعات کا میدان اتنا ہی وسیع ہے جتنی کہ خود زندگی۔ یہ مجیب صاحب کے ان مضامین کا انتخاب ہے جو آپ نے ۱۹۲۷ء سے ۱۹۴۷ء تک رسالہ جامعہ کے لیے لکھے تھے۔

مجیب صاحب کی ادبی خدمات کا اعتراف اردو کے تمام حلقوں نے کیا ہے۔ مکتبہ جامعہ بھی اس پر خلوص اعتراف میں شریک ہے اور یہ کتاب اسی کا ایک اظہار ہے۔
قیمت : ۱/۶

بیاضِ مریم　(شعر و شاعری)　　　　سکندر علی وجد

کلامِ وجد شرابِ دو آتشہ کی خوش گوار تلخی، دل رس پختگی اور دو پہر یا کیف ملکہ ہے۔ وجد کی تحریروں اور حسین کی تصویروں سے "بیاضِ مریم" ایک ایسا نادر دو آتشہ

گل دستہ بن گیا جو اردو شاعری کے اعلیٰ معیاری سرمائے میں ہمیشہ تازہ اور معطر رہے گا۔ قیمت ۱۲/-

مسرت سے بصیرت تک آل احمد سرور

شاعری کی مسرت اور اس کے نتیجے میں بصیرت، بڑا مرتب ذہن، بڑی غائر نظر اور بڑا احساس مزاج چاہتی ہے۔ اگر ہم اپنے پورے شعری سرمائے پر غور سے نظر ڈالیں تو ہمیں اس کے رنگا رنگ حسن، اس کی گہرائی اور اس کے بدلتے رہنے کے باوجود اپنے منصب سے وفادار رہنے کا احساس ہو جائے گا اور یہ ہمیشہ مسرت بھی رہے گی اور بصیرت بھی۔ یہ مجموعۂ مضامین اسی مسرت اور بصیرت کی طرف متوجہ کرنے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔ قیمت: ۱۲/۵۰

ہاتھ ہمارے قلم ہوئے (افسانے) راجندر سنگھ بیدی

راجندر سنگھ بیدی اردو کے ممتاز ادیب ہیں۔ انھوں نے زندگی کا جو شعور حاصل کیا ہے اس کو فن میں منتقل کر دیا ہے۔ اسی لیے ان کی تخلیقی تحریروں میں ایک طرف وہ جمالیاتی کیفیت ہے جو فن کو حسین اور دل کش بناتی ہے اور دوسری طرف وہ معنویت ہے جو اس کو عظمت اور افادیت سے ہمکنار کرتی ہے (زیر طبع)

وہ صورتیں الٰہی (خاکے) مالک رام

اس مجموعے میں غالب، سائل دہلوی، صدر یار جنگ، سید سلیمان ندوی، مرزا محمد رفیع وتا تر یہ کیفی دہلوی، یگانہ چنگیزی، جگر مرادآبادی، نیاز احمد نیاز مند، نیاز فتحپوری اور غلام رسول مہر کی زندگی کے وہ نقوش اور کردار کے وہ پہلو محفوظ کر دیے گئے ہیں جن تک اُن کے سوانح نگار کی آسانی سے دسترس نہیں ہو سکتی۔ ان مضامین سے مندرجہ بالا اصحاب کے کردار کی تشکیل و تکمیل میں یقیناً بہت مدد ملے گی۔ قیمت: ۱۰/-

جانے والوں کی یاد آتی ہے (خاکے) صالحہ عابد حسین

اس کتاب میں بزرگ ہستیوں پر بھی مضامین ہیں اور محبوب دوستوں پر بھی۔ ان میں مولانا حالی، مولانا اسلم جیراج پوری، جواہر لال نہرو، ڈاکٹر ذاکر حسین، خواجہ غلام السیدین جیسی مشہور و معروف شخصیتیں بھی ہیں اور مشتاق فاطمہ، عزیزہ سیدین اور قدسیہ زیدی جیسی محبوب ہستیاں بھی۔ صالحہ عابد حسین صاحبہ کے جادو نگار قلم نے بڑے ہی دلکش انداز میں ان حضرات کی سیرت اور شخصیت کا جائزہ کیا ہے۔ ایک گراں قدر تحفہ۔ قیمت ۱۸/-

تعلیم، فلسفہ اور سماج ڈاکٹر سلامت اللہ

تعلیم کیا ہے؟ تعلیم کس لیے دی جاتی ہے؟ یہ اور ایسے ہی بہت سے سوالات ہیں جن کا تعلق ایک طرف حیاتِ انسانی کے تصور سے ہے اور دوسری طرف کائنات میں انسان کے مقام اور اس کی تقدیر سے۔ اس قسم کے اہم سوالات کا جواب آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔ یہ مجموعہ اساتذہ اور خاص کر زیرِ تربیت اساتذہ کے لیے نہایت مفید ہے۔

(زیرِ طبع)

ہوا کے دوش پر (ریڈیائی تقریریں) غلام ربانی تاباں

یہ کتاب جناب تاباں کی ان ریڈیائی تقریروں اور خاکوں پر مشتمل ہے جو وقتاً فوقتاً دہلی ریڈیو اسٹیشن سے ان پرانے شاعروں اور ادیبوں کی یاد تازہ کرتی ہیں جن کو لوگ بھولتے جا رہے ہیں۔ طالب علموں کے لیے نہایت کارآمد کتاب۔ قیمت: ۵/۵۰

یادوں کے سایے عتیق احمد صدیقی

خودنوشت بھی ہے اور سفرنامہ بھی۔ رپورتاژ بھی ہے اور بیتی یادوں کا تاریخی تجزیہ بھی۔ اس کتاب کا تانا بانا تو ہندستان کی چار دہائی پہلے کی سیاسی تاریخ نے فراہم کیا ہے لیکن اس کا اسٹیج بنت المعز کا قلب، قاہرہ ہے، جہاں اس ہندستانی ڈرامے کے

پردے اٹھتے اور گرتے ہیں۔ عام سماجی و سیاسی رجحانات اور جگہ جگہ ملکے پھلکے اشارات
یہ رومانی حادثات، ان سب حقائق کے امتزاج نے اس تاریخی دستاویز میں ایک تنوع
پیدا کرکے اسے اور بھی دلچسپ بنا دیا ہے۔ قیمت: ۱۸/-

غالب اور شاہانِ تیموریہ ڈاکٹر خلیق انجم

اردو کے مشہور نوجوان محقق ڈاکٹر خلیق انجم نے اکبر شاہ ثانی، بہادر شاہ
ظفر، شہزادگانِ تیموریہ، نواب زینت محل اور ذوق سے غالب کے تعلقات کا تاریخی شواہد
کی روشنی میں مطالعہ کیا ہے۔ اس مقالے سے غالب کی شخصیت اور سیرت کے وہ اہم پہلو
اجاگر ہوتے ہیں جو ان کے فن کو سمجھنے کے لیے بہت ضروری ہیں۔ قیمت: ۹/۵۰

تلاشِ میر نثار احمد فاروقی

ان مضامین میں میر کے آرٹ کی بنیادی خوبیوں پر بھی بحث کی گئی ہے اور ان
کی تصانیف کا گہرا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ بعض مضامین سے میر
اور ان کے معاصرین سے تعلقات پر بالکل نئی روشنی پڑتی ہے۔ وسیع مطالعہ اور تحقیق کے
نتائج اگر شگفتہ اسلوب اور مدلل انداز میں دیکھنا ہوں تو یہ کتاب ملاحظہ فرمائیے۔
قیمت: ۱۱/-

(جدید ترکی ادب کے) ارکانِ ثلاثہ ضیاء الحسن فاروقی

اس کتاب میں ترکی زبان کو نیا اسلوب اور حرارت بخشنے والے قومی ادیب کے "ارکان
ثلاثہ" ابراہیم شناسی، کمال محمد نامق اور ضیاء پاشا کے حالات اور ان کے فن پر سیر حاصل
تبصرہ ہے۔ انھیں حضرات نے ترکی ادب کو اس قابل بنایا کہ اس کے ذریعہ مغرب کے
جدید خیالات و افکار زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکیں۔ قیمت: ۴/-

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں (خود نوشت سوانح) خواجہ غلام السیدین

اس میں سیدین صاحب نے اپنی زندگی کے ابتدائی چالیس سال کی کہانی بڑے دلکش، پراثر انداز میں بیان کی ہے، اس میں ندرت فکر بھی ہے۔ خیالات کی گہرائی بھی، تعلیمی اور علمی تجربات کا نچوڑ بھی، زبان و بیان کی شگفتگی و سادگی بھی، لیکن یہ سوانح نامکمل رہ گئی تھی، اس نامکمل سوانح کو "ذکرِ جمیل" کے نام سے صالحہ عابد حسین صاحبہ نے مکمل کیا ہے۔

قیمت: ۳۰/-

ہمارے ذاکر صاحب (اضافے کے ساتھ) رشید احمد صدیقی

رشید احمد صدیقی صاحب کی مشہور کتاب جس میں ذاکر صاحب (سابق صدر جمہوریہ ہند) کی سوانح، شخصیت، اور دیگر پہلوؤں کو اپنے مخصوص انداز میں قلم بند کیا گیا ہے۔ کتاب میں ایک مضمون ایسا بھی ہے جو ذاکر صاحب کے انتقال کے بعد لکھا گیا تھا۔

قیمت: ۹/-

ہندستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں ڈاکٹر سالم قدوائی

اس کتاب کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں ان تفسیروں کا ذکر ہے جو مکمل ہو گئی ہیں۔ دوسرے حصے میں اجزائے قرآن کی تفسیریں ہیں۔ تیسرے میں قدماء تفسیروں کے حواشی اور شرحوں کا ذکر ہے اور چوتھے میں متعلقات قرآن مجید کا ذکر یعنی ان کتابوں کا جو قرآن مجید سے متعلق ہیں۔ اس مقالے پر سالم صاحب کو علی گڑھ یونیورسٹی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی۔

قیمت: ۱۶/-

نظر اور نظریے (تنقیدی) آل احمد سرور

"نظر اور نظریے" آل احمد سرور کے تیرہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ یہ مضامین اد[ب] کے طالب علموں کے لیے ادب، اس کے اہم اصناف، اس کی قدروں اور ان سب

نئی بصیرت کے متعلق غور و فکر کا خاصا سامان فراہم کرتے ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ طرف داری کے بجائے سخن فہمی کی کوشش کی جائے۔ اس کتاب پر سرور صاحب کو ساہتیہ اکیڈمی سے انعام ملا ہے۔ قیمت : ۱۲/۵۰

دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی

اس مقالے میں پنجاب یونیورسٹی لاہور کے استادِ تاریخ پروفیسر محمد اسلم کی کتاب "دینِ الٰہی" پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں بدایونی کے بیانات، اکبر، شیخ مبارک، فیضی اور ابو الفضل کے بعض خیالات اور حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کے موقف پر بڑی صراحت سے لکھا گیا ہے۔ یہ مقالہ اس لحاظ سے بھی قابلِ مطالعہ ہے کہ اس میں جدید تحقیقی خصوصیت کے ساتھ سچے مذہبی رجحان کی ترجمانی بھی ہے۔

قیمت : ۲/-

نئی نظم کا سفر مرتبہ: ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی۔ صلاح کار: ڈاکٹر منیب الرحمٰن، ڈاکٹر وحید اختر

اس انتخاب میں مرتب کے پیش نظر جو بات رہی ہے وہ یہ کہ ۱۹۳۶ء کے بعد کے شعرا کا مطالعہ اس زاویے سے کیا جائے کہ اقبال اور جوش کے عہد تک نظم جس منزل پر پہنچ گئی تھی اس کے بعد انحراف انقطاع کی جو صورتیں کسی نہ کسی نہج سے ابھر رہی ہیں وہ پورے طور پر گرفت میں آسکیں۔ یہ انتخاب آپ کو نئی نظم کے خدوخال کو پہچاننے میں مدد دے گا۔

قیمت: غیر مجلد ۶/۵۰

مسلمان اور عصری مسائل ڈاکٹر سید عابد حسین

ڈاکٹر سید عابد حسین کے بلند پایہ مقالات کا مجموعہ جس میں آج کے ایسے اہم ترین مسائل پر بحث کی گئی ہے جن کا تعلق براہ راست مسلمانوں سے ہے۔ یہ دراصل وہ "اداریے" ہیں جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے سماہی رسالے "اسلام اور عصرِ جدید" کے لیے لکھے تھے

ملک کے مایۂ ناز مفکر، معلمِ اخلاق کے زرّیں خیالات کا مجموعہ، جس کا پڑھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔
قیمت ۲/۵۰

تذکرۂ معاصرین مالک رام

اس کتاب میں لگ بھگ ۷۵ ادیبوں اور شاعروں کے مستند ترین حالات زندگی درج ہیں۔ ساتھ ہی نمونۂ کلام بھی ہے۔ یہ کتاب مالک رام صاحب کی مسلسل پانچ سال کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔
قیمت ۱۶/-

داستانِ اشک و خوں خواجہ غلام السیدین مقدمہ: کرنل بشیر حسین زیدی

خواجہ صاحب سیاست داں نہیں تھے۔ لیکن ان کے پہلو میں حساس دل ضرور تھا ۲۵ مارچ ۱۹۷۱ء کے بعد بنگلہ دیش میں جو روح فرسا واقعات رونما ہوئے تھے۔ [illegible] انھیں سخت دکھ پہنچا تھا۔ خواجہ صاحب نے اپنے اسی دلی کرب و اضطراب کو جن چند تقریروں اور مضامین میں ظاہر کیا تھا، یہ کتاب انھیں تقریروں اور مضامین کا مجموعہ ہے۔
قیمت ۱/۵۰

طنزیات و مضحکات رشید احمد صدیقی

طنزیات و مضحکات کے فن پر اردو میں پہلی اور اہم کتاب جو عرصے سے نایاب تھی۔ اب نہایت اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔ اس مقالے کی ترتیب و تدوین میں جس اصول کو مدِنظر رکھا گیا وہ یہ تھا کہ "نئی دنیا کی فضا پیش کی جائے نہ یہ کہ کولمبس کیا تھے، کون تھے اور کیا ہوئے"
قیمت ۱۰/۵۰

اشخاص و افکار پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی

پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی کے گراں قدر مضامین کا مجموعہ، جس میں جمال الدین

نغانی، علامہ شبلی، سرسید احمد خاں، شیخ محمد عبدہٗ رشید رضا، ضیا گوکلپ، لطف اللہ، اور ابوالکلام آزاد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ قیمت ۵۰/-

تجزیے ڈاکٹر گیان چند جین

ڈاکٹر گیان چند جین اردو دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ تجزیے آپ کے ادبی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا اب مجموعہ ہے جو ہر اعتبار سے اردو ادب میں ایک اضافہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ قیمت ۱۳/-

اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ ڈاکٹر محمود الٰہی

یہ ڈاکٹر محمود الٰہی کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر موصوف کو ڈاکٹریٹ عطا کی گئی — ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ مقالہ، طلبہ اور اردو داں حلقے میں یقیناً قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ قیمت ۱۴/-

خواتینِ کربلا کلامِ انیس کے آئینے میں صالحہ عابد حسین

صالحہ عابد حسین کے پندرہ قلم نے خدائے سخن میر انیس کی زبانی ان محترم و مقدس خواتین کے کارناموں کو اس کتاب میں پیش کیا ہے جنھوں نے حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں اور کربلا کے کوفہ و دمشق میں کلمۂ حق بلند کیا۔ اس کا مطالعہ یقیناً خواتینِ ملت کے دل میں حق پرستی اور اصولِ اسلام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے جذبہ کو پروان چڑھاتا رہے گا۔ قیمت ۱۴/-

نئی دنیا کو سلام اور جمہور علی سردار جعفری

یہ منظوم تخیل نہیں بلکہ تمثیلی نظم ہے۔ اس کے کردار کردار نہیں، علامتیں ہیں، کہانی، پلاٹ نہیں، مبہم سا خاکہ ہے۔ واقعات کی بجائے واقعات سے پیدا ہونے والے جذبات

تاثرات اور احساسات پیش کیے گئے ہیں۔ اس نظم کا موضوع بھی نیا ہے اور تکنیک بھی نئی، اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی طویل نظم جو کئی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے۔
قیمت ۸/-

دنیا اسلام سے پہلے اسلام کے بعد (مولانا) عبدالسلام قدوائی ندوی
زیرِ نظر کتاب میں مولانا موصوف نے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل دنیا میں مذہب کا کیا تصوّر تھا۔ سماجی اور معاشی حالت کیسی تھی؟ پھر اسلام نے ان میں کیا کیا نمایاں تبدیلیاں کیں؟ تاریخِ اسلام سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ایک انمول تحفہ قیمت: غیر مجلّد ۳/- مجلد: ۴/۲۵

امریکہ کے کالے مسلمان ڈاکٹر مشیر الحق
امریکہ کے تقریباً دو کروڑ حبشیوں میں عیسائیوں اور یہودیوں کے علاوہ ایک خاصی بڑی تعداد مسلمانوں کی بھی ہے۔ ان مسلمانوں میں ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو نسبتاً سب سے بڑا اور سب سے زیادہ منظّم ہے۔ یہ لوگ "کالے مسلمان" کہے جاتے ہیں۔ ان کے یہاں رنگ و نسل پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ امریکہ کی ایک ایسی مذہبی جماعت اور سیاسی، سماجی تحریک جس سے ہر مسلمان کا واقف ہونا ضروری ہے۔ قیمت: غیر مجلد ۲/۵۰ مجلد ۳/۵۰

اکابرِ تعلیم سعید انصاری
اس کتاب میں ان اکابرِ تعلیم کے حالات درج ہیں جنھوں نے جدید تعلیم سے متعلق افکار و خیالات کا اظہار کیا ہے۔ یا تعلیم کے عملی پہلوؤں سے بحث کی ہے اور انھیں تجربے کی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ قیمت: ۱۲/-

کتاب و سنّت کے جواہر پارے (حصہ اوّل و دوم) (مولانا) جمال الدین اعظمی
جو لوگ کامل ایمان اور رضائے حق کے طالب ہیں ان کے لیے قرآن و سنّت پر

عمل کیے بغیر دنیا و آخرت کی سلامتی اور کفر و فسق سے نجات ناممکن ہے۔ اسی لیے اس کتاب میں قرآن و حدیث کے کچھ حصے نہایت آسان اور عام فہم زبان میں پیش کیے ہیں تاکہ عام مسلمان اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت: ۲/۲۵

اسلام کی اخلاقی تعلیمات امام غزالیؒ (مترجم) رشید الوحیدی

کسی عالمِ دینیات کے خیالات کو مسلمانوں میں اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے ارشادات کو اچھی اور نیک زندگی گزارنے کا ایک وسیلہ تصور کریں۔ یہ مقبولیت و اہمیت صرف امام غزالیؒ ہی کو حاصل ہے۔ یہ کتاب دراصل احیاء علوم الدین کا خلاصہ ہے۔
قیمت: ۹/۵۰

مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ (پروفیسر) طاہر محمود

اس مختصر کتابچے کی تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی اردو داں اکثریت کا ہر فرد زیرِ بحث نازک مسئلے کے تمام پہلوؤں اور اس کی نوعیت کو سمجھ لے۔ قیمت ۴/-

مسلمان اور سیکولر ہندوستان ڈاکٹر مشیر الحق

اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے [illegible] مسلمانوں کی موجودہ مذہبی تعلیم، مذہبی رہنمائی، عائلی قانون اور سیکولر نظریہ حیات ایسے موضوعات کا پوری دیانت کے ساتھ غیر جانب دارانہ تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ قیمت: ۴/-

اسلامی عقائد و مسائل مذہب مولانا جمال الدین اعظمی

آج کل ایسی کتابوں کی بے حد کمی ہے جو عام مسلمانوں کو عقائد اور دینی مسائل سے آگاہ کریں۔ یہ کتاب بڑی حد تک اس کمی کو پورا کرتی ہے۔ اس میں اسلام کے ضروری عقائد کی تشریح اور نماز، روزہ، زکوٰۃ کے مسائل احکام کی تفصیل سلیس و عام فہم انداز

میں بیان کی گئی ہے قیمت ۴/-

آذر کا خواب (نیا اڈیشن)

قدسیہ زیدی

اردو ڈرامے کے موجودہ دور میں قدسیہ زیدی ایسی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کے ڈراموں نے اردو ادب میں ایک خاص مقام حاصل کر لیا ہے "آذر کا خواب" ان کا ایک ایسا ڈراما ہے جسے یقیناً ہر طبقہ خیال کے لوگ پسند کریں گے۔ لطیف مزاح در جست مکالمے ڈرامے کی جان ہیں یہ ڈراما بہ آسانی اسٹیج کیا جا سکتا ہے قیمت ۴/۵۰

آئینس کے گیت (ناولٹ)

مصنف: واسل بائیکوف مترجم: قرۃ العین حیدر

"آئینس کے گیت" واسل بائیکوف کے ہیجان انگیز جوش اور ولولہ خیز طرز بیان میں ایک ایسا ناولٹ ہے جو دوسری جنگ عظیم کا بھیانک اور الم ناک بوجھ اٹھانے والے انسانوں کا ترجمان ہے۔ قیمت: ۳/-

بڑی حویلی (مضامین)

مرزا محمود بیگ

ہمارے دیکھتے دیکھتے دلی بدلی۔ دلی کی تہذیب بدلی، دلی والوں کا مذاق بدلا، رنگ بدلا، طور طریقے بدلے۔ بڑی حویلی اس دلی کا حال بیگ صاحب نے دلی کی نکھری نکھری زبان میں لکھا ہے۔ قیمت: ۲/۵۰

غالب اردو کلام کا انتخاب

پروفیسر محمد مجیب

مرزا غالب کا دیوان اپنی جگہ خود انتخاب ہے۔ پھر اس انتخاب کا انتخاب۔ ایک ایسا لاجواب انتخاب کہ جس کے مطالعہ سے مرزا غالب اپنے پورے فضل و کمال کے ساتھ سامنے آجاتے ہیں۔ مجیب صاحب کا مبسوط مقدمہ تو شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔

قیمت: ۵/۵۰

کتابِ کی کہانی (معلومات) سید احمد حسن نقوی

انسان نے کب اور کیسے لکھنا پڑھنا سیکھا؟ کتاب کی ابتدا کیسے ہوئی۔ کتاب کو موجودہ صورت تک پہنچنے میں کن کن منزلوں سے گزرنا پڑا؟ یہ سب جاننے کے لیے اس اس کتاب کا مطالعہ کیجیے۔ قیمت ۱/۵۰

پچھلی رات فراق گورکھپوری

کلام فراق کے شائقین کے لیے ایک انمول تحفہ۔ فراق کی غزلوں کا وہ انتخاب جسے خود فراق نے کیا ہے۔ دیدہ زیب کتابت اور روشن طباعت نے اس مجموعے کے حسن کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ قیمت: ۸/-

ڈاکٹر ذاکر حسین (سیرت و شخصیت) مرتب: عبداللطیف اعظمی

۱۹۶۲ء سے قبل ذاکر صاحب پر جتنے اہم اور قابل ذکر مضامین لکھے گئے وہ سب کے سب اس مجموعے میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ ذاکر صاحب کی زندگی، ان کی شخصیت ان کے کردار، ان کی صفات اور ان کی قومی و تعلیمی خدمات سے واقف ہونے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہوگا۔ قیمت: ۲/۵۰

شہر آشوب ڈاکٹر نعیم احمد

اردو کلاسیکی صنفِ سخن، "شہر آشوب" کے تحت جو نظمیں کہی گئی ہیں وہ محض خیال آرائی یا مضمون آفرینی کا نتیجہ نہیں بلکہ اپنے اپنے دور کے حالات کی تخلیق ہیں۔ اسی لیے یہ صنفِ سخن زندگی پر بے لاگ تبصرہ بھی ہے اور تنقید بھی۔ قیمت: ۸/۵۰

پیار کا موسم مہندر ناتھ

پیار کا موسم، محبت اور محبت کی رنگینیوں سے بھرپور ایک ایسا ناول ہے جسے رومانی

ناولوں سے دل چسپی رکھنے والے حضرات نے بے حد پسند کیا ہے قیمت: ۵۰/۴

بکھرے ورق مصنف: ڈاکٹر سونیتی کمار چٹرجی مترجم: شانتی رنجن بھٹاچاریہ

اس کے مصنف بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر لسانیات، اور بنگلہ زبان کے مشہور و معروف ادیب ہیں، بکھرے ورق، ان کے سات ایسے مضامین کا مجموعہ ہے جن کا تعلق خاص طور پر اسلامی علوم اور تہذیب و تمدن سے ہے قیمت: ۴/-

شہرابِ کہنہ (تعارف و تذکرہ) رشید نعمانی

کسی زبان کے مطالعے کے لیے اس کے شاعروں اور ادیبوں کے حالات جاننا بہت ضروری ہے۔ رشید نعمانی صاحب نے چار سال کی مسلسل عرق ریزی کے بعد اس تذکرے میں اُردو کے ۵۰ شاعروں (قلی قطب شاہ تا حالی) کے مختصر مگر صحیح حالات مع سنین پیدائش و انتقال جمع کر دیے ہیں۔ ساتھ ہی ہر شخص کا نمونۂ کلام بھی پیش کر دیا ہے قیمت: ۴/-

پاکستان (اس کا قیام اور ابتدائی حالات) مصنف: سری پرکاش مترجم: محمد حمایت الحسن

شری پرکاش صاحب پہلے ہندستانی ہائی کمشنر تھے، جن کا تقرر پاکستان میں ہوا تھا، انھیں پاکستان کے اولین ذمہ داروں کو قریب سے دیکھنے، ان سے ملنے جلنے اور پاکستان کے ابتدائی حالات کا جائزہ لینے کا بہترین موقع میسّر آیا۔ ان کی یہ تصنیف اسی زمانے کے حالات کی حقیقی روداد ہے اور اسے نہایت ایمان داری اور صاف دلی کے ساتھ قلم بند کیا گیا ہے۔

قیمت: ۴/-

پریم چند کے خطوط مرتبہ: مدن گوپال

کسی بھی شخص کے خطوط اس کی سیرت، کردار اور شخصیت کا حقیقی آئینہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے مایۂ ناز منفرد افسانہ نگار اور ناول نویس، منشی پریم چند کے ۲۴۳ خطوط کو مدن گوپال صاحب نے ۲۵ برس کی مسلسل جستجو کے بعد مرتب کیا ہے۔ ان نجی اور کاروباری خطوط کے مطالعے کے

عہد منشی پریم چند کی سیرت و شخصیت کو سمجھنے کے لیے مزید کسی حوالے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ قیمت: ۵۰/-

صلاح الدین ایوبی (ناولٹ) قاضی عبدالستار

صلاح الدین ایوبی، اسلام کے مایۂ ناز سپوت، ہمت و شجاعت کے پتلے اور بے مثال جنرل تھے۔ وہ آندھی کی طرح اٹھے اور فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑتے ہوئے آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔ قاضی عبدالستار نے اس بے مثال جنرل کی کہانی تاریخی حقائق کے پس منظر میں بیان کی ہے اور ان کے مخصوص اور پرشکوہ انداز بیان نے اس ناول کو انتہا پراثر بنا دیا ہے (زیر طبع)

چنار کا پتا (ناولٹ) مصنفہ: سلطانہ آصف فیضی

اس چھوٹے سے ناول میں کشمیر کی سچی تصویر پیش کی گئی ہے، جس میں آپ کشمیر کے معصوم بچپن سے لے کر بڑھاپے تک اس کی مسلسل اور مختلف کیفیتوں کو درجہ بدرجہ بڑھتا اور پروان چڑھتے دیکھ سکیں گے۔ قیمت: ۳/-

آتشِ گل (شعری مجموعہ) (نیا اڈیشن) جگر مرادآبادی

رئیس المتغزلین حضرت جگر مرادآبادی کا یہ دیوان پرکیف اور بہار آفریں غزلوں کا مجموعہ ہے جس کا نام شعری ادب میں سرفہرست آتا ہے ایک ایسا مجموعۂ کلام جو اپنے اندر بے پناہ رنگینیاں اور بہاریں سمیٹے ہوئے ہے جس کی ہر غزل اور شعر خود بخود نغمہ بن کر لبوں پر آجاتا ہے۔ اس کتاب پر جگر کو ساہتیہ اکاڈمی سے انعام عطا ہوا تھا۔ قیمت: /-

یادگار شخصیتیں مرتب: جواہر لال نہرو مترجم: رفیق محمد شاستری

اس کتاب میں مہاویر گوتم بدھ سے لے کر مصطفیٰ کمال پاشا تک کے زمانے کی

اہم مقتدر ہستیوں کا ذکر ہے ان ہستیوں میں اوتار بھی ہیں پیغمبر بھی، مفکر بھی ہیں حکمراں بھی
قیمت : /۔

کچھ پرانے خطوط (حصہ دوم) مرتب : پنڈت جواہرلال نہرو مترجم : مولانا عبدالمجید الحریری

پنڈت جواہرلال نہرو کے نام ملکی اور غیر ملکی سرکردہ ہستیوں کے اہم، اخطوط کا بیش بہا مجموعہ یہ خطوط ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۸ء تک کے زمانے کی نہ صرف سچی تاریخ پیش کرتے ہیں بلکہ ان کے ذریعے بہت سے ایسے اہم واقعات بھی معلوم ہوجاتے ہیں جن سے ہم آپ اب تک ناواقف رہے ہیں۔ قیمت /۱۰

حسرت کی شاعری (تحقیق وتنقید) (نیا اڈیشن) ڈاکٹر یوسف حسین خاں

حسرت کے شاعرانہ اوصاف اور ان کی شخصیت کی عظمتیں بہت وسیع اور صد درجہ لبیغا ہیں۔ ڈاکٹر یوسف حسین خاں نے انھیں نہایت معقولیت اور جامعیت کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ ترمیم اور اضافے کے بعد - قیمت : /۲

قلم کا مزدور۔ پریم چند (سوانح) مدن گوپال

یہ کتاب منشی پریم چند کی داستان حیات ہے۔ جس کو مدن گوپال صاحب نے برسہا برس کی طویل محنت کے بعد پریم چند کے خطوط، ان کی تحریروں اور ان کی شریک حیات کی لکھی ہوئی یادداشتوں کی مدد سے مرتب کیا ہے - قیمت /۵

گنجہائے گراں مایہ (تیسرا اڈیشن) پروفیسر رشید احمد صدیقی

یہ کتاب ان چند عظیم المرتبت شخصیتوں کی زندگی سے متعلق بیتی بسری یادوں کا عکس ہے جو اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ ان شخصیتوں میں مفکر بھی ہیں اور عالم بھی، سیاست داں بھی اور مصلح قوم بھی، شاعر بھی ہیں اور ادیب بھی، رشید صاحب کے مخصوص و منفرد انداز میں لکھی ہوئی اس کتاب کو جب آپ پڑھیں گے تو کبھی آپ مسکرانے پر مجبور ہوں گے اور کبھی

"سرد کھینچ پر" قیمت -/۸

اُشفتہ بیانی میری (چوتھا ایڈیشن) پروفیسر رشید احمد صدیقی
رشید صاحب نے علی گڑھ کو نصف صدی تک دیکھا اور برتا ہے۔ اُن کو علی گڑھ سے
لگاؤ نہیں عشق ہے۔ اس کتاب میں رشید صاحب نے اپنے ذاتی خیالات اور تاثرات اپنے
مخصوص رنگ میں پیش کیے ہیں۔ ان کے والہانہ لگاؤ نے کتاب میں ایک خاص رنگ پیدا کر دیا
ہے جس کا اندازہ آپ کو کتاب پڑھنے ہی سے ہو سکتا ہے۔ قیمت -/۵

پردیسی کے خطوط مجنوں گورکھپوری کے خطوط کا مجموعہ
مکتوبات، روزنامچوں اور مکالمات کی صورت میں زندگی اور زندگی کے مختلف شعبوں
کے رموز و نکات اور مسائل و معاملات زیادہ دل نشینی کے ساتھ سمجھائے جا سکتے ہیں" اپنے
اس خیال کے پیشِ نظر مجنوں صاحب نے یہ خطوط سپردِ قلم کیے ہیں۔ قیمت: ۲/۷۵

اُردو ایسیز سید ظہیر الدین
انگریزی میں (ESSAY) ایک مخصوص نہج اور اسلوب کے مقالے کو کہتے ہیں۔
ایسے مقالے ایک خاص قسم کے فکر و تصور کا نتیجہ ہوتے ہیں جن میں تجزیۂ جذبات، نفسیاتی
مطالعہ، منطقی استدلال، فلسفیانہ تفکر اور انشائے عالیہ کا اسلوب سب کچھ پایا جاتا ہے
"اردو ایسیز" میں مقالہ نویسی کی اس صنف پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ نمونے کے طور پر مختلف
ادوار کے ایسیز (مقالے) بھی شامل کیے گئے ہیں۔ قیمت ۵/۵۰

زندگی کی لہر ساؤمنگ ترجمہ: محمد خلیق
جب غلامی کی زنجیریں ٹوٹتی ہیں تو اس کی جھنکار کے ساتھ قوم کی زندگی میں
ایک برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ یہ ناول قومی زندگی کے اس نئے رخ کو پوری آب و تاب

ساتھ بے نقاب کرتا ہے۔ قیمت: ۴/-

وانِ فکر (اخلاقیات) ڈاکٹر یوسف حسین خاں

یوسف صاحب کے بصیرت افروز مقالات کا مجموعہ جس میں اخلاقی قدروں کو خاص
پر اہمیت دی گئی ہے۔ فاضل مصنف نے سرگتھی کو بڑے واضح اور مدلل انداز سے سلجھا کر یہ
ثابت کر دیا ہے کہ بالآخر نیکی ہی بدی پر غالب آتی ہے اور عمل ہی سے تقدیریں بنا کرتی ہیں۔
قیمت: ۳/۷۵

ع و بہار میر امن دہلوی مرتبہ رشید حسن خاں

"کم یاب معیاری کتابیں انتہائی صحتِ متن، ضروری اعراب اور فرہنگ کے ساتھ۔
ئع کی جائیں تاکہ عوام اور خاص طور سے طلبہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں، یہی اس کتاب
اشاعت کا مقصد ہے۔ قیمت ۶/۵۰

تنقید کیا ہے؟ (نظرثانی و اضافے کے بعد) آل احمد سرور

سرور صاحب کے یہاں انشا پردازی اور ادبی چاشنی کا وہ عنصر پایا جاتا ہے جو اعلا
تنقید کی ایک مستحسن خصوصیت ہے۔ یہ کتاب تنقیدی مضامین کا ایسا مجموعہ ہے جس میں تنقید
اصولوں پر بحث بھی ہے اور پوری کتاب اس کا جواب بھی۔ قیمت: ۶/۷۵

چودہ تعلیمی مسائل (نیا اڈیشن) عبداللہ ولی بخش قادری

قادری صاحب تعلیمی نفسیات کے تجربہ کار اور بالغ نظر استاد ہیں۔ یہ کتاب ان کے
مضامین کا مجموعہ ہے جس میں تعلیم و تربیت کے متعدد پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
قیمت: ۴/۵۰

معہ کا طریقہ (تعلیم) عبدالغفار مدہولی

"جامعہ کا طریقہ" مدہولی صاحب کے تیس پینتیس سال کے ان تجربوں کا نچوڑ ہے جو آپ

نے ابتدائی تعلیم کے میدان میں دن رات لگ کر حاصل کیے ہیں۔ یہ کتاب زیرِ تربیت استادوں ہی کے لیے نہیں، ان استادوں کے لیے بھی مفید ہوگی جو بتدی بچوں یا بڑوں کو اردو یا ہندی پڑھنا لکھنا سکھاتے ہیں۔ قیمت -/۲/۵

تاریخِ اُمت (تاریخِ اسلام) مولانا اسلم جیراج پوری

روایات و واقعات کا سلسلہ اسناد کہیں سے بھی منقطع نہ ہونے پائے۔ یہ امتیاز صرف تاریخ اسلام ہی کو حاصل ہو سکا ہے اسی لیے امت محمدی کی تاریخ جوں کی توں محفوظ چلی آرہی ہے۔

مولانا اسلم جیراج پوری مرحوم نے اسلامی تاریخ کی مستند اور قدیم کتابوں کو سامنے رکھ کر بڑی جستجو اور تحقیق کے بعد تاریخ اسلام کا یہ سلسلہ مرتب فرمایا تھا۔ امت محمدی کی یہ تاریخ اپنی گوناگوں خوبیوں اور صحتِ واقعات کے سبب قومی نصاب میں شامل اور ملک و بیرونِ ملک میں مقبول ہوئی ہے۔

تاریخِ امت	(حصہ اول)	سیرتِ رسولؐ (گیارہواں اڈیشن)	قیمت : ۳/۵۰
" "	(" " دوم)	خلافتِ راشدہ (آٹھواں اڈیشن)	" -/۵
" "	(حصہ سوم)	خلافتِ بنی امیہ (چھٹا اڈیشن)	" ۳/۷۵
" "	(حصہ چہارم)	" عباسیہ (چوتھا اڈیشن)	" ۴/۲۵
" "	(حصہ پنجم)	عباسیہ بغداد (چوتھا اڈیشن)	" ۴/۲۵
" "	(حصہ ششم)	عباسیہ مصر (تیسرا اڈیشن)	" ۴/۲۵
" "	(حصہ ہفتم)	آلِ عثمان (دوسرا اڈیشن)	" -/۳
" "	(حصہ ہشتم)	تاریخِ اسلام اور قرآن (دوسرا اڈیشن)	" ۴/۲۵

آزمائش (چوتھا اڈیشن) (ڈراما) پروفیسر محمد مجیب

۱۸۵۷ء کی ملک گیر عوامی تحریک کو انگریزوں نے غدر کا نام دیا تھا۔ پر یہ غدر نہیں

تھا، بلکہ حصولِ آزادی کی تحریک کی طرف پہلا قدم تھا بہت موثر قدم۔" آزمائش" اسی پہلی جنگِ آزادی سے متعلق ایک دلچسپ ڈراما ہے۔ ڈرامے میں اصل واقعات کو مستند تاریخی پس منظر میں پیش کیا گیا ہے

قیمت : ۲/۲۵

ہیروئن کی تلاش (ڈراما) پروفیسر محمد مجیب

اس ڈرامے میں ڈراما نگار نے بڑے موثر پیرائے میں یہ بتانے کی کامیاب کوشش کی کہ ہماری موجودہ زندگی کس قدر نمائشی اور سطحی ہے۔

قیمت : ۱/۵۰

انجام (ڈراما) پروفیسر محمد مجیب

مجیب صاحب کا ایک بہت ہی خوب صورت اور دلچسپ ڈراما جس کے متعدد اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ یہ ڈراما مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب میں بھی داخل ہے۔ آسانی سے اسٹیج بھی کیا جا سکتا ہے۔

قیمت: ۱/۵۰

کھیتی (ڈراما) پروفیسر محمد مجیب

اس ڈرامے میں نام نہاد قومی رہنماؤں کے ہتھکنڈوں کا پردہ نہایت خوبی اور دلکش انداز سے چاک کیا گیا ہے موجودہ حالات میں جب کہ کہیں کہیں لیڈری محض آمدنی اور نام آوری کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے، اس کتاب کا مطالعہ اور بھی ضروری ہے۔ قیمت : ۱/۵۰

کیمیاگر (افسانے) پروفیسر محمد مجیب

مجیب صاحب نے بہت کم افسانے لکھے ہیں۔ ان افسانوں میں مجیب صاحب نے عام اور روایتی حسن و عشق سے گریز کیا ہے اور واقعاتی زندگی کی جھلکیاں بڑے خوب صورت انداز میں پیش کی ہیں

قیمت: ۲/۵۰

خانہ جنگی (ڈراما) پروفیسر محمد مجیب

دارا شکوہ، اورنگ زیب اور مراد کے باہمی اختلافات سلطنت مغلیہ کے زوال کا سبب بنے۔ حکومت کا شیرازہ بکھر گیا اور ایک ملک گیر انتشار برپا ہو گیا۔ اس ڈرامے میں اسی دور کی سچی عکاسی انتہائی دلچسپ انداز میں کی گئی ہے۔ قیمت: ۲/۲۵

پردۂ غفلت (ڈراما) (نیا اڈیشن) ڈاکٹر سید عابد حسین

یہ ڈراما ہماری تہذیب و تمدن کی نہ صرف عکاسی کرتا ہے بلکہ ان نقوش میں دل کش رنگ آمیزی بھی کرتا ہے جس سے بچے اور بوڑھے دونوں لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ قیمت: ۲/۷۵

میدانِ عمل (ناول) منشی پریم چند

"میدانِ عمل" منشی پریم چند کا وہ مشہور ناول ہے جو اردو کا سب سے اچھا ناول تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اس کا ساتواں اڈیشن اب میں شائع ہوا ہے مجلد مع خوب صورت گرد پوش۔

(زیر طبع)

گئو دان (ناول) (آٹھواں اڈیشن) منشی پریم چند

"گئو دان" اردو کے بہترین ناولوں میں ممتاز جگہ کا مستحق ہے۔ اس میں کسان اور زمیندار، مزدور اور سرمایہ دار، شہری اور دیہاتی، جنتا اور لیڈر اور اسی طرح کے متعدد ٹکرانے والے کرداروں کی زندہ اور جان دار تصویریں پیش کی گئی ہیں۔ ہندستانی سماج، اس کے روزمرہ کے مسائل کے تمام نقوش ابھر کر سامنے آ جاتے ہیں۔ (زیر طبع)

بیوہ (ناول) (چھٹا اڈیشن) منشی پریم چند

اس دردناک ناول میں منشی پریم چند نے سماج کی ٹھکرائی ہوئی ایک بےکس لاچار ہندستانی بیوہ کی پرغم داستان بیان کی ہے۔ یہ ایک ایسا ناول ہے جسے آپ بار بار

پڑھنے پر مجبور ہوں گے۔ (زیر طبع)

واردات (افسانے) منشی پریم چند

منشی پریم چند کے تیرہ افسانوں کا مجموعہ جس کا ہر افسانہ اپنا ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ یہ افسانے اس زمانے کے لکھے ہوئے ہیں، جب منشی جی کا فن انتہائی عروج پر تھا۔ ادبی حسن وجمال اور فنی چابک دستی ان افسانوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ قیمت: ۵/۵۰

کیا خوب آدمی تھا مرتبہ: ڈاکٹر عابد حسن

اس کتاب میں ایسی شخصیتوں کا تذکرہ ہے جنھوں نے اپنے جامد ماحول میں کسی نہ کسی قسم کی حرکت پیدا کی یا شاعری کی زبان میں "بزم عیش جہاں" کو کسی نہ کسی حد تک برہم کیا۔ بڑی بات یہ ہے کہ تذکرہ نویس ان عظیم شخصیتوں کے قریبی دوست، جاننے والے اور ملک کے نامور اہل قلم ہیں۔ قیمت: ۲/۵۰

پت جھڑ کی آواز (دوسرا اڈیشن) قرۃ العین حیدر

"آگ کا دریا" جیسے مشہور ناول کی مصنفہ کے آٹھ منتخب افسانوں کا مجموعہ۔ مصنفہ کو اس مجموعے پر ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ ملا ہے۔ قیمت ۷/۵۰

ماں کی کھیتی (ناولٹ) مصنف: چنگیز اعتماتوف مترجمہ قرۃ العین حیدر

دھرتی ماں کی گود کے ایک دور افتادہ چھوٹے سے گوشے میں کھیلی جانے والی کہانی جس میں نہایت سادگی کے ساتھ، ان جانے مصائب خاموش لگن اور انسان کے پرعزم حوصلوں کی ایک دلچسپ کہانی پیش کی گئی ہے قیمت: ۲/۵۰

آدمی کا مقدر (ناولٹ) مصنف: میخائیل شولوخوف مترجمہ: قرۃ العین حیدر

میخائیل کا شمار اس صدی کے عظیم مصنفین میں کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اس ناولٹ کا

تانا بانا دوسری جنگ عظیم کے تلخ اور کرب ناک تجربوں کی روشنی میں بنا ہے اور آدمی کے مقدّر کی تخلیق کی ہے۔ آدمی کا مقدر منیا ئیل کی بہترین تخلیق قرار دی گئی ہے قیمت : ۵۰/۱

دروازے کھول دو کرشن چندر

یہ ڈراما متعصبوں اور تنگ نظروں کے لیے ایک تازیانہ ہے۔ قومی یک جہتی کے اس نمائندہ ڈرامے نے کتنے ہی زنگ خوردہ "دروازے" کھول دیے ہیں زیرِ طبع۔

ڈنکو (ناولٹ) مصنّف: آر فریرین ترجمہ: قرۃ العین حیدر

ہماری زندگی ایک رفیع الشان بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہوا درخت ہے۔ اسے دکھاوے کے زیوروں سے سجانا بے کار ہے۔ اس مختصر اور سیدھے سادے لیکن دل کش ناول پر یہ الفاظ پوری طرح صادق آتے ہیں۔ قیمت ۳/-

●

یودوکیہ (ناولٹ) ویرا پانوا مترجمہ: قرۃ العین حیدر

ایک ایسی ماں کی کہانی جو پانچ یتیم بچوں پر اپنی ممتا نچھاور کرتی ہے۔ یہ ایک ایسا ناول ہے جو پڑھنے والوں کے دلوں میں اتر جائے گا۔ قیمت: ۲/-

سات سال مصنّف: ملک راج آنند مترجّم: رضیہ سجّاد ظہیر

سات سال' ملک راج آنند کے مشہور انگریزی ناول "سیون سمرز" کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ ایک عام ہندوستانی بچّے کی معصوم شوخیوں اور بھولی شرارتوں سے بھرپور داستان ہے۔ اندازِ بیان کی سادگی نے ناول کو اتنا دلچسپ بنا دیا ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کیے بغیر قرار نہیں آتا۔ قیمت ۶/-

دلدل مصنّف: کبھائی بھبا چاریہ مترجم: رضیہ سجاد ظہیر

یہ ایک دلچسپ سوشل ناول ہے۔ ناول کے ہیرو کالو' اور اس کی ٹیچر چندر لیکھا

کی ہنگامہ خیز داستان پر لطف اور پُراثر انداز میں بیان کی گئی ہے قیمت ۵/۵۰

اُوپر کی منزل (ڈرامے) کرتار سنگھ دُگل

ڈراما نگاری میں کرتار سنگھ دُگل کا اپنا ایک الگ مقام ہے، ان کے ڈراموں میں توازن، معقولیت اور معتدل قسم کی رومانیت ہوتی ہے "اوپر کی منزل" ان کے ایکانکیٹ کے دس ڈراموں کا مجموعہ ہے۔ تکنیک کے لحاظ سے ہر ڈراما مکمل ہے۔ قیمت ۵/-

شکستِ ناتمام (ناول) مصنف اسٹن بیک مترجم: زہرہ سیدین

اسٹن بیک امریکہ کے صاحب طرز ادیب اور مشہور ناول نگار ہیں۔ ان کے ناول اپنے اچھوتے پلاٹ اور اعلیٰ کردار نگاری کے لحاظ سے نمایاں انفرادیت کے حامل ہوتے ہیں۔ "دی مون از ڈاؤن" ان کا وہ شاہ کار ناول ہے جس میں مذکورہ دونوں خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ قیمت: ۲/-

آئینۂ ایام (ڈرامے) مصنف: جے پرسٹلے مترجم: خلیق احمد

انگریزی کے ادیبوں میں پرسٹلے بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ ان کے تین شہرۂ آفاق ڈراموں کا ترجمہ ہے۔ یہ ڈرامے اردو دنیا میں بڑی قدر اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ قیمت ۴/۵۰

چراغوں کا سفر (افسانے) رام لعل

رام لعل کا تعلق اردو افسانہ نگاروں میں اُس نسل سے ہے جو کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، اور سعادت حسن منٹو کے سامنے آئی ہے۔ ان کی کئی کتابوں پر حکومت اتر پردیش سے انعامات بھی مل چکے ہیں۔ "چراغوں کا سفر" آپ کے ۱۷ مختصر مگر کامیاب ترین افسانوں کا مجموعہ ہے۔ قیمت: ۴/-

باپ بیٹے (ناول) مصنّفہ: ترگنیف ترجمہ: انور عظیم

روسی مصنف ترگنیف کی مشہور تخلیق "فادر اینڈ سنز" کا ترجمہ۔ اس ناول کو حقیقت پسندی کی ایک زندہ جاوید روایت کا درجہ حاصل ہے اور پوری داستان اپنے اندر بڑی کشش اور بے باکی رکھتی ہے۔ قیمت ٦/-

ایک تھی انیتا (ناولٹ) مصنّفہ: امرتیا پریتم ترجمہ: ظفرادیب

امرتیا پریتم کا شمار ملک کی ان لکھنے والیوں میں ہوتا ہے جو اب کسی تعارف کی محتاج نہیں، "ایک تھی انیتا" پنجابی زبان میں کافی مقبولیت حاصل کرچکی ہے اور اپنے طرز کے انوکھے اور چونکا دینے والے اس ناول کا اردو ترجمہ پہلی بار شائع ہوا ہے۔

قیمت: ٢/-

سراج الدّولہ (ڈراما) مصنف: سچین سین گپتا مترجم: اشفاق حسین

نواب سراج الدّولہ کی حب الوطنی، میرجعفر کی غداری اور انگریزوں کی شرمناک چالوں پر مبنی ایک انتہائی سبق آموز اور پر حقیقت ڈراما۔ زوردار اور دل پر اثر کرنے والے مکالمے اس ڈرامے کی جان ہیں۔ قیمت: ٢/-

نقشِ آخر (ڈراما) اشتیاق حسین قریشی

١٩ ویں صدی کے وسط میں کچھ ایسے تغیرات رونما ہوئے جنھوں نے ہماری بہت سی خصوصیات کو مٹا دیا۔ اس تاریکی میں جب کسی طرف کوئی شعاع امید نظر نہ آتی تھی ایک تارہ چمکا جس نے ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا۔ یہ ڈراما اسی انقلاب کی کہانی ہے رہا کامیابی کے ساتھ اسٹیج بھی کیا جاچکا ہے۔ قیمت: ٢/-

ہندستان میں مذہب اسلام پر نظر ثانی کی ضرورت آصف بن علی اصغر فیضی

اس کتاب میں ہندستان کے مسلمان بادشاہوں کی مذہبی پالیسی کا سرسری تذکرہ ۔

...نے کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ سے لے کر اب تک اس ملک میں جو مسلمان مفکر اور مشاہیر ...ا پیدا ہوئے ہیں ان کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ حالات کے بدلنے کے ساتھ ساتھ ...فکرین اسلام کا طریقِ فکر بھی بدلا ہے۔ قیمت -/۵۰

...علیمی خطبات (نیا اڈیشن) ڈاکٹر ذاکر حسین

ماہر تعلیم محترم ذاکر صاحب مرحوم نے یہ خطبات مختلف موقعوں کے لیے مختلف لوگوں کے اصرار پر لکھے تھے۔ ان میں سے ہر خطبے کا موضوع تعلیم کا کوئی خاص بنیادی مسئلہ یا کوئی اور اہم پہلو۔ ان میں مروجہ طریقہ تعلیم کے نقائص، جدید تعلیمی رجحانات اور تعلیم و تربیت کے لیے نئے اصولوں پر عالمانہ اور محققانہ بحث کی گئی ہے۔ ان کا حل تلاش کیا گیا ہے۔ ان خطبوں کا مقصد آپ کو سچی تعلیم اور تعلیم کے صحیح مقصد سے روشناس کرانا ہے۔ درس و تدریس کا کام کرنے والوں کے لیے یہ کتاب بلاخوف تردید مشعلِ راہ ہے۔ قیمت -/۸

بنیادی استاد کے لیے (نیا اڈیشن) ڈاکٹر سلامت اللہ

یہ کتاب ڈاکٹر سلامت اللہ صاحب کے ان تجربوں اور مشاہدوں کا نچوڑ ہے جو انھوں نے پندرہ بیس سال میں بنیادی تعلیم کے ماحول میں حاصل کیے ہیں۔ بنیادی اسکولوں میں کام کرنے والے استادوں اور بنیادی ٹریننگ اسکولوں اور کالجوں میں تربیت حاصل کرنے والے طالب علموں کے لیے یہ کتاب بڑی مددگار ثابت ہوگی۔ قیمت ۸/۵۰

ہم کیسے پڑھائیں؟ (نیا اڈیشن) ڈاکٹر سلامت اللہ

تعلیم اور طریقۂ تعلیم پر یہ بہت ہی اہم اور مقبول ترین تصنیف ہے۔ کتاب کے شروع میں تعلیمی مواد کے انتخاب، تربیت اور باہمی ربط کے اصولوں پر بحث کی گئی ہے۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ بچوں کے ذہن کو ان معلومات کو قبول کرنے کے لیے کس طرح تیار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد پڑھانے کے مختلف طریقوں کا مقابلہ کیا گیا ہے اور آخر میں درس و تدریس کے عملی مسائل

پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت: ۵/۰

دنیا کی کہانی (تاریخ، دنیا اڈیشن) پروفیسر محمد مجیب

اس مختصر مگر انتہائی جامع اور [illegible] میں مجیب صاحب نے ابتدائے آفرینش سے آج تک کی دنیا کی تاریخ کا جائزہ [illegible] دلکش انداز میں لیا ہے۔ دنیا کی تاریخ، انسانی تہذیب اور مختلف تہذیبوں کے تقابلی مقابلے کے سلسلے میں یہ کتاب کیا طالب علم کیا استاد دونوں کے لیے بے حد مفید ثابت ہوئی ہے۔ قیمت ۴/-

اپنے دکھ مجھے دے دو (افسانے، دنیا اڈیشن) راجندر سنگھ بیدی

بیدی صاحب ان افسانہ نگاروں میں ہیں جو کم لکھتے ہیں مگر جب لکھتے ہیں تو لکھنے کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ زبان کی سادگی، ماحول کی خوب تر منظر کشی اور کرداروں کو ان کے فطری رنگ میں پیش کرنا بیدی صاحب کا طرۂ امتیاز ہے "اپنے دکھ مجھے دے دو" بیدی صاحب کے ایسے ہی منتخب افسانوں کا مجموعہ ہے۔ قیمت ۴/-

تذکرہ (مولانا ابوالکلام آزاد) مرتبہ: مالک رام

"تذکرہ" الہلالی دور کی تصنیف ہے اس میں بھی وہی بات سے بات پیدا کرنے کا رجحان، جولانیٔ طبع، خطابت اور دعوت و تبلیغ کا انداز ملتا ہے جو الہلال اور البلاغ کا طرۂ افتخار تھا بلکہ یہاں وہ سہ دو آتشہ ہوگئی ہے۔ قیمت ۱۵/-

کھیل کے ذریعہ تعلیم عبدالغفار مدھولی

تعلیم کے جدید طریقوں میں کھیل کے ذریعہ تعلیم Play Method کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ استاد محض کتابوں کے مطالعے سے [illegible] بنا [illegible] دوں میں کر سکتے ہیں۔ مدھولی صاحب نے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں سالہا سال کے تجربے کے بعد اس کا مواد شائع

با ہے۔ حصہ اول ۲/۷۵ حصہ دوم ۱/۲۵

ہندستان ہمارا (اُردو شاعری کی قومی نظموں کا انتخاب) مرتب: جان نثار اختر

اُردو کے اصناف سخن پر اگر ہم ابتدا سے لے کر آج تک ایک غائر نظر ڈالیں تو ہم اس نتیجے پر آسانی سے پہنچ جائیں گے کہ وہ غزل ہو یا نظم، مثنوی ہو یا قصیدہ حتیٰ کہ مرثیوں تک میں مشترکہ ہندستانی تہذیب سمائی ہوئی ہے اس کا ثبوت زیر نظر کتاب سے مل سکتا ہے

قیمت: ہر دو حصہ بیس روپے

چند اہم کتابیں

۱۔ قدیم اردو	جلد اول	مرتبہ: ڈاکٹر مسعود حسین خاں	قیمت	۱۵/-
۲۔ " "	" دوم	" " " " "		۱۲/-
۳ " "	" سوم	" " " " "		۱۰/-
۴۔ قصہ مہر افروز و دلبر		" " " " "		۱۳/-
۵۔ شعر و زبان (مجموعہ مضامین)		" " " " "		۵/-

کالج کے طلبہ کے لیے اہم درسی کتب

نیا اردو نصاب: حصہ اول مرتبہ محمد ذاکر

یہ کتاب جامعہ کالج کے بی اے کے نصاب میں شامل ہے۔ قیمت ۳/-

نیا اردو نصاب:- حصہ دوم مرتبین: قیصر زیدی، محمد ذاکر

یہ کتاب بھی جامعہ کالج کے بی اے کے نصاب میں شامل ہے۔ قیمت ۳/-

آئینہ ادب:- مرتبین: ڈاکٹر محی رضا، ڈاکٹر آدم شیخ

یہ کتاب فرسٹ ایر آرٹس، سائنس اور کامرس کے طلبہ کے لیے بمبئی یونیورسٹی کے نصاب میں داخل ہے قیمت: ۵/۵۰

انوار ادب:- مرتبین: پروفیسر فصیح الدین، ڈاکٹر مجاہد

یہ کتاب انٹرمیجیٹ سائنس اور کامرس کے طلبہ کے لیے بمبئی یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہے۔ قیمت ۴/۵۰

مطبوعات مکتبہ جامعہ لمیٹڈ

معیاری ادب کا سلسلہ

انتہائی صحتِ متن اور ضروری اعراب و فرہنگ کے ساتھ فوٹو آفسیٹ کے ذریعہ چھپی ہوئی معیاری ادب کی اہم اور نادر کتابیں۔ ان کتابوں کو مکتبہ جامعہ نے حکومت جموں وکشمیر کے گراں قدر تعاون سے از سرِ نو مرتب کرنے اور کم سے کم قیمت پر فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ محققین اور طلبہ پورے اعتماد کے ساتھ ان کتابوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

نام کتاب	مرتب	لائبریری اڈیشن	طلبہ اڈیشن
مقدمہ شعر وشاعری	رشید حسن خاں	۵/۰	۴/۰
انتخاب سراج اورنگ آبادی	ڈاکٹر محمد حسن	۲/۷۰	۱/۷۰
موازنۂ انیس ودبیر	رشید حسن خاں	۶/۰	۵/۰
انتخاب مراثی (انیس ودبیر)	رشید حسن خاں	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب نظیر اکبرابادی	رشید حسن خاں	۶/۰	۵/۰
نیرنگِ خیال	مالک رام	۳/۳۰	۲/۳۰
فسانۂ آزاد (تلخیص)	(ڈاکٹر) قمر رئیس	۹/۵۰	۸/۵۰
فردوسِ بریں	(ڈاکٹر) قمر رئیس	۳/۷۰	۲/۷
شریف زادہ	(ڈاکٹر) قمر رئیس	۴/۳۰	۳/۳۰
حیاتِ سعدی	رشید حسن خاں	۵/۳۰	۴/۳۰
انتخاب اکبر الٰہ آبادی	(ڈاکٹر) صدیق الرحمٰن قدوائی	۴/۷۰	۳/۷۰
انتخاب میر	(ڈاکٹر) محمد حسن		(زیرِ طبع)

نام کتاب	مرتب	لائبریری اڈیشن	طلبہ اڈیشن
دیوانِ درد	رشید حسن خاں	۴/۳۰	۳/۳۰
مجالس النساء	صالحہ عابد حسین	۴/۳۰	۳/۳۰
انتخاب مضامین شبلی	رشید حسن خاں	۱۱/۰	۱۰/۰
امراؤ جان ادا	(ڈاکٹر) محمد حسن	۸/۵۰	۷/۵۰
یادگارِ غالب (حصہ اردو)	مالک رام	(زیرِ طبع)	
یادگارِ غالب (حصہ فارسی)	"	۱۰/۰	۹/۰
مثنوی گلزارِ نسیم	رشید حسن خاں		۳/۵۰
گزشتہ لکھنؤ	"	۱۲/۵۰	۱۱/۵۰
فسانۂ مبتلا	(ڈاکٹر) صدیق الرحمٰن قدوائی	—	۵/۵۰
انتخابِ ولی	(") سید ظہیر الدین مدنی	(زیرِ طبع)	
افاداتِ سلیم	(ڈاکٹر) خلیق انجم	۷/۵۰	۶/۵۰
توبۃ النصوح	مالک رام	۶/۵۰	۵/۵۰
قصۂ حاتم طائی	اطہر پرویز	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخابِ ناسخ	رشید حسن خاں	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخابِ سودا	"	۱۴/۵۰	۱۳/۰
انتخاب محمد قلی قطب شاہ	محمد اکبر الدین صدیقی	۷/۰	۶/۰
انتخابِ ذوق	(ڈاکٹر) تنویر احمد علوی	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب مضامین سرسید	انور صدیقی	۵/۰	۴/۰
باغ و بہار	رشید حسن خاں	—	۶/۵۰
مثنوی سحر البیان	"	—	۴/۰

بچوں کی کتابیں

مذہب

ارکان اسلام مولانا ام حبیراج پوری ۰/۶۰
عقائد اسلام " " " ۰/۸۰
رسولؐ پاک عبدالواحد سندھی ۲/۰
چار یار الیاس مجیبی ۲/۵۰
آں حضرتؐ " " (اردو) ۰/۸۰
" " " (ہندی) ۰/۶۰
پاک کہانیاں (اول دوم) مقبول احمد سیوہاردی ۳/۰
خلفائے اربعہ خواجہ عبدالحیٔ فاروقی ۳/۰
نبیوں کے قصے " " " ۱/۵۰
ہمارے رسولؐ " " " ۲/۴۰
مسلمان بیبیاں اعجاز الحق قدوسی ۱/۰
ہمارے نبیؐ سید نواب علی رضوی (اردو) ۱/۲۰
" " " (ہندی) ۰/۴۰
سرکار دو عالمؐ محمد حسین حسّان ۳/۰
سبیل الرشاد " " ۱/۵۰

معلومات

آدمی کی کہانی مشتاق احمد عظمی ۲/۰
سنو دنیا کی پانچویں ۲/۵۰

دنیا کے بچے محمد حسین حسان ۱/۲۵
میرانیس حسین حسّان ۲/۰
انوکھا عجائب خانہ (۳ حصے) " " ۱/۵۰
بجلی کی کہانی محمد عبدالغفار ۰/۵۰
بڑے دادا کی کہانی خواجہ عبدالغفور ۰/۸۰
مفید معلومات دوم سوم چہارم ۳/۵۰
" " " " پنجم ۱/۵۰
خبر رسانی کے طریقے رضیہ منظورالامین ۱/۰
مقناطیس کی کہانی ۰/۵۰
دہلی ڈاکٹر مجاہد حسین زیدی ۲/۰
تاریخ ہند کی کہانیاں (اول تا چہارم) خجستہ سلطانہ ۴/۷۵
رابندرناتھ ٹیگور صفدر حسین ۱/۲۵
سماجی زندگی (اول تا چہارم) احمد ٹپیل و غلام ابرار ۴/۹۰
سمندر کے کنارے سلطانہ آصف فیضی ۱/۵۰
سمندر کے نیچے " " ۳/۰
قدرت کے کرشمے ادارہ ۰/۸۰

کہانیاں، ناول، ڈرامے

تاک دنا دن تاک سے	عبدالواحد سندھی	۔/۶۰
روٹی کس نے پکائی	" "	۔/۶۰
پھر بھی چگوں کیا خاک	" "	۔/۶۰
پانچ بوتے	" "	۔/۶۰
چیونٹی رانی	" "	۔/۶۰
بچوں کی کہانیاں	" "	۔/۶۰
ایک دیس ایک خون	صالحہ عابد حسین	۱/۶۰
چاند کے کھیل	اطہر پرویز	۔/۶۰
میرانیس	محمد حسین حسان	۲/-
ملک نہ مارو	یوسف ناظم	۲/-
پان کھا کر طبلہ بجا کر / رام ناچا	عبدالواحد سندھی	۔/۶۰
پکڑو دم کے ٹکو	" " "	۔/۶۰
مدورانا پردیس چلے	" " "	۔/۶۰
چہو چنچو	" " "	۔/۶۰
انعامی مقابلہ	محمد حسین حسان ندوی	۱/-
دعوت تلا جی کی	" " "	۔/۶۰
جیت کس کی	" " "	۱/-
انصاف کا تخت	ابرار محسن	۔/۶۵
چینی کی گڑیا	محمد حسین حسان ندوی	۔/۵۰
بہادر سپاہی	محمد حسین حسان ندوی	۔/۶۵
چچا غالب	مرتبہ " " "	۲/-
تانبیل خاں	" " "	۔/۵۰
شیر خاں	ترجمہ: قرۃ العین حیدر	۔/۵۰
بھیڑیئے کے بچے	" " "	۔/۵۰
ہرن کے بچے	" " "	۔/۵۰
میاں ڈھینچو کے بچے	" " "	۔/۵۰
لومڑی کے بچے	" " "	۔/۵۰
بہادر	" " "	۔/۷۵
سونے کا پنجرہ	احسان الحق	۔/۶۵
بدنصیب شہزادی	ابرار محسن	۱/-
عقل کا سودا	" "	۔/۷۰
تیس مار خاں	" "	۱/-
جنگل کا راجا	" "	۱/-
جن، حسن عبدالرحمن (دو حصے)	ایل لاگن	۵/-
چودھری کی عادت	عبدالغفار مدہولی	۔/۵۰
جھوٹا لڑکا	" " "	۔/۴۰
غیر ذمہ دار لڑکا	" " "	۔/۵۰
چٹانوں کی کہانی	محمد امین	۲/-
نیند کا گھر	خضر برنی	۔/۴۵
دلی دور ہے	حبیب احمد خاں	۔/۵۰
کوے دادا	ترجمہ " "	۲/-

جب حساب	آصفہ مجیب	1/75
تین کوڑیاں	اقبال امروہوی	1/20
پریم کی جیت	اسداللہ کاظمی	(زیرِ طبع)
ترکوں کی کہانیاں	مرتبہ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ	-/55
مزہ چکھائیں گے	" " "	-/35
چھوٹی لالٹین	مشتاق احمد	-/35
چقماق کی ڈبیا	برکت علی فراق	-/40
تیس مار خاں کے کارنامے	ایم ندیم	1/05
چپاٹ کا آدم خور شیر	محمد معین	-/35
ستاروں کی سیر	کرشن چندر	1/75
ڈاکو کی گرفتاری	ایم ندیم	-/50
لال مرچ	عبدالواحد سندھی	-/50
تین اناڑی	عصمت چغتائی	1/40
خربوزہ شہزادہ کا سر بن گیا	کوثر بانو	-/40
مزیدار پہیلیاں	محمد علی خاں	(زیرِ طبع)
ننھا ٹٹو	خورشید سلطان	-/40
چنبیلی	محمد حسین حسان	-/50
شیدا	پروفیسر محمد مجیب	-/50

تعلیم بالغان کے سلسلے کی کتابیں

پیشے

بڑھئی	مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی	-/31
احمد خاں دکان دار	" " "	-/31
بہشتی	" " "	-/31
پیارے جان درزی	" " "	-/31
تانگے والا	" " "	-/31
حفیظ خاں مالی	" " "	-/31
عبدالرحمٰن راج	" " "	-/31
کلو حلوائی	" " "	-/31
مرغی پالیے	" " "	-/50
منیب خاں حجام	" " "	-/31

تمدن و معاشیات

چناؤ کے بھید	مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ	-/31
سرکاری محکموں کا راز	" " " "	-/31
ضلع کی سرکار	" " " "	-/31
کارخانوں کے قانون	" " " "	-/31

جھلکیاں

احمد علی	مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ	-/31
سید سلیمان	" " "	-/31
احمد ندیم	" " "	-/31
اکبر الٰہ آبادی	" " "	-/31
حیات اللہ انصاری	" " "	-/31

سہیل عظیم آبادی مرتبہ ادارۂ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱

عبدالحق " " " -/۳۱

میرامن " " " -/۳۱

نذیر احمد " " " -/۳۱

حفظانِ صحت

دق اور اس کا علاج مرتبہ ادارۂ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱

زچہ بچہ " " " -/۳۱

طاعون اور چیچک " " " -/۳۱

فوری علاج دم گھٹنا " " " -/۳۱

" (حادثہ) " " " -/۳۱

" ہڈی کا ٹوٹنا " " " -/۳۱

ڈراما اور سوانح

استری دھن مرتبہ ادارۂ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱

ٹھیک بات چیت کیجیے " " " -/۳۱

اجمیری خواجہؒ " " " -/۳۱

امیر خسروؒ " " " -/۳۱

سوامی دیانند " " " -/۳۱

غوث پاکؒ " " " -/۳۱

گاندھی جی (اول) " " " -/۳۱

" " (دوم) " " " -/۳۱

گرو نانک " " " -/۳۱

مصطفیٰ کمال (دوم) " " " -/۳۱

نظام الدین اولیاءؒ " " " -/۳۱

کرشن کنہیا مرتبہ ادارۂ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱

کہانیاں

کہانیاں (اول) ادارۂ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱

" (دوم) " " " -/۳۱

پنچ تنتر (") " " " -/۳۱

" (سوم) " " " -/۳۱

کھیتی باڑی

آم کے باغ لگائیے مرتبہ ادارۂ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱

اپنی کھیتی کو ایک چک کرو " " " -/۳۱

پپیتے کے باغ لگائیے " " " -/۳۱

پھلوں کی کھیتی " " " -/۳۱

پیڑوں کی کاٹ چھانٹ " " " -/۳۱

جانور کھلیان چگا رہے " " " -/۳۱

ساگ سبزی اگائیے " " " -/۳۱

کوآپریٹو فارمنگ " " " -/۳۱

کھاد بنائیے کھاد ڈالیے " " " -/۳۱

لیموں انار بیر " " " -/۳۱

مقدمے کی مار " " " -/۳۱

نقد دھان ہو گیا " " " -/۳۱

مذہب

ابوداؤد شریف مرتبہ ادارۂ تعلیم و ترقی جامعہ -/۳۱

ابن ماجہ شریف " " " -/۳۱

نسائی شریف " " " -/۳۱

کفن دفن — مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ — -/۳۱

معلومات

چاند نامہ — مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ — -/۳۱
دن رات (اول) — " " " — -/۳۱
" " (دوم) — " " " — -/۳۱
ہوائی جہاز (حصہ دوم) — " " — -/۳۱
فٹ بال — " " " — -/۳۱
ٹکے ٹیکے کھیل — " " " — -/۳۱

متفرق کتب

پنجابی لوک گیت — " " " — -/۳۱

تعلیم بالغان کے سلسلے کی نئی کتابیں

آستین کا سانپ — محمد حسین حسان — -/۵۰
الٹی دوا — " " — -/۵۰
برف کا گھر — " " — -/۵۰
ناؤ کے ایڈیشن — " " — -/۵۰
چاند — " " — -/۷۵
دیمک — " " — -/۸۲
کھیتی زمین — " " — -/۷۲
بادشاہ کے کپڑے — مستری فاطمہ — -/۵۰
بچے کی بری عادتیں — ڈاکٹر لیلا راج موگا — -/۵۰
بچوں کی چھوٹی موٹی بیماریاں — " " " — -/۵۰
بے گناہ مجرم — شفیق الرحمن قدوائی — -/۵۰
تین سوال — عبداللطیف اعظمی — -/۵۰

چوٹی کی چوٹ — معین الدین — -/۷۵
چھیک — مشتاق احمد — -/۷۲
موسم کے بارے میں نو سوال — محمد امین — -/۸۷

ہماری درسی کتابیں

اردو

اردو قاعدہ — -/۴۵
" " رنگین — -/۶۵
اردو کی پہلی کتاب — -/۷۰
" دوسری کتاب — ۱/۳۰
" تیسری کتاب — ۱/۹۵
" چوتھی کتاب — ۲/۲۰
" پانچویں کتاب — ۲/۴۰
" چھٹی کتاب — ۲/۵۰
" ساتویں کتاب — ۲/۷۰
" آٹھویں کتاب — ۲/۷۰

ہندی

سرل ہندی پرائمر — -/۴۵
ہندی پرائمر (اول) — -/۴۵
" " (دوم) — -/۴۵
بال پریم (اول) — -/۸۸
" " (دوم) — ۱/۸۲
" " (سوم) — ۱/۲۵
" " (چہارم) — ۱/۴۵

نوبہاریات ۱/۶۲

حساب

جدید حساب (درجہ دوم) ترجمہ یاور حسین ۲/۴۵
〃 〃 (〃 سوم) 〃 محمد یونس ۲/۷۰
〃 〃 (〃 چہارم) 〃 ملکہ بیگم قزلباش ۳/۵۰
〃 〃 (〃 پنجم) 〃 محمد یونس ۳/۴۰

طالبات کے لیے

گھریلو سائنس (درجہ سوم) ترجمہ محمود سروش ۲/۳۵
گھریلو سائنس (درجہ چہارم) ترجمہ محمود سروش ۳/۶۵
〃 〃 (درجہ پنجم) 〃 دینا ناتھ گردھر ۴/۳۰
ہماری دلّی (درجہ سوم) 〃 〃 〃 〃 ۴/-
آیئے سائنس کرکے سیکھیں سوم ۳/۰
〃 〃 چہارم ۳/۰
〃 〃 پنجم ۳/۰

قاعدہ یسّرنا القرآن

مکتبہ جامعہ نے تعلیمی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قاعدہ یسّرنا القرآن کو نئی ترتیب، آسان و عام فہم ہدایتوں کے ساتھ شائع کیا تھا۔ اس قاعدہ کو بحمد اللہ والدین اور معلّمین دونوں نے بہت پسند کیا۔ اظہارِ پسندیدگی کے ساتھ ہی ہمارے بعض کرم فرماؤں نے قاعدہ کو اور بہتر بنانے کے سلسلے میں اپنی گرانقدر تجویزوں سے بھی نوازا۔

ان تجویزوں کی روشنی میں قاعدہ یسّرنا القرآن کا دوسرا اڈیشن شائع ہوکر آگیا ہے۔

(سائز ۲۹×۲۲/۸ سفید گلیز کاغذ، آفسٹ کی چھپائی)

"نئی آواز" نئی دلّی کی اہم مطبوعات

راستے اور کھڑکیاں (افسانے) انور خان

نئی نسل کے افسانہ نگاروں میں انور خان کا نام خاصا نمایاں ہے۔ آپ کے افسانوں میں رومان کی چاشنی، تخیل کی چمک اور سماجی مسائل کا حل ملے گا۔ قیمت /۵

پتھر کا شہزادہ (افسانے) صغرا مہدی

اردو دنیا کے لیے صغرا مہدی کا نام اب نیا نہیں رہا۔ اب تک آپ کے تین ناول چھپ کر قبول عام کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ زیر نظر کتاب آپ کے ۱۵ منتخب افسانوں کا مجموعہ ہے یہ افسانے معیاری بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔ یہ کتاب بلاشبہ افسانوی ادب میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔ قیمت ۴/۵۰

جہاں آرا رفعت سروش

شاہ جہاں کی چہیتی بیٹی جہاں آرا، حسن و حیا اور شرافت و محبت کا عجیب و غریب مرقع۔ تین ایکٹ کا روح پرور ساؤ پیرا، رفعت سروش کے شاعرانہ تخیل کی تخلیق، شہزادی کی اخلاقی شخصیت، اوپیرا کی اہمیت پر ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کا فکر انگیز مقدمہ۔

قیمت: ۵/۵۰

تنہائی ساگر سرحدی

ساگر سرحدی کے اس ڈرامے میں تین ایکٹ ہیں اور سات کردار۔ کہانی ویسے اپنی جگہ اثر انگیز بھی ہے اور عبرت خیز بھی لیکن اس کو مناظر، مکالمات اور ڈرامائی انکشافات کے ذریعے پوری چابکدستی سے مزید نمایاں کیا گیا ہے۔ قیمت ۴/۵

"ناولستان" نئی دہلی کے نئے ناول

دیوانِ غزل
جیلانی بانو

اس ناول میں جیلانی بانو نے حیدرآباد کی معاشرتی زندگی کی عکاسی نہایت خوبی سے کی ہے۔ غزل کی انجمن میں کسی غم کو مے اور کسی دل کو جام بنالیا جائے تو درد میں بھی ایک لذّت محسوس ہوتی ہے۔

قیمت: -/۱۶

آرزو
سراج انور

لازوال محبت، سُلگتے ہوئے دلوں کی عجیب داستان، حیرت و تجسّس، سراج انور کے اس ناول کا خاصّہ ہے۔ آرزو ایسا ناول ہے جسے آپ بار بار پڑھنے کی آرزو کریں گے۔

قیمت: -/۱۲

دُھند
صغرا مہدی

ایک مخلص قوم پرست لڑکی کی داستان جس کے خلوص کی پذیرائی بھی ہوتی ہے اور مخالفت بھی۔ ایک ایسی لڑکی کی کہانی جو اپنی منزل کی تلاش میں اُلجھتی اور بھٹکتی رہتی ہے اور دوسری ذات سے محبت کرنے والا بے قرار دل خود اسے کسی کروٹ چین نہیں لینے دیتا۔

سیدھی سادی عام بول چال اور محاورے والی زبان میں لکھا ہوا ایک انتہائی دلچسپ ناول جو قدیم روایتوں اور جدید تقاضوں میں باہمی کشمکش کی سچی اور صحیح عکاسی کرتا ہے۔

قیمت: -/۸

خاکِ تمنا
سراج انور

زیرِ نظر ناول "خاکِ تمنا" اپنے واقعات، کردار اور پلاٹ کے لحاظ سے ایک جیتی جاگتی، چلتی پھرتی اور زندگی کی حقیقتوں کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔ ایک نہایت دلچسپ

ناول جسے ایک بار پڑھنے کے بعد بھی بار بار پڑھنے کو دل چاہے گا۔ قیمت ۵۰/۱۱

دھوپ چھاؤں مسرور جہاں

مسرور جہاں آپ کی جانی پہچانی ناول نگار ہیں۔ زیر نظر ناول آپ کا تازہ ترین ناول ہے جو سماجی ناولوں میں یقیناً نمایاں مقام حاصل کرے گا۔ قیمت: ۵۰/۱۱

جلیس (ناول) انور کمال حسینی

زمانہ بدل گیا، زندگی کی قدروں میں تبدیلی آگئی، لیکن آج بھی انسان بہت سے معاملات میں روایتوں کا شکار اور رسموں کا غلام ہے۔

آہوں، کراہوں، اور تلخیوں میں ڈوبا ہوا یہ داستان صرف جلیس نامی طوائف ہی کی نہیں بلکہ ایک پورے معاشرے کا آپریشن ہے۔ انسانی تہذیب کی عکاسی ہے۔

قیمت: /۵

اللہ میگھ دے ناول رضیہ سجاد ظہیر

قدیم و جدید نظریات کا ٹکراؤ۔ محبت کی کسک، قدیم روایتوں اور قدروں کا احترام اس ناول میں اس خوبی سے پیش کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے آج لکھنؤ کی قلمی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ (زیر طبع)

اُلجھی ڈور (ناول) صالحہ عابد حسین

آج کی نوجوان لڑکیاں کن کن الجھنوں کا شکار ہیں۔ ان کے ذہنوں میں کس قسم کے خیالات پرورش پا رہے ہیں۔ وہ مستقبل کو کس زاویے سے دیکھتی ہیں؟ یہ ناول اسی کشمکش کو پیش کرتا ہے۔ قیمت: ۵/۵۰

پابہ جولاں (ناول) صغرا مہدی

یہ ناول نئے دور کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے مسائل، ان کی مشکلات اور ان کی ذہنی کیفیات کو پیش کرتا ہے کردار نگاری اور جذبات کا بہترین شاہ کار۔

قیمت ۶/-

دوسرے کنارے تک (ناول) عزیز قیسی

یہ کہانی ایک لڑکی کی ہے جو ہندستان کے کسی بھی کونے میں آپ کو مل سکتی ہے۔ گھر کے اندھیرے میں بند، ماں باپ سے کھنچی کھنچی، اپنے آپ سے گھبرائی ہوئی لڑکی جس کی آنکھوں میں ایک نہیں ہزاروں افسانے ہیں، ہزاروں، لیکن پھر بھی زبان خاموش ہے بالکل خاموش۔

قیمت ۳/۵۰

اپنی اپنی صلیب (ناول) صالحہ عابد حسین

دنیا کی اس چہل پہل میں ہر انسان اپنے دکھ درد کا بوجھ، اپنی اپنی صلیب اپنے کندھوں پر اٹھائے چلا جارہا ہے۔ ایک دوسرے کی تکلیفوں اور مصیبتوں پر بے دردی سے ہنستا ہے یا ہمدردی سے کڑھتا ہے، مگر کوئی کسی کا غم بانٹ نہیں سکتا۔ اسی کا نام زندگی ہے اور اسی زندگی کی جیتی جاگتی، اور دل چسپ تصویر صالحہ عابد حسین نے اپنے جادو نگار قلم سے اس خوب صورت ادب پارے میں کھینچی ہے۔

قیمت: ۹/-

کالا شہر گورے لوگ (ناول) احسان الحق

"کالا شہر گورے لوگ" ایک بین الاقوامی ناول ہے، جس کا میدان عمل ملکی سرحدوں مذہبی دیواروں اور رنگ و نسل کی تفریق سے بھی آگے نکل گیا ہے، یہ آج کا ناول ہے مستقبل کا ناول ہے، گزشتہ کل سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔

قیمت ۶/-

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

بابو، حصہ اول، دوئم	مصنف : الیف بی فرنیاس	مترجم : صالحہ عابدین	۳/-
کشمیر	" مالا سنگھ، تصاویر: نندنی	" خدیجہ عظیم	1/50
پرندوں کی دنیا	" جمال آرا	" محمد شفیع الدین نیر	1/50
ہماری ندیوں کی کہانی	" لیلا مجمدار	" رضیہ سجاد ظہیر	1/50
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	" لیلاوتی بھاگوت	" " "	1/50
رسیلی کہانیاں	" منوج داس	" صغرا مہدی	1/50
آزادی کی کہانیاں (اول، دوئم)	" وشنو پربھاکر	" انور کمال حسینی	۳/-
ہماری ریلیں	" جگجیت سنگھ	" عرش ملسیانی	1/50
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	" کے سی کھنہ۔ تصاویر: کرشن کھنہ "		1/50
آؤ ناٹک کھیلیں	" اوما نند	" رضیہ منظور الامین	1/50
بہت دن ہوئے (اول دوم)	" ایم جوکسی و پی ایم جوشی	" رضیہ سجاد ظہیر	۳/-
بہادروں کی کہانیاں	" راجندر اوستھی	" انور کمال حسینی	1/50
روہت و نندیا	" کرشن چیتنیہ	" " "	1/50
سدا بہار کہانیاں	" شانتا رنگا چاری	" " "	1/50
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی اول دوم	میر نجابت علی	" سید احسان	۳/-
بڑا اپلی	" لیلہ مجمدار	" صالحہ عابدین	1/50
مورا	" ملک راج آنند	" انور کمال حسینی	1/50
ہاکی کھیل	" سرویدر سانیال	" پریتم لال	1/50
خالہ بلی کا خاندان	" منوہر داس چترویدی	" محمد شفیع الدین نیر	1/50
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	" بریگیڈیر گیان سنگھ	" محمد ذاکر	1/50
پھول اور شہد کی مکھی	" اشوک داور	" انور کمال حسینی	1/50
سب کا ساتھی سب کا دوست	" اما شنکر	" " "	1/50
سونا کی سیر	" تارا تیواری	" " "	1/50

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی اہم مطبوعات

لہروں کی آواز	مصنفہ	ککلی راما کرشنا مورتی	ترجمہ:	راج نرائن راز	۱۹/۵۰
چک ویر راجندر	"	شری نواسس	"	راشد سہدانی	۲۲/۵۰
راج درباری	"	شری لال شکل	"	" "	۱۵/۵۰
میں	"	ہری نرائن آپٹے	"	کشور سلطان	۹/-
جدوجہد آزادی میں مجلس قانون ساز کا رول		مونر نجن جھا	"	غلام ربانی تاباں	۱۳/۵۰
آبِ حیات	مصنف	محمد حسین آزاد	تلخیص:	پروفیسر احتشام حسین	۶/۷۵
قومی شاعری		مختلف شعرا	مرتبہ:	علی سردار جعفری	۴/-
چار دیواروں میں	مصنف	ایم. ٹی واسدیو نائر	مترجم:	ظفر ادیب	۷/۷۵
فاطمہ کی بکری اور بچپن کی ساتھی		ویکم محمد بشیر	"	اطہر پرویز	۵/۷۵
گنگا جل کے پنکھ	مصنف	لکشمی نندن بورا	"	رضیہ سجاد ظہیر	۶/۷۵
برہمن لڑکی	"	شری دھرونکلش کیتکر	"	اگرسین نارنگ	۶/-
ملیالم افسانے	مرتبہ:	اوم چیری این این پلے	"	" "	۸/۷۵
تامل افسانے	"	پی پال سوم سندرم	"	حسرت سہروردی	۹/-
سندھی افسانے	"	ڈاکٹر نامور سنگھ	"	اگرسین نارنگ	۹/-
پنجابی افسانے	"	ہربھجن سنگھ	"	مخمور جالندھری	۶/-
اردو افسانے	"	رضیہ سجاد ظہیر	"	مخمور جالندھری	۱۰/-

ذاکر حسین سیریز کی دلچسپ کتابیں

ابو خاں کی بکری	ڈاکٹر ذاکر حسین	۳/-
گلابو چڑیا	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰
راجہ رام موہن رائے	عرش ملسیانی	۲/۵۰
ذاکر صاحب کی کہانی	سیدہ خورشید عالم	۲/۵۰
سلطان زین العابدین بڈشاہ	رضیہ سجاد ظہیر	۲/۵۰
انوکھی دکان	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰
دنیا کے جانور	"	۲/۵۰
خواجہ الطاف حسین حالی	بیگم صالحہ عابد حسین	۲/۵۰

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ مطبوعات

ہندی کے یک بابی ڈرامے مرتبہ: جیندر گپت ودیالنکار مترجم: ڈاکٹر محمد حسن

زیرِ نظر مجموعہ ہندی کے یک بابی ڈرامے کے مختلف اسلوب و انداز پیش کرنے والا اہم انتخاب ہے۔ اس میں ہندی کے دس جانے پہچانے ڈرامہ نگاروں کے بہترین ڈرامے شامل ہیں۔ قیمت ۱۲/۵۰

میلا آنچل پھنیشور ناتھ رینو مترجم: سلمیٰ صدیقی

یہ ہے میلا آنچل، ایک ناول مقامی رنگ لیے ہوئے اس میں پھول بھی ہیں کانٹے بھی۔ دھول بھی ہے گلال بھی؛ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناول نگاران میں سے کسی سے بھی دامن بچا کر نہیں نکل پاتا۔ میلا آنچل عالمی ناول کہا جا سکتا ہے۔ قیمت ۱۸/۰۵

راگ درباری شری لال شکلا مترجم: راشد سہسوانی

"راگ درباری" کو ہندی میں بامقصد طنز نگاری کی شروعات کہا گیا ہے۔ یہ کسی طرح بھی کلاسیکی ناول سے کم نہیں ہے۔ مختلف طرز کے پلاٹ ایک نئی ٹیکنک اور زبان و بیان کی خوبیوں سے بھرپور ناول قیمت: ۱۵/۵۰

چک ویر راجیندر شری نواس مترجم: راشد سہسوانی

اس ناول میں ویریتا، چین لبو، حیدر علی، مہادجی، کرشن راج، نمبیا وغیرہ کے تاریخی کردار ہیں۔ میسور اور منگلور کا عروج و زوال کی تاریخ سے مطابقت رکھتا ہے۔ شری نواس کا طرزِ تحریر ناول نگاری میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ قیمت ۱۲/۵۰

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

آبادی	مصنف: ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ: محمود جالندھری	۲/۲۵
پنڈت وشنو دگمبر	〃 ڈی آر اٹھاودے	〃 ش قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	〃 ڈی کنکیڈ	〃 ڈاکٹر پرپاتاسرن	۶/۲۵
قاضی نذرالاسلام	〃 بسودھا چکرورتی	〃 عرش ملسیانی	۲/۲۵
کچھوا اور خرگوش	〃 ڈاکٹر ذاکر حسین	بلا جلد 〃 ‎۳/‎ مجلد	۲/-
کبیر	〃 ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	ترجمہ: ایم کے درّانی	۲/۵۰
گاندھی کا ہندستان کثرت میں وحدت	مرتبہ: نیشنل گاندھی صدسالہ کمیٹی	—	۴/۲۵
گرونانک	مصنف گوپال سنگھ	ترجمہ: محمود جالندھری	۳/-
مٹھی بھر تصویریں	〃 بھگوتی چرن ورما	〃 رضیہ سجاد ظہیر	۵/-
تاش کے محل (ناول)	〃 میال رنگنا یکما	〃 زینت ساجدہ	۵/۵۰
سفید خون (ناول)	〃 نانک سنگھ	〃 رتن سنگھ	۸/-
گرو گوبند سنگھ	〃 ڈاکٹر نامور سنگھ	〃 محمود جالندھری	۳/-
زندگی ایک ناٹک	〃 پنا لال پٹیل	〃 کشور سلطانہ	۱۰/-
رنجیت سنگھ	〃 ڈی آر سود	〃 محمود جالندھری	۲/۷۵
جدوجہد آزادی	〃 بپن چندر	〃 غلام ربّانی تاباں	۵/۵۰
بنگڑ واڑی	〃 ڈنکٹیش ماڈگولکر	〃 عرش ملسیانی	۵/۲۵
شاعر	〃 تاراشنکر بندوپادھیائے	〃 پرمیش کارڈے	۶/۷۵
موت کے بعد	〃 شورام کارنت	〃 محمود سروش	۸/۷۵
آملی کے روپ	〃 لیش پال	〃 سہیل عظیم آبادی	۱۲/-
اکبر	〃 لارنس بینس	〃 رضیہ سجاد ظہیر	۶/۵۰

ترقی اردو بورڈ کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

طبعیات کے بنیادی تصورات	از آرتھر بیزر مترجم: احمد وکیل قیمت	۲۵/-
تاریخ فلسفۂ اسلام	" ٹی ج ڈی بوئر " ڈاکٹر سید عابدین "	۷/۵۰
تاریخ تمدن ہند	" پروفیسر محمد مجیب "	۱۲/-
تاریخ فلسفہ سیاست	" " "	۱۸/-
ہمارا قدیم سماج	" سید یحییٰ حسن	۱۰/-
تاریخ تعلیم ہند	" سید نور اللہ و جے پی نائک۔ مترجم مسعود الحق	۲۰/-
انقلاب ۱۸۵۷ء	" مرتبہ پی، سی، جوشی	۱۴/۷۵
لسانی مطالعے	" ڈاکٹر گیان چند جین	۱۲/۵۰

بچوں کے لیے غیر درسی کتابیں

چراغ کا سفر سید محمد ٹونکی	۱/۵۰	طبعیات (فزکس) حصہ دوم	۲/-
		طبعیات (فزکس) " سوم	۵/-
چڑیاں سلطانہ آصف فیضی	۳/-	حیاتیات حصہ اول	۳/-
پیسے کی کہانی غلام حیدر	۳/-	" " دوم	۴/-
خط کی کہانی "	۳/۷۵	" " سوم	۵/-

بچوں کے لیے درسی کتابیں

		علم کیمیا حصہ اول	
حساب الجبرا۔ حصہ اول۔ دوم۔ سوم فی	۲/-	" " دوم	۴/-
جیومیٹری " " " "	۲/-	آزاد ہندستان " سوم	۲/-
گھریلو سائنس " " " "	۲/-	حکومت اور آئین	۲/-
طبعیات (فزکس) حصہ اول	۳/-	ہندستان کا وسطی دور	۴/۵۰

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دہلی ۲۵۔ دہلی ۶۔ بمبئی ۳۔ علی گڑھ ۱

بچّوں کی کہانیاں

پہلا سٹ چھ سات برس کے بچوں کے لیے			ٹلّو میاں	شفیع الدین نیّر	۵۰/-
گھگھے کی دوڑ	شفیع الدین نیّر	۳۰/-	انوکھی چھڑی	//	۵۰/-
میں گھر جاؤں تو کیسے	//	۵۰/-	میاں ٹھو	//	۵۰/-
مکھن کا ڈبہ	//	۵۰/-	طلسمی مینا	//	۵۰/-
ڈھول کا بول	//	۳۰/-	کھلّو میاں	//	۵۰/-
آٹے کا پتلا	//	۵۰/-	یادگار انگوٹھی	//	۵۰/-
ہوشیار حسن	//	۵۰/-	بڑھو کی بیوی	//	۵۰/-
دوسرا سٹ:۔ سات آٹھ برس کے بچوں کے لیے			چوتھا سٹ:۔ گیارہ سے چودہ برس کے بچوں کے لیے		
تارا کا ڈنڈا	//	۲۵/-	چھنگو منگو	//	۵۰/-
انار راجا	//	۳۰/-	پیسے کا صابن	//	۵۰/-
ننھی شہزادی	//	۲۵/-	گھر کا آئینہ	//	۵۰/-
ریڈیو کا بھوت	//	۳۰/-	عید کے کھلونے	//	۵۰/-
بونے کا بٹوا	//	۲۵/-	باپ کی ناؤ	//	۵۰/-
پری کی چھڑی	//	۳۵/-	مزدور کا بیٹا	//	۷۵/-
پرستان کی سیر	//	۲۵/-	شیر خاں کے معرکے	//	۸۵/-
بونے کا انصاف	//	۳۰/-	غالب کی کہانی	//	۲/-
تیسرا سٹ:۔ آٹھ سے گیارہ برس کے بچوں کے لیے			بچوں کا کھلونا (نظمیں)	//	۸۵/-
چنن منن	//	۵۰/-	گمی ننکر	//	۷۵/-
منی کا پرستان	//	۵۰/-	منّی کے گیت	//	۷۵/-

نئے سال کا تحفہ	شفیع الدین نیر	۱/۲۰
ملی نظمیں	//	-/۸۵
بچوں کا تحفہ اول	//	-/۷۵
" " دوم	//	-/۸۵
ہماری نعت	//	-/۴۰
ہماری زندگی (نظم)	//	۲/-
اسلامی نظمیں	//	-/۷۵
بچوں کی نظمیں	شوکت بناری	۲/-
چاند کے ٹکڑے	مقبول احمد سیوہاروی	۱/-
خاک کا پتلا	شبنم قادری	-/۵۰
خدا کی اونٹنی	"	-/۵۰
بیٹے کی قربانی	"	-/۵۰
مچھلی والے نبی	"	-/۵۰
یاجوج ماجوج	"	-/۵۰
آگ کا چمن	"	-/۵۰
ہاتھی کی فوج	"	-/۵۰
سوتے جاگتے کی کہانی	"	-/۵۰
سہاگن شہزادی	"	-/۵۰
طالوت جالوت	"	-/۵۰
نبی کا بیٹا	"	-/۵۰
چپ کا روزہ	"	-/۵۰

کوے کی قبر	شبنم قادری	-/۵۰
صبر کا پھل	"	-/۵۰
جنت کا پھل	"	-/۵۰
بادشاہ کا خواب	"	-/۵۰
میرا نام کیا ہے	"	-/۵۰
لاٹھی کا سانپ	"	۱/-
آخری نبی	"	۱/-
پیغمبروں کی کہانیاں	"	۳/۵۰
ابو خاں کی بکری	ڈاکٹر ذاکر حسین	۳/-
گلابو چوہیا اور پری [illegible]	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰
راجا رام موہن رائے	عرش ملسیانی	۴/۵۰
انوکھی دکان	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰
دنیا کے جانور	"	۲/۵۰
خواجہ الطاف حسین حالی	صالحہ عابد حسین	۶/۵۰
سلطان زین العابدین (بادشاہ)	رضیہ سجاد ظہیر	۶/۵۰
ڈاکٹر صاحب کی کہانی	سعیدہ خورشید عالم	۶/۵۰
خط کی کہانی	غلام حیدر	۳/۷۵
پیسے کی کہانی	"	۳/-
گاندھی جی کے مختلف روپ		۳/-
بچوں کے نہرو	ایم چلاپتی راؤ	۷/۵۰

چڑیاں سلطانہ آصف فیضی ۳/-
بھکاری راجا کے شیو کمار ۱/۵۰
پہاگری ہیم لتا ۳/۷۵
جانور اور ان کے بچے این این موزمدار ۲/۷۵
سرسید احمد خاں میر نجابت علی ۱/-
راجا رام موہن رائے ایس ایل گھوس ۳/۵۰
چراغ کا سفر سید محمد ٹونکی ۱/۵۰
ہمارا جسم اکرام احمد ۳/۵۰
سجاتا اور جنگلی ہاتھی شنکر ۴/-
پنچ تنتر کی کہانیاں چار حصے } کے شیو کمار ۱۴/۲۵
چندر دیو ہیم لتا ۳/-
سب کا باپو سلطانہ آصف فیضی -/۵۵
ری اور دوسرے سائنسی پل لیبوکس ۶/-
آگ متی ساد تری ۳/-
نگاکی کہانی رفیع احمد -/۶۰
ؤنٹ ایورسٹ حصہ دوم محمد امین -/۳۰
سورج اور اس کا خاندان ″ -/۷۵
س ارخاں شاہد علی خاں -/۷۵
ریڈیو سائنس آر کے۔ دیویکر ۱/۲۵
سو برس پہلے کا ہندوستان مقبول احمد سیوہاروی ۲/
الف تا عرم -/۵۰

بندر والا محمد حسین حسان -/۳۰
نیا کھلونا ″ -/۴۰
سرکس ″ -/۵۵
جادو کی کتاب فیاض حسین -/۵۵
کھٹملوں کا اعلانِ جنگ ″ -/۵۵
اور سفینہ چلتا رہا الیاس احمد مجیبی -/۴۰
نصیب کھلے پھول کھلے ″ -/۶۵
مکانوں کی کہانی حامد اللہ افسر -/۵۰
حکایات گاندھی ″ -/۶۰
ررکی مورتیاں رومان انصاری -/۳۵
کے بچے ہیں؟ محمد انس -/۷۵
زندگی کے اسٹیج پر حسن بانو تبسم -/۵۰
سورج کا خزانہ میخائیل پرشیوین -/۷۵
چاند روشنی مترجم اطہر پرویز ۱/۵۰
ہماری کھیتی باڑی سیما پرویز ۱/-
ہمارا ذہن مترجم اطہر پرویز ۱/-
ہنروا رہیں فصاحت حسین خاں ۱/-
انوکھی مشین مترجم اطہر پرویز ۱/۲۵
ستاروں کی دنیا ″ ۲/
ہوا اور چراغ (ڈرامے) ″ ۱/۶۲
ترکی کھلونے -/۲۵
صدائے عارف عارف شاہجہانپوری -/۶۰

چپ کی داد	رفیق مارہروی	۵۰/-	ترانۂ نعت	عمر انصاری	۶۰/-
کرشن کنہیا	مقبول احمد سیوہاروی	۴۰/-	بی بی خدیجہؓ	مقبول احمد سیوہاروی	۷۰/-
نرالی کہانی	الیاس احمد مجیبی		بی بی عائشہؓ	،	۷۵/-
فسانۂ عجائب کا خلاصہ	الیاس احمد مجیبی	۱/۵۰	دینی باتیں ۳ حصے		۱/۲۰
نیا تیرتھ	مترجم اطہر پرویز	۱/-	احادیث نبویؐ	شمیم انہونوی	۵۰/-
باپو کے قدموں میں	،	۱/-	اسلامی مکتب چہارم	مقبول احمد سیوہاروی	۵۰/-
بچوں کی دنیا	سمن سرحدی		اولیائے کرام	شمیم انہونوی	۷۵/-
منظوم روسی ادب	سمن سرحدی	۳/-	اللہ میاں کی کہانی	مقبول احمد سیوہاروی	۵۰/-
بچوں کے نظیر	اطہر پرویز	۱/۲۵	اچھی کہانیاں	،	۶۰/-
بچوں کے حالی	،	۱/۲۵	نمازیں	،	۱/-

فارم IV حسب قاعدہ
بابت "کتاب نما" نئی دہلی

(۱) مقام اشاعت: جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

(۲) وقفہ اشاعت: ماہنامہ

(۳) پرنٹر کا نام: سید احمد ولی۔ ہندوستانی۔ پتہ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

(۴) پبلشر کا نام: " " " " " " "

(۵) اڈیٹر کا نام: " " " " " " "

مالکان کے نام اور پتے: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

چیرمین: پروفیسر محمد مجیب جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

ڈائرکٹرز سید مجتبیٰ حسین زیدی۔ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

(۲) ڈاکٹر عبدالعلیم موتی باغ نئی دہلی

(۳) نواب اقبال محمود خاں۔ کف پریڈ کولابہ بمبئی ۵

(۴) کرنل بشیر حسین زیدی جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

(۵) ضیاء الحسن فاروقی۔ پرنسپل جامعہ کالج۔ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

(۶) مالک رام بوہرہ ۳۹۶ ڈیفنس کالونی نئی دہلی ۳

(۷) کمپنی کے سرمایے کے ایک فی صدی سے زیادہ کے حصے دار جامعہ ملیہ اسلامیہ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵۔ اسلامی جیم خانہ کنڈی اسی فیس۔ بمبئی ۲

مطبوعات ساہتیہ اکیڈمی

اپنی کہانی	ڈاکٹر راجندر پرشاد	۱۲/۵۰
اکیس کہانیاں	ٹیگور	۸/-
اوتھیلو	شیکسپیئر	۵/-
ایک سو ایک نظمیں	ٹیگور	۶/۵۰
بھگوان بدھ	دھرمانند کوسمبی	۶/-
تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد	مرتبہ مالک رام	۱۵/-
ترجمان القرآن اوّل	ابوالکلام آزاد	۲۲/-
〃 〃 سوم	〃	۲۲/-
〃 〃 چہارم	〃	۲۲/-
تین ناٹک	ٹیگور	۴/-
خطبات آزاد	مولانا ابوالکلام آزاد	۱۸/-
دو سیر دھان	تی ایس پلائی	۲/۵۰
ریاست	ڈاکٹر ذاکر حسین	۱۵/-
سب انسان بھائی بھائی	مہاتما گاندھی	۶/-
سمندری لٹیرے	السن	۲/۵۰
سمن زار	ضیا بدایونی	۱۲/-
سنجوگ	ٹیگور	۴/-
عورت	سیارام سرن گپتا	۸/-
کاندید	والٹیر	۲/-

کرل	نرودو تیور	۸/-
کلموہی	ٹیگور	۴/۵۰
کمال اور زوال	تھیوسیڈائڈز	۲۰/-
کنگ لیئر	شیکسپیئر	۵/-
گنجی کی کہانی	مورا ساشکیبو	۶/۵۰
گورا	ٹیگور	۱۰/-
گیلیلیو	رضیہ سجاد ظہیر	۵/-
مٹی کا پتلا	کے۔ سی پانیگراہی	۲/-
مٹی کی مورتیں	آر بینی پوری	۱/۵۰
ملفوظات کنگ فوزی	کنفیوشس	۳/۵۰
والڈن	ایچ ڈی تھورو	۶/۵۰
وطن کے راگ		-/۳۰
ولہلم مائسٹر اوّل	گوئٹے	۶/۵۰
〃 〃 دوم	〃	۶/-
〃 〃 سوم	〃	۴/-
ویویکانند	رومان رولاں	۵/۵۰
ہمارا شاعر	لیلا مجمدار	۴/۵۰
یوں بولے ویویکانند		-/۶۰

انجمن ترقی اردو کی پرانی مطبوعات

ادب:-

الف لیلیٰ پنجم	غیر مجلد	۴/۵۰
〃 〃 ششم	〃	۴/۵۰
〃 〃 ہفتم	〃	۴/۵۰
ادب الجاہلی	مجلد	۴/-
آرائش محفل	〃	۶/-
جامع الحکایات	اوّل	۳/-
جائزہ زبان اردو	مجلد	۲/۵۰
حکایات آغانی	〃	۵/-
خمسۂ کیفی	غیر مجلد	۵/۲۵
دخترِ فرعون دوم	〃	۲/-
معمارِ اعظم		۱/۲۵
ہمارا رسم الخط		-/۲۵
ہماری قومی زبان	غیر مجلد	-/۵۰

نظم:-

انتخاب وحید	مجلد	۲/-
〃 داغ		۱/۷۵
جگ بیتی	غیر مجلد	-/۵۰
حفظ اللسان خالق باری	〃	۱/۲۵
دیوان تاباں	〃	۳/-
دیوان جوشش	〃	۱/۱۳
دیوان بیرام	مجلد	۱/۲۵
(سہ) نظم ہاشمی	غیر مجلد	-/۲۵

تاریخِ ادب:-

ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ	غیر مجلد	۴/-

تنقید:-

پرتھوی راج راسا	مجلد	۴/۷۵
خطبات عبدالحق دوم	غیر مجلد	۱/۵۰

تذکرے:-

رندِ پارسا	غیر مجلد	۵/۲۵
گلِ عجائب	〃	۲/۱۲

تاریخ و سیاسیات:-

اخبار مجموعہ	مجلد	۲/۷۵
تاریخ سلاطین بہمنیہ منظوم	مجلد	۴/-
سفرنامہ حکیم ناصر خسرو	〃	۲/۲۵
سراج الدولہ		۴/-
کتاب الہند البیرونی	دوم	۴/-
گوتم بدھ اور اس کی امت	غیر مجلد	۱/۵۰
مشاہیر یونان و روما اوّل	مجلد	۵/۲۵
〃 〃 〃 دوم	〃	۵/۲۵
〃 〃 〃	غیر مجلد	۴/۲۵

مشاہیر یونان و روما چہارم	غیر مجلد	۹/۲۵
مانڈو شادی آباد	مجلد	۳/-
مرحوم دلی کالج	〃	۲/۵۰
نسل اور سلطنت	〃	۲/-

فلسفہ:-

تنقید عقلِ محض		۹/-
داستانِ دانش	مجلد	۴/-

صرف و نحو:-

اسباق النحو اوّل	غیر مجلد	-/۳۷
〃 〃 دوم		-/۴۵

سائنس:-

آدمی اور مشین	غیر مجلد	۵/-
پودے اور اُنکی زندگی	〃	۱/۷۵

معاشیات:-

ہمارے بینک	۱/-
معاشیات کی ماہیت اور اہمیت	۲/-

لُغات:-

فرہنگ اصطلاحات پیشہ وراں ہفتم	۲/-
〃 〃 〃 〃 بستم	۲/۵۰

تحقیق سے تنقید تک

ڈاکٹر عنوان چشتی

یہ کتاب ڈاکٹر عنوان چشتی کے اُن تنقیدی تحقیقی مضامین کا مجموعہ ہے جو شعر و ادب کے سلسلے میں ایک نیا نقطۂ نظر سامنے لاتے ہیں
شاعری کی زبان، شعری تکنیک کا مفہوم، ادبی روایت، جدت، نئی شاعری میں استعارہ کا عمل یہ اس کتاب کے مضامین ہیں۔ قیمت -/۱۵

اردو شاعری میں سانیٹ

(حنیف کیفی)

یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے اردو میں پہلا تخلیقی و تنقیدی مقالہ ہے۔ اسکی تشکیل و تکمیل کے لیے انگریزی اور اردو کی متعدد تنقیدی کتب، تواریخ ادب اور شعرا کے دواوین کے مطالعے کے علاوہ سیکڑوں رسائل کی ورق گردانی کیگئی ہے

قیمت: -/۱۸

پروانۂ چراغ مزارِ خودیم ما

ڈاکٹر شعیب اعظمی

اگرچہ یہ کتاب حکیم محمد اسحاق مرحوم کی داستان حیات ہے۔ مگر اس میں آپ کو ان سیکڑوں چہروں کا عکس بھی نظر آئے گا جو اعظم گڑھ کی پچاس سالہ سیاسی، قومی، علمی اور ادبی تحریکات میں دامے درمے قدمے اور سخنے شریک رہے ہیں۔ قیمت: -/۱۲ روپے

دیگر اداروں کی مطبوعات

ادبی، تنقید اور انشاء

اقبال شاعر اور فلسفی — وقار عظیم — ۱۴/-
اردو شاعری میں سانیٹ — حنیف کیفی — ۱۸/-
اردو کی ترقی میں بہار کا حصہ — م، ر، باسط — ۴/-
امیر اللہ تسلیم: حیات اور شاعری — ڈاکٹر فضل امام — ۲۰/-
آج کا پاکستان — احمد سعید ملیح آبادی — ۱۵/-
اردو اور ہندی کا لسانیاتی رشتہ — ڈاکٹر رام آسرا راز — ۱۲/-
آزادی کی چھاؤں میں — بیگم انیس قدوائی — ۳/-
ایلیز اینڈ سمبولزم — مبشر علی صدیقی — ۲/۵۰
ابوالکلام آزاد — عرش ملسیانی — ۵/-
افاداتِ مہدی — مہدی افادی — ۱۲/-
امیر خسرو، احوال و آثار — نور الحسن — ۳۰/-
ارمغانِ مالک کامل — گوپی چند نارنگ — ۶۰/-
اردو لسانیات — شوکت سبزواری — ۸/-
اردو اور تاریخ کیسے پڑھائیں — مبشر علی صدیقی — ۳/-
معلم کی سرگزشت — " " — ۶/-
نثر کا دہلوی دبستان — عبد الرحیم — ۳۰/-
ادب اور نفسیات — دیویندر اسر — ۳/۵۰
اردو ڈرامہ کی تاریخ و تنقید — عشرت رحمانی — ۱۵/-
آج کا اردو ادب — ڈاکٹر ابواللیث صدیقی — ۱۲/-

افکارِ محروم — مرتبہ مالک رام — ۵/-
آثارِ محروم — گوپی چند نارنگ — ۵/-
آرٹ — سید عبد اللہ — ۴/۵۰
ادب اور زندگی — مجنوں گورکھپوری — ۷/-
انشائے بے خبر — سید مرتضیٰ حسین بلگرامی — ۱/-
اردو کے اخبار نویس — مولانا امداد صابری — ۱۰/-
اردو املا — رشید حسن خاں — ۳۷/-
اقبال کا تصور عشق — ڈاکٹر غلام عمر خاں — ۴/-
امیر خسرو — عرش ملسیانی — ۱۰/-
اقبال اور انسان — اشفاق حسین — ۸/-
اردو ادب میں فن سوانح نگاری کا ارتقاء — الطاف فاطمہ — ۱۶/۵۰
آئینے کے سامنے — مبشر علی صدیقی — ۴/-
اردو شاعری کا مزاج — وزیر آغا — ۳۰/-
اردو ناول کا ارتقاء — ڈاکٹر مجتبیٰ حسین — ۱۲/-
آزادی کے بعد مغربی بنگال میں اردو — ڈاکٹر شانتی رنجن بھٹاچاریہ — ۴/-
ارمغانِ علی گڑھ — خلیق احمد نظامی — ۲۰/-
اردو شاعری پر ایک نظر — کلیم الدین احمد — ۶/-
ادبی شاہکار — مرتبہ حفیظ عباسی — ۶/۲۵
اردو ادب کی تاریخ — مرتبہ عظیم الحق — -/۵۰
اردو کی نعتیہ شاعری — ڈاکٹر طلحہ رضوی برق — ۵/-

اردو شاعری میں قنوطیت — قاضی عبدالستار — ۶/۲۵
اس کو غزل کہتے ہیں — سعادت نظیر — ۴/-
اردو کا المیہ — ڈاکٹر مسعود حسین خاں — ۶/-
آب حیات کے لطیفے — مولانا محمد حسین آزاد — ۵/-
اردو کا پہلا ایک بابی ڈراما اوّل — پروفیسر نصیر احمد نقی — ۴/۵۰
" " " دوم " " — ۱۸/-
" " " سوم " " — ۱۸/-
" " " چہارم " " — ۱۸/-
اردو محاورے مع ضرب الامثال — فخر الدین صدیقی — ۱۰/-
ادب، فکر، سماج — راجندر ناتھ شیدا — ۱۵/-
اردو غزل ولی تک — ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی — ۴/۷۵
افکار سودا — شارب ردولوی — ۶/-
اردو کے ہندو شعراء اوّل — جگدیش مہتہ — ۸/-
اردو ادب کی ایک صدی — ڈاکٹر سید عبداللہ — ۷/-
انشائے اردو — خواجہ احمد فاروقی — ۵/-
ادب کا تنقیدی مطالعہ — ڈاکٹر سلام سندیلوی — ۱۵/-
ایک شہر پانچ مشاہیر — عبدالقوی دسنوی — ۴/-
اردو ادب آزادی کے بعد — مرتبہ ڈاکٹر خورشید [illegible] — ۷/۵۰
اوراقِ مصور — نظام خطبات دہلی یونیورسٹی — ۵/-
اردو داستانچہ — سید صفی مرتضیٰ — ۳/۵۰
اردو شاعری میں نرگسیت — ڈاکٹر سلام سندیلوی — ۲۵/-
[illegible]ل کا تنقیدی مطالعہ — [illegible] احمد — ۴/-

اردو مرثیے کی روایت — ڈاکٹر مسیح الزماں — ۴/-
اردو ڈراما (روایت اور تجربہ) — ڈاکٹر عطیہ نشاط — ۱۴/-
اردو میں لسانیاتی تحقیق — مرتبہ ڈاکٹر عبدالستار دلوی — ۱۵/-
اقبال ادیبوں کی نظر میں — ظفر اقبال — ۵/-
اقبال کا فلسفۂ حیات و شاعری — قاضی محمد عبدالرب عباسی — ۶/-
انیسویں صدی میں بنگال کا اردو ادب — پروفیسر جاوید نہال — ۱۵/-
اردو میں وہابی ادب — خواجہ احمد فاروقی — ۳/-
ادبی خطوط و جواباتِ آزاد — محمد اجمل خاں — ۱۰/-
اردو کے ادبی معرکے — امیر حسن نورانی — ۲/۵۰
اقبال کے ابتدائی افکار — عبدالحق — ۱۵/-
ادب اور تنقید — اسلوب احمد انصاری — ۱۱/-
اردو شاعری میں منظر نگاری — ڈاکٹر سلام سندیلوی — ۱۲/-
ادبی اقدار — نور آفریدی — ۳/-
انیس نما — عبدالقوی دسنوی — ۳/-
اردو ناول نگاری — سہیل بخاری — ۴/-
اردوئے معلّٰی قدیم اردو نمبر — خواجہ احمد فاروقی — ۶/-
اردو غزل کے پچاس سال — عبدالاحد خلیل خاں — ۹/-
اردو میں قصیدہ نگاری — ابو محمد سحر — ۱۲/-
اردو نثر میں ادبِ لطیف — ڈاکٹر عبدالودود — ۱۰/-
اردو کا پہلا ناول خطِ تقدیر — ڈاکٹر محمود الٰہی — ۳/-
آئینۂ سخن فہمی — مسعود حسین رضوی — ۳/-
آب حیات — محمد حسین آزاد — ۱۵/-

...ف میر انیس — سید مسعود حسن رضوی ادیب — ۸/-

...ثنوی کا ارتقاء — عبدالقادر سروری — ۶/-

...ب کیا ہے ؟ — ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی — ۳/-

...ز نثر اردو — سعادت علی صدیقی — ۴/۵۰

...ارہ سو ستاون
...بار اردو دستاویزیں — مرتبہ عتیق صدیقی — ۲۰/-

...دو ادب میں سکھوں کا حصہ — امام مرتضیٰ نقوی — ۱۵/-

...دو زبان و ادب — ڈاکٹر مسعود حسین خاں — ۷/۵۰

...بی تاثرات — ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی — ۵/-

...دو انشاء پردازی — امیر حسن نورانی — ۷/۵۰

...یر خسرو اور ان کی
...ہندی شاعری — ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی — ۳/۵۰

...نکار ٹیگر — حبیب احمد خاں — ۹/-

اردو — جگن ناتھ آزاد — ۱/۲۵

ادب کا مقصد — ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی — ۳/-

اردو میں تنقید — ڈاکٹر محمد احسن فاروقی — ۵/۵۰

اردو مرثیے کا ارتقاء — ڈاکٹر مسیح الزماں — ۲۶/-

ایشیائی بیداری اور
اردو شعراء — اسلام بیگ چنگیزی — ۳/-

آپ سے ملئے — علی جواد زیدی — ۳/-

اردو تذکرہ نگاری میں
نکات الشعراء کی اہمیت — زیبہ کے فاطمی — ۴/-

ادب اور زندگی — مجنوں گورکھپوری — ۵/-

ادب کا مطالعہ — اطہر پرویز — ۱۰/-

اردو شاعری میں
قومی یکجہتی کے عناصر — ڈاکٹر سید سجاد حسین — ۳۰/-

اعتبار نظر — سید احتشام حسین — ۴/۵۰

اردو تنقید میں نفسیاتی عناصر — سید محمود الحسن — ۱۵/-

ادبی اشارے — ڈاکٹر سلام سندیلوی — ۶/-

آب حیات کا تنقیدی مطالعہ — مسعود حسن رضوی — ۴/-

آثار الصنادید — سرسید احمد خاں — ۲۵/-

اردو زبان اور اس کا رسم الخط — سید مسعود حسن رضوی ادیب — ۲/۵۰

انشاء اللہ خاں انشاء — اسلم پرویز — ۴/-

اردو ناول کی تنقیدی تاریخ — محمد احسن فاروقی — ۵/۵۰

ایرانیوں کا [illegible] ڈرامہ — مسعود حسن رضوی — ۲/۵۰

ادب اور نظریہ — آل احمد سرور — ۶/۵۰

اردو تنقید پر ایک نظر — کلیم الدین احمد — ۷/۵۰

اردو زبان اور فن داستان گوئی — کلیم الدین احمد — ۶/-

اردو ادب میں طنز و مزاح — غلام احمد فرقت کاکوروی — ۱۲/-

ارمغان آصف — مرتب خواجہ احمد فاروقی — [illegible]

اردو [illegible] نمبر — مرتبہ: [illegible] — ۳/-

انیسیا — مرتبہ: مسعود حسین رضوی — [illegible]

[illegible] — مسیح الزماں — ۱/۵۰

[illegible] — ڈاکٹر فضل امام — ۲/-

یادنامہ — سید نورالحسن — ۳/-

بیخود موہانی - حیات اور کارنامے — سکندر آغا — ۱۰/-

بکھرے خیالات　عبدالحق　۱۶/-
برہن کی کہانی　محمد انصار اللہ　۵/-
بحث و تکرار　تصدق سہاجری　۶/-
ببلوگرافیا اردو طلبا اوّل　ڈاکٹر عبدالعلیم نامی　۱۴/-
〃　〃　〃　دوم
بمبئی میں اردو　ڈاکٹر میمونہ دلوی　۲/۵۰
بیسویں صدی میں اردو ناول　ڈاکٹر یوسف سرمست　۱۶/-
بابا فرید گنج شکر　گوربچن سنگھ طالب　۲/-
بنگلہ دیش میں بارہ دن　عتیق صدیقی　۴/-
بانیٔ جامعہ　سید محمد ٹونکی　۱/-
بازیافت　ڈاکٹر محمود الٰہی　۴/-
بوستانِ مترجم　سعدی شیرازی　۶/-
پریم چند کے ناولوں میں نسوانی کردار　شمیم نکہت　۱۸/-
پیمانۂ چرخ عمر از خود یم ما　شعیب اعظمی　۱۲/-
پیسا ادب یہ چھاپیں　ڈاکٹر محمد حسن　۵/-
پطرس کے مضامین　پطرس بخاری　۳/۵۰
پیغمبرانِ سخن　سردار جعفری　۵/-
پنجاب میں اردو　محمود شیرانی　۵/۵۰
پیامِ اقبال　عبدالرحمٰن طارق　۱۰/-
تعلیماتِ اقبال　یوسف سلیم چشتی　۱۵/۵۰
تنقیدی تجربے　ڈاکٹر عبادت بریلوی　۱۵/-
تصوراتِ اقبال　مولانا صلاح الدین احمد　۱۲/۵۰

تیشۂ نظر　ابوالفیض سحر　۹/-
تنقید سے تحقیق تک　ڈاکٹر عنوان چشتی　۱۵/-
تحقیقی مطالعہ حالی　ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی　۱/۵۰
تحقیقی مطالعہ انیس　〃　〃　۱/۵۰
تاریخ مرثیہ گوئی　حامد حسن قادری　۴/۵۰
تنقیدی زاویے　عبادت بریلوی　۱۰/-
تنقیدی شعور　اختر تلہری　۳/-
تنقیدی جائزے　سید احتشام حسین　۵/۵۰
تنقید اور انداز نظر　ڈاکٹر سیدہ جعفر　۵/-
تلاش و توازن　قمر رئیس　۶/۵۰
تنقید اور تنقیدی شعور　ناظر کاکوروی　۳/۵۰
تاریخ نظم و نثر　آغا محمد باقر　۷/-
تنقیدی اشارے　آل احمد سرور　۵/-
تنقید و تحلیل　سید شبیہ حسن　۴/-
تحقیق و تنقید　ارمان فتحپوری　۶/۵۰
تاثرات　عبدالرزاق قریشی　۳/-
تقابلی مطالعے　عطا کاکوروی　۳/-
تذکرہ نکات الشعراء مرتبہ: محمود الٰہی　۷/-
تذکرۂ تبر　ایم کے فاطمی　۴/-
تذکرہ سرور　مرتبہ خواجہ احمد فاروقی　۲۰/-
توفیق حیدرآبادی　سید موسیٰ کاظم　۷/-
تذکرۂ نادر مرتبہ: مسعود حسن رضوی ادیب　۳/-
تذکرۂ گلشن گفتار　ایم کے فاطمی　۳/-

ذکرہ مسرت افزا۔ مترجم: مجیب قریشی -/۵
ذکرہ سراپا سخن (تلخیص) } ڈاکٹر سید سلیمان حسن -/۴
ذکرہ خوش معرکۂ زیبا شمیم انہونوی -/۱۵
ذکرہ صبح گلشن سید علی حسن خاں ۱/۵۰
ذکرہ عقد ثریا غلام ہمدانی مصحفی -/۲
ذکرہ مسرت افزا ابوالحسن امیرالدین -/۳
ذکرہ بزم سخن حسن علی خاں -/۳
ذکرہ چمنستان شعراء لچھمی نرائن شفیق -/۲
ذکرہ گلشن گلزار مبتلا و خلیل -/۳
ذکرہ شمع انجمن نواب صدیق حسن خاں ۱/۵۰
ذکرہ بے نظیر سید عبدالوہاب افتخار ۱/۵۰
روز روشن مظفر حسین صبا ۱/۷۵
خوش معرکۂ زیبا سعادت حسن خاں ناصر -/۸
ان تذکرے مرتبہ: عطا کاکوی -/۳
ذکرہ بہارِ بے خزاں ، حفیظ عباسی -/۴
، ، ، ڈاکٹر نعیم احمد -/۵
ذکرہ خسروی ، حسن ثانی نظامی ۱/۵۰
تنقیدی سرمایہ ، عبدالشکور ۳/۵۰
ش فن سید رضا زیدی -/۶
تنقیدی عمل وزیر آغا -/۱۴
تنقید کے بنیادی مسائل مرتبہ آل احمد سرور ۴/۵۰
تمدن ہند سید علی بلگرامی -/۲۰

تعارف تاریخ اردو۔ ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی -/۵
تنقید عملی تنقید سید احتشام حسین -/۶
ترجمہ دالتی الہالفت مولوی امام بخش -/۲
تنقیدی نظریات کامل احتشام حسین -/۱۵
جستجو سید مجاہد حسین حسینی -/۲
جگن ناتھ آزاد اور اسکی شاعری۔ مرتبہ: حمید سلطان -/۵
جوہر آئینہ طالب کاشمیری -/۱۲
جدید اردو لسانیات۔ ڈاکٹر امیراللہ خاں شاہین ۵/۵۰
جدید شاعری ڈاکٹر عبادت بریلوی -/۲۵
جادۂ اعتدال عبدالمغنی -/۱۰
جلوۂ احسن (سوانح و کلام) احسن مارہروی ۲/۵۰
جگر بریلوی (شخصیت اور فن) سیفی پریمی -/۶
جدید اردو شاعری عبدالقادر سروری -/۹
جدیدیت اور ادب آل احمد سرور -/۹
چٹان اور پانی فضیل جعفری -/۶
چند ممتاز شعراء سید صفی مرتضیٰ ۲/۲۵
حیاتِ آصف محمد محبوب جنیدی -/۱۰
حالی بحیثیت شاعر ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی -/۱۵
خدنگِ غدر۔ مرتبہ: خواجہ احمد فاروقی -/۱۰
حاجی اللہ افسر۔ اختر یزدانی محسن -/۸
حیاتِ ذاکر حسین خورشید مصطفےٰ -/۱۰
حیاتِ علامہ فضلِ حق خیرآبادی } مفتی انتظام اللہ شہابی ۱/۲۵

حسرت موہانی — عبدالشکور — ۲/۵۰
حسرت موہانی حیات اور کارنامے — ڈاکٹر احمد لاری — ۲۰/-
خیر المجالس — مولانا احمد علی مرحوم — ۶/-
خطوطِ مشاہیر — عبدالماجد دریابادی — ۹/-
دکنی کلچر — ہارون خاں شیروانی — ۲/-
دبستانِ عشق کی مرثیہ گوئی — ڈاکٹر جعفر رضا — ۴۰/-
دہلی اردو اخبار — خواجہ احمد فاروقی — ۱۰/-
دکنی غالب ملا وجہی — مرتبہ: قیوم صادق — ۵/-
دو حالی — ظفر ادیب — ۶/-
داستانِ عہدِ گل — ، — ۲/۵۰
دیدۂ بینا — کوثر چاندپوری — ۵/-
دورِ حاضر اور اردو غزل گوئی — عندلیب شادانی — ۱۲/۵۰
دکنی فرہنگ — ڈاکٹر امیر عارفی — ۵/-
دستخط — صادق — ۱۰/-
دوشِ فردا — مجنوں گورکھپوری — ۵/۵۰
دبستانِ دبیر — ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی — ۱۲/-
داستان سے افسانے تک — وقار عظیم — ۱۲/-
دکنی ادب کی تاریخ — ڈاکٹر غلام محی الدین قادری زور — ۹/-
دلی کا دبستانِ شاعری — ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی — ۱۵/-
دیوارِ یے — یوسف ناظم — ۳/-
دو ادبی سکول — علی جواد زیدی — ۷/-
ذکرِ یار — سعادت علی خاں — [illegible]

ذکرِ سید — شمسی طہرانی — ۱۰/-
ذوق و جستجو — خواجہ احمد فاروقی — ۱۴/-
ذوقِ ادب و شعور — احتشام حسین — ۵/۵۰
ریختی کا تنقیدی مطالعہ — ڈاکٹر خلیق احمد صدیقی — ۱۲/-
رانی کیتکی کی کہانی — مرتبہ ڈاکٹر عبدالستار دلوی — ۴/۵۰
روپ رس — مرتبہ جاوید وششٹ — ۵/-
رزم نامۂ دبیر — مسعود حسن رضوی ادیب — ۵/۵۰
روایت اور بغاوت — احتشام حسین — ۶/-
رسالۂ تذکرات — مؤلفہ گارساں دتاسی — ۵/-
زاویے — اقبال بلگرامی — ۵/-
سنسکرت ڈرامہ — محمد عزیز مرزا — ۶/-
سات تحریریں — عبدالغنی دسنوی — ۱۲/-
سرسید - ایک تعارف — خلیق احمد نظامی — ۱/۲۵
سب رس کا قصۂ حسن و دل — جاوید وششٹ — ۷/-
سب رس پر ایک نظر — ڈاکٹر سہیل بخاری — ۴/-
سب رس کا تنقیدی مطالعہ — احسان الحق نقوی — ۲/۵۰
سودا — شیخ چاند — ۸/-
سرور جہاں آبادی — ڈاکٹر حکم چند نیر — ۷/-
سلکِ گوہر — احتشام حسین — ۳/-
سوانح مولانا رومؒ — شبلی نعمانی — ۶/-
۱۸۵۷ء کے مجاہد شعرا — امداد صابری — ۶/۹۴
غدار شعرا — " " — ۲/۵۰
صحیفۂ تحقیق — معین الدین احمد — ۸/-

سرکش روحیں	خلیل جبران	۳/-
ساگر سنگیت	مترجم منور لکھنوی	۱/۵۰
سیاسی نظریے	ضیاء الحسن فاروقی	۴/-
سرسید سیاسی و تاریخی آئینے میں	ڈاکٹر شان محمد	۴/۵۰
سب رس	ملا وجہی	۱۰/-
سمن زار	ترجمہ ضیاء احمد بدایونی	۱۲/-
شاعری اور شاعری کی تنقید	عبادت بریلوی	۱۴/-
شعر اور شاعر	ضیاء فتح آبادی	۵/-
شاد عارفی کی غزل	منظر حنفی	۹/-
شوخیٔ تحریر	" "	۳/-
شعر و زبان	ڈاکٹر مسعود حسین خاں	۵/-
شعرائے اردو کے تذکرے	ڈاکٹر عبداللہ	۴/-
شرح بانگ درا	یوسف سلیم چشتی	۱۴/-
ضرب کلیم	" "	۱۲/-
شرح بال جبریل	" "	۱۲/-
شرح جاوید نامہ اول	" "	۴/-
" " دوم	" "	۴/-
شرح ضرب کلیم	عارف بٹالوی	۵/-
شاد عظیم آبادی	مرتبہ نقی احمد ارشاد	۶/-
صالحہ عابد حسین بحیثیت ناول نگار	نزہت فاطمہ	۵/-
صلیبیں مرے دریچے کی	فیض احمد فیض	۱۵/-
صحیفۂ شادمانی	بشیر علی صدیقی	۴/-
صنفِ انشائیہ اور انشائیے	ڈاکٹر محمد حسنین	۱۲/۵۰
صحبتِ با اہلِ دل	ابوالحسن بیاں	۵/۵۰
عکس شخص	عنوان چشتی	۵/-
عرفانِ اقبال	بشیر مخفی	۱۰/-
علی گڑھ ماضی و حال	رشید احمد صدیقی	۳/-
عظیم و لازوال	عابد رضا بیدار	۵/-
عکس اور آئینے	احتشام حسین	۵/۵۰
غزل اور مطالعۂ غزل	عبادت بریلوی	۲۰/-
غزل اور متغزلین	ابواللیث صدیقی	۸/-
فارسی کی دلکش داستانیں	نور الحسن رضوی	۱۸/-
فسانۂ عجائب کا بنیادی متن	ڈاکٹر محمود الٰہی	۱۱/-
فکر پیما	ڈاکٹر عصمت جاوید	۱۲/-
فن سوانح نگاری	امیر اللہ شاہین	۴/۷۵
فکری زاویے	ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی	۴/۵۰
فانی کی شاعری	" " "	۶/۵۰
فاروقی کے تبصرے	شمس الرحمٰن فاروقی	۳/-
فلسفہ اور ادبی تنقید	ڈاکٹر وحید اختر	۱۷/-
فانی	پروفیسر عبدالشکور	۲/-
فکرِ انسانی کا سفرِ ارتقاء	خواجہ غلام السیدین	۳/-
فارسی ادب بہ عہدِ اورنگ زیب	ڈاکٹر نور الحسن	۱۶/-
فنِ افسانہ نگاری	وقار عظیم	۶/۵۰
فیضِ میر	مرتبہ مسعود حسن ادیب	۲/-
فسانۂ عبرت	مسعود حسن رضوی	۳/۵۰

فلسفۂ نفس ضامن نقوی -/۲
فن اور تنقید انور کمال حسینی -/۱۴
فسانۂ عجائب مرزا رجب علی بیگ سرور ۳/۵۰
فسانۂ عجائب رتبہ اطہر پرویز ۱۵/۵۰
فلسفۂ اقبال عبدالقوی دریابادی ۳/۵۰
قدیم اردو تنقید وہاب اشرفی -/۴
قیمت عرض ہنر خورشید احمد جامی -/۵
قطب شاہی دور کا فارسی ادب اختر حسینی -/۱۵
قومی یکجہتی اور سیکولرزم ڈاکٹر تارا چند ۳/۵۰
قصیدۂ عطار سراج الحق ۱/۵۰
کربل کتھا مرتبہ مالک رام ۱۲/۵۰
کربل کتھا مرتبہ خواجہ احمد فاروقی -/۱۰
کلاسیکی مغربی تنقید ڈاکٹر یٰسین -/۱۰
کنہیا لعل کپور ایس۔ جے صادق -/۱۰
کہرے کو چاند ڈاکٹر محمد حسین -/۳
کعبہ میں صنم خانہ سلام سندیلوی -/۴
گلشن ہند سید حیدر بخش حیدری -/۵
گاندھی جی کی انمول باتیں محمود احمد ہنر -/۳
گفت و شنید ظفر ادیب -/۶
گنج خوبی میر امن دہلوی -/۱۵
گل و صنوبر مرتبہ: رفیق مارہروی ۱/۵۰
لکھنؤ کی لسانی خدمات حامد اللہ ندوی -/۱۲
لاہور کا جو ذکر کیا گوپال متل -/۶

لکھنؤ کا دبستان شاعری ڈاکٹر ابواللیث صدیقی -/۲۵
لفظ و معنی شمس الرحمان فاروقی ۶/۵۰
لوک گیت اظہر علی فاروقی ۱/۵۰
لکھنؤ کا شاہی اسٹیج سید مسعود حسن رضوی -/۸
" عوامی " " " " -/۸
مبادیات تحقیق عبدالرزاق قریشی ۴/۵۰
مختصر افسانہ کا فنی تجزیہ فردوس فاطمہ -/۱۵
مقالات سلطان احمد۔ عبدالخالق -/۱۰
مومن اور مطالعۂ مومن عبادت بریلوی -/۳۶
مظہر امام، ایک تعارف مناظر عاشق ہرگانوی -/۱۰
مصر الجدید اے۔ محمد ابراہیم -/۱۵
مانی جائسی صفدر حسین -/۷
میر انیس سید سفارش حسین ۴/۵۰
مجموعۂ نغز رتبہ محمود شیرانی -/۵۰
مومن شخصیت اور فن ظہیر الدین مدنی -/۲۴
میر اور میریات ڈاکٹر صفدر آہ -/۱۵
میر ضمیر اکبر حیدر کاشمیری -/۸
مطالعۂ ولی شارب ردولوی -/۱۰
ملا وجہی کے انشائیے جاوید وششٹ -/۸
محمد قاسم سے محاذ بارنگ تک نیاز فتحپوری -/۱۰
مطالعۂ میر نظام الدین گنوون ڈاکٹر ضیاء الرحمن، مشتاق -/۱۲
میر کے اسٹیج ڈرامے ڈاکٹر محمد حسن ۴/۵۰
مطالعۂ میر ایم حبیب خاں ۲۴/۵۰

میر حسن حیات اور ادبی خدمات	ڈاکٹر فضل حق	۱۵/-
مثنی تنقید	انور کمال حسینی	۴/۵۰
مضامینِ فرحت اوّل	فرحت اللہ بیگ	۴/۵۰
" " دوم	" "	۴/۵۰
نشورات	برجموہن دتاتریہ کیفی	۶/-
مباحث	ڈاکٹر سید عبداللہ	۲۰/-
مطالعۂ امیر مینائی	مرتبہ: ابو محمد سحر	۸/-
مثنوی خنجرِ عشق	مرتبہ: ڈاکٹر فضل امام	۶/-
مطالعۂ سر سید احمد خاں	عبدالحق	۵/-
مضامین ہفت رنگ	ڈاکٹر آفتاب اختر	۲/۵۰
مآثر محمود شاہی	ڈاکٹر نورالحسن	۶/۵۰
سُن سمجھا دن	ڈاکٹر عبدالستار دلوی	۲/۲۵
مباحث و مسائل	ضیاء احمد بدایونی	۱۱/-
مقالات الشعراء	حیرت اکبر آبادی	۵/-
مختصر تاریخِ ادب اردو	ڈاکٹر اعجاز حسین	۱۲/-
مجازجیات اور شاعری	منظر سلیم	۴/۵۰
مرزا رسوا حیات اور ناول نگاری	آدم شیخ	۷/-
مرثیہ نگاری اور میر انیس	ڈاکٹر محمد احسن فاروقی	۴/۵۰
مراثی انیس میں جذباتی تاویل	ڈاکٹر سلام سندیلوی	۵/-
ملاقاتیں	ملا فاضلی	۳/۹۵
مصحفی اور ان کا کلام	ابو اللیث صدیقی	۶/-

مضامین لسان الصدق	عبدالقوی دسنوی	۳/۵۰
مطالعۂ سودا	ڈاکٹر محمد حسن	۳/۵۰
میر شکوہ آبادی	ڈاکٹر زہرہ بیگم	۲/-
مجاز کا المیہ	سلامت اللہ خاں	۵/-
مطالعۂ حالی	ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی	۹/۵۰
مرزا رسوا کے تنقیدی مراسلات	ڈاکٹر محمد حسن	۳/۵۰
مولوی نذیر احمد کی کہانی	فرحت اللہ بیگ	۱/۷۵
مومن	احسان دانش	۳/۵۰
معرکۂ چکبست و شرر	مرتبہ: امیر حسن نورانی	۶/۷۵
مقالات	مرتبہ انجمن اساتذہ جامعات	۴/-
منور لکھنوی شخصیت اور شاعری	راج نرائن راز	۷/۵۰
نئی علامت نگاری	سید محمد عقیل	۵/۵۰
نظام رامپوری زندگی اور فن	دردا آفریدی	۸/-
نقوش ادب	مرلقا اعجاز	۱۰/-
نذرِ خسرو	ایس، ایس، لانبہ	۷/-
نامے جو میرے نام آئے	ڈاکٹر شانتی رنجن بھٹاچاریہ	۳/-
ناول کی تاریخ و تنقید	علی عباس حسینی	۶/-
نذرِ عابد اردو	مرتبہ مالک رام	۲۵/-
" " انگریزی	" "	۲۵/-
نذرِ ذاکر	" "	۴۰/-
نذرِ عرشی	" "	۴۰/-

نذیر احمد شخصیت اور کارنامے — اشفاق احمد اعظمی ۲۵/-
نئے کلاسیک مرتبہ: آر. پی. ناطق ۱۲/-
نیا افسانہ وقار عظیم ۹/-
نثر و غزل دستہ مرتبہ: مظفر حنفی ۲/۰
نکاتِ مجنوں مجنوں گورکھپوری ۷/۵۰
ناول کیا ہے۔ نور الحسن ہاشمی ۴/۵۰
نقدِ میر سید عبداللہ ۱۰/-
نکاتِ ادب محمد مظفر حسین ۵/۵۰
نیا ادب مرتبہ خواجہ احمد عباس ۱/-
نقطۂ نظر عبدالمغنی ۵/۷۵
نئے پرانے چراغ آل احمد سرور ۸/۵۰
نگارشاتِ ادیب مسعود حسین رضوی ادیب ۲/۵۰
وحیدالدین سلیم حیات اور ادبی خدمات — ڈاکٹر منظر عباسی ۱۰/-
ولی گجراتی ڈاکٹر ظہیرالدین مدنی ۱۰/-
ورق ورق روشن اظہار حسین ۳۰/-
دلی سے اقبال تک سید عبداللہ ۹/-
واقعات دارالحکومت دہلی بشیرالدین احمد دہلوی ۱۳۵
ہندوستان کے مشرقی کتب خانے — مرتبہ مرکزی نشریات و تحقیقات ۹/۵۰
ہماری تہذیبی میراث سید سفارش حسین ۷/-
ہارون خاں شیروانی کی اردو خدمات - صادق نوید ۵/-

ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر — محمد عمر ۲۰/-
ہندی ادب کی تاریخ ڈاکٹر محمد حسن ۱۴/-
ہندوستان آج اور کل محمود ذاکر ۲/۷۵
ہماری شاعری مسعود حسن رضوی ادیب ۷/۵۰
ہماری داستانیں وقار عظیم ۱۰/-
ہندوستانی کلچر کا ارتقاء ڈاکٹر تارا چند ۳/۵۰
ہندوستانی موسیقی مفتی فخرالاسلام ۲/۵۰
ہفت تماشا مرزا محمد قتیل ۷/-
ہم کیوں بھولتے ہیں سعید احمد صدیقی ۳/۵۰
ہندوستانی لسانیات ڈاکٹر زور ۴/۵۰
ہمارے نثر نگار سید صفی مرتضیٰ ۲/۲۵
یادِ اقبال خواجہ عبدالمجید ۶/-
یادگارِ انیس امیر احمد علوی ۴/-
یادوں کی برات جوش ملیح آبادی ۲۵/-
یادِ ایام ضیاء الحسن علوی ۱/۵۰

شعری مجموعے

اردو ہے جس کا نام	ضیا بانی	۶/۰
آب دیدہ	راشد آزاد	۱۰/-
اُجالے	کالیداس گپتا رضا	۱۰/-
اجنتا	جگن ناتھ آزاد	۷۵/-
اُردو	، ، ،	۱/۲۵
انتخاب قائم چاندپوری مرتبہ اعابد رضا بیدار		۷/-
انداز بیان	راجہ مہدی علی خاں	۵/-
آئینہ اقبال	نشار الرحمٰن نشا	۴/-
آب و رنگ	جگدیش سہائے سکسینہ	۷/-
آواز کی پرچھائیاں	کرشن ادیب	۱۵/-
اوراقِ زندگی	بسمل سعیدی	۱۵/-
انتخاب غزلیات حافظ۔ مغیث الدین فریدی		۸/-
آتشِ سیال	ساجدہ زیدی	۸/-
ایک خواب اور	علی سردار جعفری	۷/-
آواز کا جسم	مخمور سعیدی	۱۰/-
اعراف	عبدالرحیم نشتر	۴/۵۰
انتخاب چکبست	ڈاکٹر عطیہ نشاط	۱/۷۵
آؤ کہ کوئی خواب بُنیں	ساحر لدھیانوی	۸/-
آخری دن کی تلاش	محمد علوی	۲/۲۵
آبگینہ	حفیظ مالیگانوی	۲/۵۰
آئینہ در آئینہ	فرید قیصی	۴/-

انتخابِ نظم اُردو	نسیم قریشی	۱/۵۰
انتظار کی رات	کمار پاشی	۶/-
اشعار	حسن نعیم	۸/-
آہنگِ جذب	جذب عالم پوری	۴/-
انجمنِ آرزو	اختر آدرینوی	۴/-
آخرِ شب	کیفی اعظمی	۶/-
اوراقِ مصوّر	سکندر علی وجد	۷/-
انتخاب کلام شیفتہ مرتبہ خواجہ ذکی احمد		۱/۵۰
ادائے کفر	منور لکھنوی	۱/۵۰
آئینۂ اخلاق	خواجہ دل محمد	۳/۲۵
انتخابِ چکبست	ڈاکٹر عبدالستار دلوی	۲/۵۰
افکارِ تعشق	مرتبہ مہذب لکھنوی	۲/-
آثارِ عشق	، ، ،	۲/-
اسرارِ محبت	، ، ،	۲/-
افکارِ محسن	، ، ،	۲/-
بادۂ عرفان	حفیظ بنارسی	۵/-
بارہ ماسہ نیہہ	حفیظ اللہ قادری	۳/-
برقِ تبسم	تبسم علی پوری	۱۰/-
بے چہرہ لمحے	علقمہ شبلی	۷/-
بشارت	اظہارِ اثر	۲/-
بازگشت	ڈاکٹر نریش	۷/-

بوئے گل نالۂ دل — حسرت سہروردی — ۴/۵۰
بیاض — بدیع الزماں خاور — ۴/-
برگِ آوارہ — خورشید احمد جامی — ۵/-
بھگوت گیتا (منظوم) — منور جامی — ۴/-
بانگِ درا — ڈاکٹر محمد اقبال — ۱۰/-
بالِ جبریل — ، ، — ۷/۵۰
بوئے گل — مرتبہ: نظر برنی — ۴/-
بزمِ خیال — سیدہ فرحت — ۲/-
۲۴ نظمیں — کلیم الدین احمد — ۵/۷۵
بچوں کی دنیا — تلوک چند محروم — ۴/-
بنتِ لمحات — اختر الایمان — ۸/-
بیداریِ وطن — باوا کرشن گوپال مغموم — ۱۰/-
باقیاتِ اقبال — ڈاکٹر اقبال — ۲/۵۰
بہارِ مؤدب — مرتبہ: جناب لکھنوی — ۴/۵۰
بازارِ سخن — ، ، — ۱/۵۰
بھرتری ہری — جے کرشن چودھری — ۲/-
بادۂ جام — شارق میرٹھی — ۱/۵۰
پہلا پتھر — طاہر تلہری — ۶/-
پتھروں کا مغنی — وحید اختر — ۶/-
پنکھڑی گلاب کی — تبسم سحر — ۲/۵۰
پریم وانی — مرتبہ: سردار جعفری — ۳۰/-
تحفۃ الصغر (فارسی کلام) — حضرت امیر خسرو — ۲۵/-
تلخیاں (نیا اڈیشن) — ساحر لدھیانوی — ۱۲/-
تیکھی غزلیں — مظفر حنفی — ۴/-

تراشیدہ — شاذ تمکنت — ۵/-
تلاشِ منزل — کرشن صوفی تشنا — ۴/-
تمنا کا دوسرا قدم — صہبا وحید — ۵/-
ترنگیں — رانا پرتاپ سنگھ راناگنوری — ۲/-
ٹوٹی ہوئی پتیاں — اسلام پرویز — ۹/-
ٹوٹے شیشے کی آخری نظمیں — باقر مہدی — ۱۴/-
جلوہ نما — رحمت الاکرام — ۵/-
جلتے کنول — شمس فرخ آبادی — ۲/-
جانِ برادر — شمیم کرہانی — ۱/۵۰
جوہرِ شخصیت — محمد یونس — ۱/۵۰
جلال و جمال — جلال ملیح آبادی — ۱۲/-
جنبشِ لب — ایاز بلگرامی — ۵/-
جامِ صد رنگ — و۔ی۔نجی — ۴/-
جذباتِ رضی — مرتبہ: ڈاکٹر ظہیر صدیقی — ۱/۵۰
جذبات و احساسات — حیدر دہلوی — ۳/-
جمالِ غزل — عطا کاکوی — ۴/-
جام سہ آتشہ — پروفیسر پریم رنگیلوی — ۴/-
جامِ جم — محمد ذوالنورین — ۳/-
جلوۂ صد رنگ — شمس عظیم آبادی — ۴/-
چراغاں — فراق گورکھپوری — ۵/۷۵
چنار کے پھول — جگدیش مہتہ درد — ۵/-
چراغِ دیر — اختر حسی — ۵/۵۰
چاند کے پتھر — سید جعفر رضا — ۸/-

چلمنامہ	محمد یوسف پاپا	۲/-
حرفِ زیرِ لب	عفت بانو زیبا	۶/-
حرفِ راز	جیندر پرتاپ	۱۰/-
حدیثِ دل	غلام ربانی تاباں	۲/۲۵
حرمِ نبویؐ	سیفی سیوہاروی	۳/-
حدیثِ عشق	خضر برنی	۱/۲۵
خاکِ دل	جاں نثار اختر	۲۰/-
خوابِ زار	شایاں رامپوری	۱۰/-
خوشبو	بدیع الزماں خاور	۴/-
خرابہ	من موہن تلخ	۱۰/-
خواب نئے	ظفر ادیب	۶/-
خطِ رہگذر	اکبر حیدرآبادی	۸/-
خلش	سیفی پریمی	۴/-
خشتِ دیوار	زبیر رضوی	۴/-
خوابوں کا مسیحا	اعجاز صدیقی	۲/۵۰
دہلی کی جامع مسجد	جگن ناتھ آزاد	-/۲۵
دستۂ گل ۱۹۷۴ء	بزمِ فکر و شاد	۲/-
دشمنوں کے درمیان شام	منیر نیازی	۱۰/-
دھرتی کا لمس	زاہدہ زیدی	۱۲/-
دیوانِ حالی مع شرح	نظیر لدھیانوی	۲۰/-
دریافت	کرشن کمار طور	۵/-
دستِ صبا	فیض احمد فیض	۳/-
دیوانِ نائی	اکبر حیدرآبادی	۸/-

دیوانِ حافظ (مترجم)	حافظ شیرازی	۲۰/-
دیوانِ مصحفی اوّل	مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن نقوی	۱۰/-
" " دوم	" " "	۱۰/-
" " سوم	" " "	۱۰/-
" " چہارم	" " "	۱۰/-
" " پنجم	" " "	۱۰/-
دستخط	صادق	۱۰/-
دھڑکنیں	ذکی کاکوروی	۲/۵۰
دائرہ	عابد عالمی	۵/-
دیوانِ شاہ نیاز بریلوی	مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن	۵/-
دیوانِ امیر خسرو	" "	۲۸/-
" غنی	ملا محمد طاہر کاشمیری	۸/-
دیوانِ بیاں	ثاقب رضوی	۵/۵۰
" فصاحت	فصاحت لکھنوی	۳/۵۰
" بقا اکبرآبادی	مرتبہ خواجہ احمد فاروقی	۳/۵۰
" درد	ڈاکٹر ظہیر الدین صدیقی	۵/-
دیدۂ بینا	کوثر چاندپوری	۵/-
دیوانِ انجم	مرزا اسحاق جاہ انجم	۲/-
ذوقِ سفر	غلام ربانی تاباں	۵/-
ذوقِ جمال	عنوان چشتی	۳/-
ذوقِ جنوں	آل احمد سرور	۷/۵۰
رباعیاتِ سرمد	[illegible]	۳/۵۰

رفیع احمد کے مزار پر — جگن ناتھ آزاد — ۲/۲۵
روشنی کے دریچے — سید احتشام حسین — ۱۰/-
راکھ — احتشام اختر — ۶/-
رشتۂ گونگے سفر کا — مظہر امام — ۱۰/-
روشنی کا سفر — رفعت سروش — ۱۲/-
رخسارِ سحر — خورشید احمد جامی — ۲/۷۵
رباعیاتِ دبیر — نیر لکھنوی — ۱/۲۵
روپ رس — قلی قطب شاہ — ۵/-
رنگ محل — عظمت عبدالقیوم خاں — ۶/-
راہ گذر — دل ایوبی — ۴/-
رمز و کنایات — فراق گورکھپوری — ۳/۵۰
رزم نامہ دبیر — دبیر لکھنوی — ۴/۵۰
رطب و یابس — ظفر اقبال — ۴/-
رقصِ دوام — صغیر احمد صوفی — ۱/۷۵
رخصتی کے پھول — ایم اے خان — ۴/-
رقصِ خیال — ظفر مہدی — ۴/۵۰
روحِ سخن — نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل — ۸/-
رازِ یزدانی (انتخاب) — راز یزدانی — ۲/۵۰
رعنائیاں — شکیل بدایونی — ۵/-
رنگینیاں — شکیل بدایونی — ۳/-
رزم نامہ انیس — سید مسعود حسن ادیب — ۳/۵۰
روحِ انیس — " " " — ۸/-
زخموں کے گلاب — صلاح الدین نیر — ۲/۵۰

زہریات — زاہدہ زیدی — ۵/-
ظرفِ ساقی — نیب راج بھاٹیہ — ۳/۵۰
سیاہی کی ایک بوند — آنند نرائن ملا — ۱۲/-
سبز انداز — شمس الرحمان فاروقی — ۹/-
سوزِ وطن — کنول ڈبائیوی — ۱۵/-
سانجھ بھئی جو دیس — اختر بستوی — ۵/-
سب رنگ — مخمور سعیدی — ۵/-
سو شعر — مصحفی۔ درد۔ حسرت۔ فانی
دور متوسطین اور متقدمین — ۲/۵۰
سحر ہونے تک — زبیر عشرتی — ۶/-
سرِ وادیٔ سینا — فیض احمد فیض — ۲/۵۰
سرودِ زندگی — اصغر گونڈوی — ۲/-
سماج وادی آواز — دلکش بدایونی — ۲/۵۰
سفینۂ زرِ گل — فضا ابن فیضی — ۹/-
سوندھی مٹی میٹھی خوشبو — خورشید افسر — ۲/-
سنگریزے — حسرت کوکی — ۲/۵۰
سفینہ — سہیل مالیگانوی — ۲/-
ساتواں در — شہریار — ۲/۷۵
سراب کے سفر — مرتبہ عقیل شاداب — ۲/-
۱۹۷۰ء کی شاعری — کمار پاشی — ۲/-
سازِ بیخودی — عمر انصاری — ۱/-
سورج کا شہر — شہاب جعفری — ۷/-
سرو و سمن — ناشاد کانپوری — ۱/۵۰

سیہ بر سفید	مخمور سعیدی	۲/۵۰
سوزِ حیات	یحییٰ جیسا ن والا	۴/۵۰
سفر مدام سفر	ہنسراج کومل	۴/-
سرورِ جاوداں	بیکل اتساہی	۴/۵۰
سفینہ	موہن سنگھ دیوانہ	۵/-
شہپر	حرمت الاکرام	۸/-
خنجرِ صدا	عتیق حنفی	۱۰/-
شاخِ نہالِ غم	خورشید الاسلام	۱۵/-
شعلہ و شبنم	جوش ملیح آبادی	۱۲/-
شعاعوں کی صلیب	کرامت علی کرامت	۶/-
شبیرانہ	مرتبہ: مخمور سعیدی	۱۵/-
شہ پارے	نواب معظم شاہ بہادر	۷/۵۰
شعر اور شاعر	مرتبہ: ضیا فتح آبادی	۵/-
شش جہت	ساحل مانکپوری	۳/-
شاخِ گل	کالیداس گپتا رضا	۵/-
شبنمستان	فراق گورکھپوری	۶/۵۰
شعرستان	〃 〃	۶/-
شورشِ پنہاں	کالیداس گپتا رضا	۴/-
شعلۂ خاموش	〃 〃	۵/-
شب گشت	عتیق حنفی	۶/-
شبستاں	شکیل بدایونی	۴/-
شعلۂ نار	دوارکاداس شعلہ	۶/-
شہرِ انقلاب	سیماب اکبرآبادی	۴/-
شاہنامۂ اسلام کامل ۴ حصے	حفیظ جالندھری	۲۰/-
شمشیر و سناں	مرتبہ: ساحر لکھنوی	۲/-
شمیمِ گل	عابد مناوری	۴/-
شعلۂ رنگیں	جرم محمد آبادی	۴/-
شانہ	شفیق جونپوری	۲/۷۵
شب چراغ	خاور نوری	۱/۵۰
صنم کدہ	عمر انصاری	۱۲/۵۰
صبحِ فاراں	شمیم کرہانی	۳/-
صبح کا سورج	فیض الحسن خیال	۲/۵۰
صریرِ خامہ	مظفر حنفی	۶/-
صدائے تیشہ	راشد آذر	۶/-
صحرا کا سفر	راہی قریشی	۳/۵۰
صحرا کی پیاس	شباب للت	۶/-
صنم و حرم	شکیل بدایونی	۴/-
صحرا میں اذان	گوپال متل	۶/-
صبوحی	مہر چند کوثر	۳/۵۰
صدائے دل	ساحر بھوپالی	۳/-
ضربِ کلیم	علامہ اقبال	۷/۵۰
طرحِ نو	حلیم صبا نویدی	۱۰/-
طوفانِ غم	سلطانہ ناشاد	۱/۵۰
عکس ریز	مظفر حنفی	۴/-
عالم آشوب	سیماب اکبرآبادی	۴/-

حوالگی خضر برنی ۸/-
غزالِ رعنا جاوید وششٹ ۶/-
غنچۂ گل شاعر عباسی ۳/۵۰
نثر مودات حمید الماس ۱۰/-
فکرِ نشاط جوش ملیح آبادی ۵/-
فروغِ جام نشور واحدی ۴/۵۰
فاصلے مدہوش بلگرامی ۲/۵۰
قول و قسم حفیظ بنارسی ۱۲/-
قدمچے فرقت کاکوروی ۵/-
کبیر بانی مرتبہ: سردار جعفری ۲۰/-
کلیاتِ شکیل شکیل بدایونی ۸/-
کڑوے بادام منشی منقّی ۵/-
کلیاتِ جرأت نورالحسن نقوی ۳۶/-
کلامِ اصغر اصغر گونڈوی ۴/۵۰
کفِ سیلاب ذکا رد ائقی ۴/-
کلیاتِ انور حافظ انور کاکوروی ۲/۵۰
کیف و اضطراب سید لطف الرحمان ۲/۷۵
کلیاتِ اقبال (فارسی) علامہ اقبال ۲۰/-
کلیاتِ اقبال (اردو) " " ۲۵/-
" " ڈی لکس اڈیشن ۴۰/-
کلیاتِ فیض فیض احمد فیض ۸/-
کلیاتِ شاد عارفی۔ مظفر حنفی ۳۰/-
کرن کرن للتا دیوی شکلا ۵/-

کیوڑے کا بن سلیمان خطیب ۱۲/-
کاروانِ سحر شرر فتحپوری ۱/-
کالے کاغذ کی نظمیں باقر مہدی ۴/۵۰
کلیاتِ میر اوّل مرتبہ ظلِّ عباس عباسی ۳۵/-
کلیاتِ جگر جگر مراد آبادی ۹/-
کچھ ورق ظفر الاسلام ظفر ۶/-
کلامِ لق لق حاجی لق لق ۲/۵۰
کلیاتِ اکبر الٰہ آبادی اکبر الٰہ آبادی ۱۳/-
کائناتِ دل تنویر لکھنوی ۱/۵۰
گلِ رعنا مرتبہ مالک رام ۱۰/-
گاتا جائے بنجارا ساحر لدھیانوی ۱۲/-
گنجِ رواں عتیق احمد عتیق ۶/-
گیان مارگ کی نظمیں کرشن موہن ۱۰/-
گنجِ سوختہ شمس الرحمٰن فاروقی ۴/-
گلبانگ سید محمود اعظم فہمی ترمذی -/۵۰
گردِ کاررد کیف احمد صدیقی ۳/-
گلستانِ ہزار رنگ سید بہاؤالدین ۳۰/-
گیت محل تصدیق مظفر محمری ۲/-
گیتا (منظوم) دل محمد ۷/۵۰
گلزارِ نظیر مرتبہ سلیم جعفر ۱۰/-
گلشنِ محشی پریم پال اشک ۴/۲۵
گلِ نو واحد بیدمی ۳/-
گلبانگِ حرم حمید صدیقی ۵/-

گلبانگ	فراق گورکھپوری	۴/۵۰
لفظوں کا سفر	جمیل کلیمی	۶/-
لامکاں	غلام مرتضیٰ راہی	۳/-
لوک گیت	اظہر علی فاروقی	۱/۵۰
لمعاتِ افق	مرتبہ منور لکھنوی	۱۰/-
لالہ زار	پیکاں چاند پوری	۲/۵۰
موسم گل کے آنے تک	شبیر علی شکیب	۵/-
میرا وطن ہندوستان	بدیع الزماں خاور	۴/-
متاعِ کلیم	کلیم احمد آبادی	۴/-
موجِ صبا	صبا عظیم آبادی	۱/۲۵
مثنوی دریائے عشق	مرتبہ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی	-/۷۵
" " "	میر تقی میر	-/۵۰
مے خانہ	کشن دت طوفان دہلوی	۲/۲۵
ماہِ تمام	قمر مراد آبادی	۲/-
مزامیر دوم	مرتبہ اثر لکھنوی	۵/۵۰
ماتمِ نہرو	جگن ناتھ آزاد	-/۷۵
ماتمِ سالک	" "	-/۲۵
میکدہ	میکش بدایونی	۵/-
متاعِ تسکین	تسکین قریشی	۳/-
مثنوی آب و سراب	جمیل مظہری	۲/-
ماہِ کامل	ڈاکٹر کامل قریشی	۸/-
متاعِ نظر	نظر برنی	۳/-
مثنوی گلزارِ نسیم	مرتبہ امیر حسن نورانی	۲/۵۰
مثنوی بوعلی شاہ قلندرؒ	بوعلی شاہ قلندر	۲/-
مثنوی زہرِ عشق	مرتبہ: امیر حسن نورانی	۱/۲۵
" " "	عطیہ پروین	۱/۷۵
منزل منزل	شباب للت	۴/-
میراں کے گیت	جے کرشن چودھری	۲/-
مراۃ الغیب	امیر مینائی	۵/۵۰
میں اور تو	مظفر احمد لاری	۳/۵۰
مسدس حالی	مولانا حالی	۳/-
موجِ نسیم	نسیم نکودری	۳/-
مزاجِ آب و گل	حسن شبیر	۶/-
نیگیٹیو	صلاح الدین پرویز	۵/-
نذرِ رسالت	دل ایوبی	۵/-
نسیم بہار (رباعیات)	اے سی - بہار	۷/۷۵
نقشِ آذر	راشد آذر	۲/-
نقدِ دل -	منوہر لال دل	۲۰/-
نقش و نگار	جوش ملیح آبادی	۷/-
نقش و نغمہ	نسیم الحق گیاوی	۱۰/-
نژاد سنگ	بلراج کومل	۱۰/-
میرے لہو کی آگ -	نشتر خانقاہی	۱۲/-
نیا جزیرہ	اسلم عمادی	۴/-
نام بنام	رضا نقوی واہی	۶/-
نقوشِ زریں	(منتخب اشعار)	۱۵/-
معجونِ نشاط	نواب حیدر علی خان حشم	۸/-

نسیم مغرب — امیر چند بہار — ۲/۵۰
نوائے تیشہ — ظفر حمیدی — ۳/-
نغمۂ شب — اختر بستوی — ۲/-
نوائے عصر — یحییٰ اعظمی — ۳/-
نوید عصر لینن — نیاز حیدر — ۱/-
نشاط نظر — ہدایت محسنی — ۲/۲۵
نغمۂ راز — راز چاندپوری — ۳/-
نقوشِ پروانہ — پروانہ بی اے — ۱/۵۰
نارسیدہ — وارث کرمانی — ۳/-
نغمۂ سروش — جوش ملسیانی — ۵/-
نگارِ نفیس مرتبہ: جناب لکھنوی — ۲/-
نیرنگِ معانی — تلوک چند محروم — ۵/-
نقشِ کارواں — نہال رضوی لکھنوی — ۲/-
نغمۂ وطن — دور آفریدی — ۱/۷۵
نوائے پریشاں — جگن ناتھ آزاد — ۳/۵۰
نجات سے پہلے — قاضی سلیم — ۴/-
نیم باز — عنوان چشتی — ۴/-
نئے نام مرتبہ: شمس الرحمان فاروقی — ۴/-
نقشِ قدم — علی احمد جلیلی — ۲/۷۰
نوائے سرور — سرور جہاں آبادی — ۴/-
نورِ فردا — عتیق — ۳/-
نوید نو — ڈاکٹر صفدر آہ — ۱/۷۵
نوائے کفر — منور لکھنوی — ۲/۵۰

نغماتِ ابر — سرمد — ۵/۲۵
نروان — فاروق جنون — ۲/-
نکہتِ گلشن — محمد صدرالدین فضا — ۴/-
ولاس یاترا — کمار پاشی — ۱۰/-
وجد و حال — بہزاد لکھنوی — ۲/-
وادیٔ رنگ — ظفر گورکھپوری — ۱۰/-
ورق ورق — فیض احمد فیض — ۶/-
ویرانیاں — دور آفریدی — ۳/-
وطن میں اجنبی — جگن ناتھ آزاد — ۳/۵۰
ہجویاتِ میر — احمد جمال پاشا — ۳/۵۰
یہ قربتیں یہ دوریاں — خلش دہلوی — ۱۰/-
ید بیضا — ساحر بھوپالی — ۳/-
یادوں کی خوشبو — خورشید احمد جامی — ۴/-
یادگارِ آزادی مرتبہ: سلمان عباسی — ۳/-
یادوں کے گلاب " " — ۱۰/-
یادوں کے سائے — بیگم ممتاز مرزا — ۴۰/-
یہ ہے میرا ہندوستان — نصر برنی — ۱۰/-

انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی کی مطبوعات

اردو فکشن کی وضاحتی فہرست		۸/-
اردو شاعری میں ہیئت کے تجربے	عنوان چشتی	۱۲/-
انتخاب جدید	آل احمد سرور	(زیر طبع)
انگریزی ادب کی مختصر تاریخ	ڈاکٹر محمد یٰسین	(زیر طبع)
اردو صرف و نحو	مولوی عبدالحق	۴/۵۰
اردو ہندی ڈکشنری	مرتبہ انجمن ترقی اردو	۳/-
اخلاقی سماجیات	ڈاکٹر جعفر حسین	۵/-
اسلامی فن تعمیر	مبارزالدین رفعت	۶/-
ادبی قومی تذکرے دوم	پنڈت کشن پرشاد کول	۶/-
اردو ساہتیہ کا اتہاس (ہندی)	سید احتشام حسین	۶/۲۵
ایک شرقی کتب خانہ	مبارزالدین رفعت	۳/-
اسلام کے علاوہ مذاہب میں اردو کا حصہ	محمد عزیز	۱۰/-
انواع فلسفہ	ظفر حسین خاں	۵/۵۰
انتخاب کلام میر	مولوی عبدالحق	۶/-
آئینۂ حقیقت	پنڈت حبیب الرحمان شاستری	۲/-
انتخاب شرح دیوان غالب	حامد حسن قادری	۶/-
الایام	ڈاکٹر طٰہٰ حسین	۴/-
انجم کدہ	عزیز لکھنوی	۲/۵۰
[illegible]		
بازدید	منیب الرحمان	۳/۵۰
بچوں کے ادب کی خصوصیات	مشیر فاطمہ	۴/-
بھگوت گیتا	محمد اجمل خاں	۳/۵۰
پرچھائیں	آصف علی	۴/-
تذکرہ شعرائے جے پور	احترام الدین شاغل	۷/۵۰
تلمیحات و اشارات اقبال	ڈاکٹر اکبر حسین قریشی	۱۵/-
تذکرۂ گلشن سخن	مسعود حسین رضوی	۸/-
تاریخ جمالیات	مجنوں گورکھپوری	۴/-
تین مغربی ڈرامے	۔ ۔ ۔	۶/-
تنقیدیں	ڈاکٹر خورشید الاسلام	(زیر طبع)
جگر بریلوی - ایک تعارف	سید لطیف الرحمان	۴/۵۰
چند ہم عصر	مولوی عبدالحق	۵/-
حالی کی ایک جھلک	صالحہ عابد حسین	۲/-
خواجہ میر درد، تصوف اور شاعری	ڈاکٹر وحید اختر	۱۵/-
خواب شیریں	جے کرشن چودھری	۲/-
خطوط غالب	مالک رام	(زیر طبع)
دو تاریخی ڈرامے	فضل الرحمٰن	۶/۵۰
دھیمد	منور لکھنوی	۳/-
دیمک کی کہانی	عبدالبصیر خاں	۲/-
دہلی کے اردو مخطوطات	ڈاکٹر صلاح الدین	۱۲/-
رموز کار شرح سود و زیاں	ابو سالم	۸/۵۰

زبانِ زندگی اور تعلیم	خواجہ غلام السیدین	۳/-
سیاسیات کے اصول، مکمل	ہارون خاں شیروانی	۵/-
سب رنگ	مخمور سعیدی	۵/-
سسن شادن	پنڈت سُندر لال	۴/-
سخنِ مختصر	جذبی	۲/-
سوگوار یاد	مترجم رحم علی الہاشمی	۲/۴۰
سیرِ افلاک	حکیم احمد	۵/-
شادی کہانی شاد کی زبانی	محمد مسلم	۹/-
شوپن ہار	مجنوں گورکھپوری	۲/-
صحیفۂ خوش نویساں	احترام الدین شاغل	۱۲/-
صوبۂ شمالی مغربی کے اخبارات	محمد عتیق صدیقی	۱۹/-
ظاہر و باطن	محمد فضل الرحمٰن	۱/۲۵
غالب	ڈاکٹر خورشید الاسلام	۱۸/-
فرانسیسی ادب	ڈاکٹر یوسف حسین خاں	۱۲/-
فنِ تحریر کی تاریخ	محمد اسحاق صدیقی	۱۰/-
فائز دہلوی اور دیوانِ فائز	مسعود حسین ادیب	۷/۵۰
قواعدِ اردو	مولوی عبد الحق	۱۰/۵۰
قومی یکجہتی اور سیکولرزم	ڈاکٹر تارا چند	۲/۵۰
کلاسیکی مغربی تنقید	ڈاکٹر محمد یٰسین	۶/-
کلیاتِ شاہی	سید مبارز الدین رفعت	۳/-
کلامِ سودا	خورشید الاسلام	۸/-
کاروانِ معیشت	نجم الدین شکیب	۸/۵۰
کچھ زر کی بابت	ابو سالم	۲/۵۰

کچھ ذرّے کچھ تارے	آنند نرائن ملا	۲/۵۰
گاندھی اور نہرو کی راہ	ڈاکٹر سید عابد حسین	۵/-
گلکرسٹ اور اس کا عہد	محمد عتیق صدیقی	۷/-
مالویکا گنی متر	منور لکھنوی	۴/-
مسائلِ تصوف	میکش اکبر آبادی	۹/-
مذہب اور دھرم	مہاتما گاندھی	۴/-
محاسنِ کلامِ غالب	عبد الرحمٰن بجنوری	۱/-
مرقعِ افغان	ابرار حسین فاروقی	۳/۲۵
مطالعۂ حضرت قلیقی	محمد یونس خالدی	۳/-
مضامینِ رشید	رشید احمد صدیقی	۱۴/-
مرزا محمد رفیع سودا	خلیق انجم	۱۵/-
مقالاتِ حالی اوّل	حالی	۷/-
مدرا راکشس	منور لکھنوی	۳/۵۰
مشترکہ زبان	مہاتما گاندھی	۴/۵۰
مختصر تاریخ بنگلہ اوّل	شانتی رنجن بھٹاچاریہ	۳/-
〃 〃 〃 دوم		۴/-
نسیم مغرب	اے۔ سی۔ بہار	۲/۵۰
نسلیات اور جنسی انتخاب	محشر عابدی	۴/۵۰
نوائے ظفر	خلیل الرحمٰن اعظمی	۱۰/-
نئے ڈرامے	مرتبہ، ڈاکٹر محمد حسن	۱۲/-
نئی روشنی (ڈراما)	فضل الرحمٰن	۱/۲۵
نغماتِ افواہ	ولی الرحمٰن	۱/۷۵
ہندوستانی اخبار نویسی	محمد عتیق صدیقی	۲۲/-

ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی اصول ڈاکٹر ایشوری ٹوپا ۲/۲۵	یادگار حالی صالحہ عابد حسین ۳/-	یادگار نظر مرتب: جگر بریلوی ۶/-

اُردو شعراء کا انتخابی سلسلہ

فی کتاب ۱/۷۵

آنند نرائن ملّا	سلام مچھلی شہری	اصغر گونڈوی	آلم مظفر نگری
شفیق جونپوری	اختر انصاری	اثر لکھنوی	عرش ملسیانی
اختر شیرانی	علی جواد زیدی	غلام ربانی تاباں	بلراج کومل
تلوک چند محروم	عتیق حنفی	کمال احمد صدیقی	جگر بریلوی
فیض احمد فیض	فراق گورکھپوری	جذبی	حبیب احمد صدیقی
کیفی چریاکوٹی	مخدوم محی الدین	ریاض خیرآبادی	نشور واحدی
جگن ناتھ آزاد	جوہر نظامی	فانی بدایونی	———

تعلیمی تاش

بچوں کے لئے ایک کھیل، اس کے کھیلنے سے وقت ضائع نہیں ہوتا۔ قابلیت بڑھتی ہے۔

تعلیمی تاش	اُردو (گلیز)	۳/۳۰
"	اُردو (عام)	۲/۵۰
"	اردو انگریزی	۳/-
"	انگریزی	۲/۵۰
	ہندی	۲/۵۰
اردو لکھائی (خوشخطی)		۱/۲۵

ناول، افسانے اور ڈرامے

اعترافِ جُرم	محمد آفاق	۱۵/-
آجالے	مسرور جہاں	۱۲/-
ایک ہی ڈگر	زلیخا حسین	۱۰/-
اندھیری رات کے مسافر	نسیم حجازی	۱۵/-
اگر اور جیتے رہتے	عطیہ پروین	۷/۵۰
آگ کی گاڑی	تاجور سامری	۱۵/-
آمد و رفت	جوگندر پال	۳/-
آواز نما	محمد خالد عابدی	۶/۵۰
ایک بار	قاضی فضل محمد	۵/-
اور بھی دکھ ہیں	زرینہ ضمیر	۱۱/-
آوازوں کی صلیب	کوثر چاندپوری	۱۲/
امرنا	نعیمہ ملک	۶/۵۰
انتظار کا موسم	دیبا خانم	۱۰/-
آنچل	احمد ندیم قاسمی	۷/-
اچانک	مسرور جہاں	۱۰/-
آذر	نعیمہ ملک	۱۲/
آنگن کی چاندنی	عطیہ پروین	۱۰/-
آخری شب	صنم آرا	۱۰/-
ایشہ کی واپسی	مظہر الحق علوی	۱۵/-
امید بہار	فرزانہ نصیر	۸/-
آیا بسنت سکھی	واجدہ تبسم	۱۸/-
امانت	سلمیٰ کنول	۷/۵۰
ارمانوں کی بستی	رضیہ بٹ	۸/-
آئینے اکیلے ہیں	کرشن چندر	۵/-
اُداس نسلیں	عبداللہ حسین	۲۰/-
آشیانہ	مسرور جہاں	۹/-
ابراہیم لنکن دس ڈراما	مسعود حسن رضوی ادیب	۲/۵۰
ایک محبت کی کہانی	غازی صلاح الدین	۳/۵۰
اسیر حرص	آغا حشر	۱/۵۰
اکھڑے ہوئے لوگ	رام لعل	۶/-
آبروئے دل	ملک معین	۱۱/-
آنکھ مچولی	شرف خانم اشرفی	۵/۵۰
آہوں کے گیت	عفت موہانی	۹/-
انیونی	علی احمد ارشاد	۲/۵۰
اس دیوانگی میں	سلمیٰ کنول	۸/-
ابابیل	مظہر الحق علوی	۱۲/-
آدم خور	″	۶/۵۰
آواز کے جنگل	″	۸/-
آفاق	تبسم انہونوی	۳/-
اکبر اعظم	صادق حسین	۶/-
آدمی اور سکے	زلیخا حسین	۲/۲۵
انشاء اللہ	شوکت تھانوی	۵/-

اپنے پرائے	زلیخا حسین	۵/۲۵
آفتاب دمشق	راشد الخیری	-/۲
الزہرا	•	-/۲
اور خون بہتا رہا	اختر صدیقی	-/۵
آنسوہی کے	وسیم بانو قدوائی	-/۴
امراؤ جان ادا	مرزا رسوا	۸/۵۰
اور بھی دکھ ہیں	زرینہ ضمیر	-/۱۱
ارمانوں کی سیج	مہندر ناتھ	۸/۵۰
انارکلی	امتیاز علی تاج	-/۴
ایک خواب ایک حقیقت	زلیخا حسین	۴/۲۵
ایک تھی آشا	ضیا عظیم آبادی	-/۴
بے جڑ کے پودے	سہیل عظیم آبادی	۲/۵۰
بھنور	گلشن نندہ	۷/۵۰
ببول کے سائے	ہاجرہ نازلی	۴/۵۰
بھنور	عفت موہانی	-/۱۶
بت تراش	یاقوتہ رحمٰن	-/۲۰
بولان جیل کا قیدی	بدنام رفیقی	-/۴
بہادر گارجنگ	کرشن چندر	-/۲۰
بھولی بھول (ڈراما)	اظہر افسر	-/۳
بھرم	عشرت کرت پوری	-/۳
بھیڑیا	مظہر الحق علوی	-/۹
بارہ آنے	پرویز	-/۱
باون پتے	کرشن چندر	۶/۷۵

ہالو	نسیم انہونوی	-/۹
پنکھوں تلے	عطیہ پروین	۷/۵۰
پھول	شرف تمیز	-/۱۶
پونم کی رات	ملکہ تمکین	-/۱۲
پھول مسکرائے	نیلوفر تیموری	-/۱۵
پرایا دھن	نسیم انہونوی	-/۲
پندار	عفت موہانی	-/۸
پیاسا ساون	گلشن نندہ	۵/۵۰
پتھر کا گلاب	کوثر چاند پوری	۴/۵۰
پتوار	ضیا عظیم آبادی	۴/۵۰
پرچھائیوں کی وادی	انور عظیم	-/۵
پریم پچیسی مکمل	پریم چند	۷/۵۰
تلخیاں	رشید اختر ندوی	۳/۵۰
تم کون ہو	آمنہ ابوالحسن	-/۸
تیرا مجسمہ	جوش سعید	-/۷
تنکے کا سہارا	شکیلہ اختر	-/۸
تاش کے پتے	اختر حسین	۶/۹۰
تصور اور تصویر	اعجاز شاہین	-/۷
تخت باغ	منزہ عبدالقادر	-/۴
تیری آنکھوں کے لیے	عطیہ پروین	-/۴
تھپیڑے	ٹیگور	۴/۵۰
تاریکیوں کے بعد	زلیخا حسین	۹/۷۵
تصویر بتاں	عصمت جمیل	-/۳

ترانہ — انجم ممتاز — ۸/-
ترنم — زبیدہ خاتون — ۶/-
تیغ زن (اول و دوم) — مظہر الحق علوی — ۲۰/-
تیاگ — شرت چندر — ۵/۵۰
تنہا تنہا — مہندرناتھ — ۶/-
تین پیسے کی چھوکری — قاضی عبدالغفار — ۲/-
ثمینہ — فرزانہ نصرین — ۶/-
ٹھنڈی آگ — شرت چندر — ۵/۲۵
جھیل اور کنول — اے حمید — ۱۰/-
جانباز — اختر حسین — ۳/-
جرم و سزا کامل — مظہر الحق علوی — ۱۹/-
جلتی چٹان — گلشن نندہ — ۷/۵۰
جنگ اسرائیل — نسیم حجازی — ۴/-
جلوۂ ایثار — پریم چند — ۴/-
جگ گانے اندھیرے — کیسم بانو قدوائی — ۳/-
جھیل کے اس پار — گلشن نندہ — ۷/۵۰
چھنک کا قلعہ — کرشن چندر — ۲/-
چنبل کی چنبیلی — " — ۹/-
خوشبو کا بدن — دیبا خانم — ۱۲/-
چنگیز خاں — رئیس احمد جعفری — ۸/-
چشم پُرنم — بلقیس صادق علی — ۵/-
چشمہ — اے۔آر۔خاتون — ۲۰/-
چندا کی چاندنی — کرشن چندر — ۲/-

چارہ ساز — شہلا نرگس — ۱۳/۶۰
چنگاری — گلشن نندہ — ۷/۵۰
چھوٹی سرکار — مرتضیٰ زیدی — ۵/۵۰
حیا — کوثر ظہیر — ۱۲/-
حنا کی خوشبو — دیبا خانم — ۱۲/-
حسینہ — نسیم انہونوی — ۵/-
حمیرہ — صادق سردھنوی — ۵/-
خانقاہ — مظہر الحق علوی — ۱۰/-
خوابوں کے شکاری — " — ۱۲/-
خورشیدی بیگم — انجم ممتاز — ۱/۵۰
خزاؤں سے دور — سرور جہاں — ۸/۵۰
خورشید (پارسی تھیٹر کا ڈراما) — مرتبہ مسیح الزماں — ۵/-
خوفناک دنیا — سید محمد علی شاہ — ۴/-
خطرات کے شکاری — اظہار اثر — ۲/-
خواب و خیال — منشی پریم چند — ۴/۵۰
خدا کی بستی — شوکت صدیقی — ۱۵/-
خورشید بہو — مرزا رسوا — ۱/۷۵
خدانخواستہ — شوکت تھانوی — ۳/-
دھوپ چھاؤں — نجمہ اعزاز — ۱۵/-
دل ایک کشکول — سلمیٰ کنول — ۱۶/-
دل سے دل تک — رضیہ بٹ — ۸/-
دھنک کے سایے — شاہینہ شمیم — ۱۰/-

...پن	مشرف تمیز	۱۶/-
...نغ داغ	فریدہ انیس	۱۳/۵۰
...پر	زکیہ نائلی	۱۲/-
...دامن	سلمیٰ کنول	۱۲/-
...ان میری ذکر تیرا	مہندر ناتھ	۷/-
...بازی	زکی انور	۴/-
...شہر	حمیدہ جبیں	۱۰/-
...لمحہ اپنے	رضیہ بٹ	۸/۵۰
...اور کسان	کرشن چندر	۷/۵۰
...ینیں	ایم احمد جاوید	۵/۵۰
...رشتہ	مہندر ناتھ	۴/۵۰
...سے قریب	افتخار حسین	۲/۲۵
...ایکبارنگ کردن	ایم۔ احمد جاوید	۴/۵۰
...دل کے	عفت موہانی	۶/۵۰
...پ کے بچے	کرشن چندر	۷/۵۰
...ے دیوانہ	ترجمہ محمود جالندھری	۶/۵۰
...کی بیٹی	خلیل جبران	۵/-
...	کرشن چندر	۳/-
...	ریوتی شرن شرما	۵/-
...ستبداد	مظہر الحق علوی	۷/-
...شب	"	۱۰/-
...ستہ دل	"	۹/-
...گی کی لذت	رضیہ بٹ	۸/-

ڈوب گیا سفینہ دل کا	زبیدہ سلطانہ	۶/-
رخسانہ	مترجم تصدیق سہاروی	۳/۵۰
رشتہ کا روگ	زلیخا حسین	۱۰/-
روپ	رضیہ بٹ	۱۳/-
رافو	مینا ناز	۱۲/-
رقاصہ	شرت چندر	۶/-
رانو	شیریں گل دُرانی	۱۵/-
روپا	مہندر ناتھ	۷/-
رخشاں	مشرف تمیز	۱۰/-
راز	عفت موہانی	۷/-
رحمت	نسیم انہونوی	۴/-
رمانہ	اے۔ آر خاتون	۶/۵۰
زینت	صنم آرا	۱۰/-
زود پشیماں	عفت موہانی	۱۰/۵۰
زہراب	مظہر الحق علوی	۱۱/-
زعفران کے پھول	خواجہ احمد عباس	۴/-
زندگی مسکرائی	زلیخا حسین	۶/-
رباب	زبیدہ سلطانہ	۱۰/-
راکھ اور انگارے	گلشن نندہ	۴/۵۰
روح کے بندھن	زلیخا حسین	۸/-
راہبہ	مسز عبدالقادر	۳/-
روٹھی رانی	پریم چند	۲/۲۵
رازِ دل	نواب زیدی	۷/۵۰

رینو	نصرت خانم اشرفی	۶/-
ریشم کے تار	عارف مارہروی	۶/-
روح کے زخم	عارف مارہروی	۵/۵۰
زرد پھول	تیمور شاہین	۹/-
زرتاج	عطیہ پروین	۸/-
زادراہ	پریم چند	۵/۵۰
زمرد	سلامت علی	۴/-
زورہا	محمود جالندھری	۱۰/-
سائے ہمسائے	یوسف ناظم	۶/-
سورج کے اندھیرے	مظہر الحق علوی	۱۵/-
سفید درندے	اے۔ عباسی	۶/-
سپردگی	غلام جیلانی	۴/۲۵
سرکنڈوں کے پیچھے	سعادت حسن منٹو	۳/-
سارے جہاں کا درد	رفیعہ منظور الامین	۱۰/-
سحر ہونے تک	فرید عشرتی	۶/-
سنبل	زبیدہ سلطانہ	۲/۵۰
سویرے	عفت موہانی	۶/۷۵
سوزیہ	روبینہ نازلی	۱۰/-
سیدانی	ڈاکٹر۔ عابدی	۶/-
سہاگ کی مہندی	احمد کمال	۵/-
سبزۂ بیگانہ / دراثتی انسانے	[illegible]	۴/-
ستارے بجلیاں	انیس مرزا	۴/-
سرفروش	نصرت چند	۵/۵۰
ستم کے سہارے	عفت موہانی	۶/۵۰
سفید کلیاں	فیروز شاہین	۶/۵۰
سفینہ	سرور جہاں	۴/۵۰
سالار حجاز	نسیم حجازی	۱۵/-
سفید جزیرہ	"	۶/-
سدھا	ہری گوپال شرما	۳/-
سنوتی	راشد الخیری	۱/۷۵
سزا	دت بھارتی	۶/-
سنگ میل	اختر حسین رائے پوری	۴/-
سیمی	خدیجہ سلطانہ	۵/-
سہانی آنچ	وسیم بانو قدوائی	۵/-
سنہرا سنگم	"	۵/-
سارا جہاں اداس ہے	قمر تکین	۴/-
سرابِ زندگی	نسیم انہونوی	۴/۵۰
سونا سمندر	مظہر الحق علوی	۸/-
سورج کا لہو	"	۱۴/-
سایۂ شیطان	"	۱۲/-
سسرال	شوکت تھانوی	۲/۵۰
شعلۂ شبنم	اسما راعجاز	۱۲/-
شمو	عارفہ سلطانہ	۲/۵۰
شمائل	کوثر ظہیر	۱۵/-
شعلۂ جوالا	ڈاکٹر رشید جہاں	۶/-

شبنو	ثریا بانو	۶/-
شبیلہ	فرزانہ یاسمین	۹/۵۰
شادان	رضیہ بٹ	۱۰/-
شرارہ	عظمت رضا	۹/-
شہپر	ہما اقبال	۱۸/-
شاخ بریدہ	نجمہ جبیں	۹/-
شمیمہ	فیروز جہاں	۸/-
شیلا	عطیہ پروین	۷/-
شہر آرزو	عفت موہانی	۵/۵۰
شہوار	مسرور جہاں	۶/-
شبینہ	ہاجرہ نازلی	۳/۵۰
شکار بیتی	ریحان احمد عباسی	۳/۵۰
شام ہی تو ہے	ثریا بانو	۸/-
شبو	رضیہ بٹ	۶/-
شکست ہی شکست	ذکی انور	۶/-
شازیہ	تنویر زہرہ بخاری	۷/-
شہر خوشاں	مظہر الحق علوی	۶/-
شادان	وحشی محمود آبادی	۳/۵۰
شہناز (ترجمہ)	حبیب اشعر	۳/۵۰
شریر بیوی	عظیم بیگ چغتائی	۳/۲۵
شرمیلی	گلشن نندہ	۸/۵۰
شہر میں صحرا	مظہر الحق علوی	۹/-
شہزادی ماہ رخ	اے۔ آر خاتون	۱/۲۵
شمس و قمر	رضیہ بٹ	۵/۵۰
شبنم	سراج انور	۴/-
شاہین و دُرّاج	راشد الخیری	-/۷۵
شام زندگی	"	۲/۵۰
شب زندگی	"	۳/-
صبح زندگی	"	۲/۵۰
صندل	سیدہ ماجدہ خاتون	۱۱/-
صابرہ	روبینہ چودھری	۱۰/-
صید ہوس	آغا حشر کاشمیری	۵/-
صنم	عفت موہانی	۱۰/-
صفیہ	سلمیٰ محبوب	۱۴/-
صائمہ	حمیدہ جبیں	۵/-
صلیبی جہاد	صادق سردھنوی	۹/-
طوبےٰ	زبیدہ سلطانہ	۱۶/-
طرز ستم	مینا ناز	۱۲/-
طوسیہ	روبینہ نازلی	۸/-
طاہرہ	مسرور جہاں	۵/-
طرز زندگی	نسیم انہونوی	۲/۵۰
طاہرہ	عبدالحلیم شرر	۴/-
ظلِّ ہما	مظہر الحق علوی	۲۰/-
عابدہ	بلقیس ہاشمی	۱۲/-
عطیہ	شیریں گل دہگانی	۱۴/-
عکس آئینے کے	ہرچرن چاولہ	۲/-

افسانہ	زہرہ رضویہ	۱۲/۵۰
دوسہ	زبیدہ خاتون	۵/-
خوشی	عابدہ نسرین	۱۵/-
عاشی	رضیہ بٹ	۸/-
دوسِ مشرق	راشد الخیری	۱/-
عرب کا چاند	صادق صدیقی	۷/-
دوسِ کربلا	راشد الخیری	۱/-
غبار شب	قاضی عبدالستار	۸/-
زل	بیگم آصف	۱۸/-
ـظار	بیگم رقیہ سلیم	۶/۷۵
غدار	کرشن چندر	۳/-
غزل	خالدہ محمود	۷/-
فاصلے اور منزل	عفت موہانی	۱۰/-
فاصلے	رضیہ بٹ	۱۶/۵۰
سنگسار	عفت موہانی	۵/۵۰
غم فرقت	ذکیہ بیگم	۱/۵۰
زینہ	راشدہ ناز	۱۰/-
زناز	رابعہ خاتون	۱۴/-
فائقہ	مہرافروز	۶/۵۰
لیقہ	فرحت یاسمین	۵/۵۰
فوزیہ	محمد سلیمان تنویر	۶/-
فریدہ	بیگم معشوق علی	۱۰/-
فروزہ	مرتضیٰ زیدی	۴/-
فتح بصرہ	صادق سردھنوی	۴/-
فتح خیبر	" "	۵/-
فاربنا	تنویر زہرہ بخاری	۵/-
فہمی	رئیس احمد جعفری	۱۲/-
قصرِ ڈراکیولا	مظہر الحق	۶/۵۰
قصدرات کا	انور عظیم	۱۲/-
قوسِ قزح	علامہ محمد زبیدی	۳/-
قاتل	پریم چند	۱/۵۰
قندیل	طلعت فاطمہ	۵/-
قفس	خورشید عالم زبیری	۴/-
کاغذ کے پھول	مرتضیٰ زیدی	۸/-
کعبہ میں صنم	ماہ جبیں	۱۲/-
کلی گلاب کی	عالیہ ناز	۶/-
کاغذ کی لڑکی	شہزاد احمد	۵/-
کاروانِ زندگی کے	مینا ناز	۱۲/-
کاشفہ	راشد قمر	۱۲/-
کھوئی ہوئی جنت	وسیم بانو قدوائی	۱/۲۵
کوئی درد آشنا بھی نہیں	صغرا مہدی	۱/۵۰
کاروانِ زندگی کے	مینا ناز	۱۲/-
کاغذ کی ناؤ	کرشن چندر	۵/۲۵
کارنیبال	"	۵/۵۰
کسک	عظمت رضا	۱۰/-
کینسر وارڈ اوّل ترجمہ: گوپال متل		۴/-

کینسر وارڈ دوم ترجمہ گوپال متل ۴/-
کتیا شوکت تھانوی ۵/-
کونپل مائل ملیح آبادی ۵/-
کھوکھلے انبار م۔م راجندر ۲/-
کھرے کا چاند ڈاکٹر محی حسین ۳/-
کھلاڑی عظمت رضا ۸/-
کارواں ہمارا کوثر چاندپوری ۳/۴۰
کوئی شکایت نہیں دت بھارتی ۸/-
گلگونہ قمر نقوی ۹/۵۰
گونگی چاہت انیس مرزا ۶/۵۰
گزرتے لمحوں کی چاپ رام لعل ۷/-
گلنار سلمیٰ کنول ۱۱/-
گناہ کا رشتہ مانک ٹالہ ۶/-
گونجتا ہے بھگوان کوثر چاندپوری ۱/۵۰
گمنام خدیجہ رحمٰن ۴/-
گردشِ ایام مسرور جہاں ۵/-
گوڈر کا لال راشد الخیری ۱۲/-
گمراہ عارف مارہروی ۸/-
گناہ آدم مظہر الحق علوی ۷/-
گرد باد " ۱۲/-
گلشن گلشن ڈھونڈا تجھکو کرشن چندر ۳/۵۰
گرگٹ شوکت تھانوی ۲/-
گدھے کی واپسی کرشن چندر ۴/۵۰

گونگے معمار خورشید عادل رشید ۱/-
گیت یہ میرے حمیدہ جبیں ۶/۵۰
گلرو نسیم انہونوی ۵/-
گھروندہ انیس مرزا ۵/۵۰
لیلیٰ خالد ناصر ادیب ۶/-
لہر لہر طوفان گلشن آنند ۸/-
لکیریں سلمیٰ کنول ۱۸/-
لال تاج کرشن چندر ۲/۷۵
لہو کے پھول (۵ جلد) حیات اللہ انصاری ۹۰/-
لیلیٰ کے خطوط قاضی عبدالغفار ۳/-
لال چندری نسیم مینائی ۲/۵۰
موت کا قہقہہ اے عباسی ۶/-
ماہِ ناز زبیدہ سلطانہ ۱۰/۵۰
ماہیں رابعہ خاتون ۱۸/-
ملیحہ مشرف تمیز ۱۲/-
مارِ آستین زلیخا جبیں ۷/۵۰
میں کشور سلطان ۹/-
میری فلمی سرگذشت بلراج ساہنی ۵/-
میرا دوست زلفی پیلو مودی ۵/-
متاعِ درد رضیہ فصیح احمد ۱۰/-
مشو زبیدہ سلطانہ ۱۴/-
محبت کی راہیں عفت موہانی ۵/۵۰
مادا " ۸/-

ماہ عرب	صادق سردھنوی	-/۶
چلکتے زخم	جمیل انجم	۵/۵۰
میری یادوں کے چنار	کرشن چندر	-/۸
ماہ لقا	زبیدہ سلطانہ	-/۱۰
مونا	زرینہ ضمیر	۶/۵۰
میلا آنچل	تنویر زہرہ بخاری	-/۸
مسیحا	عظمت رضا	-/۸
میڈم	شرف خانم اشرفی	-/۱۰
منتخب افسانے	مرتبہ میر محمود حسین	۲/۵۰
ملہار	انیس مرزا	-/۸
محبت نام ہے غم کا	عفت موہانی	۵/۵۰
مجنوں کی ڈائری	قاضی عبدالغفار	۱/۷۵
میٹھا درد	نشرت چند	۶/۵۰
مٹی کے ادراک	جوگیندر پال	-/۶
معرکۂ کربلا	صادق سردھنوی	-/۱۲
مرجانہ	بلقیس ظفر	۲/۵۰
مس طلعت	نسیم انہونوی	-/۶
مہ پارا	"	-/۴
مہتاب	"	-/۶
مسافر نواز بہتیرے	ابراہیم علوی	-/۳
مٹی کے صنم	کرشن چندر	۴/۵۰
مریم	رضیہ بٹ	-/۱۰
میرے بہترین افسانے	منشی پریم چند	۵/۵۰

ماہ عجم	راشد الخیری	-/۲
محبوبۂ خداوند	"	۱/۵۰
مہارانی	کرشن چندر	-/۶
مفلسی میں آٹا گیلا	عبدالمجیب سہالوی	-/۴
مشینوں کا شہر	کرشن چندر	-/۴
مہ لقا	عطیہ پروین	-/۶
ندیا بہی جائے	رشید عارف	۲/۵۰
نگاہِ ناز	فہمیدہ نسرین	-/۱۲
نوازش	سلمیٰ کنول	-/۷
ننھی کی موت	منتظر ہاشمی	۲/۷۵
نرملا	پریم چند	-/۶
نزہت	اسماء اعجاز	-/۴
نہ کلی نہ پھول	ریاض ارشد	۵/۲۵
نازو	رئیس احمد جعفری	-/۶
ندائے روح	مظہر الحق علوی	-/۱۱
نیل کی ساحرہ	"	-/۸
نیلی آنکھیں	پریم ناتھ درد	۳/۵۰
نو ڈرامے	احسان الحق	-/۴
نئے صنم نئے خواب	حمیدہ جبیں	۳/۷۵
نزہت آرا بیگم	زبیدہ خاتون صدیقی	۴/۷۵
نقاب پوش پیغمبر	صادق سردھنوی	۵/۷۵
نواب زادی	حمیدہ جبیں	-/۸
ناز	عنایت اللہ	-/۸

وحدت	ابن حیات	۳/۷۵
وطن	عبدالمنان ناجر	۱۰/-
وفا کی ڈور	بیگم روحی	۵/-
وفا	فرزانہ یاسمین	۱۰/-
وفا	احمد کمال	۵/۲۵
وہ لڑکی	شیام سندر پرویز	۲/-
وحشی	رضیہ بٹ	۱۰/-
وادیوں کی آہیں	سلمیٰ کنول	۸/-
وادیِ قاف	مسز عبدالقادر	۳/-
ویرانی نہیں جاتی	پروانہ رودولوی	۲/۵۰
ہم نشین	مسرور جہاں	۴/۵۰
ہلاکِ فریب	مترجم اثر لکھنوی	۲/۵۰
ہم جنم جنم کے ساتھی	عاشق شاہ	۳/-
ہمارا گھر	کرشن چندر	۴/-
ہیرے کا جگر	زکی انور	۴/۵۰
ہونولولو کا راجکمار	کرشن چندر	۶/-
ہیم کماری	صالحہ عابد حسین	۲/-
یوکلپٹس کی ڈالی	کرشن چندر	۴/-
یاسمینِ شام	راشد الخیری	۲/۵۰
ہٹ دھرم	ملکہ معین	۳/-

طنزیہ و مزاحیہ ادب

ایک ادبی حماقت	ضیا حسینی	۳/-
اکبر کے لطیفے	نادم سیتاپوری	۱/۵۰
آوارہ گرد کی ڈائری	ابن انشا	۸/-
الکشفیات	عبدالمجید سہالوی	۲/-
انتخاب فتنہ	نادم سیتاپوری	۲/۵۰
اوپر شیروانی اندر پریشانی	ابراہیم جلیس	۵/-
اردو ادب میں طنز و مزاح	غلام احمد فرقت	۱۶/-
بہرحال	مجتبیٰ حسین	۷/-
بدنام کتاب	فکر تونسوی	۷/۷۵
بڑی حیلی	مرزا محمود بیگ	۲/-
بات کا بتنگڑ	وجاہت علی سندیلوی	۳/-
پرواز	شفیق الرحمان	۴/۵۰
پچھتاوے	"	۵/-
پروفیسر بدھو	فکر تونسوی	۲/۷۵
پطرس کے مضامین	پطرس بخاری	۳/۵۰
تیرِ نیم کش	بھارت چند کھنہ	۵/-
تبسم و قہقہے	ایم اے۔ خان	۴/-
چھیڑ چھاڑ	پرویز یداللہ مہدی	۶/-
مزاح شریف	رشید قریشی	۳/۵۰
چوپٹ راجا	فکر تونسوی	۶/-

چراغ تلے	مشتاق احمد یوسفی	۶/-
حماقتیں	شفیق الرحمان	۶/۷۵
خاکم بدہن	مشتاق احمد یوسفی	۷/۵۰
دھوپ کی عینک	وجاہت علی سندیلوی	۴/-
داد کی بیداد	عبدالمجیب سہالوی	۲/۲۵
دیوار نیے	یوسف ناظم	۳/-
زیر غور	〃	۴/-
سائے ہمسائے	〃	۶/-
سائنٹس سے ملیے	مسیح انجم	۲/۵۰
ستم ایجاد	احمد جمال پاشا	۴/۵۰
شگوفے	شفیق الرحمان	۵/
شگوفہ زار	خواجہ عبدالغفور	۱۰/-
صید دہدف	غلام احمد فرقت کاکوروی	۳/-
طنزیہ ڈرامے	ابراہیم یوسف	۷/۵۰
طنزیہ ومزاحیہ نظمیں	بشریٰ ناہید	۴/۵۰
غالب کے ڈرامے	شوکت تھانوی	۵/-
نٹ کھٹ	یوسف ناظم	۳/۵۰
قصہ مختصر	مجتبیٰ حسین	۵/-
یہ ایک تبسم	برق آشیانوی	۳/-

کرنیں	شفیق الرحمان	۵/۲۵
گوکھرو کے کانٹے (شعری)	علی صاحب میاں	۱/۵۰
کلام حفیظ	حفیظ جالندھری	۸/-
کفِ گل فروش	غلام احمد فرقت	۳/-
لالہ زار	خواجہ عبدالغفور	۵/-
لہریں	شفیق الرحمٰن	۵/۲۵
مزید حماقتیں	〃	۹/۷۵
مدوجزر	〃	۶/-
موج در موج	اظہر افسر	۴/-
مشاعرۂ عالمِ ارواح	مرتضیٰ حسین موسوی	۴/-
مضامین عابد	ڈاکٹر عابد حسین	۴/-
مضامین رشید	رشید احمد صدیقی	۱۸/-
منطقی ہیں آتا گیلا	عبدالمجیب سہالوی	۳/-
نشتر ومرہم (شعری)	رضا نقوی واہی	۳/۵۰
نازک جیالیاں	کنہیا لال کپور	۲/۵۰
نیکی کر تھانے جا	ابراہیم جلیس	۵/-
نوک ونشتر	کنہیا لال کپور	۳/-
ہنسے اور پھنسے	ابراہیم جلیس	۴/۵۰

جامعہ ملّیہ اسلامیہ کا خط وکتابت اُردو کورس

۱۔ رہنما ہندی کے ذریعے اردو ۱/۵۰	۴۔ اردو اسکرپٹ تھرو انگلش ۲/۵۰
۲۔ 〃 دوسری کتاب ۲/-	۵۔ لیرن ان اردو اسکرپٹ ۱/-
۳۔ 〃 تیسری کتاب ۲/۵۰	۶۔ ابتدائی اُردو ریڈر ۲/-

لغات

حروف محمد انصار اللہ ۴/۹۰
نحو 〃 ۵/۹۰
ہندی لغت ابو محمد رام نگری ۷/۵۰
لش اردو ڈکشنری کلاں مولوی عبد الحق ۵۰/-
〃 〃 〃 پاپولر 〃 ۷/۵۰
دو ہندی ڈکشنری انجمن ترقی اردو ۳۰/-
دو ادبی لغت نور محمد ۱۵/-
ربی اردو ۱۸/-
دو عربی ۱۵/-
نوار اللغات ۵/-
دو انگلش ڈکشنری (پریکٹیکل) ۱۸/-
اردو ہندی لغت (پاکٹ) نسکین ۲/-
ہندی اردو لغت (〃) 〃 ۲/-
اردو ہندی شبد کوش محمد مصطفےٰ خاں مداح ۱۸/-
اردو انگلش ڈکشنری عبد الحق ۴۰/-
اردو لغت جلد اوّل حفیظ عباسی ۳۵/-
آکسفورڈ ڈکشنری انگلش اردو ۷/۵۰
دکنی اردو کی لغت ڈاکٹر مسعود حسین خاں ۱۲/-
دکنی لغات ضامن ۶/-
فرہنگ آصفیہ کامل ۴ حصے سید احمد دہلوی ۱۸۰/-
جامع اردو لغات ۷/۵۰
ہندوستانی انگریزی لغت ترتیب تکشی داس ۵۰/-
ہندی [illegible] ۴/۵۰

فیروز اللغات کلاں فیروز احمد ۵۰/-
〃 〃 درمیانی 〃 ۱۸/-
〃 〃 جیبی سائز 〃 ۶/-
فرہنگ ادبیات فارسی) ایرانی ایڈیشن ۷/-
فرہنگ عامرہ عبد اللہ خویشگی ۱۰/-
کریم اللغات کریم الدین ۴/۵۰
لغات المشورہ ترتیبہ تسکین ۲/-
لغات کشوری نول کشور ۲۲/۵۰
لغات القرآن محمد عبد الرشید ۳۹/۵۰
ماڈرن پرشین ڈکشنری ایس-ڈی-واضی ۴۰/-
مختصر فرہنگ پدماوت محمد انصار اللہ ۵/-
مصباح اللغات ۵۰/-
مہذب اللغات (حصہ اوّل) مہذب لکھنوی ۲۵/-
〃 〃 (دوم) 〃 ۲۵/-
〃 〃 (سوم) 〃 ۲۵/-
〃 〃 (چہارم) 〃 ۲۵/-
〃 〃 (پنجم) 〃 ۲۵/-
〃 〃 (ششم) 〃 ۲۵/-
〃 〃 (ہفتم) 〃 ۲۵/-
〃 〃 (ہشتم) 〃 ۲۵/-
نیو ماڈل اردو انگلش ڈکشنری ۷/۵۰
ہندی کی نئی ڈکشنری نیاض حسین [illegible]/-

خانہ داری

آئینہ نازلی	عصمتی دسترخوان	۴/۵۰
ادارۂ حریم	حریمی دسترخوان	۶/-
زینت انور	دلہن کشیدہ کاری	۵/-
قدسیہ	قدسیہ کشیدہ کاری	۶/-
	سعیدہ کشیدہ کاری	۶/-
	رضیہ کا شاہی دسترخوان	۴/۵۰
زینت انور	حسین کشیدہ کاری	۵/-
شمیم آرا	بانو کشیدہ کاری	۸/-
رشیدہ خاتون	رشیدہ کشیدہ کاری	۷/۵۰
کرشنا کماری	بیسویں صدی کشیدہ کاری	۵/-
فرخ نسرین	فرخ کشیدہ کاری	۱۰/-
مسرت زمانی	علم امور خانہ داری	۴/۷۵
	کھانا پکانا	۴/-

تاریخ — تذکرہ — سوانح

ابوالحسن ہجویری	صباح الدین عبدالرحمٰن	۳/-
اسلامی ہند کی عظمتِ رفتہ	قاضی اطہر مبارکپوری	۹/۷۵
الفاروق	شبلی نعمانی	۹/-
الغزالی	"	۷/-
اسلامی سوانح عمریاں	شرر	۲/-
اسباب بغاوتِ ہند	سرسید احمد خاں	۴/-
الکلام	شبلی نعمانی	۷/-
تحریک ریشمی رومال	شیخ الہند	۲۰/-
تذکرہ حضرت امام غزالی	اسلام الحق	۲/-
تاریخ ملت عربی		۱۲/-
تذکرہ خسروی	خواجہ حسن ثانی	۱/۵۰
تذکرہ نظامی	حسن ثانی نظامی	۱/۵۰
تاریخ اسلام ۳ جلدیں	مولانا اکبر شاہ خاں	۶۰/-
" " ۴ "	مولانا سلیمان ندوی	۴۶/۵۰
تاریخ ہند پر نئی روشنی	خورشید احمد	۹/۵۰
" گجرات	ابوظفر ندوی	۱۲/۵۰
" سندھ	"	۶/-
" کوکن	ڈاکٹر مومن محی الدین	۱۲/-

فہمی

رئیس احمد جعفری کا رومانی شاہکار

قیمت: ۱۲/-

حضرت نظام الدین اولیار — پروفیسر محمد مجیب — ۴/-
حیاتِ شیخ عبد الحق محدث دہلوی — خلیق احمد نظامی — ۱۰/-
حیدر علی — محمود بنگلوری — ۵/-
حیاتِ شبلی — دار المصنفین — ۲۲/۵۰
حیاتِ سلیمان — ″ — ۲۲/-
خواجہ معین الدین چشتی — سید صباح الدین عبد الرحمٰن — ۱/-
دلی کی یادگار ہستیاں — امداد صابری — ۱۵/-
دنیا کی حکومتیں — ہاشم قدوائی — ۱۴/-
رحمت للعالمین کامل — قاضی محمد سلیمان — ۳۶/-
ڈاکٹر سید محمود — سید صباح الدین عبد الرحمٰن — ۳/-
سیرۃ نبوی۔ ترجمہ — نثار احمد فاروقی — ۷/۵۰
سیرۃ مبارکہ محمد رسول اللہ صلعم — مولانا محمد میاں — ۳۰/-
سیاسی نظریے — ضیار الحسن فاروقی — ۴/-
سرسید احمد خاں — میر نجابت علی — ۱/-
سوویت وسط ایشیا کی جمہوریتیں — سلامت علی جعفری — ۳/-
سیرۃ النبی کامل ۷ جلدوں میں — شبلی نعمانی — ۱۳۶/-
سیرۃ سید احمد شہید — ابو الحسن ندوی — ۴/-
سو بڑے آدمی — سالک — ۲/-
سوانح مولانا عبد القادرؒ — ابو الحسن ندوی — ۵/-
۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ — خلیق احمد نظامی — ۲/۲۵

سوویت روس — جواہر لال نہرو — ۸/-
سوامی ویویکانند — رام کرشن مشن — ۱/-
سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات — خلیق احمد نظامی — ۱۲/۵۰
شہیدانِ آزادی — پی۔ این چوپڑا — ۲۴/-
شیخ الہند مولانا محمد حسن حیات اور علمی کارنامے — اقبال حسن خاں — ۳۰/-
نثری آرو نبرد — اشفاق حسین — ۴/۵۰
شخصیتیں — دور آفریدی — ۳/-
شہید انسانیت — مولانا سید علی نقی — ۲۰/-
عندلیب تواریخ — مسعود حسن ادیب — ۲/۵۰
غدر کے چند علماء — انتظام اللہ شہابی — ۳/-
زردوس میں غارتگری — کشمیر ریسرچ گروپ — ۴/-
گاندھی جی کی آپ بیتی — اسرار احمد آزاد — ۸/-
قرنِ اول کا مدبر — خورشید احمد نظامی — ۵/-
گاندھی جی اور ان کے خیالات — عبد اللطیف اعظمی — ۵/-
محمد بن عبد الوہاب — محی الدین احمد — ۵/-
مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں — خواجہ غلام السیدین — ۳۰/-
محمد علی جناح ترجمہ — شہاب الدین دسنوی — ۵/-
محمد علی کے — ڈاکٹر احمد لاری — ۵/-
مصائب غدر — مولوی نذیر احمد — ۳/۵۰
مختصر تاریخ گورکھپور — ڈاکٹر احمد لاری — ۲/۵۰

(بل سے) فوت تک — محمد اقبال — ۲۴/-

(داب) حیدر علی — ڈاکٹر عبدالوحید — ۲/۲۵

ہندوستان کا تہذیبی ورثہ — ڈاکٹر سید محمد ضیاالدین — ۲/۹۴

ہمارے صدر جمہوریہ فخرالدین علی احمد — مرتضیٰ اعجاز — ۵/-

ہندوستان کی فیصلہ کن جنگیں — محمود بنگلوری — ۵/۵۰

ہندوستانی معاشرہ عہد وسطیٰ میں — کنور محمد اشرف — ۱۸/۲۵

عروض و قواعد

(اُر)دو مصدر نامہ — حفیظ الرحمٰن — ۱۵/-

(ص)نائع سخن — علامہ اخلاق احمد دہلوی — ۱/-

(ار)دو صرف و نحو — مولوی عبدالحق — ۴/۷۵

(تد)ریج بلاغت — علامہ اخلاق احمد دہلوی — ۱/-

رہنمائے شاعری (دوم) — اختر مویانی — ۱/۷۵

علم قافیہ — ممتاز الرشید — ۵۰/-

علم بدیع — رشید احمد — ۵۰/-

(علا)مات قرأت — سر سید احمد خاں — ۴۵/-

فنِ شاعری — علامہ اخلاق دہلوی — ۳/-

تفہیم بلاغت — " " — ۱/-

قواعد اُردو — مولوی عبدالحق — ۱۰/۵۰

اُردو صرف — ڈاکٹر انصاراللہ — ۲/۹۵

اُردو نحو — " — ۱/۹۰

مضمون نگاری — علامہ اخلاق دہلوی — ۳/-

میزانِ سخن — " — ۱/-

تفہیم البلاغت — جلال الدین احمد — ۳/-

اقتصادیات۔ معاشیات

فلسفہ

ابو سالم — روزگار شرح سود وزر — ۸/۵۰

ضیاالحسن فاروقی — سیاسی نظریے — ۴/-

طفر حسین — انواع فلسفہ — ۵/۵۰

" — مال و معیشت — ۳/۵۰

ڈاکٹر ذاکر حسین — معاشیات مقصد، منہاج — ۱/۵۰

عبدالباری ندوی — فہم انسانی — ۲/۵۰

سعید سہروردی — مسلمانوں کے اقتصادی مسائل اور ان کا حل — ۸/-

نجم الدین — کاروانِ معیشت — ۶/۵۰

— — — —

مذہب اور تاریخ اسلام

اثناعشریہ منصور	سید نذر الحسن قادری	۱۰/-
الدین الحنیف	حماد احمد صدیقی	۱۵/-
اسلام کیا ہے	مولانا منظور نعمانی	۲/۵۰
اسلام اور حقوق انسانی	سید محمد اجتبا ندوی	۲/-
اسلامی خطوط	رفیع الدین	۲/۵۰
اسلام اور اس کا آئین حکومت	غلام محمد	۲/۵۰
اسلام اور اس کا آئین جنگ	〃	۶/-
اسلام دوراہے پر	محمد اسد	۲/-
اسلام اور اشتراکیت	غلام محمد	۱/۵۰
اسلام میں عورتوں کا مقام	مولانا عبد العلی	۳/-
اسلام اور خلافت	محمد قاسم صدیقی	۱/۲۵
ایمان کی باتیں	حضرت مولانا عبد الصمد رحمانی	۱/۷۵
الہارون	عمر ابوالنصر	۷/۵۰
اسلام اور اسکے عقائد	حضرت مولانا اشرف شہید	۱/۲۵
آثار رحمت	مولانا امداد صابری	۱۰/-
البرامکہ اور ان کا عروج و زوال	حبیب حسن	۲/-
انوار ہدایت	ابو مسعود اشرف	۱/۵۰
امام اعظم ابو حنیفہ رح	مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری	۸/-
ارکان اسلام	مولانا مولوی احتشام الحسن	۲/۲۵
امت مسلمہ کی مائیں	مولانا عاشق الٰہی	۲/۲۵
اسلام ایک نظر میں	صدر الدین اصلاحی	۲/۵۰
الحسین	عمر ابو نصر	۲/-
اسوۂ حسنہ	مولانا محمد ظفر الدین	۳/۷۵
اسلام اور عربی تمدن	شاہ معین الدین احمد ندوی	۱۱/-
الفوز الکبیر	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح	۲/۵۰
اسلام کا نظام مساجد	محمد ظفر الدین	۶/۲۵
آؤ دین سیکھیں	ابو سلیم محمد عبد الحیٔ	۳/۸۰
اسلام کا نظام عفت و عصمت	محمد ظفر الدین / یورڈ نوڈ بہاری	۶/۲۵
العلم والعلماء	عبد الرزاق ملیح آبادی	۴/۲۵
اشاعت اسلام	مولانا حبیب الرحمٰن	۷/۵۰
امام رازی	مرتبہ: مولانا عبد السلام ندوی	۱۰/-
اسلامی دنیا دسویں صدی عیسوی میں	خورشید احمد فاروقی	۲/۲۵
اسوۂ صحابہ اول و دوم	مولانا عبد السلام ندوی	[illegible]
بیماری اور اس کا روحانی علاج	ڈاکٹر میر ولی الدین	۸/۷۵
پیغمبروں کی کہانیاں	شبنم قادری	۳/۵۰
تمدن اسلام	عبد الماجد دریابادی	۴/۵۰
تاریخ عصر قدیم	عبد الحلیم شرر	۶/۵۰
تنبیہ الغافلین	علامہ ابن حجر عسقلانی	[illegible]

تعلیمات سید ابوالاعلیٰ مودودی ۱/۱۲
ترجمان السنہ اوّل تا چہارم محمد بدر عالم ۴۲/۵۰
تاریخ ندوہ خورشید احمد فاروقی ۵/-
تاریخ اسلام پر ایک نظر مولوی محمد رحمٰن خاں ۱۲/۵۰
تدوین قرآن مولوی غلام ربانی ۲/۵۰
تصوف اسلام مولوی عبدالماجد دریابادی ۳/۵۰
تفسیر مظہری عربی مکمل قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۰/-
" " اردو " " ۱۶۰/-
تعلیمات اسلام اوّل دوم عبدالسلام قدوائی ۴/۲۵
تاریخ علم فقہ سید نعیم الاحسان ۲/۵۰
جمعے کے خطبے مجلد رنگین ۶/۳۰
جہاد اور اسلام مولانا آزاد ۲/۵۰
جنت کی کنجی مولانا احمد سعید ۶/-
چاند ستارے مولانا چراغ حسن ۲/-
حج کا سفر محمد رضا انصاری ۵/۵۰
حیات صدیق اکبرؓ ضیاء القادری بدایونی ۳/۵۰
حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط خورشید احمد فاروقی ۱۱/۲۵
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کا فقہ ڈاکٹر خلیفہ فخری ۸/۷۵
حکمائے اسلام کامل اوّل دوم۔ مولانا عبدالسلام ندوی ۲۱/۴۵
حیات دستگیرؒ مسلم احمد نظامی ایم اے ۲/-
حضرت عثمانؓ کے سرکاری خطوط ۶/۲۵

حیات طیبہ ابوسلیم محمد عبدالحی ۴/۸۰
حسنہ اور سیئہ امام ابن تیمیہ ۲/۷۵
خواتین مولانا اسلم جیراجپوری ۴/۵۰
خلافت راشدہ اور ہندوستان ۱۰/-
خواجہ بندہ نواز کا تصوف کا سلوک ڈاکٹر میر ولی الدین ۳/۷۵
خطبات مدراس سید سلیمان ندوی ۵/-
خیر المجالس مولانا احمد علی ۶/-
خلفائے راشدینؓ احتشام الحسن ۲/۲۰
درس تبلیغ مقبول احمد سیوہاروی ۲/-
دی ہولی قرآن کامل (تین حصے) ۱۸۰/-
دی ہولی قرآن عبداللہ یوسف علی ایک جلد ۲۰/-
دوزخ کا کھٹکا مولانا احمد سعید ۴/-
دربار رسالت کے فرمان مولانا مصطفیٰ حسینی زیدی ۱/۴۰
زاد آخرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ۱۰/-
درس قرآن فروغ احمد لائلپوری ۲/-
روح توحید ترجمہ سلیمان ندوی -/۷۰
رسول کی باتیں مولانا احمد سعید ۳/-
رمضان کی باتیں صادق علی بستوی ۱/۵۰
رسول خدا کی غریبوں سے محبت مولانا امداد صابری ۲/-
" دشمنوں سے سلوک " " ۱/۵۰
رسول اللہ کا طریقہ نماز محمد سلیمان قاضی ۲/۴۰

ل اللہ کی مقدس زندگی مولانا زاہد القادری ۴/۷۵
بائے قرآن میر ولی الدین ۱/-
مائل عمر بن الخطاب خورشید احمد فاروقی ۶/۲۵
ودیت یونین میں
سلمان اور اسلام } سلامت علی مہدی ۱/۵۰
برت نبوی نثار احمد فاروقی ۷/۵۰
برت خلفائے راشدین عبد الشکور ۲/۵۰
نبیدہ کالال راشد الخیری ۲/-
برت طیبہ قاضی زین العابدین ۶/۹۰
۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ مرتبہ خلیق احمد نظامی ۶/۷۵
یرۃ النعمان علامہ شبلی نعمانی ۵/-
شہید اسلام مولانا صادق سردھنوی ۴/-
یرت اور اسلامی تعلیم مالک رام ۳/-
رب دنیا مرتبہ محی الدین الوائی ۲/۵۰
روج و زوال کا الٰہی نظام مولانا محمد تقی امینی ۴/۷۵
رفانیات باقی سید نظام الدین احمد ۴/۵۰
غریب القرآن فی القرآن مرزا ابوالفضل ۱۸/-
علامان اسلام مولانا سعید احمد ایم اے ۱۲/۷۵
خانقاہ نظامی سلیم احمد نظامی ایم اے ۲/۵۰
فتاوے زنگی محل محمد رضا انصاری ۴/۲۵
فلسفہ کیا ہے؟ ڈاکٹر میر ولی الدین ۲/۲۵
قرآنی دعائیں مفتی سید محمود شاہ -/۲۵
قرآن کی باتیں محمد سعید ۲/۵۰

قرآن اور تعمیر سیرت ڈاکٹر میر ولی الدین ۷/۵۰
قصص القرآن کامل مولانا محمد حفظ الرحمٰن ۳۶/۲۵
قرون وسطیٰ کے مسلمان
کی علمی خدمات } محمد عبدالرحمٰن خاں ۹/۷۵
قرآن اور تصوف میر ولی الدین ۵/-
کتاب حدیث سید منت اللہ ۱/۹۰
لا مذہبی دور کا تاریخی پس منظر مولانا محمد تقی امینی ۵/-
مکاتیب مولانا مظہر الحق مجلس صد سالہ یادگار ۳/۵۰
مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ مولانا عاشق الٰہی ۴/۷۵
موت کا جھٹکا مولانا احمد سعید ۶/-
میاں بیوی کے حقوق مولانا تھانوی ۱/-
مزارات اولیائے دہلی مولوی محمد شاہ ۴/-
مسلم معاشرت سید ظہور احمد شاہجہانپوری ۵/۲۵
مہاجرین کامل مولانا معین الدین ندوی ۱۸/۷۵
مجاہد کی اذان عنایت اللہ سبحانی ۴/۴۰
معارف الآثار خواجہ عبدالرشید ۳/-
مکتوبات شیخ الاسلام کامل مولانا نجم الدین ۱۲/۵۰
مسلمانوں کا نظم مملکت مولوی علیم اللہ صدیقی ۹/-
مسلمانوں کا عروج و زوال مولانا سعید احمد ۹/۷۵
مکمل لغات القرآن مولانا سعید احمد ۸۷/۵۰
ماہ رمضان " ۳/-
مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں محمد عرفان ندوی ۴/۷۵
نکات قرآن مولانا اسلم جیراجپوری ۴/-

نبی عربیؐ قاضی زین العابدین میرٹھی ۳/۲۴

ولیِ کامل مفتی عزیز الرحمٰن ۶/-

وحیِ الٰہی مولانا سعید احمد ۵/-

ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں مولانا قاضی اطہر مبارک پوری ۸/۷۵

ہند و پاک کے اولیاء شوکت علی فہمی ۴/۵۰

ہندوستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت ۲/۵۰

ہندوستان میں اسلام پر نظرِ ثانی کی ضرورت آصف فیضی ۵۰/-

ہندوستان شاہانِ مغلیہ کے عہد میں ۵/-

ہفت تماشا مرزا قتیل ۴/۵۰

غالبیات

دیوان:-

غالب اردو کلام کا انتخاب مرتبہ محمد مجیب ۵/۵۰

غالب شناسی نا انصاری ۲۰/-

دیوانِ غالب حیدرآباد ایڈیشن ۴/-

دیوانِ غالب مع شرح نرلیش کمار شاد ۲/-

دیوانِ غالب مرتبہ مالک رام ۶/-

گلِ رعنا 〃 〃 ۱۰/-

دیوانِ غالب ، احتشام حسین ۲/۵۰

رباعیاتِ غالب (فارسی) مرتبہ امیر حسن نورانی ۳/-

کلیاتِ غالب (〃) 〃 〃 ۱۵/-

انتخابِ کلامِ غالب (〃) ڈاکٹر ذاکر حسین ۳/-

خطوط:-

اردوئے معلّٰی غالب نمبر سوم ۹/-

عکسِ غالب آل احمد سرور ۸/-

عود ہندی غالب ۴/۵۰

خطوطِ غالب مرتبہ مالک رام (زیرِ طبع)

ادبی خطوطِ غالب ، حسن عسکری ۶/-

سوانح:-

غالب مرتبہ غلام رسول مہر ۲۰/-

دستنبو (فارسی) مرزا اسد اللہ غالب ۲/۵۰

کہانی میری زبانی مرتبہ حفیظ عباسی ۴/۵۰

یادگارِ غالب ، مالک رام ۱۸/-

غالب کی زندگی امیر حسن نورانی ۱/۵۰

غالب کی کہانی محمد شفیع الدین نیّر ۲۳/-

تنقید:-

عرفانِ غالب مرتبہ آل احمد سرور ۸/-

دیدارِ غالب عرش ملسیانی ۵/-

شرح نظم طباطبائی اور تنقید کلام غالب مسعود حسن رضوی ۴/-

اطرافِ غالب ڈاکٹر سید عبداللہ ۱۵/-

ب بلوگرانی محمد انصار اللہ ۱۶/۵۰

ب کا فن اسلوب احمد انصاری ۲/-

ع غالب مرزا جعفر حسین ۷/-

یا کے چند مباحث ابو محمد سحر ۵/-

ب حقیقت نینے ہیں ہنس راج رہبر ۱۶/-

یات غالب مرتبہ محمود نیازی ۶/-

ب اور ذکار ضیاء الدین احمد شکیب ۶/-

ب اور اُن کے معز ضین سید لطف الرحمٰن ۱۲/-

لب (تشریح و مطالعہ) نیر مسعود ۶/-

عصروں پر غالب کا اثر ظفر ادیب ۱۰/

لب اور مطالعۂ غالب ڈاکٹر عبادت بریلوی ۳۰/-

لاش غالب نثار احمد فاروقی ۱۰/-

غالب کا تنقیدی شعور مکتوبات کے آئینے میں اخلاق حسین عارف ۳/-

جیبیہ غالب سعادت علی صدیقی ۲/۵۰

عیار غالب مرتبہ مالک رام ۷/۷۰

غالب سرائی لطف الرحمان ۴/-

پیکر غالب محمد عبد اللطیف ۲/۷۵

غالب کی تشبیہی تخئیل شہید صفی پوری ۷/-

غالب اور آہنگ غالب ڈاکٹر یوسف حسین خاں ۱۶/-

غالب اور اقبال شفیق صدیقی ۱۵/-

غالب کی شاعری کا نفسیاتی مطالعہ ڈاکٹر سلام سندیلوی ۱۲/-

غالب نما سید مرتضیٰ حسین بلگرامی ۲/۵۰

غالب نقشبند رنگا رنگ عطا کاکوی ۴/-

نذر غالب " ۴/-

محاسن کلام غالب عبدالرحمٰن بجنوری ۲/-

غالب نام آورم نادم سیتاپوری ۴/۵۰

غالب کے کلام میں الحاقی عناصر " ۵/-

روزمرہ و محاورۂ غالب پریم پال اشک ۶/-

غالب ڈاکٹر ایس عبد اللطیف ۳/۵۰

نشاطِ غالب وجاہت علی سندیلوی ۴/۵۰

جہانِ غالب کوثر چاند پوری ۶/-

غالبیات (ببلوگرافی) عبدالقوی دسنوی ۷/-

بھوپال اور غالب " ۴/۵۰

حیاتِ غالب شیخ محمد اکرام ۵/-

ڈرامے :-

غالب کے ڈرامے شوکت تھانوی ۵/-

مکالمۂ غالب سید مرتضیٰ حسین بلگرامی ۴/-

تصویر خیال ابرار الرحمٰن قدوائی ۲/-

شرحیں :-

تفسیر غالب ڈاکٹر گیان چند جین ۱۹/۵۰

محاورات غالب — نریش کمار شاد — ۲/-
بیانِ غالب — آغا محمد باقر — ۱۵/-
مزاجیہ شرح دیوانِ غالب — غلام احمد فرقت کاکوروی — ۸/۵۰
شرح دیوانِ غالب — نظم طباطبائی — ۵/۵۰
شرح دیوانِ غالب — یوسف سلیم چشتی — ۲۴/-
شرح دیوانِ غالب — حسرت موہانی — ۵/-
شرح طباطبائی اور تنقید کلام غالب — سید مسعود حسن رضوی — ۴/-
تصویر:-
رنگینِ غالب فریم — ۲/۵۰

تعلیم

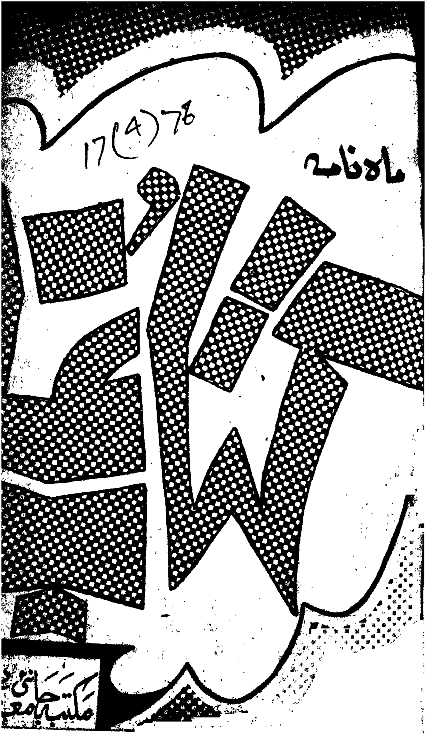
اردو ٹیچر — نیاض حسین جامعی — ۱/-
اُردو کیسے لکھیں — رشید حسن خاں — ۴/-
ایک طالب علم کی کہانی — عبدالغفار مدھولی — ۲/-
بچوں کی تربیت — مسرت زمانی — ۳/۷۵
بچوں کی نفسیات — عبدالرؤف — ۷/-
تعلیم کا مسئلہ — سعید حامد علی — ۴/۰۰
تعلیمی نفسیات کے نئے زاویئے — مسرت زمانی — ۸/۵۰
جدید تعلیمی نفسیات — ڈاکٹر عبدالرؤف — ۸/-
جامعہ کا طریقہ — عبدالغفار مدھولی — ۲/۵۰
فنِ تعلیم و تربیت — افضل حسین — ۱۰/-
کھیل کے ذریعہ تعلیم اوّل — عبدالغفار مدھولی — ۲/۷۵
〃 〃 〃 دوم 〃 〃 — ۱/۲۵
مدرسہ کی ابتدائی کہانی 〃 〃 — ۲/-
مسئلہ تعلیم و طریقہ تعلیم — مولانا محمد میاں — ۲/۵۰

متفرق!

اُردو لکھائی — فیاض حسین جامعی — ۱/۲۵
اردو ٹیچر 〃 〃 — ۰/۹۰
ہائر سکینڈری بک کیپنگ اول و دوم — ڈاکٹر محمد عارف خاں — ۴/-
ایڈوانس اکاؤنٹ — ڈاکٹر محمد عارف خاں — ۲۵/-
جدید طریقہ تنظیم و تجارت 〃 〃 — ۲۰/-
ہندوستان کا نظم و نسق — ۴/-

پرنٹر پبلشر سید احمد علی نے جمال پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) ۳۰ پٹودی ہاؤس


17(4)76
ماہنامہ
مکتبہ جامعہ

مینجنگ ایڈیٹر
شاہد علی خاں
ایڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دہلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے
سالانہ دس روپے

اپریل ۱۹۷۷ء
جلد ۱۷ - شمارہ ۴
سالانہ
۵ روپے
فی پرچہ
۵۰ پیسے

اداریہ

یکم مارچ سے رجسٹری اور وی پی کی شرحوں میں جو غیر معمولی اضافے کیے گئے ہیں، ان کے خراب نتائج ایک مہینے کے اندر ہی سامنے آ گئے، یعنی باہر سے انفرادی طور پر ایک دو کتابوں کے آرڈر قریب قریب مفقود ہو کر رہ گئے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ چھوٹے شہروں اور قصبوں کے شائقینِ علم کی تشنگی کو دور کرنے کی راہیں مسدود سی ہو گئی ہیں۔

ہماری وزیرِ اعظم اپنے بیس نکاتی پروگرام میں تعلیم کو پھیلانے کی طرف زور دے رہی ہیں، لیکن ڈاک تار کے محکمے کے اس اقدام سے اس میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ تضاد نہ صرف علم کی وسعت کو روک رہا ہے بلکہ کتب کی تجارت کو بھی اس سے سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ لوگ کتابیں منگوانا بند کر دیں گے تو ناشر کتابیں کس کے لیے چھاپے گا؟ اس سلسلے میں مفتی شوکت علی فہمی اور معاصر الجمعیۃ نے آواز بلند کی ہے۔ ہم اس کی پُر زور تائید کرتے ہیں، اور حکومت کے اربابِ اختیار کو اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ناشرین کی انجمنوں سے بھی ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت سے رجوع کریں اور اس معاملے کو بطریقِ احسن سلجھانے کی کوشش کریں۔

امسال کتاب نما نے کئی خاص نمبر نکالنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ چنانچہ اگلا شمارہ "ہندستان کی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق" نمبر ہوگا۔ تفصیل اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیے۔
اس کے بعد مرحوم ڈاکٹر عبد العلیم کو ایک خصوصی نمبر کے ذریعے خراجِ عقیدت پیش کرنا

تیاری ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ جن اصحاب سے قلمی معاونت کی درخواست کی گئی ہے وہ [illegible]
اپنے مضامین جلد ارسال کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہم نے انیس صدی میں میر انیس پر دو کتابیں شائع کیں، اور اقبال صدی کے سلسلے میں اقبال پر ایک کتاب شائع کی۔ خواتین کے سال میں کچھ نہیں کیا۔ انھیں شکایات ذہن، اس لیے طے کیا گیا کہ نئی افسانہ نگار خواتین کی تخلیقات پر مشتمل ایک افسانہ نمبر شائع کیا جائے۔ اس کی ترتیب کی ذمہ داری صغرا مہدی صاحبہ کے سپرد کی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ نمبر خاصے کی چیز ثابت ہوگا۔

بڑے دکھ کی بات ہے کہ سالِ رواں کا اب تک ہر مہینا دنیائے اُردو کے لیے رنج والم کے تاریک سائے ڈالتا ہوا آیا ہے۔ ۱۸ فروری کو ڈاکٹر عبدالعلیم کا سوگ منایا تھا۔ ایک ہفتہ بعد ایک اور آفتاب علم وادب غروب ہوگیا۔ ۲۵ فروری کو مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی [illegible] سال کی عمر میں بہت مختصر سی علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے حامل تھے۔ ۱۹۲۵ء میں بمبئی تشریف لے گئے اور پچاس سال کے قیام بمبئی میں وہاں کے علمی، ادبی اور سماجی حلقوں کے جزوِ لاینفک بن گئے۔

انتقال سے چند گھنٹے قبل حسب معمول ہماری بمبئی برانچ تشریف لے گئے اور وہاں سے آئے تو ہمیشہ کے لیے اُٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان خصوصاً بیگم شہاب، فرزندان حبیب احمد خاں اور احمد مصطفیٰ خاں کو توفیقِ صبر عطا فرمائے آمین۔ کتاب نما مرحوم کی علمی و ادبی خدمات کو ایک خصوصی نمبر کے ذریعے خراجِ عقیدت پیش کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔

اسی دوران ہمارے ایک رفیق، ساحر بھوپالی بھی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ساحر صاحب بمبئی کے ادبی حلقوں میں اپنا ایک مقام رکھتے تھے۔ اپنی شاعرانہ خوبیوں کی بدولت ہر دلعزیز تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

۵ مارچ کو جناب شیام موہن لال جگر بریلوی نے بمقام میرٹھ ۸۶ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ جگر صاحب کا شمار بجا طور پر اساتذہ میں ہوتا تھا۔ کم و بیش ستر سال تک مشقِ سخن کرنے کے باوجود ان کی حیات میں کوئی مجموعہ کلام شائع نہ ہوسکا۔ البتہ ایک مثنوی "پیام ساوتری" کافی مقبول ہوئی۔ اس پر حکومت اتر پردیش سے انعام بھی ملا تھا۔ ہمیں ان کے پسماندگان سے [illegible] ہمدردی ہے۔

عزیز قیسی

غزل

کوئی پیام بھی آیا تو نا تمام آیا
نگاہِ ناز کی جرأت پہ اتہام آیا

جھلک دکھا کے سرِ بام چھپ گیا کوئی
بہت دنوں میں کسی صبح کا سلام آیا

خود اپنے سر لیا الزام بے وفائی کا
کبھی بہ تذکرۂ غم جو تیرا نام آیا!

سنائی دیتی ہیں ساغر کی ہچکیاں اب تک
تمھاری بزم سے یہ کون تشنہ کام آیا

وہ پوچھتے ہیں کسے جرأتِ سلام ہوئی
مرا یہ حیلۂ ناکام میرے کام آیا!

ہے بات کچھ تو بس اب مان جائیے قیسی
کہ آج [illegible] کسی کا نام آیا

کتاب نما

ترقی اردو بورڈ کی کتاب

خسرو شناسی

مرتبین

ظ انصاری ــــ ابوالفیض سحر

امیر خسرو کا نام علامت ہے ادب، فکر اور فن کی کچھ اہم قدروں کا جن کی ترجمانی گزشتہ ہزار برس میں طرح طرح سے ہوتی رہی ہے۔ ترجمانی کا یہ سلسلہ برصغیر کے صوفیا، شعرا، اہلِ قلم، درویشوں اور انسان دوست مفکروں پر مشتمل ہے اور امیر خسرو کو اس میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ یادگاری مضامین کا مجموعہ حضرت امیر خسرو کی ساتویں صدسالہ تقریبات کے موقع پر شائع کیا گیا ہے۔ جو اپنی جگہ نہایت اہم ہے۔

قیمت: عام اڈیشن بلا تصویر ۱۸/۵۰

" ڈی لکس اڈیشن مصور ۲۲/۵۰

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵۔ دہلی ۶، بمبئی ۳ اور علی گڑھ ۲

ماہنامہ "کتاب نما" نئی دہلی کا اگلا شمارہ خصوصی نمبر ہوگا

ہندستان کی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق

مرتب

سید فرحت حسین

اس وقت ملک کی ساٹھ سے زیادہ یونیورسٹیوں میں سے چونتیس [۳۴] یونیورسٹیوں
ں اردو کے باقاعدہ شعبے ہیں، جہاں اردو تحقیق کے نئے نئے باب کھلتے
رہے ہیں لیکن ان میں باہمی تال میل نہ ہونے کی وجہ سے یہ معلوم نہیں ہوتا
کس یونیورسٹی میں کن موضوعات پر کتنا تحقیقی کام ہو چکا ہے اور کون سے موضوعات
ر تحقیق ہیں۔ "کتاب نما" کے اس خصوصی شمارے کے مطالعے سے آپ کو اردو تحقیق
ی سمت اور رفتار کا اندازہ ہوگا اور تحقیق کرنے والوں کو اپنے مقالوں کے لیے
ب ضرورت تحقیق شدہ مواد سے استفادہ کرنے کی سہولت ملے گی۔

اس شمارے کی قیمت ۱/۰۵

مستقل خریداروں سے اس خصوصی شمارے کی علاحدہ کوئی قیمت نہیں لی جائے گی

کتاب نما

"نئی آواز" کی تازہ پیش کش

پتھر کا شہزادہ

صغرا مہدی

اُردو دنیا کے لیے صغرا مہدی کا نام اب نیا نہیں رہا۔ اَب تک آپ کے تین ناول چھپ کر قبولِ عام کی سَند حاصل کر چکے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب آپ کے پندرہ منتخب افسانوں کا مجموعہ ہے۔ یہ افسانے معیاری بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔ یہ کتاب بلاشبہ افسانوی ادَب میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔

قیمت : -/۴

راستے اور کھڑکیاں (افسانے)

انور خاں

نئی نسل کے افسانہ نگاروں میں انور خاں کا نام خاصا نمایاں ہے آپ کے افسانوں میں رومان کی چاشنی، تخیل کی چمک اور سماجی مسائل کا حل ملے گا۔

قیمت : -/۴

عبدالغفار مدھولی

رشید حسن خاں صاحب کے نام ایک خط

مکرمی اسلام علیکم

انجمن ترقی اردو (سابق) کی دو علامتیں واؤلین جیسے مؤج یائے لین جیسے مئیل سے انحراف کر کے آپ پرانی علامتیں مثلاً موَج۔ مَیل کی طرف لوٹے ہیں، اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی شاید یہ خیال رہا ہو کہ جزم اور جگہ بھی استعمال میں آتا ہے یعنی ساکن کے لیے جیسے نرم وغیرہ لیکن یہ تبدیلی کسی اور علامت کے ذریعے بھی لائی جا سکتی تھی مثلاً مؤج کی بجائے موَج، مئیل کی بجائے میَل۔ ایسا کرنے سے گویا ہم نے زبر کی جگہ تبدیل کر دی ہے۔ اس خاص وجہ سے ہمیں ہندی کی طرح گیارہ ماترائیں بنائی ہیں۔ یہ بات کہ ہندی کی طرح اردو میں بھی گیارہ ماترائیں مقرر کرنا ضروری ہے اس پر میں نے ایک مضمون ۱۹۲۲ء میں رسالہ اردو معلی میں شائع کرایا تھا۔ نارنگ صاحب اس کے ایڈیٹر تھے، ممکن ہے موصوف نے انھیں کی تائید کی ہو مگر کام نہ بنا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی مجلس خط کتابت اردو کو میں نے اس مسئلے پر غور کیا اس مجلس کے ایک رکن نارنگ صاحب بھی ہیں۔ میں نے مجلس کے سامنے یہ باتیں رکھیں جو مسئلہ مضمون میں بھی۔ یہ اعتراض کیا کہ پرانی علامتوں کی طرف لوٹنے کی بجائے ماترا (علامت) بنا

کی خاطر زبر کی جگہ تبدیل کردی جائے جیسے موج کی بجائے موَج۔ میل کی بجائے مَیل۔

ہمارے ملک میں ہندی قومی زبان قرار پائی ہے لوگ اسے سیکھ رہے ہیں۔ ہندی کے ذریعے اردو سکھانے میں ہمیں اردو میں بھی ہندی کے مماثل گیارہ ماترائیں مقرر کرنے سے ہمارا کام بے حد آسان ہو جاتا ہے۔

ایک اور بات پر غور کیجیے کہ جب اردو میں صوتی زبان ہونے کی صلاحیت ہے اور لیا ہے کیا تو پھر صوتی طریقے میں اردو کی پرانی علامتیں کام نہیں دیں گی — یہ ایک تعلیمی مسئلہ ہے۔ طریقۂ تعلیم سے متعلق ہے اور یہ کہ صوتی زبان شمار کرنے اور اس پر عمل کرنے سے بے حد فائدے ہیں جن کا ذکر میں نے منسلک مضمون میں کیا ہے۔ آپ کے واؤ لین اور یائے لین کو پرانے طریقے سے پڑھانا ہوگا مثلاً میم واؤ زبر مَو۔ جیم موقوف = مَوج۔ آپ بتائیے یہ بات بچے اور بڑے خواہ وہ غیر ملکی ہوں، عجیب بات نہیں پائیں گے؟ اگر ہم حرف اور علامت کا نام لینے کے بجائے ہندی کی طرح صوتی طریقے سے یوں سمجھائیں۔

م و ج = موج   म ौ ज = मौज

م ی ل = میل   म े ल = मेल

کتنی سہولت اور کتنی سائنٹیفک بات ہے (میں نے سائنٹیفک کا لفظ اپنے جذبے کی ترجمانی کے لیے لکھا ہے۔ معلوم نہیں یہ صحیح ہے یا غلط) ان ہی گیارہ علامتوں کی وجہ سے یہ ہو سکا کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ نے شعبہ "خط و کتابت اردو کورس" قائم کرکے ان لوگوں کو جو اردو نہیں جانتے ہیں، گھر بیٹھے اردو سکھانے کا انتظام کیا ہے۔ اس وقت ہندوستان کے پچیس صوبوں میں سے ایک صوبہ بھی اب نہیں ہے جہاں لوگ اردو نہ سیکھ رہے ہوں۔ ان میں ۹۲ فی صدی ایسے لوگ ہیں جن کی مادری زبان ہندی ہے۔ یہ لوگ ان گیارہ ماتراؤں کی وجہ سے اردو کے صوتی ہونے اور اس کے طریقۂ تعلیم میں کوئی فرق نہیں پاتے ہیں، ہم نے اپنی کتابوں میں ا کے لیے अ کے بجائے [illegible] نہیں کہا ہے۔ سب کے لیے [illegible] کی بجائے [illegible] اسی طرح [illegible] جیم [illegible] نہیں کہا ہے۔ یہ مسئلہ طریقۂ تعلیم کا ہے۔ معلوم نہیں آپ جیسے ادیب کس طرح سوچتے ہیں۔

میں نے اس موضوع پر بہت مختصر طور پر ڈاکٹر صاحب سے بات کی ہے
لکھ میں ۱۲۲ اشخاص سے انھوں نے علامتوں کے بارے میں رائے لی میرا نام بھول گئے
ورنہ میں اپنا منسلکہ مضمون کاپیوں کے پاس بھیج دیتا۔ مجھے حیرت ہے کہ نارنگ صاحب
نے میرا مضمون ۶۲ء میں رسالہ اردوئے معلیٰ میں شائع کیا پھر بات ابھی جگہ رکی جہاں
سے انجمن ترقی اردو، اور مجھ جیسے لوگوں نے پچاس برس پہلے اصلاح کی طرف قدم اٹھایا
تھا اور کامیابی دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ میرے خیالات سے اتفاق کرتے ہوں تو براہ کرم
اردو کے چند رسالوں کے ذریعے یہ بات صاف کر دیجیے کہ آئندہ اڈیشن میں آپ بھی
"مجلس خط و کتابت اردو" کورس جامعہ" کی طرح واؤ لین مَوج کی بجائے مَوج یائے لین
مَیل کے بجائے مَیل کر دیں گے۔ مجلس نے اردو۔ ہندی۔ انگریزی میں اپنے ہاں سے
شائع ہونے والی کتابوں میں ان گیارہ ماتراؤں کو اسی طرح جگہ دی ہے میں نے اس
بنیاد پر "ہندی کے ذریعہ اردو" اور "اردو سکرپٹ تھرو انگلش" نامی ابتدائی کتابیں لکھی
ہیں جو رجسٹری کے ذریعے علاحدہ سے ارسال خدمت ہیں۔ یہ عرض کر دوں کہ اس خط میں جن
باتوں کا مختصراً میں نے ذکر کیا ہے۔ منسلکہ مضمون میں اس کی تفصیل معلوم ہو جائے گی۔

ماتراؤں و علامتوں کا نقشہ یہ ہے۔

a	अ	ا
ā	ा	ـا
i	ि	ـِ
ī	ी	ـِی
e	े	ـے
ae	ै	ـَے
u	ु	ـُ
ū	ू	ـُو
o	ो	ـو

و ے ملہ

قں ـ ہ

کتابیں یہ ہیں۔

(۱) اردو کا بنیادی قاعدہ (بچوں کے لیے)

(۲) ہندی کے ذریعے اردو (بڑوں کے لیے)

(۳) اردو، سکرپٹ تھرو انگلش (بڑوں کے لیے)

میرا پتہ یہ ہے

عبدالغفار مدھولی

تعلقہ مدھول 504102

ضلع عادل آباد

آندھرا پردیش

P.O. MUDHOL. 504102

DIST. Adilabad

(A.P)

"ناولستان" نئی دھلی کے نئے ناول

ایوانِ غزل

جیلانی بانو

اس ناول میں جیلانی بانو نے حیدرآباد کی معاشرتی زندگی کی عکاسی نہایت خوبی سے کی ہے۔ غزل کی انجمن میں کسی غم کو مے اور کسی دل کو جام بنا لیا جائے تو درد میں بھی ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔

قیمت: -/۱۲

آرزو

سراج انور

لازوال محبت، سلگتے ہوئے دلوں کی عجیب داستان حیرت وتجسس، سراج انور کے اس ناول کا خاصّہ ہے۔ آرزو ایسا ناول ہے جسے آپ بار بار پڑھنے کی آرزو کریں گے۔

مبشر علی صدیقی

شکیل بدایونی

شکیل ۳ اگست ۱۹۱۶ء بروز جمعرات بدایوں میں پیدا ہوئے، اردو فارسی اور ہندی کی تعلیم بدایوں ہی میں مختلف اساتذہ سے حاصل کی، اور اسلامیہ ہائی اسکول بدایوں سے ہائی اسکول کا امتحان ۱۹۳۶ء میں پاس کیا اور ۱۹۴۲ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے کی سند لی۔ شاعری کا آغاز ۱۹۳۲ء میں ہوا اور ان کی پہلی غزل کا مقطع یہ ہے۔

بھلا دو دل سے شکیل اب جواب خط کا خیال
امید واپسی نامہ بر ——— نہیں آتی

شکیل خود اپنے شعر کہنے کے متعلق ایک انٹرویو میں نرلیش کمار شاد کو بتاتے ہیں۔ "شعر کی تخلیق کے لیے مجھے تنہائی اور یکسوئی کی ضرورت ہوتی ہے۔ خیالوں میں ڈوب کر اپنے جذبات کی ادائیگی کے لیے پہلے کوئی حسین زمین اور ردیف قافیہ تلاش کرتا ہوں۔ اس کے بعد جو کہنا چاہتا ہوں شعر کے سانچے میں ڈھالتا ہوں"

شکیل ۳، جون ۱۹۴۶ء سے فلمی دنیا میں شامل ہوئے فلم ڈائریکٹر اے آر کاردار نے ان کو فلم کی دنیا میں آنے کی پیش کش کی تھی۔ وہ میوزک ڈائریکٹر نوشاد سے بہت متاثر ہوئے۔ اردو کے کئی نامور شعرا اس وقت تک فلمی دنیا میں داخل ہو چکے تھے کیفی اعظمی، ساحر لدھیانوی، مجروح سلطان پوری، جاں نثار اختر وغیرہ۔ ان سب

کی فلمی شہرت سے قطع نظر، ادبی اہمیت ہے۔ شکیل بھی اسی زمرے میں شامل کیے جاسکتے ہیں۔ ان کی شاعری کی ادبی اہمیت ہے۔ ان کی غزلوں میں ایک ایسی کسک، سوز اور غنائی کیفیت ہے جو ہمارے دل و دماغ کو بجلی کی ایک ہلکی رو کی طرح متاثر کرتی ہے اور ہم تھوڑی دیر کے لیے دنیائے رنگ و بو میں کھو جاتے ہیں۔ شکیل نے انگریزی اردو اور ہندی کے قدیم و جدید شعرا کے کلام کا مطالعہ کیا تھا۔ وہ فارسی شعرا سے بھی متاثر ہوئے تھے انگریزی شعرا میں براؤننگ، کیٹس اور شیلے شکیل کو پسند تھے۔ فارسی میں حافظ اور سعدی، ہندی میں کبیر داس اور سور داس اور اردو میں مومن، غالب، اقبال، فانی، جگر اور اصغر نے ان کو متاثر کیا تھا۔ فلمی شاعروں میں ساحر اور راجندر کرشن کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ شکیل عروض سے زیادہ واقف نہ تھے لیکن تھوڑا بہت عروض ضرور جانتے تھے۔ ان کے نزدیک مشاعرے اردو کی ترویج و اشاعت کے لیے ضروری تھے۔ وہ سیاست کی دنیا سے دور تھے۔ اور ان کا نظریہ حب الوطنی ملک کی آزادی کو قائم رکھنے کا عزم، امن اور محبت ہے، وہ ادب میں افادیت اور مقصدیت کے قائل تھے۔ شکیل شراب نہیں پیتے تھے لیکن انھوں نے رندانہ اشعار ضرور کہے ہیں۔ شکیل کی غزلیات میں کیف و مستی کا نظریہ لامحدود تھا ان کا ایک شعر اس کی ترجمانی کرتا ہے۔

سب کی ہے نگاہوں میں جدا مے کا تصور
میرا تو عقیدہ ہے کہ ہر شخص نے پی ہے

شکیل کے فلمی دنیا میں جانے سے ان کی ادبی شاعری کس حد تک متاثر ہوئی، اس سوال کا جواب فراق گورکھ پوری سے سنیے :۔ " آخر میں شکیل صاحب کو ایک مشورہ بھی دینا چاہوں گا اور یہ اختیار بھی کہ وہ اس پر اعتنا کریں یا نہ کریں۔ یہ مشورہ اس لیے غالباً اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ شکیل اپنی زندگی اور شاعری کے اس موڑ پر آگئے ہیں جہاں ان کے لیے خطرات زیادہ ہیں اور سنبھالنے والے عناصر بہت کم۔ فلم میں کامیابی کے بعد بڑھتے سنجیدہ شاعری کے ذوق کو قائم رکھنے اعتوں اور وزنی

باتوں میں دلچسپی قائم رکھنے کے لیے کچھ نہ کچھ تیا مارنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو ہر شخص آسانی سے نہیں کر پاتا۔ ان کی شاعری کی وسعت یوں ہی ناکافی تھی لیکن اگر انھوں نے بہت زیادہ اور بہت مخلصانہ کوششیں نہ کیں تو ان کی یہ پونجی بہت دن تک نہ کام آسکتی ہے اور نہ قائم رہ سکتی ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ شکیل ایسا ہونے نہیں دیں گے"۔ (صنم و حرم۔ صفحہ ۱۲۔ ستمبر ۵۰ء) اب شکیل کی رائے اس کے متعلق ملاحظہ ہو۔

"رعنائیاں اور نغمۂ فردوس کے بعد یہ تیسرا مجموعہ کلام بنام صنم و حرم سیفی برادران، مالکان تاج آفس بمبئی کی جانب سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس مجموعہ میں وہ غزلیات شامل ہیں جو میں نے ۱۹۴۴ء سے لے کر ۱۹۵۰ء کے آخر تک کہی ہیں۔ ہر چند کہ فلمی دنیا میں شامل ہونے اور ادبی ماحول سے دور ہونے کے بعد ایک فطری شاعری کا ذوقِ لطیف ضرور مجروح ہونا چاہیے۔ پھر بھی میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں نے حتی الامکان علمی فراست پر فلمی حماقت کو مسلط نہ ہونے دیا۔ اور اس تجربے میں ایک حد تک کامیاب رہا۔ حالانکہ ملک میں اب نہ وہ پہلی سی ادبی سرگرمیاں ہیں۔ نہ وہ یارانِ نکتہ سنج ہیں۔ نہ وہ شعر و شاعری کی محفلیں ہیں۔ لیکن دل و دماغ کی خلوتیں بیک نفس ان سب کو مہیا کر دیتی ہیں اور اکثر جذبات میں وہی روانی پیدا ہو جاتی ہے جو آج سے چند سال پہلے تھی۔ زندگی شعر کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے اور یکایک نغمے ابل پڑتے ہیں مگر سننے والے "نیکردوں ہیں ہم نوا کوئی نہیں" کا مصداق بن کر رہ جاتے ہیں۔

(صنم و حرم۔ صفحہ ۲۴۔ مطبوعہ ستمبر ۱۹۵۰ء)

میں نے شکیل کا کلام خود ان کی زبان سے ایک دو مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ سنا ہے اور لطف اندوز ہوا ہوں۔ جولائی ۱۹۳۸ء سے مارچ ۱۹۴۰ء تک میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے آفتاب ہوسٹل کے کرہ نمبر ہ میں بحیثیت ایم اے (اردو) کے طالب کی حیثیت سے مقیم تھا۔ شکیل غالباً انٹرمیڈیٹ کے امتحان کی تیاری

کو بھی تھے اور شہر میں رہتے تھے۔ لیکن آفتاب ہوسٹل میں ان کا آنا جانا اکثر ہوتا تھا اور بغیر کلام سنائے آفتاب ہوسٹل کے طلبہ ان کو جانے نہیں دیتے تھے لیکن میں نے ان کا کلام ان کی زبان سے اس وقت بھی سنا ہے جب وہ عملی دنیا میں داخل ہو چکے تھے ان کی ایک غزل جو انھوں نے غالبًا ۱۹۶۸ء میں لکھنؤ ریڈیو اسٹیشن سے سنائی تھی، ان کے آخری دور کے رنگِ تغزل کو اچھی طرح واضح کرتی ہے، اور ان کی ایک نمائندہ غزل کہی جا سکتی ہے، ان کا فنی شعور بلوغ کو پہنچ چکا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ضبط کا خوگر ہے دل، ان کی توجہ کم سہی
زندگی میں غم ہیں لاکھوں ایک یہ بھی غم سہی
غور سے سن لیں کہیں جنتِ آسودگاں
گر بھی جاتے ہیں محلِ بنیادِ مستحکم سہی
آپ خونِ عشق کا الزام اپنے سر نہ لیں
آپ کا دامن سلامت اپنے قاتل ہم سہی
ہم نہیں اے ہم نشیں منت کشِ فصلِ بہار
ہم کو پینے سے ہے مطلب کوئی بھی موسم سہی
جن کو اٹھنا ہے وہ اٹھ جاتے ہیں محفل سے نکل
بعد ان کے بزم میں گریہ سہی ماتم سہی

اور اس کے دو برس بعد "غزل آخری" قافیہ و ردیف والی غزل سنی۔ یہ ان کی آخری غزل تھی۔ کیونکہ وہ بلبل جو ریاضِ سخن میں چہک رہا تھا اب ہمیشہ کے لیے خاموش تھا۔

ان کو اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے کس قدر محبت تھی۔ اس کا اندازہ ذیل کے خط سے ہوگا جو انھوں نے اپنے دوست حفیظ الدین صاحب کو بیماری

حالت میں پنچ گنی (جو پونا سے ۵۰ میل ہے) سے لکھا تھا۔ ذہنیت کا پہتہ دے کے بھی یہ خط شکیل کے خلوص، احباب سے محبت اور دوستوں سے تعلقات پر گہری روشنی ڈالتا ہے۔ خط غیر مطبوعہ ہے اور میں جناب حفیظ الدین کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کی اشاعت کی اجازت دی۔

Noor Manzil
Shivaji nagar
P.o. Panchgani

۶۸۲ 3/x/68

عزیز گرامی بھائی حفیظ صاحب۔ تسلیم:

آپ کا خط ملا۔ بھولے بچھڑوں سے جب تجدید ملاقات ہوتی ہے خواہ وہ تحریری ہی سہی تو دل واقعی خوش ہو تا ہے۔ میں پنچ گنی میں پندرہ اپریل سے ۱۵ اگست ۱۹۶۸ء تک رہا۔ پھر بمبئی چلا گیا۔ وہاں سے ۲۹ ستمبر کو پھر پنچ گنی واپس آیا ہوں اور ۱۵ نومبر تک یہاں رہوں گا۔ پھر بمبئی چلا جاؤں گا۔ بمبئی کا پتہ بھی آپ نوٹ کر لیجیے 13A, Rose cottage, Rajan Bombay 50 اور وہاں کا فون نمبر 583955 ہے۔ بدایوں صرف ۱۹۶۱ء میں گیا تھا۔ اس کے بعد جانا نہ ہو سکا۔ آپ تو جانتے ہوں گے۔ میں ۱۹۶۲ء سے علیل ہوں۔ ذیابطیس اور ٹی۔ بی نے آدبوچا۔ بمبئی میں علاج کرایا تو ٹھیک ہو گیا۔ اور پھر اگست ۱۹۶۵ء میں عراق (بغداد و کربلا) چلا گیا۔ وہاں جاتے ہوئے اور وہاں سے آتے ہوئے کراچی میں کئی دن قیام کیا۔ اکبر سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ عراق سے واپس آکر پھر انہیں بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔ اس لیے پہلی نومبر ۱۹۶۵ء کو پنچ گنی آیا اور یہاں سے مارچ ۱۹۶۶ء کو واپس گیا تندرست ہو کر۔ اگست ۱۹۶۸ء سے پھر شدید علیل ہو گیا۔ اور بمبئی ہی میں رہا۔ فروری ۱۹۶۸ء میں اپنی دوسری لڑکی صفیہ کی بمبئی میں شادی کر دی۔ لڑکا بہت اچھا ہے اور بزنس کرتا ہے، لوگ دولت مند ہیں۔ پہلی لڑکی

رضیہ کراچی ہی میں ہے۔ اس نے اس سال ایم اے کیا ہے۔ اب شاید کہیں ملازمت کرتی ہے۔ تیسری لڑکی نجمہ ابھی دسویں کلاس میں اور اس کے بعد لڑکا جاوید ۱۱ سال کا اور سب سے چھوٹا لڑکا طارق آٹھ سال کا ہے۔ یہ دونوں بچے بھی نویں اور تیسری کلاس میں ہیں اور نجمہ کے ساتھ اسکول جاتے ہیں۔

آپ کی گاڑیاں پونہ تک آتی ہیں۔ پونہ سے پنچ گنی ۶۵ میل ہے تین گھنٹہ کا بس کا راستہ ہے دو بسیں صبح کو اور دو بسیں شام کو تین بجے پنچ گنی کو روانہ ہو جاتی ہیں۔ میں پندرہ نومبر تک یہاں رہوں گا۔ آپ کو وقت ملے تو ضرور آ جائیے۔ میں یہاں تنہا ہوں۔ دو دو چار چار دن کے لیے دو ایک دوست بمبئی سے آ جاتے ہیں۔ اکبر کی لڑکی رضا کی شادی مولوی رحیم بخش مرحوم کے لڑکے کے ساتھ جنوری میں ہوگی۔ یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی۔

فقط آپ کا: شکیل بدایونی

گنجہائے گرانمایہ (اضافے کے ساتھ) (تیسرا ایڈیشن)

پروفیسر رشید احمد صدیقی

یہ کتاب ان سولہ عظیم المرتبت شخصیتوں کی زندگی کے متعلق بیتی بسری یادوں کا عکس ہے جو اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ ان شخصیتوں میں مفکر بھی ہیں اور عالم بھی، سیاست داں بھی اور مصلح قوم بھی، شاعر بھی ہیں اور ادیب بھی، رشید صاحب کے مخصوص و منفرد انداز میں لکھی ہوئی اس کتاب کو جب آپ پڑھیں گے تو کبھی آپ مسکرانے پر مجبور ہوں گے اور کبھی آہ سرد کھینچنے پر۔

قیمت ۸/-

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی نئی کتابیں

کچھ نثریں بھی

آنند نرائن مُلّا

زندگی ہو یا فن، دونوں سے نپٹنے کے لیے اتنی ضرورت علم کی گہرائیوں میں ڈوبنے کی نہیں جتنی احساس اور شعور کی تربیت سے ایک اندازِ فکر پیدا کرنے کی ہے کیونکہ یہی انداز ایک منفرد اسلوب بیان بھی عطا کرتا ہے۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ یہ انداز محض ایک پینترا بن کر نہ رہ جائے۔ یہ کتاب ایسی ہی فکر انگیز تحریروں کا مجموعہ ہے قیمت: -/۱۴

مشاہیر کے خطوط

مرتبہ

عبداللطیف اعظمی

بابائے اردو مولوی عبدالحق کی سترھویں سالگرہ سنہ ۴۰ء کے موقع پر ملک کے جن مشاہیر نے مرتب کو جو پیغامات بھیجے تھے اور اردو کے ۲۶ ممتاز مرحوم ادیبوں نے وقتاً فوقتاً جو خطوط لکھے تھے انھیں مفید حاشیوں اور ان خطوط نگاروں کے مختصر حالات زندگی کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔

قیمت: ۱۲/۵۰

عبدالغفار مدہولی

اُردو رسمِ خط میں علامتیں

۱۹۲۰ء میں غالباً پہلی دفعہ مولوی احمد علی صاحب مرحوم ناظرِ تعلیمات دکن نے انجمن ترقی اردو کو توجہ دلائی کہ اردو رسمِ خط کی علامتوں میں اصلاح کی ضرورت ہے موصوف نے رسالہ " اردو" میں اس موضوع پر مضامین لکھے۔ مولوی صاحب کی کوششوں سے انجمن نے نئی علامتیں اختیار کرلیں اور اپنے ہاں سے شائع ہونے والی کتابیں خصوصاً بچوں کی کتابوں میں ان کا استعمال شروع کیا۔ ریاست حیدرآباد نے ان نئی علامتوں کے ساتھ انجمن کا تیار کردہ قاعدہ اور ریڈریں جو درسِ عثمانیہ کے نام سے مشہور تھیں اپنے نصاب میں شامل کرلیں۔ میں اس زمانے میں مدرسہ کی پہلی جماعت کو پڑھایا کرتا تھا، مولوی صاحب ہمارے صدر مدرس تھے موصوف نے مجھے سمجھایا کہ ان نئی علامتوں کے ساتھ صوتی بنیاد پر یہ قاعدہ کس طرح پڑھانا چاہیے۔ مجھے یہ طریقہ بہت پسند آیا۔ میرا اور بچوں کا کام بہت دلچسپ اور آسان ہوگیا۔

۱۹۲۶ء میں میں نے یہی کام جامعہ ملیہ اسلامیہ میں شروع کیا۔ ۱۹۳۰ء میں جب میں موگا میں ٹریننگ پا رہا تھا، پنجاب میں کچھ حد تک ان علامتوں کا استعمال شروع ہوگیا تھا جب میں نے ان کی مکمل صورت کا مظاہرہ ٹریننگ کے دوران کیا تو ہمارے استاد ماسٹر لبھو مل صاحب بہت خوش ہوئے۔ اسے مبتدیوں کے لیے

بہت ضروری اور سائنٹیفک تبلایا۔ میں نے مکتبہ جامعہ کے ذریعے بچّوں کی کتابوں میں ان کا استعمال عام کروایا اور بچوں کے لیے جتنے قاعدے لکھے ان سب میں ان علامتوں کو اہمیت دی۔

بمبئی میں وہاں کے محکمۂ تعلیمات نے اور دہلی میں جمعیۃ العلمانے ان علامتوں کے پڑھانے کے طریقے پر مجھ سے چند سبق دلوائے۔

اگرچہ یہ سب کوششیں آج سے پچاس سال پہلے اردو سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں نے شروع کردی تھیں لیکن آج کل جب کہ ہندی ہماری قومی زبان قرار پائی، یہ علامتیں اردو، اور ہندی سیکھنے والوں کے لیے بہت مفید اور دلچسپ ہیں۔

آج سے پچاس سال پہلے اردو سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں نے انھیں اردو میں اپنانے کی کوشش کی۔

میں نے جامعہ ملیّہ کے استادوں کے مدرسہ میں ہندی طلبہ کو ان علامتوں کے ساتھ اردو لکھائی پڑھائی کے دوران اُن میں ایک خوش گوار حیرت پائی۔ آسانی۔ دلچسپی۔ افادیت اپنی جگہ مسلّم ہے۔

میرا خیال ہے کہ غیر ملکی لوگوں کو اگر ہندی کی ماترائیں سائنٹیفک آسان اور دلچسپ معلوم ہوتی ہیں تو اردو کی ان علامتوں کو بھی وہ ویسا ہی پائیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج سے پچاس سال پہلے اردو کی علامتوں میں اصلاح کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی ہے۔

پرانی علامتیں اس طرح ہیں۔

	نام علامت	علامت	مثال مرکب آواز کے [illegible]	
۱	زبر	َ	سَب	
۲	حرفِ علّت الف	ا	سا	
۳	زیر	[illegible]	[illegible]	

	نام علامت	علامت	مثال مرکب آوازکے ساتھ	
۴	یائے معروف	ِ ی	سِیر	ان دونوں میں فرق نہیں کیا گیا۔
۵	یائے مجہول	ِ ے	سیر	
۶	یائے لین	َ ے	سَیر	
۷	پیش	ُ	سُر	
۸	واؤ معروف	ُ و	سُو	ان میں بھی فرق نہیں ہے
۹	واؤ مجہول	ُ و	سُو	
۱۰	واؤ لین	َ و	سَو	
۱۱	نون غنہ	ں ں	ماں۔ منہ	
۱۲	تشدید	ّ	سچّا	

ان علامتوں میں یہ نقص ہیں :

۱- یائے معروف اور یائے مجہول میں کوئی فرق نہیں ہے جیسے بیل (بمعنی فاصلہ) بیل (بمعنی میل گاڑی)

۲- واؤ معروف اور واؤ مجہول ایک جیسے ہیں مثلاً کوٹ (پہننے کا) کوٹ (بمعنی کوٹنا)

۳- دو آوازوں کی مرکب آواز نکالنے میں تین آوازوں کا نام لینا پڑتا ہے۔ جیسے "سر" کے ہجے یوں کریں گے۔

"سین" "رے" "زیر" = سِر

ایک اور مثال "سُو" کے ہجے اس طرح ہوں گے۔

"سین" "واؤ" "پیش" = سُو وغیرہ

اس طرح کے ہجے بچے اور بڑے دونوں کے لیے بہت دشوار اور غیر منطقی ہیں۔ بلاوجہ کی ریاضت ہے اور زبردستی کا قیجہ اخذ کروانا ہے۔ اس لیے کہ ایک

لفظ کے حرفوں کی الگ الگ آواز نکالنے میں پھر اس لفظ کو مجموعی طور پر ادا کرنے میں مطابقت نہیں ہوتی ہے۔

۴۔ ٹائپ ڈھالنے کی دشواریاں ہیں ایک ٹکڑے کے لیے کئی "پائیاں" بنانی پڑتی ہیں جیسے "سُو" کے لیے تین پائیاں درکار ہوں گی
ایک "سر" دوسری " (پیش) تیسری " و"
اسی طرح سَو کے لیے بھی
"سر" " (زبر) " و" کی ضرورت ہوگی۔
ان اضافوں کی وجہ سے ٹائپ کی پائیاں رکھنے کے لیے بہت سے خانے رکھنے پڑیں گے۔ کمپوزیٹر کے حافظے پر زور پڑے گا۔ کمپوز کرنے میں زیادہ وقت لگے گا۔ پائیوں کی تعداد زیادہ ہونے سے اور زبانوں کے مقابلے میں ٹائپ کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔

ان نقائص کو دور کرنے کے لیے مولوی احمد علی صاحب مرحوم سابق ناظر تعلیمات دکن کی تجویز پر انجمن ترقی اردو نے نئی علامتیں مقرر کیں جن میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ خط کتابت اردو کورس جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی نے ذیل کی شکل میں رائج کیا۔ ان کے مطابق نئی کتابیں تیار کیں۔ ان میں سے بنیادی قاعدہ محکمہ تعلیمات دہلی نے منظور کر لیا ہے۔ ان دنوں دہلی کے تمام مدارس میں یہ قاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔ "بچوں کو اردو سکھانے کے لیے" جامعہ کا طریقہ" کے نام سے میں نے جو کتاب لکھی ہے۔ اس میں علامتوں کے ساتھ پڑھانے کے طریقے پر مفصل ہدایات دی ہیں۔ بعد میں خط کتابت اردو کورس نے جزوی تبدیلیاں کیں۔

علامتیں یہ ہیں۔

	نام علامت	مجلس کی منظور کردہ علامت	نئی مثال	پرانی مثال	
۱	زبر	زبر شدہ	سب	سَب	انجمن نے زبر کا استعمال

	نام علامت	مجلس کی منظور کردہ علامت	نئی مثال	پرانی مثال	
۲	حروفِ علت الف	ا	سا	سَا	متروک قرار دیا ہے جس طرح ہندی میں آ پوشیدہ ہے یہ فرض کر لیا جائے کہ زبر بھی پوشیدہ ہے۔
۳	زیر	ِ	سِر	سِر	
۴	یائے معروف	ی یـ	سِیر	سِیر	
۵	یائے مجہول	ے یـ	سیر	سیر	
۶	یائے لین	ےَ یـَ	سَیر	سَیر	
۷	پیش	ُ	سُر	سُر	
۸	واؤ معروف	ُو	سُو	سُو	
۹	واؤ مجہول	و	سو	سو	
۱۰	واؤ لین	وَ	سَو	سَو	
۱۱	نون غنّہ	ں نٓ	ماں ہنسی	ماں۔ ہنسی	
۱۲	تشدید	ّ	سچّا	سچّا	

ان علامات کو ہندی ماتراؤں کی طرح ایک حیثیت دے دی گئی ہے۔ ان علامات کے علاوہ بچے اور بڑے مبتدیوں میں صحیح تلفظ کا ذوق پیدا کرنے اور ابتدائی پڑھائی میں آسانی پیدا کرنے کے لیے اصل حرف کو باقی رکھ کر کچھ اور اشارے تجویز کیے گئے ہیں۔ مثلاً پرانے رسمِ خط میں یائے حرفِ صحیح (جیسے یاد) اور یائے مجہول (جیسے کھیت) میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی طرح واؤ حرفِ صحیح (جیسے وطن) اور واؤ مجہول (جیسے کوٹ) میں بھی فرق نہ پائیں گے!!

اس نے کیا کیا؟ کے آخری دو ٹکڑے میں بھی فرق نہ ملے گا۔ "پیاس لگی پانی پیا" کے لفظ بھی ایک جیسے ہیں، ان دونوں میں صرف ایک اشارے سے فرق پیدا کر دیا گیا ہے۔ مثالیں۔

۱۔ یائے حرف صحیح یار۔ پاس۔ خیال۔ دیا

۲۔ (یائے مجہول کی مثالیں ریل۔ میل)

۳۔ ــــ واؤ حرف صحیح وطن۔ ورق

۴۔ ــــ (واؤ مجہول کی مثالیں کوٹ۔ گول)

۵۔ ملواں ی کیا۔ کیوں

۶۔ ملواں واو خود۔ خوش

۷۔ ہ کی آواز گری ہوئی ہو تو سہ اور کھل کر سکے تو نیچے، نشان لگا دینا چاہیئے جیسے ۃ کر اور ہٹ۔ شہد۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ درمیان کا حرف ساکن ہو تو جزم و کا نشان لگا دینا چاہیے۔ آخری حرف پر یہ نشان لگانے کی ضرورت نہیں ہے جیسے نرم چوں کہ بنزا۔ ۳۔ ۵۔ ۶ کی علامتیں استعمال میں کم آتی ہیں اس لیے ۷ یا ۸ کا اشارہ کھلے گا نہیں۔ تجویز کی خوبی یہ ہے کہ اس میں اصل علامت "ی" اور "و" میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی بلکہ ۷ یا ۸ اشارے سے صحیح تلفظ کی آسانی پیدا کر دی۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ پڑھنا لکھنا سیکھنے کے بعد روانی سے لکھنے میں یہ زائد علامتیں چھوڑ بھی دی جائیں تو اصل علامت دونوں کام دے جاتی ہے ورنہ اور لوگ رسم خط کی اصلاح میں اصل ہی بدل دیتے ہیں۔

جو لفظ کثرت سے استعمال میں آتے ہیں ان پر علامت لگانا غیر ضروری سمجھا گیا ہے جیسے یہ۔ وہ

انجمن کی تجویز کردہ علامتوں میں الٹا پیش وُ قرآن شریف سے لیا گیا۔

دُوری ــ ساتھیؔ

انجمن اور مجلس کی تجویز کردہ ان علامتوں کے ساتھ مذکورہ نقائص کی بجائے اب ذیل کے فائدے اور سہولتیں حاصل ہو گئی ہیں۔ اس سے بچے۔ بڑے اور غیر ملکی لوگوں کو اردو سیکھنے میں بہت سہولت رہے گی۔ اردو رسم خط کے سائنٹیفک اور مکمل ہونے کی وجہ سے صحیح تلفظ کی ادائیگی میں دشواری نہ ہوگی۔ یہ بات کہ ان علامتوں

کے ساتھ اردو کے "شارٹ ہینڈ" ہونے یعنی "مختصر نویسی" کی خصوصیت پر اثر پڑے گا، اس لیے بے وزن ہے کہ اردو لکھنا پڑھنا سیکھنے کے بعد بچے اور بڑے اپنے آپ اس کی مختصر نویسی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ لکھنے میں اس کی تمام علامتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ مختصر نویسی کی یہ خصوصیت اتنی جاندار ہے کہ وہ اپنے آپ زندہ رہے گی۔ ہاں تو مذکورہ علامتوں کی وجہ سے جن سہولتوں کا ذکر کرنا مقصود ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ یائے معروف اور یائے مجہول میں فرق کر دیا گیا ہے جیسے

معروف میل مجہول میل

۲۔ اب واوٗ معروف اور واوٗ مجہول بھی الگ الگ پہچانے جا سکتے ہیں

جیسے معروف کوٗٹ مجہول کوٹ۔

۳۔ ہجے کی دشواریاں آسان ہو گئی ہیں جیسے میل کے ہجے کرنے ہوں تو ہم مبتدیوں سے یوں کہلوائیں گے۔

م ہیے ل و میل

یا ک وٗٹ ہ کوٗٹ۔ جیسا کہ ہندی میں ہوتے ہیں۔

مبتدیوں کے سامنے اصولی طور پر ان علامات کو ہم اس طرح رکھیں گے مثلاً ہیے ایک علامت ہے جسے ہندی میں ماترا کہا جاتا ہے۔ جس کی آواز کھینچی ہوئی یا تیز یا نیچے کو جاتی ہے۔ اس سے پہلے جو آواز بھی یعنی حرف لگایا جائے گا اس کی آواز کو یہ نشانی علامت کھینچی ہوئی یعنی تیز یا نیچے کو کر دے گی جیسے ریے ہیے میے

وٗ کے بارے میں بھی اسی طرح سمجھانا چاہیئے کہ وٗ ایک نشانی ہے جس کی آواز تیز گول ہے۔ اس سے پہلے جو آواز بھی یعنی حرف لگایا جائے گا۔ یہ نشانی اس حرف یا آواز کو تیز گول کر دے گی جیسے کہ وٗ ہے کوٗ

مبتدیوں کے سامنے مشق کے لیے اس طرح کے نقشے پیش کیے جا سکتے ہیں۔

نقشے یہ ہیں ۔



اس تمام علامات سائنٹیفک طریقے سے مبتدیوں کو سکھائی جا سکتی ہیں۔ اس سے اردو پڑھائی کا کام آسان ہو جائے گا۔

۴۔ ٹائپ ڈھالنے اور کمپوز کرنے میں بچت اور آسانی ہو جائے گی۔ یعنی ہندی کی طرح حرفوں کے ٹائپ اور علامات کے ٹائپ ڈھل جائیں گے۔ استعمال کے لحاظ سے یہ چیزیں کم ... تعداد میں خانوں میں رکھی رہیں گی۔ کمپوزیٹر آسانی سے کمپوز کرے گا۔ فرض کر لیجیے میل، کمپوز کرنا ہے تو ایک خانے سے "م" دوسرے سے "ی" اور تیسرے سے "ل" لے کر کمپوز کر لیا جائے گا۔ اسی طرح سے کون کے لیے تین مختلف خانوں سے "ک"، "و" اور "ن" لے کر لفظ بنا لیا جائے گا۔ طرح طرح کے ٹائپ ڈھالنے کے لیے لوگوں نے کوشش کی ہے۔ لیکن جن علامتوں کا اس مضمون میں ذکر ہے اس کی ایک اچھی کوشش سجاد مرزا صاحب نے بھی کی ہے میں نے اسی خط کے اصول پر "اردو تاش" کے نام سے ایک تاش بھی مبتدیوں کے کھیلنے اور مشق کے لیے تیار کیا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ نستعلیق میں ایک حرف کی کئی کئی شکلیں ہوتی ہیں تو اس بات کو نستعلیق کی حد تک رہنے دیں۔ یعنی جو کتابیں نستعلیق میں چھپیں گی یا لوگ اپنی تحریروں میں نستعلیق کا استعمال کریں گے اس میں نستعلیق کے اصول پر کئی کئی شکلوں کا استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن کوشش یہ ہونی چاہیے کہ تحریروں میں اگر علامات لگانے کی ضرورت پڑے تو وہ وہی ہونی چاہئیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ بہر حال یہ تبدیلیاں مبتدیوں کے لیے بہت مفید اور ان کے کام کو آسان بنا دیں گی۔

خلاصہ یہ کہ آج سے پچاس سال پہلے انجمن اور بعد میں مجلس نے ہندی کی بارہ

ماتراؤں کی طرح اردو میں بھی یہی علامات تجویز کی ہیں جن حلقوں میں اردو ہندی ساتھ ساتھ سکھائی جاتی ہے اس طرح کا سہل دونوں زبانوں کے سکھانے میں ایک دوسرے کی مدد کرے گا۔

ٹریننگ کالج میں ہندی جاننے والے طلبا اسے آسانی سے سمجھ لیتے تھے— غیر ملکی طالب علم بھی اس سائنٹیفک طریقے سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں ضرورت ہے کہ ان کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔

مزید معلومات کے لیے رسالہ "اردو" بابتہ ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ان ہی علامتوں کی وجہ سے یہ ممکن ہو سکا کہ ہندی، انگریزی کے ذریعے خط و کتابت کے سلسلے میں اردو سکھانے کا انتظام ہو سکا۔ میں نے اس سلسلے میں تین کتابیں لکھی ہیں۔

۱۔ اردو کا بنیادی قاعدہ
۲۔ ہندی کے ذریعے اردو
۳۔ اردو سکرپٹ تھرو انگلش

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی مطبوعات

بوند اور سمندر امرت لال مترجم: رضیہ سجاد ظہیر

اس ناول کا مرکزی خیال فرد اور سماج کے درمیان تعلق اور رشتہ ہے۔ وہ کیا ہے اور کیا ہونا چاہئے۔ بوند فرد ہے اور سمندر سماج۔ آج فرد اور سماج کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے یا جڑا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے اس ناول کا مطالعہ ضروری ہے قیمت ۲۸/۰۵

ہندی کے یک بابی ڈرامے مرتبہ: چندر گپت ودیالنکار مترجم: ڈاکٹر محمد حسن

زیر نظر مجموعہ ہندی کے یک بابی ڈراموں کے مختلف اسلوب و انداز پیش کرنے والا اہم کتاب ہے۔ اس میں ہندی کے دس جانے پہچانے ڈرامہ نگاروں کے بہترین ڈرامے شامل ہیں۔ قیمت: ۱۱/۵۰

میلا آنچل پھنیشور ناتھ رینو مترجم: سلمیٰ صدیقی

یہ ہے میلا آنچل، ایک ناول مقامی رنگ لیے ہوئے اس میں پھول بھی ہیں کانٹے بھی۔ دھول بھی ہے گلال بھی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناول نگار ان میں سے کسی سے بھی دامن بچا کر نہیں نکل پاتا۔ میلا آنچل عالمی ناول کہا جا سکتا ہے قیمت: ۱۸/۰۵

راگ درباری شری لال شکلا مترجم: راشد سبحانی

"راگ درباری" کو ہندی میں بامقصد طنز نگاری کی شروعات کہا گیا ہے۔ یہ کسی طرح بھی کلاسیکی ناول سے کم نہیں ہے۔ مختلف طرز کے پلاٹ ایک نئی تکنیک اور زبان و بیان کی خوبیوں سے بھرپور ناول قیمت: ۱۸/۵۰

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

میر انیس سے تعارف

مصنف: صالحہ عابد حسین
ناشر: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر نئی دہلی
قیمت: ۷ روپے

میر انیس ہمارے اُن شاعروں میں ہیں، جن کے فکر و فن پر اتنی توجہ نہیں کی گئی، جتنی توجہ کے مستحق ہیں۔ مرثیے اور انیس کے سلسلے میں اردو تنقید موازنۂ انیس و دبیر "المیزان" کے گرد گھومتی رہی بلکہ انھیں خیالات کو دہراتی رہی۔ جعفر علی خاں اثر اور ڈاکٹر احسن فاروقی کی کوششیں اہم ضرور ہیں مگر وہ مناظرے کی نذر ہو گئیں۔ ادھر "اردو مرثیہ" "اردو مرثیہ کا ارتقا" "دکن میں عزاداری" اور "اسلافِ انیس" جیسی چند کتابوں سے انیس اور مرثیے پر نئے پہلوؤں کی طرف ضرور اشارہ کرتی ہیں۔ مگر ابھی انیس اور مرثیہ پر لکھنے کی کافی ضرورت ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ بیگم صالحہ عابد حسین صاحبہ نے اس طرف توجہ کی ہے۔

انھوں نے اردو شاعری کی لفظیات کے ذخیرے میں بیش بہا اضافہ کیا مفرد اور مرکب الفاظ نیز تراکیب کو برتنا۔ محاوروں کا برمحل استعمال کیا۔ روزمرہ کا کمال دکھایا۔ زبان کو نکھارا اور سنوارا۔ لہجے کے حسن کو بڑھایا۔ انھوں نے فصاحتِ کلام کا وہ جوہر دکھایا جس میں تنافرِ حروف، توالی اضافت، تعقید، کثرتِ تکرارِ الفاظ اور

مخالفت قیاس نحوی اور غرابت ممنوع ہے۔ ان کے مرثیوں میں تشبیہوں، استعاروں اور پیکروں کے جگمگاتے سلسلے ہیں۔ ایک مضمون کو سو ڈھنگ سے باندھنے کا ہنر ملتا ہے۔ مجاز و کنایہ کا سلیقہ ہے۔ بحروں کا ترنم اور قوافی کا شعور ہے۔ ان سب چیزوں کے اجتماع سے میر انیس کا فن معراج کمال کو پہنچا۔ انھوں نے تکرار خیال اور ارتقائے خیال کی روایت کو فروغ دیا۔ انھوں نے مجموعی طور پر اس مزاج شاعری کی تشکیل کی جو غالب و اقبال سے ہوتی ہوئی ترقی پسندوں تک ملتا ہے۔ اور جو اردو شاعری کا غالب مزاج رہا ہے۔ انیس کے مرثیوں میں اخلاقی اقدار، تہذیبی رس جس، تخیل کی گلکاریاں، جمال آفرینی واقعہ نگاری، جذبات نگاری، منظر نگاری اور دوسری بہت سی خوبیاں ملتی ہیں۔ خوشی ہے کہ زیر نظر کتاب میں، ان میں سے بعض خصوصیات کی نشاندہی کی ہے۔

میر انیس سے تعارف اگرچہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ مگر ان مضامین میں ربطِ باہمی ہے۔ کتاب کے ابتدائی دو مضامین انیس اور مرثیے کی اہمیت پر ہیں۔ باقی چار مضامین یعنی "کلام انیس میں ہندوستانی تہذیب"۔ "مراثی انیس میں خاندانی زندگی کی جھلکیاں" "انیس کی منظر نگاری" "کلام انیس اور اخلاقی قدریں" انیس کے کلام کے اہم پہلو پر ہیں۔ انیس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ان کے نام عربی اور کردار ہندوستانی ہیں۔ بیگم صالحہ عابد حسین صاحبہ نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ انیس کی یہی خوبی ان کے کلام کی طاقت ہے۔ کوئی سچا شاعر اپنے گرد و پیش سے غافل نہیں رہ سکتا۔ انیس نے عربی ناموں کو ہندوستانی تہذیب کا پیکر بنا کر مرثیے کو مقبولیت عطا کی ہے۔ فاضل مصنفہ نے افراد کربلا کے باہمی رشتوں اور تعلقات کے اس رُخ کو فنکاری کے ساتھ پیش کیا ہے جیسے وہ انیس کے کلام میں نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد کلام انیس میں ان اخلاقی قدروں کی نشاندہی کی ہے۔ جو ہماری تہذیب اور اسلامی تعلیم کی روح ہیں۔ دراصل یہ تینوں مضامین باہمی طور پر ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ تہذیبی رنگ و آہنگ ہو یا اخلاقی قدریں یا گھریلو حسنِ سلوک یہ سب انسانی کردار کی

کے مختلف پہلو ہیں جو ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی حیثیت ہیں بیگم صالحہ عابد حسین نے ان مضامین کو بڑی چابکدستی سے لکھا ہے۔ انہیں نثر نگاری میں مہارت ہیں۔ ان کے کلام میں سیکڑوں منظروں کی جلوہ گری ہے۔ جو کہیں جامد اور کہیں متحرک ہے۔
بیگم صالحہ عابد حسین نے لکھا ہے کہ:-

> "مناظر فطرت پر اگرچہ نسبتاً انھوں نے بہت کم لکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جتنا کچھ لکھا ہے وہ اردو شاعری کی آبرو ہے۔"

آپ اس رائے سے اختلاف کریں یا اتفاق لیکن انیس کی منظر نگاری سے انکار نہیں کر سکتے۔

کتاب حسن ظاہری سے بھی مالا مال ہے۔ انیس کے شائقوں اور طلبہ کے لیے نادر تحفہ ہے۔

(ڈاکٹر) عنوان چشتی

اُردو شاعری میں ہیئت کے تجربے

ڈاکٹر عنوان چشتی

ناشر: انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی

عام اڈیشن ۱۴/۵۰ چودہ روپے

ڈی لکس اڈیشن: ۳۶/- تیس روپے

اس کو اردو تنقید کی نارسائی ہی کہیے کہ اب تک بہت سی اصطلاحات کے مفہوم کی تعیین میں وہ ناکام رہی ہے۔ ہر ناقد قلم ہاتھ میں لیتے ہی تغزل، سادگی، جوشِ بیان داخلیت، خارجیت، ہیئت، مواد، شعر کا تخلیقی عمل جیسے الفاظ کا بلاتکلف استعمال شروع کر دیتا ہے۔ مگر کوئی بھی اس بات کی تکلیف گوارا نہیں کرتا کہ وہ جن اصطلاحات کا استعمال کر رہا ہے۔ ان کے مفہوم کی تعیین کرے جو فرض کہ نا ادا کیا ہے وہ اس جگہ پر کتنا ہی اہم

کیوں نہ ہو لیکن حرف آخر کسی طرح بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ضرورت تھی کہ حالی کی روایت کو زندہ رکھا جاتا۔ اور اس سلسلے میں مزید کام کیے جاتے۔ مگر ہمارے ناقدین نے اس کی ضرورت و اہمیت کو شاید محسوس ہی نہیں کیا ہے۔

ایسی ادبی فضا میں ڈاکٹر ضیاء الدین شکیب کی کتاب "اردو شاعری میں ہیئت کے تجربے" میرے جیسے ادب کے ایک طالب کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔ اس کتاب میں پہلی بار بہت کھلے ذہن کے ساتھ "ہیئت" کا مفہوم اور تجربوں میں تبدیلیوں کے اسباب متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی ضمن میں مواد و ہیئت کے باہمی ارتباط اور مواد اور ذریعۂ اظہار جیسے مسائل کو بھی بڑے سلیقے سے سمیٹ کر اخذ نتائج کی ایک کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مصنف کو سیکڑوں صفحات پر محیط مواد کا مطالعہ کرنا پڑا اور ان تمام بکھرے ہوئے مواد کو مجتمع کر کے اخذ نتائج کی جس منزل دشوار سے گزرنا پڑا اس طویل سفر کی داستان اس کتاب کے اکتیس صفحات پر محیط ہے۔ جس کی ایک ایک سطر مصنف کی محنت اور کاوش کی آئینہ دار ہے۔ مصنف کے نزدیک "ہیئت" کیا ہے اس امر کو سمجھنے کے لیے ان کا اس بحث کا لب لباب مصنف کے الفاظ میں یہ ہے۔

"اس ہیئت میں طریق اظہار، اسلوب بیان، شعری زبان، زبان کی تمام آسایش رائج انگیزی کے تمام طریقے، مواد کے تمام سانچے، حسن اور لطافت پیدا کرنے کے تمام ذریعے مواد اور ہیئت کی ہم آہنگی غرض تمام داخلی اور خارجی عناصر اور ان کے درمیان پائے جانے والے تمام فن جمالیاتی اور ادبی رشتے شامل ہیں۔ اس مفہوم کے تحت اثر پذیری کے اولین لمحے سے فنی تعلق کے مرحلۂ آخری تک راستے کے تمام پیچ و خم مادی اور غیر مادی اسباب و علل، نیز داخلی و خارجی عناصر اور ان کا عمل در عمل ہیئت کے عمل میں شریک ہے۔ اور اس عمل کے نتیجے میں وجود پذیر ہیئت شعری ہیئت

کہلاتی ہے۔ ایسی شعری ہیئت مواد کی خودکاری اور خودتحکمی کا لازمی فطری نتیجہ ہوتی ہے۔ یہ خالص شعری تجربہ کا خارجی روپ ہوتی ہے۔ اس میں مناسب توازن، اور ہم آہنگی ہوتی ہے۔

اس کتاب کے دوسرے باب میں "شعری تجربے اور ہیئت میں تبدیلیوں کے اسباب" سے مصنف نے بحث کی ہے جس میں تخلیقی تجربے اور غیر تخلیقی تجربے کو واضح کرنے کے لیے تخلیقی عمل کے تمام ذہنی اور نفسیاتی جہتوں اور مدارج کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اور کروچے کے نظریہ اظہار کو بھی پوری تفصیل کے ساتھ زیر بحث لایا گیا ہے۔ ڈاکٹر صنوان چشتی نے ان دوسرے امکانات سے بھی بحث کی ہے۔ جو کسی نہ کسی طرح شعری ہیئت میں تبدیلی کا موجب بنتے ہیں۔ مثلاً روایت شکنی کا رجحان، نئی ہیئت کی تخلیق کا رجحان، نئے موضوع اور نئے مواد کے تقاضے، سماجی تبدیلیوں کا اثر اور فیشن کے تحت فارمولے کے تحت تجربوں کا رجحان وغیرہ۔ انھوں نے اس تجربے کے ماحصل کے طور پر لکھا ہے کہ تخلیق میں تجربہ اور تبدیلی کا ظہور محض ایک سانحہ نہیں ہوتا۔ شعری زبان، تکنیک، اسلوب اور ہیئت کی سطح پر ہوتا ہے۔ تجربوں اور تبدیلیوں کے بہت سے اسباب ہیں، مگر یہ تجربہ شعری تجربہ کے بطن سے نمودار ہوتا ہے اگر اس عمل سے نہیں گزرتا تو وہ داخلی تجربہ نہیں ہوتا۔

اس کتاب کا تیسرا باب ۱۸۵۷ء کے بعد کے شعری ہیئت کے تجربوں کے آغاز سے بحث کرتا ہے۔ مصنف نے غدر کے بعد کے سیاسی اور سماجی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے کرنل ہالرائڈ کی رہبری میں آزاد اور حالی کی اولین کاوشوں کو اپنے مطالعے کا موضوع بنایا ہے۔ اس ضمن میں صوتی قوافی کا چلن، معرے کا نیا تصور اور ان کا تنوع، اسٹینزا فارم اور بندوں کی تشکیل، نظم معریٰ ان سب ہی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نظم معریٰ کی ہیئت اردو شاعری کے لیے جدید ترین ہیئت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لیے مصنف نے اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے اس صنفِ سخن کے سارے سرمائے کا بڑی دیدہ ریزی سے جائزہ لیا ہے۔ اس

طالعے کے دوران فراق سے لے کر جدید شعرا تک کے افکار و خیالات کا تجزیے ہی فنکارانہ انداز
سے احاطہ کر لیا گیا ہے ۔ جو مصنف کے وسعتِ مطالعہ کا آئینہ دار ہے ۔ اس باب میں ان
نظریاتی جہتوں کو بھی سمیٹ لیا گیا ہے جو فراق کی نظم "ہنڈولہ" کی تحریک سے پیدا ہوئی تھیں اور
ن سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کیا گیا تھا ۔ یہ باب بہت مخلصانہ اور عالمانہ ہے ۔

چوتھا باب عظمت اللہ خاں کے تجربے اور ہندی اصناف و اسالیب کے مطالعے کے
لیے وقف ہے ۔ دنیا میں ہیئت کے سلسلے میں سب سے زیادہ تجربے عظمت اللہ خاں
نے کیے ہیں ۔ اور سریلے بول " کی ہر ہر نظم ان کے ہیئتی تجربوں کی ایک زندہ مثال ہے ۔
ظمت اللہ خاں نے اپنے تجربات کے دوران ہندی عروض اصناف و اسالیب پر بھی بحث
رنی ضروری تھی ۔ مصنف نے پہلی بار ہندی اصناف و اسالیب پر اتنا وافر مواد یکجا کر دیا ہے جو
ردو دنیا کے لیے یقیناً ایک اہم اور مفید دستاویز کی سی اہمیت رکھتی ہے ۔ اس باب کے مطالعہ
سے ہیئتی تجربوں کی بہت سی گرہیں کھل جاتی ہیں ۔ اور ان کی تعلیم ہمارے لیے آسان ہو جاتی
ہے ۔ اور اس امر کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اردو شاعری نے ہندی چھندوں سے کافی استفادہ
یا ہے ۔ جن میں دوہے ، سار ، سرسی ، ہرالنکار وغیرہ بہت اہم ہیں ۔

ڈاکٹر عنوان چشتی نے آخری باب میں نئے شعور اور نئی ہیئتوں سے بحث کی ہے ۔
س سلسلے میں سانیٹ ، آزاد نظم ، نثری نظم جیسی نئی ہیئتوں کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے
پھر مختصر نظموں کے آغاز و ارتقاء سے بحث کرتے ہوئے جاپانی ہیئتوں کا خاص طور سے مطالعہ
یا گیا ہے ۔ اس باب میں آزاد نظم پر جو ناقدانہ اور مخلصانہ بحث ہے وہ اس سے قبل
ردو تحقیقی تنقید میں اتنی تفصیل سے نہیں ہوئی ۔ اس طرح سے اس کتاب میں ہیئت
ے مفہوم سے لے کر ہیئت کے جدید ترین مظہر تک کا احاطہ کر لیا گیا ہے ۔ جو یقیناً اردو میں
یک اہم اور تحقیقی چیز ہے ۔ اس تفصیلی مطالعہ کے بعد مصنف جس نتیجہ پر پہنچے ہیں ، اس کو
مدی کے اقتباس میں نقل کر دینا بے جا نہ ہوگا ۔

"ہر دور میں شعری ہیئت کے تجربے ہوتے رہے ہیں۔ ابھی تک تکنیک اور ہیئت کے تجربات کے تمام امکانات سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے اس لیے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ مستقبل میں ہیئت کے تجربات کا ذخیرہ اور بڑھے گا۔ اور ان میں توازن پیدا ہوگا۔ مگر کوئی تجربہ محض شوق و مزاولت کی بنیاد پر زندہ نہیں رہے گا۔ بلکہ وہی تجربے زندہ رہیں گے جن میں اعلا شعری خوبیاں ہوں گی۔ اور جو تاثر کی ترسیل کا بہترین ذریعہ، شعری تجربہ کی بنیادی خصوصیت نیز جمالیاتی کیفیت کا خارجی ظہور ہوں گے۔ اور ہماری جذباتی زندگی کو سہارا دے سکیں گی" ص ۲۵

"اردو شاعری میں ہیئت کے تجربے"۔ شعری تجربوں اور ہیئتوں کی ایک اہم تاریخ ہے جس کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ اس میں ہندوستانی اور غیر ملکی ہیئتوں اور ان کی اردو شکلوں کا تقابلی مطالعہ بھی کیا گیا ہے۔ جس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے شاعروں نے بیرونی ہیئتوں کو کس حد تک قبول کیا ہے۔ اور ان میں ایسی زبان اور عروض کے مزاج کی تحت کیا کیا تبدیلیاں کی ہیں۔

۲۷۴ صفحات کی یہ کتاب مصنف کی بیدار ذہنی کی عکاس ہے۔ اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا دماغ مسائل کو سمجھنے اور سمجھانے میں مصروف رہتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کتاب کے سارے مندرجات سے کسی کو اتفاق نہ ہو لیکن ہیئتی تجربات پر قلم اٹھاتے ہوئے اس کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہوگا۔ اس کتاب کی یہی ناگزیریت اس کی اہمیت کی دلیل ہے۔

ایسی اہم کتاب کا مطالعہ ادب کے ہر طالب علم کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ ہم کو توقع ہے کہ اردو دنیا میں اس کتاب کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ اور اس مسئلے پر مزید افہام و تفہیم کا در کھلیں گے۔

(ڈاکٹر) کبیر احمد جائسی۔

پروانۂ چراغِ مزارِ خودیم ما

مصنف: ڈاکٹر شعیب اعظمی
قیمت: بارہ روپے
تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی

حافظ حکیم محمد اسحٰق مرحوم و مغفور کی ذاتِ گرامی دیارِ پورب کے شیراز اعظم گڈھ کے سیاسی، سماجی، اور مذہبی مطلع پر نصف صدی سے زیادہ جلوہ افشانی کرتی رہی۔ طبابت ان کا پیشہ تھا اور فنِ طبابت میں حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کے شاگرد تھے۔ شاید یہ استادِ ہی کی نظر کا فیضان تھا کہ ان کے ہی اتباع میں حکیم صاحب مرحوم آل انڈیا نیشنل کانگریس سے منسلک ہوئے اور وقت کے تمام تغیرات و تبدلات کا مشاہدہ کرتے ہوئے، زمانے کے ہر سرد و گرم کو چکھتے ہوئے، ہر نشیب و فراز سے گذرتے ہوئے وہ اپنے اسی مسلک پر قائم رہے اور مرکر ہی کانگریس پارٹی سے ان کا تعلق منقطع ہوا۔ یہی حال ان کی مذہبی فکر کا بھی تھا۔ مولانا یعقوب صاحب مرحوم کے فیضِ صحبت سے ان کی جو مذہبی فکر بن گئی تھی انھوں نے اس سے مرتے دم تک سرِ مو انحراف نہ کیا اور اپنے مسلک پر انتہائی خاموشی مگر پامردی کے ساتھ سبک گام رہے۔ ایسی زندگی کن کن ہنگاموں سے گزری ہوگی اس کو کون کون سی قربانیاں دینی پڑی ہوں گی، کن کن آلام و مصائب کو سینے سے لگانا پڑا ہوگا، کن کن بہتانوں اور اتہامات سے دوچار ہونا پڑا ہوگا؟ ان سوالوں کے جواب دینے والے تو اب اپنی اپنی قبروں میں چین کی نیند سو رہے ہیں۔ ہاں اس کی ایک دھندلی سی مختصر اور نہایت نامکمل و غیر مربوط سی تصویر ہم زیرِ تبصرہ کتاب میں مل جائے گی جو [illegible] کے صاحبزادے ڈاکٹر شعیب اعظمی نے شائع کی ہے۔

وہ لوگ جو آج آزادی کی فضا میں سانس لے رہے ہیں ان کے لیے اس ماحول میں اس بات کا اندازہ کرنا بھی دشوار ہے کہ جب ہمارے ان بزرگوں نے شروع میں قومی تحریک میں حصہ لیا ہوگا تو ان پر کیا کیا بیتی ہوگی۔ حکیم صاحب مرحوم نے آنکھ

کی تحریک میں اس زمانے میں حصہ لینا شروع کیا جب ہندستان پر انگریزوں کی گرفت خاصی مضبوط تھی اور انڈین نیشنل کانگریس کا شمار باغی جماعتوں میں ہوتا تھا اس کے کارکنوں کو ہمیشہ شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ حکیم صاحب مرحوم نے تحریکِ آزادی کے سلسلے میں جو بھی خدمات انجام دی ہیں، اس کو اپنی زبان سے بیان کرنے میں انھوں نے بڑے تکلف اور کسر نفسی سے کام لیا ہے اور اپنی خدمات کو پوری طرح اجاگر نہیں ہونے دیا ہے۔ ہاں اس دور کے دوسرے تمام افراد کے کارناموں کو جہاں تک ان کے حافظے نے ساتھ دیا ہے بلاکم وکاست بیان کردینے کی کوشش کی ہے، حکیم صاحب مرحوم نے اپنی سرگزشت حیات بیان کرتے وقت بلامبالغہ صدہا افراد کے ناموں اور کارناموں کو اپنی سرگزشتِ حیات کی وساطت سے محفوظ کردیا ہے، یہ وہ چھوٹے چھوٹے معمولی معمولی افراد ہیں جن کو نہ تامر پتر ملا اور نہ ہی کوئی دوسرا اعزاز، ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جن کے انتقال کے بعد گھر میں اتنی پونجی بھی نہ نکلی کہ ان کے کفن دفن کا انتظام ہوسکتا۔ ان میں وہ بھی ہیں جو صرف کانگریس کے لیے جیے اور اسی کے لیے مرے لیکن تحریکِ آزادی کے سلسلے میں ان کا کہیں نام بھی نہیں آتا۔ انہی چھوٹے چھوٹے اور بظاہر غیر اہم افراد کی پیہم کوششوں نے جدوجہد آزادی کی رفتار کو اس قدر تیز کردیا تھا کہ انگریز کو اس کو سنبھالنا مشکل ہوگیا اور اگست ۱۹۴۷ء میں اس کو بادلِ ناخواستہ ہندستان کو خیرباد کہنا پڑا۔ انہی چھوٹے چھوٹے معمولی اور کم درجے کے لوگوں میں مولوی عبدالحق صاحب بھی ہیں (ص ۷۹۔۸۰) جو راقم حروف کو بھی خواب کی طرح یاد ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب مدرسہ امینیہ کے فارغ التحصیل، مفتی کفایت اللہ کے شاگرد اور مدرسۂ اسلامیہ باغ میر پلٹیر کے مدرس تھے۔ ۱۹۴۲ء میں جب کہ کانگریس کی تحریک اپنے پورے شباب پر تھی مولوی صاحب نے اعظم گڈھ پولیس لائن میں واقع مسجد میں پولیس کی تمام رکاوٹوں کو توڑ کر نہ صرف جمعہ کی نماز ادا کی بلکہ پولیس والوں کو بھی اپنا ساتھ دینے کے لیے اکسایا۔ اسی جرم میں گرفتار ہوئے، جیل کی سختیاں برداشت کرتے رہے اور پامردی کے ساتھ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ جیل ہی میں ان کو ڈگوبنجار کا عارضہ لاحق ہوا جس کا کوئی معقول علاج معالجہ نہ ہوا بیماری کی وجہ سے ان کو رہا کردیا

گئی مگر مرض جڑ پکڑ چکا تھا اور کچھ ہی دنوں کے بعد وہ آزاد ہندستان کا خواب دیکھتے ہوئے اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ جس وقت ان کا انتقال ہوا اس وقت عالم یہ تھا کہ ان کے پس ماندگان کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ آج کے آزاد ہندستان میں چین کا سانس لینے والے نہ مولوی عبدالحق ہی سے واقف ہیں اور نہ ہی ان کی قربانی کا علم رکھتے ہیں۔ اس کتاب کے منظرِ عام پر آجانے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا ہے کہ اس طرح کے نجانے کتنے زاموش شدہ چہرے اپنی تمام جلوہ سامانیوں کے ساتھ ہمارے سامنے نمایاں ہوجاتے ہیں۔ ان چہروں میں اگر ایک طرف مولانا عبدالسلام ندوی، مولوی مسعود علی ندوی، مولانا سید سلیمان ندوی، اقبال سہیل، یحییٰ اعظمی، مولوی عبدالباری جیسے صاحبانِ علم و فضل ہیں تو دوسری طرف ستیارام استھانا، ناگیشور پرشاد، سورج ناتھ سنگھ اور کلپ ناتھ سنگھ جیسے خالص سیاسی افراد بھی ہیں۔ ان لوگوں کے علاوہ ہمارے سماج کے صدہا ان افراد کے چہرے بھی ہیں جن میں کوئی سنار ہے کوئی کنجڑا تو کوئی حلوائی اور رکشہ والا یہ وہ لوگ ہیں جن کے دم سے زندگی کی ہماہمی باقی ہے مگر جن کا ذکر کرتے ہوئے سر سفید پوش گھبراتا ہے، حکیم صاحب مرحوم نے اپنی آپ بیتی کہتے ہوئے ان سب افراد کے ناموں اور کاموں کو ایک عرصہ تک کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ خاص طور سے دارالمصنفین کے رفقا، مدرسۃ الاصلاح سے متعلق حضرات اور مبارک پور کے دینی مدارس سے منسلک افراد کی گزشتہ نصف صدی سے زیادہ کی سیاسی سماجی مذہبی اور ادبی کوششوں اور کاوشوں کا تذکرہ جس طرح اس کتاب میں یک جا مل جاتا ہے اس طرح شاید کہیں اور یک جا نہ مل سکے۔

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں ڈاکٹر شبیب اعظمی نے حکیم صاحب سے جو سوالات کیے ہیں اور حکیم صاحب نے جو جوابات دیے ہیں ان کو ڈاکٹر شبیب اعظمی نے ربط و تسلسل کے ساتھ قلم بند کر دیا ہے۔ دوسرے حصے میں خود ڈاکٹر شبیب اعظمی نے ان کی پوری زندگی کی بھرپور انداز سے عکاسی کر دی ہے۔ بدقسمتی سے اس کتاب کا پہلا حصہ اس وقت مرتب ہونا شروع ہوا جب حکیم صاحب کے

قویٰ میں اضمحلال آچکا تھا اور حافظہ بھی متاثر ہو چکا تھا۔ اس لیے ممکن ہے اس حصے میں بہت سی وہ باتیں نہ درج ہو سکی ہوں جن سے حکیم صاحب ذاتی طور پر متعلق یا واقف تھے۔ اس احساس محرومی کے باوجود یہ کہے بغیر چارہ نہیں ہے کہ حکیم صاحب مرحوم کی وساطت سے جو واقعات اور اشخاص کے قلمی چہرے اس کتاب میں محفوظ ہو گئے ہیں وہ بھی ایک نعمت سے کم نہیں۔ کیوں کہ اب ان واقعات کو بیان کرنے والا یا ان چہروں کی یاد دلانے والا کوئی بھی باقی نہیں رہ گیا ہے۔

ڈاکٹر شعیب اعظمی نے حکیم صاحب کو اپنی چشم ہوش کھولنے کے بعد جس انداز سے دیکھا ہے اس کو ایمانداری کے ساتھ بلاکم وکاست بیان کر دیا ہے اور حکیم صاحب مرحوم نے اپنے بارے میں جو کچھ کہنے سے گریز کیا ہے اس کو مختصر اور مناسب انداز سے بیان کرکے ان کی پوری زندگی کو الفاظ کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔ یہ کتاب پڑھ کر مجھکو جو کچھ محسوس ہوا ہے اس کو اگر ایک شعر میں بیان کرنا ہو تو میں اپنے عزیز دوست انور صدیقی کا یہ شعر پڑھ دوں گا ؎

گردِ ماہ و سال سے چہرے آئینہ دکھلاتے ہیں
کن چہروں کو بھولنے بیٹھیں کن چہروں کو یاد کریں

۲۸۸ صفحات کی یہ کتاب اچھے کاغذ پر بڑے صاف ستھرے ڈھنگ سے چھاپی گئی ہے جس کا سرورق بھی دیدہ زیب ہے۔ وہ لوگ جو زندگی کی چھوٹی چھوٹی حقیقتوں کے ذریعے بڑی بڑی حقیقتوں کا عرفان حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

(ڈاکٹر) کبیر احمد جائسی

اردو شاعری میں سانٹ

مصنف: حنیف کیفی
قیمت: اٹھارہ روپے ۱۸/-
ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی

انگریزی ادبیات کے اثر سے اردو ادب بہت سے نئے افکار و خیالات، موضوعات، اصناف اور ہیئتوں سے آشنا ہوا۔ ان میں سے بہت سی چیزیں اردو ادب پر دور رس اور دیرپا اثرات چھوڑ گئی ہیں۔ کچھ تجربات ہی کے مراحل میں دم توڑ گئیں۔ کچھ چیزیں ایسی بھی تھیں جن کا رواج ایک مدت تک مروج رہا۔ مگر اردو ادبیات کے مزاج سے ہم آہنگ نہ ہونے کی وجہ سے ان کا چلن بہت دنوں تک نہ رہ سکا۔ اور رفتہ رفتہ ان کا بھی وجود اردو ادب کا ایک افسانۂ پارینہ بن کر رہ گیا۔

اردو ادب میں سانیٹ نگاری بھی انگریزی ادبیات کے اثرات کی ایک یادگار ہے۔ جو اگرچہ بہت دنوں تک اردو ادب کی رفتارِ ترقی کو متاثر نہ کر سکی۔ تاہم اپنے اثرات سے اردو شاعری کو ایک نئے زاویے سے ضرور آشنا کر گئی۔ اردو ادب پر انگریزی ادبیات کے جو اثرات پڑے ہیں ان کا مفصل، مربوط اور بھرپور تنقیدی جائزہ ابھی نہیں لیا جا سکا ہے۔ یہ بڑی مسرت کی بات ہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے شعبۂ اردو کے ایک لائق استاد حنیف کیفی صاحب نے اردو سانیٹ نگاری کو اپنے خصوصی مطالعہ کا موضوع بنا لیا ہے۔ اور اردو میں پہلی بار اس صنفِ سخن کی ہیئت، جملہ داخلی و خارجی خصوصیات، ارتقا اور اس کے سرمایے سے عالمانہ انداز میں بحث کی ہے۔

اپنے دیباچے میں مصنف نے لکھا ہے:-

"یہ مقالہ میرے قیام بھوپال کے دوران فروری ۱۹۷۳ء میں مکمل ہو گیا تھا۔ لیکن چند در چند مجبوریوں کی وجہ سے اس کی طباعت و اشاعت میں کافی تاخیر ہو گئی۔ اس مدت میں اس کے کچھ حصے حسب ذیل عنوانات کے تحت رسالوں اور ہفتہ وار جرائد میں شائع ہو چکے ہیں:

۱۔ 'اردو کا سب سے پہلا سانیٹ' — 'ہماری زبان' علی گڑھ، ۲۲ مارچ ۱۹۶۹ء

۲۔ 'اردو سانیٹوں کا سب سے پہلا مجموعہ' — 'ہماری زبان' علی گڑھ، ۲۲ جولائی ۱۹۷۱ء

۳۔ 'اردو شاعری میں سانیٹ: ایک جائزہ' — 'جامعہ' دہلی، اکتوبر ۱۹۷۳ء

۴۔ 'سانیٹ اور اس کا فن' — 'تحریک' دہلی، نومبر ۱۹۷۳ء (ص ۱۵)

مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں جب ان کی کاوشوں کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کی ادبیات کی فہرست کافی طویل ہے۔ ان ادبیات کو نمبر وار درج کیا جارہا ہے۔

۱۔ سب سے پہلے مصنف نے اس بات کی تحقیق کی کہ اردو کا اولین سانیٹ نگار کون ہے۔

۲۔ اردو سانیٹوں کا سب سے پہلا مجموعہ کس کا ہے اور کب شائع ہوا۔؟ اس کی دریافت سب سے پہلے مصنف نے ہی کی۔

۳۔ اردو سانیٹوں کی مروجہ مقبول شکل کو سب سے پہلے کس شاعر نے برتا۔؟ مصنف کی تحقیقات کے مطابق روشن لال نسیم وہ پہلے شاعر ہیں جنھوں نے سب سے پہلے سانیٹ کی اس شکل میں اپنے خیالات وجذبات کا اظہار کیا۔

۴۔ اردو شیکسپیرین سانیٹ کو سب سے پہلے حسن لطیفی نے متعارف کرایا۔ یہ حقیقت لوگوں کی نگاہوں سے اب تک پوشیدہ ہے۔ اس کا انکشاف بھی حنیف کیفی نے ہی کیا

۵۔ مصنف نے انگریزی سانیٹوں کے جو اردو ترجمے کیے ہیں ان کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ نرے لفظی ترجمے نہیں ہیں۔ بلکہ حنیف کیفی نے انگریزی سانیٹوں کی روح کو اپنے ترجموں میں محصور کرلیا ہے۔

۶۔ فرہنگ اصطلاحات کے سلسلے میں خود مصنف نے بہت سی اصطلاحات کے ترجمے کیے ہیں۔ جو ان کے اپنے طبع زاد ترجمے ہیں۔

اب ہم اصل کتاب کا ایک سرسری جائزہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلے مصنف نے اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ سانیٹ کیا ہے۔؟ اس سلسلے میں جس طرح سے انھوں نے انگریزی کے بکھرے ہوئے مواد کو یکجا کر کے اخذ نتائج کی کوشش کی ہے وہ قدیم عالمانہ انداز نظر کی یاد تازہ کردیتی ہے۔ اس سلسلے میں ان کو پٹرارکی سانیٹ، شیکسپیرین سانیٹ، اسپنسیرین سانیٹ کا بھی جائزہ لینا پڑا۔ تاکہ آگے چل کر اس صنف سخن میں [illegible] ہیں ان کی افہام و تفہیم آسان ہوجائے۔ اس صنف سخن کی ہیئت کی تعیین [illegible]

کی ضرورت نہیں کہ انگریزی ادب میں سانیٹ کی ارتقا پر ایک نظر ڈالتے ہوئے اس کے اس رول کو پیش کیا جائے جو اس نے انگریزی ادبیات کی نشوونما میں ادا کیا ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب کا دوسرا باب اسی مطالعہ کے لیے مخصوص ہے۔ اس باب میں انتہائی چابکدستی سے ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے مواد کو تھوڑے سے صفحات میں کامیابی کے ساتھ سمیٹ لیا گیا ہے۔ اسی سلسلہ سخن میں شیکسپیر اور ملٹن کے علاوہ کیٹس اور ورڈزورتھ کی سانیٹ نگاری کا جائزہ بھی فنکارانہ انداز سے لیا گیا ہے۔

اس پس منظر کو پیش کرنے کے بعد چار ابواب میں اردو سانٹ نگاری کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے ابتدائی دور، کے ابتدائی شاعر، ابتدائی نمونوں اور پھر اس کے عہدِ شباب کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد ملک میں جو انقلابی تبدیلیاں آئیں ان کے اثرات ادب پر بھی پڑے۔ انہی اثرات کی وجہ سے بہت سی اصناف متروک ہو گئیں۔ کچھ مقبول ہوئیں اور کچھ کا رواج کم سے کم تر ہو گیا۔ ایسے حالات میں اردو سانٹ نگاری کس عالم میں تھی اس کا بھی جائزہ لے کر اس نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے کہ صرف ہیئت کی تبدیلی ہی سے افکار و موضوعات نہیں بدلتے۔ بلکہ افکار و موضوعات کو بدلنے کے لیے کچھ اور ہی باتیں ناگزیر ہوتی ہیں۔ اس کتاب کا سب سے آخری باب اردو سانٹ کے تنقیدی جائزے پر مشتمل ہے۔ جس میں اس بات پر خاص طور سے بحث کی گئی ہے کہ سانٹ نگاری اردو میں غیر مقبول کیوں رہی ہے۔ ظاہر ہے غزل کے سامنے اس صنفِ سخن کا چراغ کیا جلتا۔ سانٹ میں بالعموم جن جذبات کا اظہار کیا جا رہا ہے اُن جذبات کے اظہار کے لیے اردو میں غزل کی ہیئت موجود ہے۔ جو صدیوں کے تجربات کا نچوڑ اور ایک تہذیبی تسلسل کی حامل تھی۔ اسی لیے اردو میں سانٹ نگاری ایک شغلہ مستعجل ثابت ہوئی جو آج اردو ادب کی تاریخ کا ایک جزو بن گئی ہے۔

حنیف کیفی صاحب کی یہ تصنیف اس لائق ہے کہ اس کا ٹھہر ٹھہر کر مطالعہ کیا جائے اور انگریزی ادب کے ان اثرات پر ایک مکمل اور بھرپور کام کیا جائے۔ جو محسوس اور غیر محسوس

فارسی ادب کے ارتقا کی مختصر تاریخ

مترجم: عندلیب زہرا کاموں پوری
قیمت آٹھ روپے
ملنے کا پتا: عندلیب زہرا، بی/۱۴۲
سی، جی، آر۔ روڈ
خضر پور۔ کلکتہ ۲۳

فارسی ادبیات کے زندۂ جاوید کارناموں نے عالمی ادب میں اپنا ایک مخصوص و مستقل مقام بنا لیا ہے۔ ای، جی، براؤن سے لے کر آج تک قاری کی ذہنی سطح کے پیشِ نظر مختلف قسم کی تصنیفات منظرِ عام پر آتی رہی ہیں۔

ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا نے تقریباً بیس کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کی معروف و مقبول تصنیف "تاریخ ادبیات در ایران" تین جلدوں کو محیط ہے۔ ان کے قلم سے مبتدی حضرات اور طلبہ کو بھی فیض پہنچا ہے۔ چنانچہ "مختصری در تاریخ تحول نظم و نثر پارسی" اسی ضمن کا کارنامہ ہے۔ اس کی مقبولیت کا ثبوت یہ ہے کہ ۱۹۶۲ء تک پانچ اڈیشن نکل چکے ہیں۔

ظاہر ہے ایسی کتاب سے اردو پبلک کو فیض پہنچنا ضروری تھا۔ محترمہ زہرا عندلیب نے اس طرف توجہ فرمائی اور ترجمے کے صبر آزما مراحل کو بحسن و خوبی ادا کر دیا۔ ترجمے کی خوبیوں کے علاوہ حاشیے اور تشریحی نوٹ مترجم کی نظر اور مطالعہ کا روشن پہلو ہیں۔

قاری کو زیرِ نظر کتاب میں تقریباً تیرہ سو برس کی تاریخ ادبیات مل جائے گی۔ یہ کاروانِ ادب ساسانی عہد کے زوال سے شروع ہو کر عہدِ حاضر میں داخل ہوتا ہے اس لیے اختصار و جامعیت کا وصف بھی نمایاں ہے۔ یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ بعض موضوعات سے تصنیف کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے گا۔ ایرانی زبانوں پر عربی الفاظ کا اثر، فارسی اور عربی زبان کی آمیزش، ایران سے باہر فارسی زبان

کتاب نما

کارواج، فارسی شاعری میں عرفان، سبک ہندی کا رواج، ہندستان میں فارسی زبان کی ترقی، فارسی شعرا و مصنفین کی مغل شہنشاہیت میں سرپرستی۔ ایران میں فرانسیسی اور انگریزی ادب سے دلچسپی، پریس کا آغاز، ادبی تنقید کے نئے انداز، دورۂ مغربیت کے مشہور شعرا و مصنفین وغیرہ وغیرہ۔

کتاب کی افادیت مسلم ہے اور مترجم کی سعیٔ جمیل قابل مبارک باد۔ پروفیسر ذبیح اللہ صفا کی تصویر شامل اشاعت ہے۔ کتاب کا صوری حسن قدرے کمزور سا ہے۔

ڈاکٹر سیفی پریمی

سلطان زین العابدین "بڈشاہ"

مصنف: رضیہ سجاد ظہیر
ناشر: نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا
تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
قیمت: ساڑھے چھ روپے

"نیشنل بک ٹرسٹ" نے ہندستان کی نئی نسل کی تعلیم وتربیت کے لیے "ڈاکٹر ذاکر حسین کی یاد میں" کے عنوان سے ہندستان کے نئے پرانے ایسے انسان دوستوں کی زندگی اور اچھے کارناموں کی سچی کہانیوں کی اشاعت کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے جنھوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اپنے دیس واسیوں کی خدمت کی اور ان کو اونچا کیا۔ اوپر لکھی ہوئی کتاب اسی سلسلے کی ساتویں کڑی ہے۔ سلطان زین العابدین کشمیر کے شاہ میر خاندان کا نامور فرزند تھا جس نے پندرھویں صدی میں کشمیر پر پچاس برس تک بڑی نیک نامی، رعیت پروری اور ترقی پسندی کے ساتھ راج کیا۔ اور کشمیر کو جنت نظیر بنایا۔ اور کشمیریوں کو زمین سے اٹھا کر علم و ہنر، خوش حالی اور بامروزگاری کی بلندیوں پر پہنچا یا تھا۔

ظاہر ہے کہ یوں تو مفید خیال یا قاعدے قانون لفظوں کا لباس پہن کر عام د

خاص کا دل موہ لیا کرتے ہیں۔ مگر جب ان خیالوں یا قانونوں کو عمل کا جامہ پہنانے کا وقت آتا ہے تو بے حتی سے ان میں کتر بیونت اور کھینچا تانی شروع ہو جاتی ہے پھر دین ہو یا آئین دونوں کا سروپ کروپ بن جاتا ہے۔ اس پر بھی بے قانونی سے قانون کا راج قابل لحاظ ضرور ہوا کرتا ہے اس لیے کہ بے قانونی کے مقابلے میں قانون کا وجود ضروری ہے اسی کے ساتھ لازمی ہے کہ قانون بنانے والے باہوش بھی ہوں اور ہم درد بھی تاکہ ان کے دکھ درد کو سمجھ سکیں، جن کے لیے قانون سازی کی زحمت اٹھائی جا رہی ہے، یہ تو ہے ہی اسی کے ساتھ ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو نیک دلی اور دیانت داری کے ساتھ قانون کی لفظی اور معنوی روح کو بیدار اور قائم رکھنے میں جان کی بازی لگا دینے کو اپنی نجات کا بلند ترین معراج سمجھتے ہوں۔

اگر ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک میں بھی کمی یا کجی آجائے تو قوموں کے بیڑے پار تو کیا ہوتے منجدھار میں ڈوبا کرتے ہیں۔ مذہب تو اس لیے تھا کہ خدا کے بندوں میں سے دوئی کو دور کیا جائے لیکن مذہب کے نام سے قانون کی بال کے برابر باریک راہوں نے آدم زادوں کو ایک دوسرے سے دور رکھنے ہی پر بس نہیں کی بلکہ دوسروں سے نفرت کو اپنی مذہبیت کا طرۂ امتیاز بنا لیا ہے۔

سیاسی نقطۂ نظر سے فرمان روا کی مثال خاندان کے بزرگ سربراہ کی سی ہوتی ہے۔ جو خاندان یا گھر کے سب چھوٹے بڑوں کو اپنی نیک دلی، شرف نگاہی، اور ناطرف داری کی روش سے رشتۂ محبت و خلوص میں ایک گلدستہ کے رنگارنگ پھولوں کی طرح ملائے جلائے اور سجائے رکھتا ہے۔ یہی حال حاکم یا سربراہ ریاست کا ہوتا ہے اس کے ہاں سوتیلا کوئی ہوتا ہی نہیں سب دیش [illegible] اس کی آنکھ کے تاروں کی طرح ہوتے ہیں، جسم و جان کے انگ انگ کی طرح، سب کے لیے کام، سب کے لیے آرام۔ ہر ایک سے کام اس کی استعداد کے مطابق اور اس کی ضروریات کی فراہمی ضرورت کے مطابق، وہ سب کا ہوتا ہے اور سب کی آسائش کا خیال

رکھتا ہے۔ اس کی نظر میں مسجد کے مناروں سے بلند ہونے والی نماز کے لیے پکار اور مندر اور گرجا کے گھڑیال کی جھنکار ایک ہی مقصد رکھتی ہیں اور وہ ان سب کو احترام کی توجہ سے سنتا ہے اور اپنی سمجھ کے مطابق اس آوازکو اپنے کردار سے نیک خواہی خلق کو عملی لباس پہناتا ہے اور اس کے بدلے میں چاہتا صرف یہ ہے کہ دیش کے سب واسی بھی اسی روش کو اختیار کریں کہ اسی میں ان سب کا بھلا ہے، کتاب پیش نظر میں سلطان زین العابدین اپنی حاکمانہ روش میں اسی طریق پر عمل کرتا نظر آتا ہے۔ وہ رشتے داریوں میں انسان تلاش کرتا ہے، محضر نامہ کو پرنام نہیں کرتا، وہ وید مقدس کے اشلوک سنتا ہے اور شانتی پاتا ہے اور قرآن حکیم اور احادیث نبی کریم اور بزرگان سلف کے مقالات کی تلاوت وسماعت کرتا ہے اور دل میں گداختگی محسوس کرتا ہے، وہ اپنے اردگرد جٹادھاریوں کو بھی پاتا ہے اور عمامہ والوں کو بھی۔ وہ مالا جپنے والوں کی صحبت سے بھی لطف لیتا ہے اور تسبیح خوانوں سے طمانیت قلب حاصل کرتا ہے، وہ کشمیر کے کھیتوں کشت زار اور جنگلوں کو باغوں میں بدلتا اور کشمیر کے ہنروں کو باہنر بناتا۔ وہ تلاش علم وہنر میں کسی ایک خیال یا جگہ کا قیدی نہ تھا وہ پورب پچھم سے علم وہنر اور صنعت وحرفت کے اساتذہ کو بلاتا اور اپنے دیش کو صنعت وحرفت، دست کاری اور آئینہ سازی، کاغذ سازی، ریشم سازی اور نگینہ کے کارخانوں سے ایسی چیزیں تیار کراتا ہے کہ جنھیں دیکھ دیکھ کر دنیا آج بھی محو حیرت ہے۔ کشمیر پہاڑوں کا ملک اور برف باریوں کا دیش ہے، اس نے ملک میں ایسی دست کاریوں کو پھیلایا کہ برف باری کے دنوں میں گھروں میں دربند گھر والے بیکار نہ رہیں۔ بلکہ دست کاری کے ایسے اچھے کام کریں جن کا کھلے میں اور شور شرابے میں کرنا آسان نہ ہو۔

- کشمیر برف کا دیش، سیلابوں اور طوفانوں کا دیش ہے، جب سیلاب آتے ہیں تو باغ اجڑتے اور کھیت ویران ہوجاتے ہیں اور ندی نالوں کے سیلاب میدانی کھیتوں کو بہالے جاتے ہیں۔ زین العابدین نے ندی نالوں کو کھیتی باڑی کے کھیتوں

میں بدل دیا۔ ایسی ترکیب نکالی کہ دریا نیچے سے بہتے رہیں اور ان پر خاص ترکیب سے ایسے تیرتے ہوئے جزیرے بنائے جو تیرتے بھی رہیں اور قابو سے باہر بھی نہ ہوں اور ان جزیروں پر سبزی ترکاریاں اگائی گئیں جن کے لیے زمین کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔ غرض ایک بات ہو تو کہی جائے یہاں تو اس نیک دل روشن ضمیر بادشاہ کے کارناموں کی روداد بچاس سال پر پھیلی ہوئی ہے۔

مگر افسوس جیسا کہ دنیا کا دستور ہے کہ سطح زمین پر کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں ہوا جس کی زندگی ہمیشہ پھولوں کی سیج ہی رہی ہو۔

اس کی تمنا تھی کہ اس کے بیٹے قابل ہوں۔ تین بیٹوں کا باپ تھا۔ تینوں سے محبت رکھتا تھا لیکن وہ تینوں زندگی کے متضاد رخ رکھتے تھے، کوئی بے پروا کوئی خود غرض، کوئی علمی تھا۔ نتیجہ یہ کہ اس کے جانشین صحیح معنوں میں اس کی جانشینی کے اہل نہ تھے اور یہ کوئی نادر بات نہ تھی۔

کتاب ابھرتے بچے بچیوں کے لیے لکھی گئی ہے اور یہ اپنا سبق آموز مقصد اچھی طرح پورا کرتی ہے، زبان و بیان کیلئے دو ایک باتیں ایسی نظر آئیں کہ ان کے بارے میں کچھ کہنا عیب جوئی نہیں محض اظہار خیال یا استفسار ہے۔

مثلاً "عود" پر بحث کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ "عود" ایک خوشبو بھی ہے اور موسیقی کا ساز بھی (ص۳۰) بالکل صحیح ہے لیکن اس ساز کے لیے یہ کہنا کہ "ایران سے تعلق رکھتا ہے" محل نظر ہے۔ کیونکہ اس کا نام "عود" ہی ایرانیت کی بجائے اپنی عربیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے، ورنہ یوں تو جہاں بھی اس ساز کا رواج ہے وہ اس ملک سے بھی تعلق رکھتا ہے ص۱۳ پر "تحائف" کی بجائے "تحفے" ہوتا تو نوخیز دلوں کے لیے آسان ہوتا اور ص۴۴ پر "لیکچرز" کی بجائے بطور جمع "لیکچر" ہوتا تو ہماری زبان کے لحاظ سے کافی ہوتا۔

(مولانا) مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

اپنی نوعیت کا نرالا یادگار

ڈاکٹر حسین ظہیر نمبر

اُردو دنیا میں سائنس کی، اور دنیائے سائنس میں اُردو کی خدمت کے لیے انڈین لینگویج یونٹ، کاؤنسل آف سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ نئی دلّی کی تازہ پیش کش (حسین ظہیر نمبر) سائنس کی دنیا" (سہ ماہی)۔ اُردو داں عوام اور طلبا کے لیے نہایت مفید عوامی اور دلچسپ انداز میں سائنس اور ٹکنیکی ترقیات، نئی نئی ایجادوں اور دریافتوں اور اُردو ذریعے تعلیم کے عام طالب علموں اور جستجو کاروں کے لیے بہترین مضامین و معلومات کو اپنی مادری زبان میں دستیاب ہوں گے۔ دنیا میں بالعموم اور ہندوستان میں بالخصوص سائنس کا ارتقا اور فیضان کہاں تک پہنچ رہا ہے۔ اسے جان کر عام سائنسی رویہ اور مزاج پیدا کرنے اور توہمات کے غار سے نکلنے کے لیے ملاحظہ کیجیے: "سائنس کی دنیا"

"سائنس کی دنیا" کے اُردو ایڈوائزری بورڈ میں عظیم سائنس داں، صنعت کار، ماہر تعلیم اور دانشور شریک ہیں جس کے صدر ہیں پنڈت آنند نرائن مُلّا ایم۔ پی، نگراں اے۔ رحمان اور ایڈیٹر سکریٹری گلزار زتشی دہلوی ہیں۔ عالیجناب فخرالدین علی احمد صاحب صدر جمہوریہ ہند اس کے سرپرست اعلیٰ ہیں، جنھوں نے راشٹرپتی بھون، نئی دلّی میں اس رسالے کا آب و تاب سے ۲۰ جون ۱۹۷۵ء کو اجراء فرمایا اور شریمتی اندرا گاندھی وزیر اعظم ہند و صدر سی۔ ایس آئی آر اس کی محسن ہیں جنہوں نے ۲۹ جولائی کو سرکاری محکموں میں پذیرائی و ترسیل کے لیے اسے قبول کیا۔ شری سبرامنیم وزیر خزانہ اور شری پی۔ این ھاکسر نائب چیرمین پلاننگ کمیشن اس کے نائب سرپرست اعلیٰ ہیں۔ طلبا اردو عوام اور شہریوں کے لیے انتہائی مفید اور نفع بخش مجلہ ہے۔ اس رسالے کی کشمیر سے کنیا کماری تک اور بمبئی و پونہ سے جمشید پور و جورہٹ تک ہر سائنسی ادارے، اسکول، کالج، یونیورسٹی لائبریری اور سائنس لیبارٹریز میں رسائی ہے۔ اب اس رسالے کا چوتھا نمبر اسپیشل ڈاکٹر سید حسین ظہیر نمبر ہوگا جو اپنی نوعیت سے تاریخی اور یادگار نمبر ہوگا۔ اس میں لکھنے والے ملک کے بہترین سائنسداں، دانشور، ماہر تعلیم اور صنعت کار بھی ہیں اور ریسرچ اسکالر بھی، چھوٹے صنعت کار بھی اور معمولی مکینک بھی۔ پرنٹنگ آفسیٹ پر۔ سائز ڈیمائی کوارٹو۔ اعلیٰ کتابت، خوشنما کور، دیدہ زیب تصاویر۔ قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے۔ سالانہ ڈیڑھ روپے۔ حسین ظہیر نمبر کے پیشگی آرڈر فوراً بک کرائیں۔ آج ہی بحیثیت خریدار، قلم کار اور مشتہر اپنا رابطہ قائم کیجیے۔ قارئین اور ایجنٹ صاحبان نیز اہل قلم مندرجہ ذیل پتے پر خط و کتابت کریں جملہ ترسیل زر، بنام چیف ایڈمنسٹریشن سی، ایس، آئی، آر ہونی چاہیے۔ ظہیر نمبر کی فوری پیشگی بکنگ ضروری ہے۔

فرہنگ انیس

نائب حسین نقوی

اس فرہنگ میں مراثی انیس میں شامل ہونے والے دس ہزار الفاظ محاورات، روزمرہ بول چال، اور ضرب الامثال مع معنی کے شامل ہیں۔ نیز ہر لفظ کے ساتھ اس کی سند بھی پیش کی گئی ہے۔ جنگی ہتھیاروں اور قدیم لباسوں کی تصاویر بھی شامل ہیں تاکہ عملی طور پر ہتھیاروں کی صحیح تصویر سامنے آجائے۔

قیمت ۳۶/=

بشارت

(شعری مجموعہ)

اظہار اثر

"بشارت" ایک ارضی صحیفے سے کم نہیں اس میں انسان کے ماضی اور حال کی روشنی میں مستقبل کی بشارت دی گئی ہے۔ اظہار اثر کی غزلوں کا پہلا شعری مجموعہ۔

قیمت ۱۰/=

نئی مطبوعات

سیموئیل کی تلاش (ڈراما) پروفیسر محمد مجیب ۔ پروفیسر مجیب ۴/-

گنجہائے گرانمایہ (نیا اڈیشن) اضافے کے ساتھ ۔ رشید احمد صدیقی ۸/-

خلفائے اربعہ (نیا اڈیشن) خواجہ عبدالحئی ۳/-

ہمارے نبی (〃) سید نواب علی ۱/۲۰

موت کے بعد (〃) مترجم ۔ محمود سروش ۸/۷۵

بوند اور سمندر امرت لال ناگر ۲۸/-

علم کیمیا حصہ اول ساتویں کلاس کے لیے (ترقی اردو بورڈ) ۴/۵۰

متاعِ قلم (شعری مجموعہ) نازش پرتاپ گڑھی ۳/۷۵

اپنی دھرتی، چاند کا درپن (شعری مجموعہ) بیکل اتساہی ۱۰/-

پُروائیاں 〃 〃 ۱۵/-

کومل مکھڑے بیکل گیت 〃 〃 ۱۲/۵۰

بجھتے چراغ (دکنی ادب پر مضامین) اکبرالدین صدیقی ۱۸/-

خوشبو کا خواب (شعری مجموعہ) پریم وار برٹنی ۱۵/-

طپشِ شوق (〃) بال کرشن مضطر ۳/-

شامِ میکدہ (〃) 〃 〃 ۳/-

غالب اور سرود (تنقید) ایم حبیب خاں ۱۲/-

فلسفہ شاعری اقبال (تنقید) ظفر احمد صدیقی ۵/-

مخدوم علی مہائمی (سوانح) عبدالرحمٰن پرواز اصلاحی ۱۶/-

کلامِ حفیظ (نظم) حفیظ جالندھری ۸/-

انحراف (شعری مجموعہ) یعقوب راہی ۵/-

شاخِ نہالِ غم (〃) ڈاکٹر خورشید الاسلام ۱۵/-

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

باپو، حصہ اول، دوم	مصنف	: ایف بی فرٹیاس	مترجم	: صالحہ عابد حسین	۳/-
کشمیر	″	، ملا سنگھ، تصاویر: زندنی	″	خدیجہ عظیم	1/50
پرندوں کی دنیا	″	: جمال آرا	″	محمد شفیع الدین نیر	1/50
ہماری ندیوں کی کہانی	″	: لیلا مجمدار	″	رضیہ سجاد ظہیر	1/50
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	″	لیلا وتی بھاگوت	″	″ ″	1/50
رسیلی کہانیاں	″	منوج داس	″	صغرا مہدی	1/50
آزادی کی کہانیاں (اول، دوم)	″	وشنو پربھاکر	″	انور کمال حسینی	۳/-
ہماری ریلیں	″	جگجیت سنگھ	″	عرش ملسیانی	1/50
ہندستان میں غیر ملکی سیاح	″	کے سی کھنہ، تصاویر: کرشن کھنہ	″		1/50
آؤ ناٹک کھیلیں	″	اوما نند	″	رضیہ منظور الامین	1/50
بہت دن ہوئے (اول دوم)	″	ایم چوکسی و پی ایم جوشی	″	رضیہ سجاد ظہیر	۳/-
بہادروں کی کہانیاں	″	راجندر اوستھی	″	انور کمال حسینی	1/50
مدہت و سندریا	″	کرشن چیتنیہ	″	″ ″	1/50
سدا بہار کہانیاں	″	شانتا رنگاچاری	″	″ ″	1/50
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اول دوم)		میر نجابت علی	″	سید احسان	۳/-
بڑا پانی	مصنف	لیلا مجمدار	″	صالحہ عابد حسین	1/50
مورا	″	ملک راج آنند	″	انور کمال حسینی	1/50
ماکی کا کھیل	″	سریندر سانیال	″	پریتم پال	1/50
خالہ بلی کا خاندان	″	منوہر داس چترویدی	″	محمد شفیع الدین نیر	1/50
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	″	بریگیڈیر گیان سنگھ	″	محمد ذاکر	1/50
پھول اور شہد کی مکھی	″	اشوک داور	″	انور کمال حسینی	1/50
سب کا ساتھی سب کا دوست	″	اما شنکر	″	″ ″	1/50
سونا ک [illegible]		[illegible]	″	″ ″	[illegible]

ترقی اردو بورڈ مرکزی وزارت تعلیم حکومت ہند کے لیے

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

جدید ہندستان میں ذات پات

مصنف : ایم۔ این۔ سری نواس
مترجم : شہباز حسین

اس کتاب میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جدید ہندستان کے طریقۂ کار انتظامیہ، تعلیمی میدان میں ذات پات نے کیا حصّہ لیا ہے۔ سیاسی میدان میں اس کو کس حد تک عمل دخل حاصل ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے

قیمت : ۱۰/-

حیدر علی

مصنف : نریندر کرشن سنہا
مترجم : اقتدار حسین صدیقی

یہ کتاب نہ صرف حیدر علی کی سوانح ہے بلکہ ہندستانی تاریخ کی ۱۸ویں صدی کی عجیب و غریب شخصیت کا سماجی مطالعہ بھی ہے اگرچہ اس کی زندگی کے بارے میں تفصیلات کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ تاہم یہ کتاب بنیادی اعتبار سے اس کی فوجی اور سیاسی زندگی سے متعلق ہے۔

قیمت : ۱۶/۰

ہندستانی معیشت

مصنف : مالک گھوش۔ مترجم : محمد خلیق

عام طور پر ان ملکوں کو کم ترقی یافتہ کہا جاتا ہے جن کا معیار زندگی کم ہو جن کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہو اور جہاں صنعت و حرفت بہت کم ہو۔ ہندستان کا حال بھی کچھ ایسا ہی رہا ہے۔ تفصیلات اس کتاب میں ملیں گی۔

قیمت : ۳۷/۷۵

ہندستانی معاشرہ عہد وسطیٰ میں

مصنف : کنور اشرف۔ مترجم : قمر الدین

ہندستان کے لوگوں کی زندگی اور معاشرت پر مرحوم ڈاکٹر اشرف کی لاثانی تصنیف ہے یہ کتاب اس دور میں تصنیف ہوئی جب تاریخ کا مطالعہ محض حکمرانوں کی زندگیوں اور ان کے جنگی کارناموں تک ہی محدود تھا۔ ڈاکٹر اشرف نے تاریخ کے مطالعے کے لیے بلا شبہ نئی راہیں متعین کرکے ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے۔

قیمت : ۱۸/۲۵

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی اہم مطبوعات

کتاب	مصنف	مترجم / مرتب	قیمت
لہروں کی آواز	مصنف : کلکی راما کرشنا مورتی	ترجمہ : راج نرائن راز	19/50
جگ ویر راجندر	" شری نواس	" رشید سہوانی	21/50
راگ درباری	" شری لال شکل	" "	18/50
میں	" ہری نرائن آپٹے	" کشور سلطان	9/-
جدوجہد آزادی میں مجلس قانون ساز کا رول	منورنجن جھا	" غلام ربانی تاباں	13/50
آب حیات	مصنف محمد حسین آزاد	تلخیص: پروفیسر احتشام حسین	6/75
قومی شاعری	" مختلف شعرا	مرتبہ: علی سردار جعفری	4/-
چار دیواری میں	" ایم ٹی واسدیونائر	مترجم: ظفر ادیب	7/75
پاتھما کی بکری اور زینب کی ساتھی	" دیکم محمد بشیر	" اطہر پرویز	5/75
گنگا چیل کے پنکھ	مصنف لکشمی نندن بورا	" رضیہ سجاد ظہیر	6/75
برہمن لڑکی	" شری دھر وینکٹیش کیتکر	" اگرسین نارنگ	4/-
ملیالم افسانے	مرتبہ ادم چیری این این پلے	" " "	8/75
تامل افسانے	" ٹی پلی سوم سندرم	" حسرت سہروردی	8/-
ہندی افسانے	" ڈاکٹر نامور سنگھ	" اگرسین نارنگ	9/-
پنجابی افسانے	" ہربھجن سنگھ	" مخمور جالندھری	4/-
اردو افسانے	" رضیہ سجاد ظہیر	" مخمور جالندھری	14/-

ذاکر حسین سیریز کی دلچسپ کتابیں

کتاب	مصنف	قیمت	کتاب	مصنف	قیمت
ابو خاں کی بکری	ڈاکٹر ذاکر حسین	3/-	سلطان زین العابدین	[illegible] رضیہ سجاد ظہیر	2/50
کابوچڑیا	بیگم قدسیہ زیدی	2/50	انوکھی دکان	بیگم قدسیہ زیدی	2/50
راجہ رام موہن رائے	عرش ملسیانی	2/50	دنیا کے جانور	" "	2/50
[illegible]	سید محمود رشید	2/50	خواجہ الطاف حسین حالی	بیگم [illegible]	[illegible]

ترقی اردو بورڈ کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

طبیعیات کے بنیادی تصورات	از آرتھر بیزر مترجم: احمد وکیل	قیمت ۲۵/-
تاریخ فلسفۂ اسلام	ٹی جے دی بوئر " ڈاکٹر سید عابد حسین "	۴/۵۰
تاریخ تمدن ہند	" پروفیسر محمد مجیب "	۸/-
تاریخ فلسفۂ سیاست	" " "	۱۲/-
ہمارا قدیم سماج	سید یحییٰ حسن	۱۰/-
تاریخ تعلیم ہند	سید نور اللہ و جے پی نائک۔ مترجم: مسعود الحق	۲۲/-
انقلاب ۱۸۵۷ء	" مرتبہ پی سی جوشی	۱۱/۷۵
لسانی مطالعے	" ڈاکٹر گیان چند جین	۳/۵۰

بچوں کے لیے غیر درسی کتابیں

چراغ کا سفر	سید محمد ٹونکی	۱/۵۰
چڑیاں	سلطانہ آصف فیضی	۳/-
پیسے کی کہانی	غلام حیدر	۳/-
خط کی کہانی	"	۲/۷۵

بچوں کے لیے درسی کتابیں

حساب و الجبرا حصہ اول، دوم، سوم	فی	۲/-
جیومیٹری	" " " "	۲/-
گھریلو سائنس	" " " "	۲/-
طبیعیات (فزکس)	حصہ اول	۳/-
طبیعیات (فزکس)	حصہ دوم	۲/-
طبیعیات (فزکس)	" سوم	۵/-
حیاتیات	" اول	۳/-
"	" دوم	۴/-
"	" سوم	۵/-
علم کیمیا	حصہ اول	۴/۵۰
"	" دوم	۴/-
آزاد ہندستان	" سوم	۴/-
حکومت اور آئین		۴/-
ہندستان کا وسطی دور		۴/۵۰

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دہلی ۲۵۔ دہلی ۶۔ بمبئی ۳۔ علی گڑھ ۱

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

آبادی	مصنف:	ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ:	محمود جالندھری	۲/۲۵
[illegible]	"	ڈی آر اٹھادے	"	ش قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	"	ڈی کنکیڈ	"	ڈاکٹر پرماتما سرن	۶/۲۵
قاضی نذرالاسلام	"	بسودھا چکرورتی	"	عرش ملسیانی	۲/۲۵
کچھوا اور خرگوش	"	ڈاکٹر ذاکر حسین	"	بلا جلد ۱/ مجلد	۲/۰
کبیر	"	ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	"	ایم کے درانی	۲/۵۰
گاندھی کا ہندستان کثرت میں وحدت	مرتبہ:	نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی			۴/۲۵
گرونانک	مصنف	گوپال سنگھ	ترجمہ:	محمود جالندھری	۳/۰
مٹتی بنتی تصویریں	"	بھگوتی چرن ورما	"	رضیہ سجاد ظہیر	۵/۰
بتاشوں کے محل (ناول)	مصنفہ	مپال رنگنا یکما	"	زینت ساجدہ	۵/۵۰
سفید خون (ناول)	"	نانک سنگھ	"	رتن سنگھ	۸/۰
گرو گوبند سنگھ	"	ڈاکٹر [illegible] سنگھ	"	محمود جالندھری	۳/۰
زندگی ایک ناٹک	"	پنالال پٹیل	"	کشور سلطانہ	۱۰/۰
رنجیت سنگھ	"	ڈی آر سود	"	محمود جالندھری	۲/۷۵
جدوجہد آزادی	"	بپن چندر	"	غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
بنگڑواڑی	"	وینکٹیش ماڈگولکر	"	عرش ملسیانی	۵/۲۵
شاعر	"	تاراشنکر بندوپادھیائے	"	پرمیش کمار ڈے	۸/۷۵
موت کے بعد	"	شیورام کارنت	"	محمود سروش	۸/۷۵
آدمی کے روپ	"	یشپال	"	سہیل عظیم آبادی	۱۲/۰
اکیسر	"	لارنس بنیس	"	رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰

"اگر کنبہ چھوٹا ہو تو والدین ہر بچّے پر زیادہ توجّہ دے سکتے ہیں
اور اسے زندگی کی زیادہ سہولتیں مہیا کر سکتے ہیں۔ اس سے ملک کو بھی
بحیثیت مجموعی اپنے وسائل کے بہتر استعمال کا موقع ملتا ہے۔
فیملی پلاننگ ہماری قومی ترقی کے پروگرام کا ایک لازمی جزو ہے اور ہم نے
اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے اپنے تمام ذرائع
کو بروئے کار لانے کا تہیّہ
کر رکھا ہے۔"

اندرا گاندھی



davp 75/596

قوم ترقی کی راہ پر

ریلوں میں سفر زیادہ آرام دہ اور رفتار بھی تیز

بھارتی ریلیں روزانہ 10,000 سے زیادہ گاڑیاں چلاتی ہیں جن میں دوسرے درجے کے لمبے سفر کے لیے 2,570 سلیپر کوچ بھی ہوتے ہیں۔ یہ گاڑیاں ہر جگہ ٹھیک وقت پر چل رہی ہیں۔ مال گاڑی ہر روز 5.5 لاکھ ٹن وزنی ضروری اشیاء زندگی ڈھوتی ہیں۔

آپ ان کی سروس کو اور بہتر بنانے میں ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔ بنا ٹکٹ سفر اور ریلوں کے ساز و سامان کی چوری کو روکیے۔

مضبوط ارادہ
اور کڑی محنت
ہمارے ساتھی ہیں



davp 75/455

پرنٹر پبلشر راجروما، زہرا اردوگ، لیس ۲۶ جھنڈا کرا۔ ناگ ۲۸ سر شائع کیا

معیاری ادب

	مرتب	لائبریری ایڈیشن	طلبہ ایڈیشن
مقدمۂ شعر و شاعری	رشید حسن خاں	۵/-	۴/-
انتخاب سراج اورنگ آبادی	(ڈاکٹر) محمد حسن	۲/۷۰	۱/۷۰
موازنۂ انیس و دبیر	رشید حسن خاں	۶/-	۵/-
انتخاب مراثی (انیس و دبیر)	رشید حسن خاں	۵/-	۴/۵۰
انتخاب نظیر اکبر آبادی	رشید حسن خاں	۶/-	۵/-
نیرنگ خیال	مالک رام	۳/۳۰	۲/۳۰
فسانۂ آزاد (تلخیص)	(ڈاکٹر) قمر رئیس	۹/۵۰	۸/۵۰
فردوس بریں	(ڈاکٹر) قمر رئیس	۳/۷۰	۲/۷۰
شریف زادہ	(ڈاکٹر) قمر رئیس	۴/۳۰	۳/۳۰
حیات سعدی	رشید حسن خاں	۵/۳۰	۴/۳۰
انتخاب اکبر الہ آبادی	(ڈاکٹر) صدیق الرحمن قدوائی	۴/۷۰	۳/۷۰
انتخاب میر	(ڈاکٹر) محمد حسن	۶/-	۵/-
دیوان درد	رشید حسن خاں	۴/۳۰	۳/۳۰
مجالس النسا	صالحہ عابد حسین	۴/۳۰	۳/۳۰
انتخاب مضامین شبلی	رشید حسن خاں	۱۱/-	۱۰/-
امراؤ جان ادا	(ڈاکٹر) محمد حسن	۸/۵۰	۷/۵۰
یادگار غالب (حصہ اردو)	مالک رام	۸/-	۷/-
یادگار غالب (حصہ فارسی)	مالک رام	۱۰/-	۹/-
مثنوی گلزار نسیم	رشید حسن خاں	۴/-	۳/-
گزشتہ لکھنؤ	رشید حسن خاں	۱۲/۵۰	۱۱/۵۰
فسانۂ مبتلا	(ڈاکٹر) صدیق الرحمن قدوائی	۷/۵۰	۶/۵۰
انتخاب ولی	(ڈاکٹر) سید ظہیر الدین مدنی	۴/۵۰	۳/۵۰
افادات سلیم	(ڈاکٹر) خلیق انجم	۷/۵۰	۶/۵۰
توبۃ النصوح	مالک رام	۶/۵۰	۵/۵۰
قصۂ حاتم طائی	اطہر پرویز	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب ناسخ	رشید حسن خاں	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب سودا	رشید حسن خاں	۱۴/۵۰	۱۳/۵۰
انتخاب محمد قلی قطب شاہ	محمد اکبر الدین صدیقی	۷/-	۶/-
انتخاب ذوق	(ڈاکٹر) تنویر احمد علوی	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب مضامین سرسید	انور صدیقی	۵/-	۴/-

ماہنامہ پیامِ تعلیم

۱۹۲۶ء سے نکل رہا ہے

انوکھے مضمون، دلچسپ کہانیاں، مزے مزے کی نظمیں، ان کے علاوہ سیر و سیاحت، جنرل سائنس تاریخ، جغرافیہ، شہریت کے آداب پر دلچسپ انداز میں بہترین مواد پیش کرتا ہے۔

ہر تیسرے، چوتھے مہینے نئے نئے عنوانوں پر خاص نمبر نکالتا ہے۔ سالانہ قیمت ۷ روپے۔ خاص نمبروں کی قیمت بھی اسی میں شامل ہے۔

لبرٹی آرٹ پریس (پرودپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) ۵۲۸ پٹودی ہاؤس، دریا گنج۔ دہلی



مینجنگ ایڈیٹر
شاہد علی خاں

ایڈیٹر
ولی شاہجہاںپوری

کتاب نما

نئی دہلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لئے سالانہ دو روپے

مئی ۱۹۷۶ء
جلد ۱۷۔ شمارہ ۵
سالانہ: ۵ روپے
فی پرچہ: ۵۰/-
اس شمارے کی قیمت ۱/۵۰

اداریہ

ہمیں افسوس ہے کہ بعض ناقابلِ عبور دشواریوں کے باعث اس شمارے کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہوئی امید ہے کہ قارئین ہمیں معاف فرمائیں گے۔

"ہندستان کی یونی ورسٹیوں میں اردو تحقیق" نمبر پیش خدمت ہے۔ سید فرحت حسین صاحب نے، جو خود بھی جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ریسرچ کر رہے ہیں۔ اس نمبر کی ترتیب میں کافی محنت سے کام لیا ہے۔ اس کی افادیت پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گی۔ اور ہمیں یقین ہے کہ جو اصحاب اپنے تحقیقی مقالے لکھ رہے ہیں اور جو اس کا ارادہ کر رہے ہیں۔ انھیں اس سے کافی مدد ملے گی۔

سالہائے ماسبق کی طرح اس سال بھی اتر پردیش اردو اکاڈمی نے مصنفین کو ایک لاکھ روپے کی خطیر رقم انعام کے طور پر تقسیم کی۔ ادبی خدمات کے اعتراف میں جن دو خوش قسمت ادیبوں کو پانچ پانچ ہزار کے اعزاز سے نوازا گیا ہے وہ ہیں پروفیسر آل احمد سرور اور اختر انصاری صاحب۔ ہم ان دونوں کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

جن چھ اصحاب کو تین تین ہزار کے انعامات ملے ہیں، ان کے نام ہیں سید علی جواد زیدی (فکر و ریاض) جگنّاتھ آزاد صاحب (اقبال اور مغربی مفکرین) پروفیسر خورشید الاسلام (شاخِ نہالِ غم) خواجہ احمد عباس (انقلاب) [illegible] سعید صاحب

ملیح آبادی (آج کا پاکستان) اور منظور الامین صاحب (بدلتے رنگ) "فکر و ریاض" اور "اقبال اور مغربی مفکرین" مطبوعات مکتبہ جامعہ میں سے ہیں۔

دو ہزار کے انعام راج نرائن راز، حنیف کیفی اور ممتاز مرزا کو دیئے گئے ڈیڑھ ہزار والوں میں نائب حسین نقوی، ظفر گورکھپوری اور محمود سعیدی صاحبان خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ایک ایک ہزار کے انعام محمد شفیع الدین صاحب نیر، محمود الحسن صاحب، سعید سہروردی، علقمہ شبلی اور کبیر جائسی صاحبان کو ملے ہیں۔ ان میں محمود الحسن صاحب کی کتاب "عربوں کی تاریخ نگاری اور ڈاکٹر کبیر جائسی کی "بازگشت" بھی مطبوعات مکتبہ جامعہ میں سے ہیں۔ دوسرے انعام پانے والوں میں خضر برنی، شمیم حنفی، عبد القوی دسنوی، مسرور جہاں، اور سعادت علی صدیقی صاحبان کے نام شامل ہیں۔ ہم تمام انعام یافتگان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اتر پردیش کے ناشرین مہر پبلشرز لکھنؤ کو ڈیڑھ ہزار، نصرت پبلشرز لکھنؤ اردو گھر، علی گڑھ کو بھی پانچ پانچ سو روپے کے انعام دیے گئے ہیں ان کی خدمت میں بھی ہدیہ مبارکباد!

جیسا کہ ہم اعلان کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر عبد العلیم نمبر اور شہاب مالیر کوٹلوی نمبر زیر ترتیب ہیں۔ ان کی ترتیب میں کچھ وقت لگے گا۔ اس درمیان میں خواتین کا افسانہ نمبر، شاید پہلے شائع ہو سکے۔ بصورت دیگر یہ سلسلہ جون کے شمارے سے شروع ہو سکے گا۔

ناولستان نئی دہلی کے نئے ناول

ایوانِ غزل

جیلانی بانو

اس ناول میں جیلانی بانو نے حیدرآباد کی معاشرتی زندگی کی عکاسی نہایت خوبی سے کی ہے۔ غزل کی انجمن میں کسی غم کو مے اور کسی دل کو جام بنا لیا جائے تو درد میں بھی ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔

قیمت: ۱۶/-

آرزو

سراج انور

لازوال محبت، سلگتے ہوئے دلوں کی عجیب داستان حیرت و تجسس ! سراج انور کے اس ناول کا خاصہ ہے۔ "آرزو" ایسا ناول ہے جسے آپ بار بار پڑھنے کی آرزو کریں گے۔

قیمت: [illegible]

ڈاکٹر ذاکر حسین سیریز کی ایک کتاب

پرانوں کی کہانیاں

از

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ

پران ہندستانی دیو مالا اور اساطیر کے قدیم ترین مجموعے ہیں۔ ان میں اس برصغیر میں نسلِ انسانی کے ارتقا کی داستان اور اس کے اجتماعی لاشعور کے اولین نقوش کچھ اس طرح محفوظ ہو گئے ہیں کہ ان کو جانے اور سمجھے بغیر ہندستان کی روح کی گہرائیوں تک پہنچنا مشکل ہے۔

جدید دور میں جب معنیات کے تقاضے کیا سے کیا ہو گئے ہیں اور زبان کے استعمال کی نئی جہتوں کی تلاش کا کام جاری ہے۔ اساطیر اور دیو مالائی تمثیل اور کنایوں سے مدد لینا ناگزیر ہو گیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی ان کہانیوں کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔

(زیر طبع)

تقسیم کار: — مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی ۲۵

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی تازہ پیش کش

فکر و ریاض

علی جواد زیدی

یہ کتاب علی جواد زیدی کے ادبی تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا انتخاب ہے جو مختلف اوقات میں لکھے گئے تھے۔ لیکن ان کی اہمیت و افادیت آج بھی اتنی ہی ہے جتنی کہ پہلے تھی۔

قیمت: -/۱۲

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی ایک اہم کتاب

ذکرِ غالب (پانچواں ایڈیشن)

مالک رام

"ذکرِ غالب" جناب مالک رام صاحب کا ایسا تحقیقی کارنامہ ہے جسے اردو والے کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ مرزا غالب کی مختصر اور جامع لیکن مستند ترین سوانح عمری آپ کو اسی کتاب میں ملے گی۔

"ذکرِ غالب" کا یہ پانچواں اڈیشن بعد نظر ثانی شائع کیا گیا ہے اس میں پچھلے [illegible] برسوں میں مصنف نے غالب اور ان کے کلام کے [illegible] مزید معلومات فراہم کی ہیں ان کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ قیمت: [illegible]

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی مطبوعات

بوند اور سمندر — امرت لال — مترجم: رضیہ سجاد ظہیر

اس ناول کا مرکزی خیال فرد اور سماج کے درمیان تعلق اور رشتہ [illegible] وہ کیا ہے اور کیا ہونا چاہیے "بوند" فرد ہے اور سمندر سماج۔ آج فرد اور سماج کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے یا جڑا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے اس ناول کا مطالعہ ضروری ہے قیمت ۸/۷۵

ہندی کے یک بابی ڈرامے
مرتبہ: جیندر گپت ودیالنکار
مترجم: ڈاکٹر محمد حسن

زیر نظر مجموعہ ہندی کے یک بابی ڈراموں کے مختلف اسلوب و انداز پیش کرنے والا اہم انتخاب ہے اس میں ہندی کے دس جانے پہچانے ڈراما نگاروں کے بہترین ڈرامے شامل ہیں۔
قیمت ۱۲/۵۰

میلا آنچل
پھونیشور رینو
مترجم: سلمیٰ صدیقی

یہ ہے میلا آنچل، ایک ناول مقامی رنگ لیے ہوئے اس میں پھول بھی ہیں اور کانٹے بھی۔ دھول بھی ہے گلال بھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناول نگار ان میں سے کسی سے بھی دامن بچاکر نہیں نکل پاتا۔ میلا آنچل عالمی ناول کہا جاتا ہے قیمت ۱۶/۷۵

راگ درباری
شری لال شکلا
مترجم: راشد سہسرانی

"راگ درباری" کو ہندی میں بامقصد طنز نگاری کی شروعات کہا گیا ہے یہ کسی طرح بھی کلاسیکی ناول سے کم نہیں ہے۔ مختلف طرز کے پلاٹ ایک نئی ٹیکنک اور زبان و بیان کی خوبیوں سے بھرپور ناول

قیمت ۱۵/۵۰

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ

آبادی مصنف ڈاکٹر ایس اگروال ترجمہ : مخمور جالندھری ۲/۲۵

پنڈت ونشنو دگمبر " ڈی آر اٹھاولے " شمس قدوائی ۲/۲۵

عظیم بانی " ٹی کنکیڈ " ڈاکٹر پرپاتا سرن ۲/۲۵

قاضی نذر اسلام " بسودھا چکرورتی " عرش ملسیانی ۲/۲۵

کچھوا اور خرگوش " ڈاکٹر ذاکر حسین بلا جلد ۱/- جلد ۲/-

کبیر " ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری ترجمہ ایم کے درانی ۲/۵۰

گاندھی کا ہندوستان کثرت میں وحدت مرتبہ : نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی ۲/۲۵

گرو نانک مصنف گوپال سنگھ ترجمہ مخمور جالندھری ۳/-

مٹھی بھر تصویریں " بھگوتی چرن ورما " رضیہ سجاد ظہیر ۵/-

تانبے کے محل (ناول) مصنف میال زنگتا لکھا " زینت ساجدہ ۵/۵۰

سفید خون (ناول) " نانک سنگھ " رتن سنگھ ۸/-

گرو گوبند سنگھ " ڈاکٹر گوپال سنگھ " مخمور جالندھری ۳/-

زندگی ایک ناٹک " پنالال پٹیل " کشور سلطانہ ۱۰/-

رنجیت سنگھ " ڈی آر سود " مخمور جالندھری ۲/۷۵

جدوجہد آزادی " بپن چندر " غلام ربانی تاباں ۵/۵۰

جنگل و لڑی " ڈنکیش ماڈگولکر " عرش ملسیانی ۵/۲۵

شاعر " تاراشنکر بندوپادھیائے " پرمیش کمارڈے ۸/۷۵

موت کے بعد " ستورام کانت " محمود سروش ۸/۷۵

آدمی کے روپ " یش پال " سہیل عظیم آبادی ۸/-

اکبر " لارنس بنین " رضیہ سجاد ظہیر ۳/۵۰

ترقی اردو بورڈ کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

...بیات کے بنیادی تصورات	از آر تھر بیزر	مترجم: احمد کلیل	قیمت 15/-
...ریخ فلسفہ اسلام	ٹی ج دی بوائر	" ڈاکٹر سید عابد حسین	4/50
...ریخ تمدن ہند	پروفیسر محمد مجیب		12/-
...اریخ فلسفہ سیاست	"		18/-
...ر اقدیم سماج	سید سخی حسن		10/-
...ریخ تعلیم ہند	سید نوراللہ و جے پی نائک	مترجم: مسعود الحق	24/-
...نقلاب ۱۸۵۷ء	مرتبہ پی سی جوشی		14/75
...سانی مطالعے	ڈاکٹر گیان چند جین		12/50
...برید ہندوستان میں ذات پات	ایم این سری نواس	مترجم: شہباز حسین	10/-

بچوں کے لیے غیر درسی کتابیں

...انی کا سفر	سید محمد ...	1/50
...ڑیاں	سلطانہ آصف فیضی	3/-
...پیسے کی کہانی	غلام حیدر	3/-
...کی کہانی	"	3/75

بچوں کے لیے درسی کتابیں

...ب الجبرا حصہ اول، دوم، سوم	فی	2/-
...یٹری	" "	2/-
...و سائنس	" "	2/-
...بیات (فزکس) حصہ اول		3/-
طبعیات (فزکس) حصہ دوم		2/-
" " سوم		5/-
حیاتیات حصہ اول		3/-
" " دوم		4/-
" " سوم		5/-
علم کیمیا حصہ اول		4/50
" " دوم		4/-
آزاد ہندوستان " سوم		4/-
حکومت اور آئین		2/-
ہندستان کا دیہی دور		4/50

ترقی اردو بورڈ مرکزی وزارت تعلیم حکومت ہند کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

خسرو شناسی مرتبین: ظ۔ انصاری، ابوالفیض سحر

امیر خسرو کا نام علامت ہے، ادب، فکر اور فن کی کچھ اہم قدروں کا جن کی ترجمانی گذشتہ ہزار برس میں طرح طرح سے ہوتی رہی ہے۔ ترجمانوں کا یہ سلسلہ برصغیر کے صوفیا، شعرا، اہل قلم، درویشوں اور انسان دوست مفکروں پر مشتمل ہے۔

قیمت: عام اڈیشن بلا تصویر ۵/۱۷ ڈی لکس اڈیشن مع تصویر ۵/

حیدر علی مصنف: نریندر کرشن سنہا، مترجم: اقتدار حسین صدیقی

یہ کتاب نہ صرف حیدر علی کی سوانح عمری ہے بلکہ ہندوستانی تاریخ کی ۱۸ویں صدی کی عجیب و غریب شخصیت کا سوانحی مطالعہ بھی ہے اگرچہ اس کی زندگی کے بارے میں تفصیلات کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ تاہم یہ کتاب بنیادی اعتبار سے اس کی فوجی اور سیاسی زندگی سے متعلق

قیمت ۱۷/۰

ہندوستانی معیشت مصنف: مالک گھوش۔ مترجم: محمد خلیق

عام طور پر ان ملکوں کو کم ترقی یافتہ کہا جاتا ہے جن کا معیار زندگی کم ہو جن کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہو، اور جہاں صنعت و حرفت بہت کم ہو، ہندوستان کا حال بھی کچھ ایسا ہی رہا۔ تفصیلات اس کتاب میں ملیں گی۔

قیمت: ۲۶/۷۵

ہندوستانی معاشرہ عہد وسطیٰ میں مصنف: کنور اشرف، مترجم: قمر الدین

ہندوستان کے لوگوں کی زندگی اور معاشرت پر مرحوم ڈاکٹر اشرف کی لافانی تصنیف یہ کتاب اس دور میں تصنیف ہوئی جب تاریخ کا مطالعہ محض حکمرانوں کی زندگیوں اور عسکری کارناموں تک ہی محدود تھا۔ ڈاکٹر اشرف نے تاریخ کے مطالعے کے لیے راستے متعین کرکے ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے۔

قیمت [illegible]

...شنل بک ٹرسٹ انڈیا کی اہم مطبوعات

...رشتہ تیرا اپنا پانی	زوریر چند سگھاق	مترجم	مظہر الحق علوی	۱۳/-
...ل کی آواز	کلکی راماکرشنا مورتی	"	راج نرائن راز	۱۶/۵۰
...ے ویرراجندر	شری نواس	"	باشندہ سہوانی	۲۷/۵۰
...ے دربار ی	شری لال شکل	"	"	۱۵/۵۰
...ں	ہری نرائن آپٹے	"	کشور سلطان	۹/-
...جہد آزادی میں مجلس قانون ساز کا رول	منور نجن جھا	"	غلام ربانی تاباں	۱۳/۵۰
...ب حیات	محمد حسین آزاد	تلخیص:	پروفیسر احتشام حسین	۶/۷۵
...ی شاعری	مختلف شعرا	مرتبہ:	علی سردار جعفری	۴/-
...ر دیوانگی میں	ایم ٹی واسدیو نائر	مترجم	ظفر ادیب	۴/۲۵
...ر کی بکری اور بچپن کی ساتھی	ویکم محمد بشیر	"	اطہر پرویز	۵/۷۵
...کاجل کے پنکھ	لکشمی نندن پورا	"	رضیہ سجاد ظہیر	۶/۷۵
...ہن لڑکی	شری دھر ونکیٹش کیتکر	"	اگر سین نارنگ	۴/-
...الم افسانے	مرتبہ: ارم چیری این ایلے	"	"	۸/۷۵
...ن افسانے	"	ٹی پال سوم سندرم	حسرت سہروردی	۸/-
...ذی افسانے	"	ڈاکٹر نامور سنگھ	اگر سین نارنگ	۹/-
...بی افسانے	"	ہر بھجن سنگھ	مخمور جالندھری	۷/-
...و افسانے	"	رضیہ سجاد ظہیر	"	۱۰/-

ذاکر حسین سیریز کی دلچسپ کتابیں

...ں کی بکری	ڈاکٹر ذاکر حسین	۳/-	سلطان زین العابدین بڈشاہ	رضیہ سجاد ظہیر	۶/۵۰
...رچھیا	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰	انوکھی دکان	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰
...رام موہن رائے	مرشن طیبانی	۲/۵۰	دنیا کے جانور	"	۲/۵۰
...صاحب کی کہانی	سید خورشید عالم	۶/۵۰	خواجہ الطاف حسین حالی	بیگم صالحہ عابد حسین	۶/۵۰

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لئے انتہائی خوبصورت کتابیں

بابو، حصہ اول دوم	مصنف : الف بی فرتیاس	مترجم : صالحہ عابد حسین	۲/-
کشمیر	" : مالا گھوڑ، تصاویر: نندنی	" خدیجہ عظیم	۵۰/
پرندوں کی دنیا	" : جمال آرا	" محمد شفیع الدین نیر	۵۰/
ہماری ندیوں کی کہانی	" : لیلا مجمدار	" رضیہ سجاد ظہیر	۵۰/
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	" : لیلاوتی بھاگوت	" " "	۵۰
رسیلی کہانیاں	" : منوج داس	" صغرا مہدی	۵۰
آزادی کی کہانیاں (اول دوم)	" : وشنو پربھاکر	" انور کمال حسینی	۱/
ہماری ریلیں	" : جگجیت سنگھ	" عرشی ملیانی	۵۰
ہندوستان میں غیر ملکی سیاح	کے بی ملکہ، تصاویر: کرشن کھنہ		۵۰
آؤ ناٹک کھیلیں	" اودھا نند	" رضیہ منظور الامین	۵۰
بہت دن ہوئے (اول، دوم)	ایم جوکسی و پی ایم جوشی	" رضیہ سجاد ظہیر	۱/
بہادروں کی کہانیاں	مصنف راجندر اوستھی	" انور کمال حسینی	۱۰
روشن دنیا	" کرشن چیتنیہ	" " "	۱۰
سدابہار کہانیاں	" شانتا رنگاچاری	" " "	۵۰
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اول، دوم)	میر نجابت علی	" بیگا احسان	۱/
بڑا پانی	مصنف لیلا مجمدار	" صالحہ عابد حسین	۱۰
مورا	" ملک راج آنند	" انور کمال حسینی	-
ہاکی کا کھیل	" سرودیو سانیال	" پرتم پال	۵۰
خالہ بلی کا خاندان	" منوہرداس چترویدی	" محمد شفیع الدین نیر	۱۰
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	" بریگیڈیر گیان سنگھ	" محمود اکبر	۵۰
پھول اور شہد کی مکھی	" اشوک داور	" انور کمال حسینی	۵۰
سب کا ساتھی سب کا دوست	" اماشنکر	" انور کمال حسینی	۱۰
سونا کی سیر	" تارا تیواری	" " "	۵۰

نئی مطبوعات

جدید اردو تنقید اصول و نظریات (بعد نظرثانی و اضافہ) شارب ردولوی		۲۰/-
خطوط دتارالملک	مشتاق احمد	۲۵/-
دو حالی	ظفر ادیب	۶/-
اسرار اقبال	حسین رضوی	۱۱/-
رازدانِ حیات (شعری مجموعہ)	اسلم سندی	۱۰/-
ابر و باد (")	پیام فتحپوری	۴/-
رشید احمد صدیقی (سوانح)	مالک رام	۱۴/-
ایک قطرۂ خون (ناول)	عصمت چغتائی	۳۰/-
نئے تنقیدی جائزے	خوشحال زیدی	۱۰/۵۰
کلیات مصحفی حصہ سوم (شعری)	مرتبہ حفیظ عباسی	۲۰/-
امیر خسرو	شیخ سلیم احمد	۴۰/-
مخدوم علی مہائمی	عبدالرحمن	۱۶/-
اردو کے تیرہ افسانے (افسانے)	اظہر پرویز	۱۰/-
مجلۂ علوم اسلامیہ (میگزین)	محمد اقبال انصاری	۱۰/-
اونچی سوسائٹی (ناول)	شہناز تبسم بی اے	۱۲/-
سرورِ جاوداں (شعری مجموعہ)	بیکل اتساہی	۵/-
ریگِ سیاہ (")	ذکاالدین شایاں	۵/-
مثنوی مولانا روم (جلد دوم)	ترجمہ قاضی سجاد حسین	۱۸/-
گردشِ رنگ (شعری مجموعہ)	مختار ہاشمی	۱۰/-
بھگوت گیتا	حسن الدین احمد	۳/۷۵

ہندستان کی یونیورسٹیوں میں

اردو تحقیق

مرتب

سیّد فرحت حسین

ماہنامہ "کتاب نما" جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر نئی دہلی 110025

شاخیں

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ پرنسس بلڈنگ بمبئی 400003
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ اُردو بازار۔ دہلی 110006
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ یونیورسٹی مارکیٹ۔ علی گڑھ 202001

پہلی بار ----------- اپریل ۱۹۷۶ء
قیمت ---------------- ۵/۷۵

(جمال پرنٹنگ پریس، دہلی)

اپنی بات

اُردو کی چھ سو سالہ تاریخ کے کئی پہلو اور کئی گوشے ابھی نظروں سے پوشیدہ ہیں اور نئی علمی اور ادبی تحقیق ان کو ایک ایک کرکے منظرِ عام پر لا رہی ہے۔ زبان کی نشو و نما، ارتقا، اور ادب کی کئی جہتوں پر جو پردہ پڑا ہوا تھا، آہستہ آہستہ اُٹھتا جا رہا ہے۔ اُردو زبان کے خدمت گزاروں اور ان کے کارناموں سے عوام کو روشناس کرانے کا کام اٹھارھویں صدی عیسوی ہی میں شروع ہو گیا تھا، لیکن اس کی بنیاد جدید تحقیق کے اصولوں پر استوار نہیں تھی اور نہ ہی اس کی حیثیت معاصرین کے سوانحی حالات سے زیادہ تھی۔ پھر بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اُردو کے ارتقائی دَور ہی میں، دوسری اصناف کی طرح، تاریخ و تحقیق کے تجربے کا آغاز ہو گیا تھا۔ اس زمانے میں شعرا کے جو تذکرے لکھے گئے وہ اُردو تحقیق کے ابتدائی نقوش ہیں۔

تذکروں کے بعد محمد حسین آزاؔد کی آبِ حیات تحقیق کی راہ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آبِ حیات تذکرہ نویسی اور باقاعدہ تاریخ نویسی کے درمیان ایک مضبوط کڑی ہے۔ اگرچہ اس کے بہت سے بیانات پر اعتراض کیے گئے اور اس کی بعض معلومات کو غیر مستند قرار دیا گیا تاہم آبِ حیات کی بنیادی حیثیت کے بارے میں کلام نہیں۔

سرسید تحریک کے زیرِ اثر جو نیا علمی اور سائنسی رجحان پیدا ہوا اس سے تحقیق کو بھی تقویت پہنچی۔ حالی اور شبلی کو اس روایت کے بنیاد گزاروں کا مقام حاصل ہے۔ بیسویں صدی میں اس روایت کی مزید توسیع محمود شیرانی، مولوی عبدالحق اور وحید الدین سلیم کے ہاتھوں ہوئی۔

آزادی سے کچھ پہلے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں اُردو

تحقیق پر خصوصی توجہ صرف کی جانے لگی تھی۔ نئی آگہی کے احساس کے ساتھ ساتھ تحقیق کی ضرورت کا احساس بھی روز بروز بڑھنے لگا۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، مسعود حسن رضوی ادیب، امتیاز علی عرشی، قاضی عبدالودود، مالک رام، شیخ محمد اکرام اور غلام رسول مہر کی کاوشوں سے تحقیق کو اُردو میں ایک پُر وقار مقام حاصل ہوا۔

آزادی کے بعد قومی زبان کے ساتھ ساتھ جب علاقائی زبانوں کی ترویج و ترقی کا رجحان پیدا ہوا اور تاریخ و تحقیق پر خاص توجہ دی جانے لگی تو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور عثمانیہ یونیورسٹی کے علاوہ ملک کی دوسری بہت سی یونیورسٹیوں میں بھی اُردو زبان کی اعلا تعلیم کا انتظام ہوا اور اس طرح تحقیقاتی کاموں میں قابلِ قدر اور گراں بہا اضافہ ہونے لگا۔ اس وقت ملک کی ساٹھ سے زیادہ یونیورسٹیوں میں سے چونتیس یونیورسٹیوں میں اُردو کے باقاعدہ شعبے ہیں، جہاں اردو تحقیق کے نئے نئے باب کھلتے جارہے ہیں۔ گزشتہ ستائیس برسوں میں اُردو زبان و ادب پر تحقیق کا کثیر سرمایہ جمع ہو گیا ہے، لیکن یونیورسٹیوں کے اردو شعبہ جات میں باہمی تال میل نہ ہونے کی وجہ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس یونیورسٹی میں کن موضوعات پر کیا تحقیقی کام ہو چکا ہے اور کون سے موضوع زیرِ تحقیق ہیں۔ ان معلومات کی عدم موجودگی میں تحقیقی سرمایے کی صحیح قدر و قیمت بھی متعین نہیں کی جا سکتی اور تحقیق کی رفتار کا بھی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کے علاوہ ایک موضوع پر ایک سے زیادہ جگہوں پر تحقیق کی تکرار کا بھی اندیشہ رہتا ہے، جیسا کہ آئندہ صفحات میں تحقیقی کاموں کی فہرست سے اندازہ ہوگا۔ اس لیے یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ اردو میں اب تک جن موضوعات پر تحقیق ہو چکی ہے اور جو زیرِ تحقیق ہیں، نیز جن یونیورسٹیوں میں یہ کام ہوئے اور ہو رہے ہیں، ان سب کو یک جا کر لیا جائے تاکہ اول تو اردو تحقیق کی سمت و رفتار کا اندازہ ہو سکے، دوسرے یہ کہ حوالے کے لیے آسانی ہو۔ اس کا یہ فائدہ تو ہوگا ہی کہ ملک کی مختلف یونیورسٹیوں میں ہونے والے تحقیقاتی کاموں سے اہلِ تحقیق باخبر رہیں گے، نیز ایک ہی موضوع پر دو دو مرتبہ تحقیق کا بھی امکان ختم ہو جائے گا اور تحقیق کرنے والوں کو اپنے مقالے کے لیے حسبِ ضرورت تحقیق شدہ مواد سے استفادہ کرنے کی سہولت ملے گی۔

کوشش کی گئی ہے کہ اردو تحقیق سے متعلق ان معلومات میں کوئی کمی نہ رہنے پائے۔ اس کے باوجود اگر کسی جگہ کی معلومات یا کسی محقق کا نام اس میں شامل نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ باوجود متعدد تقاضوں کے متعلقہ اداروں نے توجہ نہیں فرمائی۔ ساتھ ہی یہ گزارش بھی ہے کہ ایسی معلومات سے مرتب کو مطلع کر دیا جائے تاکہ دوسرے اڈیشن کی اشاعت کے وقت اس کمی کو دور کیا جا سکے۔ اس تعاون کے لیے میں شکر گزار رہوں گا۔

آخر میں اس بات کا اعتراف کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کام کی طرف دراصل میرے استاد محترم پروفیسر گوپی چند نارنگ نے توجہ دلائی اور اس کی تکمیل میں خصوصی دلچسپی لی۔ پروفیسر نارنگ بذاتِ خود کسی تعارف کے محتاج نہیں، بلکہ ان کی ذات کے ذریعے دوسروں کو اپنی صلاحیتیں اجاگر کرنے اور علمی دنیا میں متعارف ہونے کا موقع ملتا ہے، جس کا بیّن ثبوت یہ کتابچہ ہے جو موصوف کی قابلِ قدر رہنمائی میں مرتب ہو کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ سکا۔

آیندہ صفحات میں اصناف کے عنوانات کے تحت علاحدہ علاحدہ تحقیقی موضوعات ترتیب دیے گئے ہیں۔ اس کو مزید مفید بنانے کے مقصد سے ان لائبریریوں کی فہرست بھی شامل کر دی گئی ہے جو تحقیقی کاموں میں معاون ہیں۔ آخر میں تحقیق کے اصول اور مسائل پر ایک مختصر مضمون بھی شامل ہے۔

تحقیقی موضوعات سے متعلق یہ معلومات براہ راست یونیورسٹیوں سے حاصل کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ رسالہ آج کل کے تحقیق نمبر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ اس حقیر کوشش سے اردو اداروں میں باہمی ربط و تعاون کے رجحان کو تقویت ملے گی اور تحقیق کرنے والوں کو اردو تحقیق سے متعلق ضروری معلومات فراہم ہو سکیں گی۔

سیّد فرحت حسین

ہندوستان کی درج ذیل یونیورسٹیوں میں اُردو کی اعلا تعلیم کا انتظام ہے اکثر یونیورسٹیوں میں اُردو کے مستقل شعبے قائم ہیں۔ صرف چند جگہ اردو فارسی اور اردو و ہندی کے مشترک شعبے ہیں تحقیقی کام ان تمام یونیورسٹیوں میں ہو رہا ہے۔

۱۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ نگر، نئی دہلی
۲۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (یو۔پی)
۳۔ دہلی یونیورسٹی، دہلی
۴۔ جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی
۵۔ آگرہ یونیورسٹی، آگرہ (یوپی)
۶۔ بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی (یوپی)
۷۔ لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ (یوپی)
۸۔ میرٹھ یونیورسٹی، میرٹھ (یوپی)
۹۔ الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد (یوپی)
۱۰۔ اعظم گڑھ یونیورسٹی، اعظم گڑھ (یوپی)
۱۱۔ گورکھپور یونیورسٹی، گورکھپور (یوپی)
۱۲۔ یونیورسٹی آف بمبئی، بمبئی (مہاراشٹر)
۱۳۔ یونیورسٹی آف پونا، پونا (مہاراشٹر)
۱۴۔ ناگپور یونیورسٹی، ناگپور (مہاراشٹر)
۱۵۔ شیواجی یونیورسٹی، کولھا پور (مہاراشٹر)
۱۶۔ کلکتہ یونیورسٹی، کلکتہ (بنگال)
۱۷۔ جموں یونیورسٹی، جموں (جموں اینڈ کشمیر)
۱۸۔ سرینگر یونیورسٹی، سرینگر (جموں اینڈ کشمیر)
۱۹۔ بھوپال یونیورسٹی، بھوپال (مدھیہ پردیش)
۲۰۔ جبل پور یونیورسٹی، جبل پور (مدھیہ پردیش)

۲۱۔ وکرم یونیورسٹی، اجین (مدھیہ پردیش)
۲۲۔ راجستھان یونیورسٹی، جے پور (راجستھان)
۲۳۔ یونیورسٹی آف اودے پور، اودے پور (راجستھان)
۲۴۔ پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ (بہار)
۲۵۔ مگدھ یونیورسٹی، گیا (بہار)
۲۶۔ عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد (اے پی)
۲۷۔ بہار یونیورسٹی، مظفرپور (بہار)
۲۸۔ سری وینکٹیشور یونیورسٹی، تروپتی (اے پی)
۲۹۔ بنگلور یونیورسٹی، بنگلور (کرناٹک)
۳۰۔ مدراس یونیورسٹی، مدراس (تامل ناڈو)
۳۱۔ انا ملائی یونیورسٹی، انا ملائی (ایس۔اے) مدراس
۳۲۔ میسور یونیورسٹی۔ میسور
۳۳۔ کالی کٹ یونیورسٹی۔ کیرالہ
۳۴۔ اودھ یونیورسٹی، فیض آباد (یو۔پی)
۳۵۔ گورونانک یونیورسٹی، امرتسر (پنجاب)

یہاں پر اردو میں سرٹیفکیٹ کورس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ایم۔اے اور ریسرچ کے لیے ابھی انتظام نہیں ہے۔

۳۶۔ ایم۔ایس یونیورسٹی آف بڑودہ، بڑودہ (گجرات)

یہاں اردو اور فارسی کا مشترک شعبہ قائم ہے۔ اردو کی تعلیم دی جاتی ہے لیکن ریسرچ کا انتظام نہیں ہے۔

۳۷۔ جودھپور یونیورسٹی، جودھپور (راجستھان)

یہاں تقابلی ادب اور لسانیات کا شعبہ قائم ہے جس میں ملک کی دوسری زبانوں کے ساتھ اردو کے تقابلی مطالعے کے لیے بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ فارسی کے کچھ کورس جلد شروع کیے جا رہے ہیں۔ شعبے کے ترقیاتی پروگراموں کے تحت اردو کی تعلیم کا انتظام بھی ممکن ہے۔

۳۸- نارتھ ایسٹرن ہل یونیورسٹی، شیلانگ (آسام)
نئی قائم شدہ یونیورسٹی ہے۔ اُردو کی تعلیم آئندہ پروگرام میں متوقع ہے۔

تاریخ ادب اُردو

۱-	ڈاکٹر مسعود حسین خاں	تاریخ زبان اردو	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
۲-	محمد عزیز	اسلام کے علاوہ مذاہب کی ترویج میں اردو کا حصہ	〃	〃 〃
۳-	ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی	ترقی پسند تحریک	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
۴-	مرزا عزیز اللہ بیگ	دکنی اردو، اس کا نشو و نما	زیر تحقیق	〃 〃
۵-	حسن احمد نظامی	اُردو میں ایہام گوئی کا دور	〃	〃 〃
۶-	ڈاکٹر حبیب النساء بیگم	میسور میں اردو کی نشو و نما	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی، دہلی
۷-	ڈاکٹر ذکیہ انجم	اردو ادب پر سماجی اور اقتصادی عوامل کا اثر		
۸-		(دو عالمی جنگوں کے درمیانی دور میں یعنی ۱۹۱۳ سے ۱۹۳۹ء تک)	〃	〃 〃
۹-	ڈاکٹر محمد ذاکر	ہندستان میں اردو ادب	〃	〃 〃
۱۰	محمد رشید	وہابی تحریک کا اُردو پر اثر	زیر تحقیق	〃 〃
۱۱-	زینب بی	اُردو تذکروں کی تنقیدی اہمیت	〃	〃 〃
۱۲-	قدسیہ افضال	اُردو میں سفرنامے	〃	〃 〃
۱۳	محمد صابرین	۱۹۴۷ء کے بعد اردو ادب میں ہندستانی معاشرہ کی عکاسی	〃	〃 〃
	انتظار مرزا	اردو زبان و ادب کی ترقی میں قدیم دلی کالج کا حصہ	〃	〃 〃

۱۴۔	عبدالعزیز	اردو ادب پر سیاسی اور ثقافتی تحریکوں کا اثر ۱۹۰۰ سے ۱۹۴۷ تک	زیر تحقیق	دلی یونیورسٹی دہلی
۱۵۔	عبداللطیف اعزازی	قرآن پاک کا اردو ترجمہ	″	″ ″
۱۶۔	محمد مجیب	دار الترجمہ عثمانیہ کی ادبی خدمات	″	″ ″
۱۷۔	ڈاکٹر محمد حسن	اودھ میں اردو ادب	تحقیق شدہ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۱۸۔	سعادت علی صدیقی	اردو کا زندانی ادب (۱۸۵۷ تا ۱۹۴۷)	زیر تحقیق	″ ″
۱۹۔	مصطفیٰ کمال فاطمی	اردو تذکرے	″	″ ″
۲۰۔	وقار احمد	رام پور کی ادبی خدمات (۱۸۳۰ تا ۱۹۳۰)	″	″ ″
۲۱۔	سید عبدالباری	اودھ میں اردو ادب کے ارتقا کا سماجی اور تہذیبی پس منظر (۱۷۶۰ تا ۱۸۵۶)	″	″ ″
۲۲۔	ڈاکٹر مہر النساء حسن	جنگ آزادی میں اردو ادب کا حصہ	تحقیق شدہ	الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد
۲۳۔	″ اختر احمد اورینوی	بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقا ۱۸۵۷ تک	″ ڈی لٹ	پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ
۲۴۔	″ یوسف خورشیدی	مشترکہ کلچر اور اردو ادب	تحقیق شدہ	″ ″
۲۵۔	″ سید اسد اللہ کامل	اردو میں سیرت النبیؐ کا ادب	″	کشمیر یونیورسٹی سری نگر
۲۶۔	مہانند لال	اردو میں یورپینوں اور اینگلو انڈینوں کی خدمات	زیر تحقیق	جموں یونیورسٹی جموں (کشمیر)
۲۷۔	ڈاکٹر سلیم حامد رضوی	اردو ادب کی ترقی میں بھوپال کا حصہ	تحقیق شدہ	آگرہ یونیورسٹی آگرہ
۲۸۔	″ میمونہ دلوی	بمبئی میں اردو	″	بمبئی یونیورسٹی بمبئی
۲۹۔	شیخ فرید	اردو و فارسی ادب میں برہانپور کا حصہ	زیر تحقیق	ناگپور یونیورسٹی ناگپور
۳۰۔	قاضی زین العابدین	اردو میں سیرت نبویؐ	″	″ ″
۳۱۔	ڈاکٹر عبدالوحید خاں	جبل میں ادبی خدمات	تحقیق شدہ	جبلپور یونیورسٹی جبلپور
۳۲۔	″ اے۔ الف عثمانی	گزشتہ صدی میں راجستھان میں اردو کی ترقی میں غیر مسلموں کا حصہ	″	راجستھان یونیورسٹی جے پور

۳۳	ڈاکٹر حنیف نقوی	شعرائے اردو کے تذکرے	تحقیق شدہ	وکرم یونیورسٹی۔ اجین
۳۴	وسیم الدین	اردو کی ادبی تاریخوں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	زیر تحقیق	" "
۳۵	ڈاکٹر سید ثاقب حسن رضوی	راجستھان کے اردو ادب کی تاریخ	تحقیق شدہ	اودے پور یونیورسٹی اودے پور

شاعری

۱	ڈاکٹر ابو اللیث	لکھنؤ کا دبستانِ شاعری	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۲	" نور الحسن ہاشمی	دہلی کا دبستانِ شاعری	"	" "
۳	" قاضی عبد الستار	اردو شاعری میں قنوطیت	"	" "
۴	" جمال شریف	دلی سے پہلے اردو شاعری دکن میں	"	" "
۵	غلام محمد ملک	اردو کے صوفی شعرا کا تنقیدی مطالعہ (۱۸۵۷ تک)	زیر تحقیق	" "
۶	حسن احمد نظامی	شمالی ہند کی اردو شاعری میں ایہام گوئی	"	" "
۷	بیگم حامدہ مسعود	اردو میں نظریۂ شاعری ولی سے اقبال تک	"	" "
۸	ڈاکٹر گوپی چند نارنگ	اردو شاعری میں ہندستانی عناصر	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی، دہلی
۹	مغیث الدین فریدی	اردو شاعری میں قومیت کا تصور	مقالہ پیش کیا جاچکا	" "
۱۰	ڈاکٹر عنوان چشتی	اردو شاعری میں ہیئت کے تجربے	تحقیق شدہ	" "
۱۱	ثریا بیگم	اردو شاعری میں سراپا نگاری	زیر تحقیق	" "
۱۲	ڈاکٹر عبد السلام سندیلوی	اردو شاعری میں منظر نگاری	تحقیق شدہ ڈی لٹ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۱۳	" محمد شکیل صدیقی	اردو میں صوفیانہ شاعری اٹھارہویں صدی تک	تحقیق شدہ	" "

۱۴	ڈاکٹر عالیہ عسکری	جنگِ آزادی میں اردو شاعری کا حصّہ	تحقیق شدہ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۱۵	" مصاحب علی صدیقی (قمر رئیس)	اُردو شاعری میں تلمیحات	"	" "
۱۶	" زہرہ یاسمین	اودھ میں اُردو شاعری کے ارتقا میں حکومت کا اثر	زیرِ تحقیق ڈی لٹ	" "
۱۷	محمد نزہت پاشا	انیسویں صدی عیسوی میں لکھنؤ میں طنز و مزاح کا ارتقا	زیرِ تحقیق	" "
۱۸	محمد اسلم	انیسویں صدی کی اُردو شاعری میں اخلاقی شعور	"	" "
۱۹	ڈاکٹر رام آسرا راز	اُردو شاعری میں قومی یکجہتی کی روایت	تحقیق شدہ	بنارس ہندو یونیورسٹی وارانسی
۲۰	" امرت لال عشرت	پنجاب میں اردو شاعری کا ارتقا	"	" "
۲۱	ظفر عباس	اُردو کی قومی اور وطنی شاعری کا مطالعہ	زیرِ تحقیق	" "
۲۲	ایس حسن مہدی حسینی	اُردو کی رومانی شاعری کا مطالعہ	"	" "
۲۳	ایس غضنفر عباس	اُردو شاعری پر سیاسی تحریکوں کا اثر	"	" "
۲۴	ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی	اُردو شاعری میں فطرت نگاری	تحقیق شدہ	الٰہ آباد یونیورسٹی الٰہ آباد
۲۵	" سید اعجاز حسین	اُردو شاعری پر مغرب کا اثر (۱۷۰۷ء سے ۱۸۵۰ء تک)	"	" "
۲۶	" سید ظل حسنین عابدی	اُردو شاعری۔ دو عالمی جنگوں کے درمیان	"	" "
۲۷	" سید سجاد حسین رضوی	ہندوستان کی قومی یکجہتی میں اردو شاعری کا حصّہ	"	" "
۲۸	محمد عتیق	اردو شاعری میں رومانی عناصر	زیرِ تحقیق	" "
۲۹	رضیہ نقوی	الٰہ آباد میں اردو شاعری کا ارتقا ۱۸۵۷ء تک	"	" "
۳۰	نثار حسین زیدی	اردو شاعری بالخصوص مرثیہ میں رزمیہ عناصر کا تجزیہ	"	" "
۳۱	ڈاکٹر کلیم احمد عاجز	بہار میں اردو شاعری کا ارتقا ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک	تحقیق شدہ	پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ

۳۲	طلعت رضوی	اُردو شعر کا سیاسی اور سماجی شعور، ۱۸۵۵ تک	زیرِ تحقیق	پٹنہ یونیورسٹی۔ پٹنہ
۳۳	ڈاکٹر ظہیر الدین	بیسویں صدی کی اُردو شاعری پر مغربی ادبی رجحانات کا اثر	تحقیق شدہ	جموں یونیورسٹی جموں (کشمیر)
۳۴	ضیاء الرحمان خاں آفریدی	اُردو کی نئی شاعری	زیرِ تحقیق	〃 〃
۳۵	محمد حنیف ناسخ	اُردو کی اخلاقی شاعری	〃	ناگپور یونیورسٹی ناگپور
۳۶	ڈاکٹر عبدالباقی	مروجہ اصنافِ سخن پر جدید اردو شاعری کا اثر	تحقیق شدہ	جبلپور یونیورسٹی جبلپور
۳۷	سید برکات احمد	اُردو شاعری اور تصوّف	زیرِ تحقیق	〃 〃
۳۸	شمیم انور	آزادی کے بعد اُردو شاعری میں نئے میلانات و رجحانات	〃	کلکتہ یونیورسٹی کلکتہ
۳۹	عبدالکریم رومانی	اردو شاعری میں جدید رجحانات ۱۹۴۷ء کے بعد	〃	سری وینکٹیشورا یونیورسٹی تروپتی (آندھرا)
۴۰	ڈاکٹر عبدالاحد	اردو شاعری میں قومی یکجہتی	تحقیق شدہ	〃 〃
۴۱	ڈاکٹر عبدالودود	اردو ہندی کی قومی شاعری کا تقابلی مطالعہ	زیرِ تحقیق ڈی لٹ	وکرم یونیورسٹی اُجین
۴۲	سید علی اظہر راہی	اردو شاعری میں ہجویہ نگاری	زیرِ تحقیق	〃 〃
۴۳	حمیدہ بانو	اردو شاعری۔ تحریکات و رجحانات	〃	〃 〃

غزل

۱	ڈاکٹر بشیر بدر	بیسویں صدی میں اُردو غزل	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۲	آفاق احمد عرفان	اردو غزل میں تصوف کے بنیادی مسائل	زیرِ تحقیق	〃 〃

	ناہید تاج	اردو غزل میں رمزیت	زیر تحقیق	دہلی یونیورسٹی۔ دہلی
	ڈاکٹر عبدالاحد خاں خلیل	اردو غزل کے پچاس سال (۱۸۷۰ تا ۱۹۲۰)	تحقیق شدہ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
	مظفر احمد لاری	اودھ میں اردو غزل کا سماجی اور تہذیبی پس منظر	زیر تحقیق	" "
	مہربانو	اردو غزل کا تنقیدی مطالعہ ۱۹۲۰ تا ۱۹۴۷	"	" "
	شیریں بیگم رضوی	لکھنؤ میں اردو غزل ۱۹۱۸ تا ۱۹۳۹	"	" "
	غوث محمد خاں	اردو غزل میں تخلیقی عمل کا مطالعہ — غالب کے خصوصی حوالے کے ساتھ	"	" "
۹	ڈاکٹر سید رفیق حسین	اردو غزل اور اس کی نشو و نما (۱۸۵۷ تک)	تحقیق شدہ	الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد
۱۰	فاروق شفق	اردو غزل اور ایمائیت	زیر تحقیق	کلکتہ یونیورسٹی کلکتہ

نظم

۱	شہناز انجم	جدید نظم نگاری کی تنقیدی تاریخ ۱۹۱۴ تا حال	زیر تحقیق	جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی
۲	جمیل احمد	جدید نظم نگاری کی تنقیدی تاریخ ۱۹۱۴ تا ۱۹۷۴	"	" "
۳	محمد حنیف قریشی کیفی	اردو میں نظم معریٰ اور آزاد نظم (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)	"	" "
۴	فریدہ بیگم	اردو نظم میں علامت نگاری	"	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۵	احتشام پاشا	اردو نظم میں ہیئت کے تجربے	"	" "

۶	فہمیدہ خاتون	نظیر اکبرآبادی کی نظموں کا فنی مطالعہ	زیر تحقیق	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۷	ڈاکٹر نعیم احمد	اردو میں شہر آشوب	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی-دہلی
۸	محمد احمد	اردو میں آزاد نظم	″	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۹	ڈاکٹر حبیب اللہ حامدی	جدید اردو نظم کا ارتقا اور یورپی تاثرات	″	کشمیر یونیورسٹی سرینگر
۱۰	زین العابدین	جدید نظم کا ارتقا	زیر تحقیق	بمبئی یونیورسٹی بمبئی
۱۱	یوسف تقی	اردو نظم میں ہیئتی تجربے	″	کلکتہ یونیورسٹی کلکتہ
۱۲	ڈاکٹر احتشام الدین فاروقی	اردو نظم میں سیاسی شعور (۱۸۵۷ تا ۱۹۴۷)	تحقیق شدہ	وکرم یونیورسٹی اجین

مثنوی

۱	محمد حیدر نقوی	واجد علی شاہ کی مثنویوں کا تنقیدی مطالعہ	زیر تحقیق	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۲	کندن لال	اردو کی تاریخی مثنویاں	″	دہلی یونیورسٹی-دہلی
۳	ڈاکٹر سید سلیمان حسین	لکھنؤ اسکول کی مثنویاں	تحقیق شدہ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۴	جہاں آرا سلمان	مثنویاتِ میر	زیر تحقیق	″ ″
۵	ڈاکٹر سید محمد عقیل رضوی	اردو مثنوی کا ارتقا شمالی ہندستان میں (۱۷۵۰ سے ۱۹۵۰ تک)	تحقیق شدہ	الٰہ آباد یونیورسٹی الٰہ آباد
۶	سیدہ بیگم	شمالی ہند کی مثنویوں میں فضا آفرینی کا فن	زیر تحقیق	پٹنہ یونیورسٹی-پٹنہ
۷	ڈاکٹر نصرت بانی	اردو کی نمائندہ مثنویوں میں فوق الفطرت عناصر اور ان کی اہمیت	تحقیق شدہ	کشمیر یونیورسٹی سرینگر
۸	ڈاکٹر گیان چند جین	اردو مثنوی شمالی ہندستان میں	″ ڈی لٹ	آگرہ یونیورسٹی آگرہ
۹	قیوم صادق	بیجاپور کی اردو مثنویاں	زیر تحقیق	بمبئی یونیورسٹی بمبئی

مرثیہ

۱	ڈاکٹر اکبر حیدری	اودھ میں اُردو مرثیہ کا ارتقاء اور اس میں میر ضمیر و میر خلیق کا نمایاں حصّہ	تحقیق شدہ (ڈی لٹ)	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۲	سید اقتدار حسین	رشید اور ان کی مرثیہ نگاری	زیر تحقیق	" "
۳	ڈاکٹر سید مسیح الزماں	لکھنؤ میں مرثیہ - انیس تک	تحقیق شدہ	الٰہ آباد یونیورسٹی الٰہ آباد
۴	" افضل حسن	مرثیہ بعد انیس بہار میں	"	پٹنہ یونیورسٹی - پٹنہ

قصیدہ

۱	ڈاکٹر محمود الٰہی	اُردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۲	محمد کمال الدین	عصر نذیر میں قصیدہ نگاری	زیر تحقیق	پٹنہ یونیورسٹی - پٹنہ
۳	زیڈ۔ ایم۔ فاروقی	اردو قصیدہ - آغاز و ارتقا	"	ناگپور یونیورسٹی ناگپور

رُباعی

۱	ڈاکٹر عبد السلام	اُردو رُباعیات	تحقیق شدہ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۲	امین چند شرما	اُردو میں رباعیات کا ارتقا	زیر تحقیق	ناگپور یونیورسٹی ناگپور

نعت و سلام

١	مرزا صغیر بیگ	اُردو میں نعت گوئی کی ابتدا اور ارتقا	زیر تحقیق	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۲	ڈاکٹر سید رفیق رضوی	اُردو میں سلام نگاری	تحقیق شدہ	جبلپور یونیورسٹی جبلپور

تمثیل نگاری

١	رضیہ سلطانہ	اُردو ادب میں تمثیل نگاری	زیر تحقیق	دہلی یونیورسٹی۔ دہلی
۲	غلام رسول مکرانی	اُردو میں تمثیل نگاری	"	گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور
۳	ڈاکٹر عنایت اللہ منظر اعظمی	اُردو ادب میں تمثیل نگاری	تحقیق شدہ	جموں یونیورسٹی جموں (کشمیر)

شخصیات شاعر

١	صفدر مہدی	اکبر الہ آبادی کی شاعری کا تنقیدی مطالعہ	زیر تحقیق	جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی
۲	ڈاکٹر اکبر حسین قریشی	اقبال کی شاعری میں تلمیحات	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۳	خورشید الاسلام	غالب ابتدائی دور	"	

۴	ڈاکٹر رضی الدین	نظیر اکبرآبادی	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۵	" معین احسن جذبی	حالی کا سیاسی شعور	"	"
۶	" میمونہ بیگم	مرزا رسوا۔ حیات اور کارنامے	"	"
۷	" تنویر احمد علوی	ذوق ۔ زندگی اور شاعری	"	"
۸	" وقار حسن	انیس کی زبان	"	"
۹	" منظر عباس نقوی	وحیدالدین سلیم	"	"
۱۰	" اسماء سعیدی	حسرت عظیم آبادی ۔ زندگی اور شاعری	"	"
۱۱	انسر قریشی	حسرت موہانی ۔ نثر اور شاعری	زیر تحقیق	"
۱۲	واجد علی خاں (جاوید کمال)	امیراللہ تسلیم ۔ حیات اور شاعری	"	"
۱۳	محمد اسماعیل حسن خاں	اردو شاعری میں جوش کی خدمات	"	"
۱۴	جمیلہ بانو	اردو غزل میں یگانہ کی خدمات	"	"
۱۵	نور جہاں	میر تقی میر کے کلام میں امیجری	"	"
۱۶	نور محمد	نظیر اکبرآبادی کا مطالعہ سماجی و تمدنی نقطۂ نظر سے	"	"
۱۷	سیدہ متی	شیفتہ کی ادبی خدمات	"	"
۱۸	عارف حسن خاں	میر کا فنی مطالعہ	"	"
۱۹	شمع ساجد	زبان اور شاعری کے سلسلے میں جلال لکھنوی کی خدمات کا تنقیدی جائزہ	"	"
۲۰	ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی	مومن ۔ حیات اور شاعری	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی ۔ دہلی
۲۱	" اسلم پرویز	بہادر شاہ ظفر اور ان کی شاعری	"	"
۲۲	" خلیق انجم	مرزا مظہر جانجاناں حیات اور کارنامے	"	"
۲۳	" مجیب السلطان قریشی	قلندر بخش جرأت کا تنقیدی مطالعہ	"	"
۲۴	" سید نورالحسن نقوی	مصحفی ۔ زندگی اور فن	"	"

۲۵	ڈاکٹر صلاح الدین	شیفتہ۔ حیات اور خدمات	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی۔ دہلی
۲۶	امیر حسن	خواجہ میر درد۔ حیات اور کارنامے	زیر تحقیق	〃 〃
۲۷	صغریٰ مہدی	اکبر کی شاعری کا تنقیدی مطالعہ	〃	〃 〃
۲۸	شہناز اختر	اقبال کے فکر و فن کے سماجی اور ثقافتی سرچشمے	〃	〃 〃
۲۹	نسیم احمد عباسی	دیا شنکر نسیم۔ حیات اور کارنامے	〃	〃 〃
۳۰	ڈاکٹر افضال احمد	چکبست۔ حیات اور کارنامے	تحقیق شدہ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۳۱	٭ اکبر حیدری	میر انیس کی رزمیہ شاعری	〃	〃 〃
۳۲	٭ شجاعت علی سندیلوی	حالی بحیثیت شاعر	〃	〃 〃
۳۳	٭ سید فدا حسین	فردوسی اور انیس (تقابلی مطالعہ)	〃	〃 〃
۳۴	٭ زہرہ یاسمین	منیر شکوہ آبادی۔ حیات اور شاعری	〃	〃 〃
۳۵	٭ محمد اسلام	جگر مرادآبادی۔ حیات اور شاعری	〃	〃 〃
۳۶	٭ ریاض الحسن صدیقی	اسیر اور ان کا عہد	〃	〃 〃
۳۷	٭ سید شبیہ الحسن نونہروی	ناسخ کا تنقیدی مطالعہ	〃	〃 〃
۳۸	محمد یونس	اکبر بحیثیت طنزیہ و مزاحیہ شاعر	زیر تحقیق	〃 〃
۳۹	رضا حیدر مخدومی	ناسخ اسکول کے چند مشاہیر شعراء	〃	〃 〃
۴۰	مسرور احمد	جلیل مانک پوری۔ حیات اور شاعری	〃	〃 〃
۴۱	سید صفدر حسین عابدی	اثر لکھنوی۔ حیات اور شاعری	〃	〃 〃
۴۲	محمد یوسف صدیقی	فانی بدایونی۔ حیات اور شاعری	〃	〃 〃
۴۳	شاہ عبدالسلام فاروقی	شاگردان آتش اور اردو شاعری کے ارتقا میں ان کا حصہ	〃	〃 〃
۴۴	عبدالترب	شاہ تراب علی قلندر۔ حیات اور شاعری	〃	〃 〃
۴۵	سید سعید الدین	آنند نرائن ملا اور اردو شاعری میں ان کا حصہ	〃	〃 〃
۴۶	صفیہ پروین	اصغر گونڈوی۔ حیات اور شاعری	〃	〃 〃

۴۷	قمبر علی	جلال لکھنوی۔ حیات اور کارنامے	زیر تحقیق	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۴۸	صالحہ خاتون	پیارے صاحب رشید حیات اور شاعری	"	" "
۴۹	سید مسعود حسن رضوی	عزیز لکھنوی۔ حیات اور شاعری	"	" "
۵۰	محمد عصمت خاں	جوش ملیح آبادی		
۵۱	ڈاکٹر حکم چند نیر	سرور جہاں آبادی حیات اور شاعری	تحقیق شدہ	بنارس یونیورسٹی وارانسی
۵۲	مرزا احسان بیگ	مرزا محمد حسن فائز حیات اور شاعری	زیر تحقیق	" "
۵۳	قمر جہاں	اکبر الہ آبادی۔ حیات اور شاعری	"	" "
۵۴	ڈاکٹر سید نواب حسین	میر۔ ایک مطالعہ	تحقیق شدہ	الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد
۵۵	" آصف جاہ کاروانی	اقبال کا فلسفۂ خودی اور اس کا مقصد	"	" "
۵۶	" جعفر رضا	میر عشق اور ان کے خاندان کے مرثیہ گو	"	" "
۵۷	" سید احمد رضوی	بہادر شاہ ظفر۔ اس کی حیات و تصانیف	"	" "
۵۸	نشاط ہادی	انیسویں صدی کے ہندستانی افکار کی روشنی میں غالب کی اردو شاعری کا مطالعہ	زیر تحقیق	" "
۵۹	ڈاکٹر سید محمد صدر الدین فضا	شاہ حیات اکبر جوہری حیات اور شاعری	تحقیق شدہ ڈی لٹ	پٹنہ یونیورسٹی۔ پٹنہ
۶۰	" خالد رشید صبا	صوفی منیری۔ حیات اور شاعری	تحقیق شدہ	" "
۶۱	" روحی حسن	فضل حق آزاد۔ حیات اور شاعری	"	" "
۶۲	" شعیب راہی	آتش۔ حیات اور شاعری	"	" "
۶۳	" لطف الرحمٰن	راسخ عظیم آبادی کی غزل گوئی	"	" "
۶۴	" قاسم احسان وارثی	ظہیر الظہیر پھلواری۔ حیات اور شاعری	"	" "
۶۵	" محمد کاظم ہاشمی	آسی غازی پوری۔ حیات اور شاعری	"	" "
۶۶	" ظہیر رضوی	اکبر داناپوری۔ حیات اور شاعری	"	" "
۶۷	" محی الدین ظفر	صفیر بلگرامی بحیثیت شاعر اور ادیب	"	" "

۶۸	ڈاکٹر محمد یونس	جرأت بحیثیت مثنوی نگار	تحقیق شدہ	پٹنہ یونیورسٹی - پٹنہ
۶۹	" ڈاکٹر مطیع الرحمٰن	راسخ کے دو شاگرد - فرحت اور محسن	"	"
۷۰	" ممتاز احمد	راسخ بحیثیت مثنوی نگار	"	"
۷۱	" محمد حسنین	فدوی عظیم آبادی حیات اور شاعری	"	"
۷۲	" ظہیر احسن	شیر علی افسوس	"	"
۷۳	ایم۔ ایم مصطفیٰ	امیر الدین وجد۔ حیات اور شاعری	زیر تحقیق	"
۷۴	نشاط اختر	بہار میں دبستان داغ	"	"
۷۵	طیبہ خاتون	نوازش لکھنوی۔ حیات اور شاعری	"	"
۷۶	پروفیسر ذکی الحق	میر حسن کی غزل نگاری	زیر تحقیق ڈی لٹ	"
۷۷	سید آل احمد	شاد عظیم آبادی بحیثیت شاعر	"	"
۷۸	پروین عالم	جوش ملیح آبادی بحیثیت شاعر	"	"
۷۹	محمد ابراہیم	شوق نیموی۔ حیات اور فن	"	"
۸۰	وارث الرحمان	کلیم الدین احمد بحیثیت شاعر اور نقاد	"	"
۸۱	ایم اسرائیل رضا	جمیلہ خاتون۔ حیات اور شاعری	"	"
۸۲	ثریا جبیں	رنجور عظیم آبادی۔ حیات اور فن	"	"
۸۳	ڈاکٹر عبدالحق صدیقی	اقبالیات کا تنقیدی جائزہ	تحقیق شدہ	گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور
۸۴	" محمد انصار اللہ نظر	میر علی اوسط رشک۔ حیات اور خدمات	"	"
۸۵	" نور العین لاری (احمر لاری)	حسرت موہانی۔ حیات اور خدمات	"	"
۸۶	" خلیل اللہ خاں	ریاض خیر آبادی۔ حیات اور خدمات	"	"
۸۷	" سید فضل امام رضوی	امیر اللہ تسلیم۔ حیات و شاعری	"	"
۸۸	" ملک زادہ منظور احمد	نظیر اکبر آبادی۔ حیات و شاعری	زیر تحقیق ڈی لٹ	"
۸۹	قمر جہاں	منیر شکوہ آبادی۔ حیات اور خدمات	زیر تحقیق	"
۹۰	سید مجاہد حسین رضوی	مرزا دبیر کی مرثیہ نگاری	"	"

۹۱	انعام اللہ خاں	فراق کی شاعری	زیرِ تحقیق	گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور
۹۲	ناصر خاں	جعفر علی حسرت۔ حیات و شاعری	"	" "
۹۳	کوثر جہاں	نسیم دہلوی۔ حیات و شاعری	"	" "
۹۴	شیخ محمد صدیق	آسی غازی پوری۔ حیات و شاعری	"	" "
۹۵	ڈاکٹر مظفر حنفی	شاد عارفی۔ شخصیت اور فن	تحقیق شدہ	بھوپال یونیورسٹی بھوپال
۹۶	سید متین الرحمان	اردو میں غالبیات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	زیرِ تحقیق	" "
۹۷	سید حیدر عباس رضوی	میر انیس۔ حیات اور ادبی خدمات	"	" "
۹۸	ڈاکٹر مریم حامدی	شوق قدوائی۔ زندگی اور کارنامے	تحقیق شدہ	کشمیر یونیورسٹی سرینگر
۹۹	" کاشی ناتھ پنڈتا	چکبست۔ عہد۔ حیات اور کارنامے	"	" "
۱۰۰	" محمد عبداللہ رشید	غالب کی اردو اور فارسی شاعری کا تقابلی مطالعہ اور مآخذ کی تحقیق	"	" "
۱۰۱	بنسی لال شرما	تلوک چند محروم	زیرِ تحقیق	جموں یونیورسٹی جموں (کشمیر)
۱۰۲	ہنس راج گپتا	بشیشور پرشاد منور لکھنوی	"	" "
۱۰۳	ڈاکٹر محمد عرفان	قائم چاند پوری	تحقیق شدہ	آگرہ یونیورسٹی۔ آگرہ
۱۰۴	" ابو محمد ابوالقاسم	اردو ادب میں امیر مینائی کا حصّہ	"	" "
۱۰۵	" ظہیر الدین مدنی	سخن ورانِ گجرات	"	بمبئی یونیورسٹی بمبئی
۱۰۶	" ڈاکٹر حسین فاروقی	دبستانِ دبیر	"	" "
۱۰۷	" عقیلہ خانم	اکبر الہ آبادی	"	" "
۱۰۸	" ضمیر احمد خاں	نظیر اکبرآبادی۔ حیات اور شاعری	"	" "
۱۰۹	" سید عبدالحئی	قائم چاند پوری۔ حیات اور فن	"	" "
۱۱۰	محمد حسین حسینی	آرزو لکھنوی۔ شخصیت اور کارنامے	زیرِ تحقیق	" "
۱۱۱	صلاح الدین پرکار	ذولسانی شعرا۔ اردو اور فارسی	"	" "
۱۱۲	سید محمد آقا حیدر حسن عابدی	مرزا محمد تقی ہوس لکھنوی	"	ناگپور یونیورسٹی ناگپور

۱۱۳	محمد نشاط الرحمٰن خاں نشاط	میر نظام الدین ممنون دہلوی۔ حیات اور شاعری	زیر تحقیق	ناگپور یونیورسٹی ناگپور
۱۱۴	خواجہ محمد حامد	مولوی امام بخش صہبائی۔ شخص۔ شاعر اور شارح	〃	〃 〃
۱۱۵	زرینہ ثانی	سیماب اکبر آبادی کی نظم نگاری	〃	〃 〃
۱۱۶	ظفر علی سید	نظیر اکبر آبادی کی شاعری میں ہندوستانی فضا	〃	〃 〃
۱۱۷	نصرت آرا بیگم	مسعود سعد سلمان شخصیت اور شاعری	〃	〃 〃
۱۱۸	ڈاکٹر سید اختر جمیل نظمی	حضرت غمگین دہلوی	تحقیق شدہ	جبلپور یونیورسٹی جبلپور
۱۱۹	〃 عزیز انصاری	ملا رموزی۔ حیات و فن	〃	〃 〃
۱۲۰	〃 کشور جہاں	جاں نثار اختر۔ حیات و فن	〃	〃 〃
۱۲۱	نہال الدین تاباں	فراق گورکھپوری	زیر تحقیق	〃 〃
۱۲۲	قمر جہاں	اقبال۔ قرآن کا اثر	〃	〃 〃
۱۲۳	عبدالرحمٰن امرامیری	پرویز شاہدی۔ حیات و شاعری	〃	کلکتہ یونیورسٹی کلکتہ
۱۲۴	ڈاکٹر ایم۔ اے زیدی	اردو ادب میں داغ کا حصہ	تحقیق شدہ	راجستھان یونیورسٹی جے پور
۱۲۵	〃 امانت شیخ	مرزا عبدالقادر بیدل	〃	پونا یونیورسٹی۔ پونا
۱۲۶	〃 افتخار احمد	سیماب اور دبستانِ سیماب	〃	〃 〃
۱۲۷	سید سیف علی	غواصی۔ خدمات اور شاعری	زیر تحقیق	〃 〃
۱۲۸	عبدالغنی فاروقی	ناقدینِ غالب	〃	سری وینکٹیشور یونیورسٹی تروپتی
۱۲۹	زبیدہ خاتون	اصغر گونڈوی۔ شخصیت اور فن	〃	〃 〃
۱۳۰	کے بشیر احمد	شوکت سبزواری۔ حیات اور فن	〃	〃 〃
۱۳۱	ڈاکٹر سید یونس حسنی	اختر شیرانی اور جدید اردو ادب	تحقیق شدہ	وکرم یونیورسٹی اجین
۱۳۲	〃 ایس غلام رسول	مولانا حالی اور میتھلی سرن گپتا۔ تقابلی مطالعہ۔ مسدسِ حالی اور بھرت بھارتی کے خصوصی حوالے کے ساتھ	〃 (انگریزی میں)	انا ملائی یونیورسٹی انا ملائی

نثر

۱	مصباح الحسن	اردو نثر پر مغربی طنز و مزاح کے اثرات ۱۸۵۵ سے ۱۹۱۴ء تک	زیر تحقیق	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۲	عارفہ نزہت	اردو نثر میں مرصع اسلوب کا ارتقاء انیسویں صدی کے اواخر تک	"	" "
۳	سید ضمیر حسن	دہلی میں اردو نثر کا ارتقا ۱۹۰۰ سے ۱۹۴۷ تک		دہلی یونیورسٹی دہلی
۴	طیبہ خاتون	اردو نثر کا ارتقاء ۱۸۵۷ سے ۱۹۱۴ تک	"	" "
۵	ڈاکٹر سید محمود الحسن رضوی	اودھ میں اردو نثر کا ارتقا ۱۹۰۰ سے تا حال	زیر تحقیق ڈی لٹ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۶	مظفر اقبال	بہار میں اردو نثر کا ارتقا ۱۸۵۷ سے ۱۹۱۴ تک	تحقیق شدہ	پٹنہ یونیورسٹی۔ پٹنہ
۷	بدرالدین خاں (انجم عرفانی)	شمالی ہند میں اردو نثر کا ارتقاء از ابتدا تا ۱۸۵۷	"	گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور
۸	ڈاکٹر عبدالودود	اردو نثر میں ادب لطیف	تحقیق شدہ	وکرم یونیورسٹی۔ اجین
۹	اے۔ اے جہانگیر	اردو نثر کا دہلوی دبستان	"	شیواجی یونیورسٹی کولہاپور

اردو تنقید

-	اخلاق محمد خاں شہریار	اردو تنقید پر مغربی تنقید کے اثرات (انیسویں صدی کا آخر تک)	زیر تحقیق	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

۲	ڈاکٹر ارب رباب	اردو تنقید پر مغربی تنقید کے اثرات (۱۹۱۴ سے ۱۹۴۷ تک)	زیر تحقیق	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۳	سید عبد الباری	اردو تنقید پر ارسطو کی بوطیقا کا اثر	"	" "
۴	[illegible]	اردو تنقید ۱۹۴۷ء کے بعد	"	" "
۵	ڈاکٹر [illegible]	اردو تنقید کا ارتقا	تحقیق شدہ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۶	[illegible] دہلوی	اردو میں جدید تنقید کے اصول	"	" "
۷	سید محمود الحسن رضوی	اردو میں نفسیاتی تنقید	"	" "
۸	سید تنویر احسن عابدی	حالی کا تنقیدی نظریہ اور اردو تنقید کے ارتقا میں ان کا حصہ	زیر تحقیق	" "
۹	ڈاکٹر ممتاز احمد	اردو شعرا کا تنقیدی شعور	تحقیق شدہ ڈی لٹ	پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ
۱۰	ڈاکٹر نور الحسین لاری (احمد لاری)	اردو تنقید کا ارتقا (۱۸۳۶ تا ۱۹۳۵)	زیر تحقیق ڈی لٹ	گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور
۱۱	یوسف خان	فارسی تنقید۔ تعریف۔ تاریخ اور تجزیہ	زیر تحقیق	میرٹھ یونیورسٹی میرٹھ

داستان

۱	ڈاکٹر [illegible]	طلسم ہوشربا میں ہندوستانی زندگی کی جھلکیاں	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۲	نزہت جہاں	اردو داستان کا تنقیدی مطالعہ	زیر تحقیق	" "
۳	قیصر بیگم صدیقی	داستانوں میں علامتی اور اساطیری عناصر	"	دہلی یونیورسٹی دہلی
۴	رقیہ ناز	انیسویں صدی کی داستانوں میں دلی کی تہذیب و معاشرت	"	" "

۵	شجاعت محمد	دہلی میں داستان گوئی	زیرِ تحقیق	دہلی یونیورسٹی۔ دہلی
۶	ہاجرہ ولی	لکھنؤ میں داستان گوئی کا ارتقاء	〃	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۷	یوسف جہاں رضوی	لکھنؤ کی اہم نثری داستانوں میں نسوانی کرداروں کا ارتقاء	〃	〃 〃
۸	ڈاکٹر گیان چند جین	اردو داستان گوئی شمالی ہند میں (۱۸۷۰)	تحقیق شدہ	الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد
۹	〃 ثناء اللہ بٹ	فورٹ ولیم کالج کی داستانوں کا تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ	〃	کشمیر یونیورسٹی سرینگر
۱۰	〃 زرینہ بٹ	داستانِ امیر حمزہ میں فوق الفطری عناصر	〃	〃 〃

ناول

۱	محمد فاضل	اردو ناول میں ہیرو کا کردار	زیرِ تحقیق	جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی
۲	محمد نظر برنی	اردو ناول کی سوانحی ببلیوگرافی	〃	〃 〃
۳	محمد انجم	اردو ناول میں ہیروئن کا تصوّر (ہندستانی سماج کی بدلتی ہوئی اقدار کی روشنی میں)	〃	〃 〃
۴	ڈاکٹر ہارون ایوب	پریم چند کے بعد اردو ناول	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۵	فہمیدہ کبیر	اردو ناول میں عورت کا تصوّر۔ نذیر احمد سے دورِ حاضر تک	زیرِ تحقیق	〃 〃
۶	اشفاق محمد خاں	نذیر احمد کے ناولوں کا تنقیدی جائزہ	〃	〃 〃
۷	ڈاکٹر سیدہ شاہدہ عفران زیدی	اردو ناولوں میں نسوانی کردار (ابتدا سے پریم چند تک)	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی دہلی

۸	ڈاکٹر عظیم الشان صدیقی	اردو ناول کا آغاز و ارتقاء ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی۔ دہلی
۹	سید اطہر حسنین نقوی	اردو ناول کا تنقیدی مطالعہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۷۰ء تک	زیر تحقیق	" "
۱۰	ایم۔ انجم	اردو میں تاریخی ناول	"	" "
۱۱	ڈاکٹر شمیم نکہت	پریم چند کے ناولوں میں عورتوں کا کردار	تحقیق شدہ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۱۲	نکہت فرید	اردو ناولوں میں کردار نگاری کا ارتقاء	زیر تحقیق	" "
۱۳	ڈاکٹر زرینہ عقیل احمد	جدید اردو ناول میں سماجی نظریات کا تنقیدی جائزہ	تحقیق شدہ	الٰہ آباد یونیورسٹی الٰہ آباد
۱۴	" آصفہ زکریا	بہار میں اردو ناول نگاری	"	پٹنہ یونیورسٹی۔ پٹنہ
۱۵	" اسلم آزاد	اردو ناول ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۷ء تک	"	" "
۱۶	رضیہ بیگم	اردو ناول میں کردار نگاری کا فن	زیر تحقیق	" "
۱۷	فضل علی	اردو میں ناولٹ	"	" "
۱۸	نشاط فاطمہ	راشد الخیری کے ناول میں سماجی حالات	"	" "
۱۹	ثریا جمال مظہری	سرشار کے نسوانی کردار ؟	"	" "
۲۰	محمد شعیب	اردو ناول ۱۹۳۶ کے بعد	"	گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور
۲۱	ڈاکٹر بی۔ آر۔ سونی	اردو ناولوں کا سماجی پس منظر	تحقیق شدہ	پونا یونیورسٹی۔ پونا
۲۲	مقبول بادشاہ	اردو ناول پر مغربی ادب کے اثرات ۱۹۳۵ کے بعد	زیر تحقیق	سری وینکٹیشورا یونیورسٹی تروپتی

افسانہ

۱	مسعود عالم	مختصر افسانہ (۱۹۳۶ء سے آج تک)	زیر تحقیق	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۲	رابعہ اقبال صدیقی	۱۹۴۷ء کے بعد ہند و پاکستان کے افسانے	"	دہلی یونیورسٹی۔ دہلی
۳	مسعود داؤد	سرشار کے نسوانی کردار	"	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

۴	عزیز فاطمہ	اردو مختصر افسانے کا سماجی اور تہذیبی پس منظر	زیر تحقیق	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۵	ڈاکٹر سید محمد اقبال آفاقی	اردو افسانہ میں عوامی زندگی	تحقیق شدہ	الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد
۶	نجمہ سعید ہاشمی	اردو افسانہ میں موضوع اور ہیئت کا مطالعہ - ۱۹۳۶ سے ۱۹۶۶ تک	زیر تحقیق	" "
۷	ڈاکٹر فردوس فاطمہ	جدید اردو افسانہ نگاری	تحقیق شدہ ڈی لٹ	پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ
۸	احمد قدوس جاوید	اردو میں افسانہ نگاری ۱۹۴۷ سے ۱۹۷۲ تک	زیر تحقیق	" "
۹	عتیق عالم خاں	اردو میں مختصر افسانہ نگاری	"	گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور

ڈراما

۱	انجمن آرا بیگم	اردو ڈرامے میں آغا حشر کی خدمات	زیر تحقیق	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۲	ڈاکٹر عطیہ نشاط خاں	اردو ڈرامے میں تجربہ اور روایت	تحقیق شدہ	الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد
۳	" قمر اعظم ہاشمی	اردو ڈراما آغا حشر کے بعد	"	پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ
۴	" عبد العلیم نامی	اردو تھیٹر	"	بمبئی یونیورسٹی بمبئی
۵	" اخلاق حسین اختر	ریڈیو ڈرامے کا فن	"	وکرم یونیورسٹی اجین

مکاتیب

۱	ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی	اردو میں مکتوب نگاری کا ارتقاء	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی - دہلی
۲	سید ابو العاصم	غالب کے مکاتیب کا نثری اسلوب	زیر تحقیق	" "

۳	جمیلہ عباسی	خطوطِ غالب کا تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ	زیرِ تحقیق	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۴	محمد رفیع انصاری	خطوطِ غالب کا تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ	〃	بنارس ہندو یونیورسٹی وارانسی

انشائیہ

۱	ڈاکٹر سید ناصر حسین نقوی	اردو میں مضمون نگاری کا ارتقاء	تحقیق شدہ	الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد

صحافت

۱	عبدالرشید سیسولی	انیسویں صدی میں دہلی کی اردو صحافت	زیرِ تحقیق	جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی
۲	راج نرائن راز	اردو صحافت دہلی میں (از ۱۹۰۱ تا ۱۹۴۷)	〃	〃 〃
۳	نادر علی خاں	اردو صحافت	〃	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۴	اصغر عباس	انسٹی ٹیوٹ گزٹ کا تنقیدی جائزہ اور اردو صحافت	〃	〃 〃
۵	ڈاکٹر شفیع احمد عثمانی	ماہنامہ زمانہ کانپور کا اردو ادب کے ارتقا میں حصّہ	تحقیق شدہ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ
۶	ضیاء الرحمن غوثی	بہار میں اردو صحافت	زیرِ تحقیق	پٹنہ یونیورسٹی۔ پٹنہ
۷	دیویندر شرما	اردو علمی اور تصنیفی ادارے	〃	جموں یونیورسٹی جموں (کشمیر)

۸	ڈاکٹر عبدالرزاق فاروقی	اودھ پنچ کی ادبی خدمات	تحقیق شدہ	سری وینکٹیشور یونیورسٹی تروپتی

سوانح نگاری

۱	ڈاکٹر سید شاہ عالی	اردو سوانح نگاری کا ارتقاء	تحقیق شدہ	لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ

خاکہ نگاری

۱	اسداللہ رانی	اردو میں خاکہ نگاری	زیر تحقیق	جموں یونیورسٹی جموں (کشمیر)
۲	سید فاروق حسین	اردو میں خاکہ نگاری	〃	جبلپور یونیورسٹی جبلپور

شخصیات ۔ نثر نگار

۱	صادقہ بیگم	محمد مجیب ۔ حیات اور ادبی کارنامے	زیر تحقیق	جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی
۲	محمد حبیب خاں	مولوی عبدالحق (حیات اور ادبی کارنامے)	〃	〃 〃
۳	شیو پرشاد جاوید وششٹ	اسداللہ وجہی (حیات اور ادبی کارنامے)	〃	〃 〃
۴	سید فرحت حسین	خواجہ غلام السیدین (حیات اور تصانیف)	〃	〃 〃

۵	سید ریاض علی	خواجہ حسن نظامی (حیات اور ادبی خدمات)	زیر تحقیق	جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی
۶	ڈاکٹر آفتاب احمد صدیقی	شبلی	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۷	مصاحب علی (قمر رئیس)	پریم چند کا تنقیدی مطالعہ	"	" "
۸	ظہور الحسن	برج موہن دتاتریہ کیفی۔ تنقیدی جائزہ	"	" "
۹	سید محمد علی کاظمی	قاضی عبد الغفار۔ حیات اور کارنامے	"	" "
۱۰	کوکب قدر سجاد مرزا	واجد علی شاہ کی ادبی و تہذیبی خدمات	"	" "
۱۱	نسیم قریشی	شرر۔ زندگی اور ادبی تخلیقات کا تنقیدی مطالعہ	زیر تحقیق	" "
۱۲	محمد عثمان (اطہر پرویز)	اردو نثری ادب میں خواجہ حسن نظامی کی خدمات	"	" "
۱۳	غیور عالم	عبد الحق۔ علمی و ادبی خدمات	"	" "
۱۴	مسعودہ خاتون	راشد الخیری کی ادبی خدمات	"	" "
۱۵	علی وردی خاں	سید سلیمان ندوی کی ادبی خدمات	"	" "
۱۶	قاضی محمد زکریا	نیاز فتحپوری کی تصانیف کا تنقیدی جائزہ	"	" "
۱۷	حسن شاہ زماں علیم	عبد الحلیم شرر	"	" "
۱۸	ایس ایم آفاق احمد عرفانی	حیدر بخش حیدری۔ حیات اور ادبی خدمات	"	" "
۱۹	نیر سلطانہ صدیقی	عبد الرحمان بجنوری کی ادبی خدمات	"	" "
۲۰	ثریا اقبال	قرۃ العین حیدر کی تصانیف کا تنقیدی جائزہ	"	" "
۲۱	محمد ایوب	ل احمد اکبر آبادی کی ادبی خدمات	"	" "
۲۲	امام مرتضیٰ نقوی	حسن نظامی کی ادبی خدمات	"	" "
۲۳	حسن آرا شاہین	ذکاء اللہ دہلوی کی ادبی خدمات	"	" "
۲۴	عظمت اللہ قریشی	عظمت اللہ خاں حیات اور کارنامے	"	" "
۲۵	سرور علی قریشی	سر سید کے تعلیمی نظریات	"	" "
۲۶	ڈاکٹر شرافت حسین مرزا	مولانا آزاد کی ادبی خدمات	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی۔ دہلی
۲۷	خلیل الرحمان سیفی	اسماعیل میرٹھی کی حیات اور خدمات	"	" "

۲۸	ڈاکٹر صدیق الرحمٰن قدوائی	ڈاکٹر گلکرائسٹ کے علمی کاموں کا تنقیدی جائزہ	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی۔ دہلی
۲۹	شریف احمد	عبدالحلیم شرر۔ حیات اور کارنامے	زیر تحقیق	" "
۳۰	اردوواں روبر	گارساں دتاسی کی خدمات	"	" "
۳۱	کنیز وارثی	راشد الخیری کی تصانیف	"	" "
۳۲	آصفہ بیگم چشتی	حامد حسن قادری بحیثیت ادبی مورخ	"	" "
۳۳	ڈاکٹر جگت نرائن سکروال	پریم چند۔ حیات اور کارنامے	تحقیق شدہ	لکھنؤ یونیورسٹی۔ لکھنؤ
۳۴	" احراز نقوی	سرشار بحیثیت ناول نگار	"	" "
۳۵	" شجاعت علی سندیلوی	حالی بحیثیت نثر نگار	زیر تحقیق ڈی لٹ	" "
۳۶	شریف احسن لاہرپوری	شرر لکھنوی۔ حیات اور کارنامے	زیر تحقیق	" "
۳۷	سید صباح الاسلام نقوی	عبدالماجد دریابادی۔ حیات اور ادبی خدمات	"	" "
۳۸	سید عقیل احمد ہاشمی	ڈاکٹر نذیر احمد۔ حیات اور ادبی خدمات	"	" "
۳۹	سید سعید الدین	مرزا یاس یگانہ چنگیزی۔ حیات اور ادبی خدمات	"	" "
۴۰	چودھری محمد فہیم	پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب اور اردو ادب میں ان کی خدمات	"	" "
۴۱	نسیم اقتدار علی	اردو میں خواتین ناول نگار	"	" "
۴۲	جلیس فاطمہ	عہد حاضر میں اردو کی خواتین مختصر افسانہ نگار	"	" "
۴۳	سید سلطان احمد رضوی	سید سجاد ظہیر۔ حیات اور ادبی خدمات	"	" "
۴۴	قاضی مسعود الحسن عثمانی	مولانا شبلی نعمانی۔ اردو ادب میں ان کی خدمات	"	" "
۴۵	اختر یزدانی محسن	مولانا نیاز فتحپوری۔ حیات اور کارنامے	"	" "
۴۶	ڈاکٹر شیو گوپال	رتن ناتھ سرشار اور اس کی تصانیف کا مطالعہ	تحقیق شدہ	الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد
۴۷	" احمد حسن	کرشن چندر۔ اس کی حیات و تصانیف	"	" "
۴۸	" سید منیر مسعود رضوی	رجب علی بیگ سرور	"	" "
۴۹	" محمد شمیم حنفی	محمد حسین آزاد کی ادبی خدمات کا مطالعہ	"	" "

۵۰	ڈاکٹر آر آر مسیح	حالی بحیثیت سوانح نگار	تحقیق شدہ	الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد
۵۱	" نسیم بانو	اردو میں خواتین ناول نگار۔ ان کے ادبی اور فنی کارنامے	"	" "
۵۲	" قدسیہ خاتون	اردو ادب میں سرسید احمد خاں کا حصہ	"	" "
۵۳	" احمد حسن	پریم چند پر گاندھی ازم کے اثرات	زیر تحقیق ڈی لٹ	" "
۵۴	رابرٹ میین	حالی کی سوانح نگاری کا تنقیدی مطالعہ	زیر تحقیق	" "
۵۵	ڈاکٹر شکیل الرحمٰن	پریم چند کی افسانہ نگاری	تحقیق شدہ ڈی لٹ	پٹنہ یونیورسٹی۔ پٹنہ
۵۶	" اقبال اختر	اردو میں طنز و ظرافت اور رشید احمد صدیقی کا خصوصی مطالعہ	تحقیق شدہ	" "
۵۷	" طیب ابدالی	صوفی منیری کی نثر نگاری	"	" "
۵۸	" نثار مصطفیٰ	بیدی۔ حیات اور فن	"	" "
۵۹	پروفیسر منظر شہاب	آغا حشر کی ڈراما نگاری	زیر تحقیق ڈی لٹ	" "
۶۰	عبدالرشید	یگانہ چنگیزی۔ حیات اور کارنامے	زیر تحقیق	" "
۶۱	ابوالبرکات	سلیمان ندوی بحیثیت نثر نگار	"	" "
۶۲	نزہت افزا	اردو ادب کی ترقی میں خواتین بہار کا حصہ	"	" "
۶۳	محمد رضوان احمد خاں	ڈاکٹر محسن بحیثیت افسانہ نگار	"	" "
۶۴	ڈاکٹر فضل الحق	میر حسن۔ حیات اور خدمات	تحقیق شدہ	گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور
۶۵	" ملک زادہ منظور احمد	ابوالکلام آزاد۔ فکر و فن	"	" "
۶۶	" اشفاق احمد اعظمی	نذیر احمد۔ شخصیت اور کارنامے	"	" "
۶۷	منور حسین	عبدالسلام ندوی۔ حیات و خدمات	زیر تحقیق	" "
۶۸	محمد موسیٰ خاں (موسیٰ مجروح)	غالب کی نثر	"	" "
۶۹	فیروز احمد	رومانی نثر اور مہدی افادی	"	" "

۷۰	محمد نعیم صدیقی	سید سلیمان ندوی کی ادبی خدمات	زیر تحقیق	گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور
۷۱	اسما سلطان	عبدالحلیم شرر بحیثیت ناول نگار	"	بھوپال یونیورسٹی بھوپال
۷۲	خدیجہ بانو افغانی	نیاز فتحپوری - ایک مطالعہ	"	" "
۷۳	بیگم ثریا رضوی	اسماعیل میرٹھی کا اردو ادب کو عطیہ - اسماعیل بچوں کے ادیب کے خصوصی حوالے کے ساتھ	"	میرٹھ یونیورسٹی میرٹھ
۷۴	مطیع الحق انصاری	عصمت چغتائی کے افسانوں کا فنی جائزہ	"	" "
۷۵	ڈاکٹر طاہرہ عبداللہ	آغا حشر کاشمیری اور اردو ڈرامے میں ان کی خدمات	تحقیق شدہ	کشمیر یونیورسٹی سرینگر
۷۶	محمد امین اندرابی	رجب علی بیگ سرور حیات اور تصانیف	"	" "
۷۷	" زہرہ رضوی	سید احمد دہلوی - حیات اور کارنامے	"	" "
۷۸	" برج کشن بایا	سعادت حسن منٹو - حیات اور کارنامے	"	" "
۷۹	شیام لال کالڑا عابد پشاوری	انشا - حیات اور نثری کارنامے	زیر تحقیق	جموں یونیورسٹی جموں (کشمیر)
۸۰	تہمینہ اختر	علی عباس حسینی	"	" "
۸۱	ایڈلن روحی	عصمت چغتائی	"	" "
۸۲	محمد شریف	قرۃ العین حیدر	"	" "
۸۳	حسینہ بانو	ل - احمد اکبرآبادی	"	" "
۸۴	ڈاکٹر سید لطیف حسین	پنڈت رتن ناتھ سرشار اور اردو ادب	تحقیق شدہ ڈی لٹ	آگرہ یونیورسٹی آگرہ
۸۵	عبدالحمید شمسی	راشد الخیری - حیات اور فن	زیر تحقیق	" "
۸۶	ڈاکٹر عبدالستار دلوی	محمد حسین آزاد - حیات اور فن	تحقیق شدہ	بمبئی یونیورسٹی بمبئی
۸۷	آدم شیخ	مرزا رسوا کی ناول نگاری	"	" "
۸۸	رضیہ محمد	نصیر الدین ہاشمی کی ادبی خدمات	زیر تحقیق	"

۸۹	عبدالمتین	خواجہ حسن نظامی	زیر تحقیق	جبل پور یونیورسٹی جبل پور
۹۰	محمد صدیق صدیقی	اردو ناول نگاری اور نذیر احمد	"	" "
۹۱	ڈاکٹر ذاکرہ غوث	اردو، فارسی اور عربی ادب میں مولانا باقر آغا کا حصہ	تحقیق شدہ	بمبئی یونیورسٹی بمبئی
۹۲	مشتاق احمد	نواب سید محمد آزاد حیات و تصانیف	زیر تحقیق	کلکتہ یونیورسٹی کلکتہ
۹۳	اکبر رحمانی	احتشام حسین شخصیت اور خدمات	"	پونا یونیورسٹی۔ پونا
۹۴	شیخ عبدالرشید	مولانا عبدالماجد شخصیت اور خدمات	"	" "
۹۵	اقبال احمد صدیقی	مجنوں گورکھپوری شخصیت اور کارنامے	"	وکرم یونیورسٹی اجین
۹۶	صابر حسین	احتشام حسین شخصیت اور کارنامے	"	" "

لغت۔ زبان۔ لسانیات

۱	مسعود ہاشمی	اردو لغت نگاری کا تنقیدی جائزہ	زیر تحقیق	جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی
۲	نور جہاں	دہلی کی بیگماتی اردو	"	" "
۳	ابو الفیض سحر	اردو اصطلاحات سازی (اصول اور تاریخ)	"	" "
۴	ڈاکٹر اسلم رضوی	فونیٹکس اینڈ فونولوجیکل اسٹرکچر آف اردو	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۵	" نیر اقبال	اردو قواعد نویسی	"	" "
۶	" کنول کرشن پالی	اردو اور ہندی عروض کا تقابلی مطالعہ	"	" "
۷	عبدالغفار شکیل	دکنی اردو کا توضیحی مطالعہ	زیر تحقیق	" "
۸	رضیہ سید	شمالی ہندوستان میں شعر شاعری کا لسانیاتی جائزہ	"	" "

	وقار احمد شہاب جعفری	اردو زبان میں انگریزی الفاظ	زیر تحقیق	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
	عذرا خانم	میواتی زبان کا صوتیاتی جائزہ	"	" "
	ذکاء الدین شایاں	اٹھارہویں صدی کی اردو شاعری کی فرہنگ	"	" "
	محمد حسین قریشی	انیسویں صدی کی اردو شاعری کی فرہنگ	"	" "
	ڈاکٹر سکا لا سنگھ بیدی	اردو اور پنجابی کا لسانی رشتہ	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی۔ دہلی
۱	امیر اللہ خاں شاہین	اردو کے نثری اسالیب کا تنقیدی مطالعہ	"	" "
۱	معین زیدی	جدید ہندستان میں اردو زبان کا ارتقا	زیر تحقیق	" "
۱	عابدہ بیگم	نثری اسالیب کا ارتقا ۱۸۰۰ء سے ۱۸۵۷ء تک	"	" "
۱۱	سید وقار احمد جعفری	اردو میں انگریزی کے دخیل (مستعمل) الفاظ	"	" "
۱۸	ڈاکٹر عبد الخلیق	اردو نثر کے اسلوب آغاز سے آزادی تک	تحقیق شدہ	پٹنہ یونیورسٹی۔ پٹنہ
۱۹	محمد شفیق	جدید اردو اور ہندی کا تقابلی مطالعہ	زیر تحقیق	" "
۲۰	ڈاکٹر ایم۔ ایچ رضوی	اردو لغت نگاری	تحقیق شدہ	کشمیر یونیورسٹی سرینگر
۲۱	نور الزماں صدیقی	اردو عروض کا تنقیدی مطالعہ	زیر تحقیق	جموں یونیورسٹی جموں
۲۲	جیتندر شرما	اردو میں سنسکرت اور ہندی کے تراجم	"	" "
۲۳	ڈاکٹر سیدہ تسنیم سہروردی	تامل ناڈو میں اردو	تحقیق شدہ	مدراس یونیورسٹی۔ مدراس
۲۴	۔ نذیر انصاری	اردو زبان و ادب پر ہندی کا اثر	"	جبلپور یونیورسٹی جبلپور
۲۵	قاضی افضال حسین	میر کی شعری لسانیات	زیر تحقیق	گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور

ترتیب و تدوین

۱	شاہدہ خاتون	تدوین کلیات قدرت اللہ قاسم	زیر تحقیق	جامعہ ملیہ اسلامیہ

۲	بلجیت سنگھ متیر	تدوین دیوان نواب آصف الدولہ آ مع تنقیدی و تحقیقی مقدمہ (مبنی بر نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (کلکتہ) و نسخہ سالار جنگ میوزیم)	زیر تحقیق	جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ دہلی
۳	کلدیپ چند ملہوترہ	تدوین کلیات حکیم آغا جان عیش (مع تنقیدی و تحقیقی مقدمہ)	〃	〃
۴	ڈاکٹر سراج الحق قریشی	دیوان زادہ۔ ترتیب مع مقدمہ	تحقیق شدہ	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۵	〃 آمنہ خاتون	دریائے لطافت۔ ترتیب و تدوین مع مقدمہ	〃	〃 〃
۶	〃 محمد طاہر صدیقی	دیوان مہدی علی خاں ذکی کی ترتیب مع تعارف و حواشی	〃	〃 〃
۷	〃 فاخرہ منصور	کلیات طالب علی خاں عیش (تدوین مع مقدمہ و حواشی)	〃	〃 〃
۸	محمود الحسن	دیوانِ جرأت۔ ترتیب و تدوین	زیر تحقیق	〃 〃
۹	کامنی بیگم	دیوانِ میر دوم و سوم کی تنقیدی ترتیب	〃	〃 〃
۱۰	ضیا فاطمہ ظفر	دیوانِ میر اوّل کی تنقیدی ترتیب	〃	〃 〃
۱۱	اظہار الحسن قریشی	تدوین دیوانِ ناسخ	〃	〃 〃
۱۲	شمیم فاطمہ خاں	تدوین دیوانِ خواجہ احسن اللہ بیاں مع مقدمہ و حواشی	〃	〃 〃
۱۳	شاہ زماں عالم	تدوین کلیاتِ شیفتہ	〃	〃 〃
۱۴	الطاف حسین	ترجمہ کتاب العمدہ مع مقدمہ و حواشی	〃	〃 〃
۱۵	سید محمد حیدر نقوی	واجد علی شاہ کی مثنوی "عشق نامہ" کی تدوین و تنقید	〃	〃 〃

۱۶	ڈاکٹر فضل حق کامل قریشی	خواجہ میر اثر (ترتیب و تدوین دیوان)	تحقیق شدہ	دہلی یونیورسٹی۔ دہلی
۱۷	" افسری افتخار	دیوان ممنون کی تحقیقی اور تنقیدی تدوین مع مستند متن اور مقدمہ	"	" "
۱۸	فرحت فاطمہ	دیوان یقین کی تدوین مع مقدمہ	مقالہ پیش کیا جا چکا	" "
۱۹	عبدالحفیظ	غزلیاتِ ناسخ کی تدوین	زیر تحقیق	" "
۲۰	سید فرحت حسین	دیوانِ غالب سے متعلق خطی نسخوں کا تنقیدی مطالعہ	"	" "
۲۱	ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی	کلیاتِ ولی (ترتیب و تہذیب)	تحقیق شدہ ڈی لٹ	لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ
۲۲	" نذیر احمد	کتاب نورس	" "	" "
۲۳	" سید سلیمان حسین	فسانۂ عجائب (ترتیب و تدوین)	" "	" "
۲۴	" سید محمد شمیم احمد	تذکرہ خوش معرکہ زیبا (تدوین و ترتیب)	تحقیق شدہ	" "
۲۵	" سید شبیہ الحسن	زادِ آخرت مصنفہ مرزا مغل غافل کی تنقیدی تدوین	زیر تحقیق ڈی لٹ	" "
۲۶	محمد عتیق	کلیاتِ جرأت (تدوین و ترتیب)	زیر تحقیق	" "
۲۷	صبیحہ انور	غالب کا غیر متداول کلام	"	" "
۲۸	ڈاکٹر قریشہ حسین	کلیات حضرت رکن الدین عشقی	تحقیق شدہ	پٹنہ یونیورسٹی۔ پٹنہ
۲۹	پروفیسر کاظم حسین	اردو کی ایک نایاب مثنوی	زیر تحقیق ڈی لٹ	" "
۳۰	انوار الحق	معیار الشعراء کی تدوین	زیر تحقیق	گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور
۳۱	ڈاکٹر عبدالحمید فاروقی	یوسف زلیخا از امین گجراتی (ترتیب و تدوین)	تحقیق شدہ	بمبئی یونیورسٹی۔ بمبئی
۳۲	" عالی جعفری	مثنوی خوب رنگ (ترتیب و تدوین)	"	" "
۳۳	فیض النساء نعل اشرف	ہشت بہشت خوشنود (ترتیب و تنقید)	زیر تحقیق	" "

۳۴	نورالسعید اختر	تاج الحقائق (ترتیب و تنقید)	زیر تحقیق	بمبئی یونیورسٹی بمبئی
۳۵	ڈاکٹر سید عباس	تذکرۃ البلاد مصنفہ حسین علی کرمانی کا ترجمہ اور تنقیدی مطالعہ	تحقیق شدہ	〃 〃
۳۶	عبدالوہاب تسنیم	ذکا نظوری ان کے دیوان کی ترتیب اور ان کا تنقیدی مقام	زیر تحقیق	سری وینکٹیشور یونیورسٹی تروپتی
۳۷	ڈاکٹر سید ثاقب حسن رضوی	مکمل دیوان احسن اللہ خان بیان دہلی۔ مع تقابل متن، تنقیدی تعارف اور مکمل فرہنگ	تحقیق شدہ	اودے پور یونیورسٹی اودے پور
۳۸	ڈاکٹر سید ثاقب حسن رضوی	انسائیکلوپیڈیا تذکرہ جات شعرائے اردو	〃	〃 〃

متفرق

۱	حسن مثنیٰ	اردو میں علم الکلام	زیر تحقیق	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
۲	قیصر جہاں	اردو گیتوں کا تنقیدی جائزہ (۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۷ء تک)	〃	〃 〃
۳	اقبال عباس عباسی	اردو ہجویات	〃	دہلی یونیورسٹی۔ دہلی
۴	ڈاکٹر زین العابدین	اردو میں ریختی	تحقیق شدہ	پٹنہ یونیورسٹی۔ پٹنہ
۵	فرخ ہمایوں زبیری	میرٹھ میں اردو مطبعوں کی تاریخ اور کارنامے (انیسویں صدی میں)	زیر تحقیق	میرٹھ یونیورسٹی میرٹھ
۶	قاضی سید شہاب الدین	اردو میں میلاد نامے	〃	ناگپور یونیورسٹی۔ ناگپور
۷	ڈاکٹر خلیل احمد صدیقی	ریختی کا تنقیدی مطالعہ	تحقیق شدہ	وکرم یونیورسٹی اوجین

دیگر تحقیقی ادارے

ملک کی یونیورسٹیوں سے باہر بھی کچھ ادارے اردو کی اہم خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ان میں ترقی اردو بورڈ نئی دہلی اور ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ترقی اردو بورڈ کے زیرِ اہتمام کافی عرصے سے اردو اصطلاحات وضع کیے جانے کا کام ہو رہا ہے۔ کئی ہزار سے زیادہ سائنس اور دوسرے علوم و فنون سے متعلق اصطلاحات وضع کی جا چکی ہیں۔ یہ بتدریج شائع ہوں گی۔ اس کے علاوہ ترقی اردو بورڈ کے زیرِ نگرانی اردو املا کی اصلاح اور معیار بندی کے لیے اقدامات بھی کیے گئے۔ اصلاحِ املا کمیٹی کی سفارشات جامعہ ملیہ اسلامیہ کے صدر شعبۂ اردو پروفیسر گوپی چند نارنگ سے مرتب کرائی گئیں اور "املا نامہ" کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔ ترقی اردو بورڈ کی زیرِ نگرانی اردو لغت کا بھی کام ہو رہا ہے۔ یہ پانچ جلدوں میں ہو گا جسے ڈاکٹر مسعود حسن خاں، مالک رام، پروفیسر آل احمد سرور، ڈاکٹر نذیر احمد اور ڈاکٹر مختار الدین احمد مرتب کریں گے۔ اسی بورڈ کے زیرِ اہتمام مختلف علوم و فنون کی سیکڑوں کتابوں کے تراجم کرائے جا رہے ہیں اور جہاں ضروری سمجھا گیا ہے طبع زاد علمی اور تحقیقی کتابیں بھی لکھوائی جا رہی ہیں۔ طلبہ کے استفادے کے لیے نسبتاً چھوٹے لغت کا کام بمبئی کے انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں بھی جناب شہاب الدین دسنوی کی سرکردگی میں ہو رہا ہے۔

ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، حیدرآباد کے سپرد اردو انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کا کام ہے۔ اس کی ترتیب و تدوین کے لیے تین کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ مینیجنگ کمیٹی کے چیرمین میر اکبر علی خاں ہیں۔ ایگزیکیٹو کمیٹی کے چیرمین ایل، این گپتا اور ادارتی بورڈ کے چیرمین ڈاکٹر سید عابد حسین ہیں۔ فضل الرحمان صاحب سابق پرو وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو انسائیکلوپیڈیا کا چیف ایڈیٹر مقرر کیا گیا ہے۔ پروفیسر مسعود حسن خاں وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی مختلف مضامین سے متعلق ماہرین کے پینل کے ممبر ہیں۔ اس انسائیکلوپیڈیا کی تکمیل سے ہندستان کے قدیم علوم و فنون، تہذیب و تمدن، اسلامی کلچر اور فکر و فن کے بارے میں ضروری معلومات یکجا طور پر سامنے آجائیں گی اور حوالے کے کام میں آسانی ہو گی۔

تحقیقی لائبریریاں

تحقیق کے میدان میں لائبریری کا اہم مقام ہے۔ لائبریری کی سہولت اور اس میں موجود کتابوں اور مخطوطات کے ذخائر تحقیق کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر یونیورسٹی میں ایک سینٹرل لائبریری ہے، بعض میں ریسرچ لائبریری کا علاحدہ بھی انتظام ہے۔ ان کے علاوہ بہت سی سرکاری، غیر سرکاری اور ذاتی لائبریریاں اور کتب خانے بھی ہیں جن میں انتہائی مفید اور معلوماتی خزینے جمع ہیں اور تحقیق کے بعض نئے ابواب ان ہی کے استفادے سے کھل سکے ہیں۔ تحقیق کے طالب علم کے لیے ان کا جاننا ضروری ہے۔ اس لیے ایسی چند لائبریریوں اور کتب خانوں کا علم ہو سکا وہ ذیل میں درج کر دی گئی ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
۲۔ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا، نئی دہلی
۳۔ کتب انجمن ترقی اردو، ہند، نئی دہلی
۴۔ کتب خانہ ایوانِ غالب، نئی دہلی
۵۔ کتب خانہ غالب اکیڈمی، نئی دہلی
۶۔ کتب خانہ نذیریہ، پہاڑی بھوجلہ، نئی دہلی
۷۔ مولانا آزاد سینٹرل لائبریری، علی گڑھ
۸۔ سبحان اللہ اورینٹل لائبریری، علی گڑھ
۹۔ رضا لائبریری، رام پور
۱۰۔ صولت پبلک لائبریری، رام پور
۱۱۔ کتب خانہ مسعود حسن رضوی، لکھنؤ

۱۲- کتب خانہ مالک رام منشی دہلی
۱۳- کتب خانہ مولانا خیر بہوروی، لکھنؤ
۱۴- کتب خانہ حبیب الرحمان، حبیب گنج کلکشن، علی گڑھ
۱۵- کتب خانہ مطبع نول کشور پریس، لکھنؤ
۱۶- کتب خانہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ
۱۷- کتب خانہ قدیم امیر الملک نواب یار محمد خاں مرحوم (شوکت)، بھوپالی
۱۸- نیشنل آرکائیوز آف انڈیا، بھوپال
۱۹- مولانا آزاد سینٹرل لائبریری، بھوپال
۲۰- خدابخش لائبریری، پٹنہ
۲۱- کتب خانہ مشرقیہ، بانکی پور، پٹنہ
۲۲- کتب خانہ سالار جنگ میوزیم، حیدرآباد
۲۳- اسٹیٹ سینٹرل لائبریری، حیدرآباد
۲۴- کتب خانہ آصفیہ، حیدرآباد
۲۵- ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری، کلکتہ
۲۶- نیشنل لائبریری، کلکتہ
۲۷- کشمیر کلچرل اکیڈمی، سرینگر (کشمیر)
۲۸- کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد
۲۹- کتب خانہ راجہ صاحب محمودآباد، محمودآباد
۳۰- کتب خانہ جامع مسجد، بمبئی
۳۱- کتب خانہ انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، بمبئی
۳۲- کتب خانہ مطبع مفید خلائق، آگرہ
۳۳- مہاراجہ لائبریری پٹیالہ

بیرونِ ہند

۳۴۔ کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور (پاکستان)
۳۵۔ کتب خانہ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی، لاہور (〃)
۳۶۔ قومی آثار خانہ، کراچی (〃)
۳۷۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو، کراچی (〃)
۳۸۔ برٹش میوزیم، لندن (انگلینڈ)
۳۹۔ انڈیا آفس لائبریری، لندن (〃)
۴۰۔ کتب خانہ آکسفورڈ یونیورسٹی، آکسفورڈ (〃)
۴۱۔ کتب خانہ کیمبرج یونیورسٹی، کیمبرج (〃)
۴۲۔ لائبریری آف کانگریس، واشنگٹن (امریکہ)
۴۳۔ کتب خانہ برلن یونیورسٹی، برلن (مشرقی جرمنی)
۴۴۔ ببلوتھیک نیشنال، پیرس (فرانس)
۴۵۔ کتب خانہ علوم شرقیہ، ماسکو (روس)

تحقیق ۔ اصول اور مسائل

تحقیق کے میدان میں گامزن ہونے سے قبل جن ابتدائی معلومات کو بنیادی حیثیت
حاصل ہے ان میں اوّلین یہ ہے کہ تحقیق کیا ہے؟ تحقیق ایک جد وجہد ہے ادب کے
پوشیدہ خزانوں کو منظر عام پر لانے کی۔ ایک جستجو ہے سچائی کے حصول کی۔ تحقیق کے
تمام طلبا کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے وہ ہے سچائی کی تلاش۔ اسی کے لیے وہ جد وجہد کرتے
ہیں۔ اس مقصد کے حصول کی راہیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ کوئی طالب علم تنقیدی تحقیق کو ترجیح دیتا
ہے کوئی تاریخی تحقیق کو۔ کچھ خود کو نقاد کہلانا پسند کرتے ہیں کچھ محقق۔ لیکن یہ تفریق حقیقی سے زیادہ
ذہنی اور ظاہری ہے۔ ادب کا ہر طالب علم لاشعوری طور پر دونوں امور انجام دیتا ہے۔ اگر کوئی
خاص فرق ہے تو صرف اظہار فکر کا ہے۔ نقاد کا کام ادبیات، اس کی ماہیت، اسلوب اور
مندرجہ خیالات کو محیط ہوتا ہے۔ دوسری طرف محقق کا بیشتر تعلق واقعات اور ان کی تاریخی
حیثیت سے ہوتا ہے جن کی حقیقت کی آگہی کے لیے تاریخ کا مطالعہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔
ان الگ الگ ذمہ داریوں کے باوجود تحقیق کے میدان میں نقاد اور محقق کے درمیان ایک رشتہ
ارتباط موجود ہے۔ دونوں ادبی متن کا مطالعہ کرتے ہیں۔ دونوں ادبی متن پر اثر انداز ہونے
والی خارجی معلومات فراہم کرتے ہیں اور دونوں واقعات اور مباحث کے تئیں ایک جیسے
جذبے اور جستجو کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

تحقیق کا ایک پہلو تعمیری ہے جس سے ادب پارے اور اس کے خالق کے متعلق معلومات
میں اضافہ ہوتا ہے۔ دوسرا پہلو تعمیری جذبے کے تحت تخریبی ہے جس سے ان غلطیوں کی نشاندہی
کر کے انھیں دور کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے ادبی مخطوطات کے اوراق بدرنگ نظر آتے ہیں
ایک اچھا محقق مخصوص واقعات یا نظریات کی صداقت سے متاثر ہوئے بغیر ان کا گہرا مطالعہ

کرتا ہے۔ اس کے پاس خود اپنے مشاہدات سے اخذ کیے گئے حقائق و شواہد کا ذخیرہ ہوتا ہے تحقیق میں ذہانت کا سرچشمہ خود اپنی معلومات ہوتی ہیں۔ اس لیے محقق کو اپنی معلومات پر یقین رکھنا چاہیے اگر ان پر معمولی شبہ بھی محسوس ہو تو ان کا دوبارہ جائزہ لینا ضروری ہے۔ اگر کوئی شبہ محسوس نہ ہو تب بھی نظر ثانی کر لینا بہتر ہے۔

تحقیق کا کام شروع کرنے سے قبل اس کا علم ضروری ہے کہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے کن اصولوں کو اپنانا ہے اور کن مسائل کو حل کرنا ہے۔ اس واقفیت سے تحقیق کے کام میں آئندہ پیش آنے والے مسائل کو آسانی سے حل کیا جا سکے گا۔

تحقیق کے خواہش مند طالب علم کا پہلا کام عنوان کا انتخاب ہے۔ ابتدائی طور پر تحقیق کے عنوان کا انتخاب طالب علم کی اپنی پسند پر ہے۔ اس لیے اپنی دلچسپی کے عنوان سے متعلق پہلے سے مکمل تیاری کر کے اپنے پسندیدہ استاد سے، جس کو آئندہ نگراں بنانا ہے، اس پر تبادلۂ خیال کر لیا جائے۔ اس صورت میں طالب علم اپنی دلچسپی کا وہ عنوان بلا جھجک تجویز کر سکتا ہے جس پر اس کا وسیع مطالعہ ہے اور جس پر وہ تحقیق کرنا چاہتا ہے۔ عنوان کے انتخاب کے لیے مقررہ کمیٹی میں پوری طرح تیار ہو کر جانا ضروری ہے اس لیے اگر ممکن ہو تو ایک سے زیادہ عنوان ذہن میں موجود رہنے چاہییں تاکہ انتخابی کمیٹی اگر تجویز کردہ پہلے عنوان کو غیر مفید سمجھتی ہے تو اپنی پسند کا ہی دوسرا عنوان پیش کیا جا سکے۔ یہ بہر حال ضروری ہے کہ ہر عنوان پر پہلے ہی سے کچھ دسترس ہو۔

عنوان کے انتخاب کے بعد دوسرے مسائل سامنے آتے ہیں۔ جیسے ابتدائی ببلوگرافیکل سروے کے ذریعہ یہ معلوم کرنا کہ اس عنوان پر کیا کچھ لکھا جا چکا ہے؟ کیا تحقیق کو نادر بنانے کے لیے مطبوعہ یا قلمی مواد کافی مواد دستیاب ہے؟ یہ بھی فیصلہ کرنا کہ تحقیق کے دوران کہاں رہنا ہے؟ یونیورسٹی کیمپس میں یا کسی دوسری جگہ؟ (جبکہ تحقیق کرنے والا کسی کالج یا دوسری یونیورسٹی میں استاد ہو)۔ کیا وہاں لائبریری کے ذخیرے کی معقول سہولیات حسب ضرورت حاصل ہوں گی؟ (یہ اس لیے ضروری ہے کہ یونیورسٹی لائبریری بہت سے ادبی مقاصد کے لیے مفید ہو سکتی ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ منتخبہ عنوان سے متعلق وہ کافی نہ ہو)۔ اگر عنوان سے متعلق مطبوعہ یا قلمی مواد ملک کے دوسرے مقامات جیسے پٹنہ، رام پور، لکھنؤ، حیدرآباد اور کلکتہ یا بیرون ملک جیسے انگلینڈ، جرمنی اور پاکستان وغیرہ میں ملتا ہے تو کیا طالب علم ان مقامات کے سفر کے لیے

وقت اور اخراجات برداشت کر سکتا ہے؟ مختصراً یہ کہ اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مجوزہ کردہ عنوان پر تحقیق کا کام دسترس سے باہر نہ ہو۔ اس لیے کوئی بہت مشکل عنوان منتخب نہ کیا جائے۔ لیکن بہت چھوٹا عنوان بھی مناسب نہیں۔

اس کے بعد تحقیق سے متعلق مواد کی فراہمی کا مسئلہ ہے۔ ایک وقت تھا کہ محقق کو ببلو گرافیکل معلومات آسانی سے حاصل ہو جاتی تھیں لیکن اب ایک معمولی عنوان پر بھی چالیس پچاس کتابیں ایک سال میں چھپ جاتی ہیں۔ اس لیے ایک عنوان پر کتابوں کی اس قدر کثرت کی وجہ سے ببلوگرافی تیار کرنے کے لیے سخت محنت درکار ہوتی ہے۔

یہاں اس ضرورت کا اظہار کر دینا بھی بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اردو ادب میں کوئی ببلوگرافی موجود نہیں ہے۔ چنانچہ دوسری زبانوں کے برعکس اردو کے طالب علم کو تحقیق کے ابتدائی مدارج میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کو دور کرنے میں طالب علم کا بہت قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے ببلوگرافی سے متعلق کام اطمینان بخش نہ ہونے کی بنا پر تضیع اوقات کے علاوہ طالب علم پر صلاحیت کی کمی کا داغ بھی لگتا ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو ادب کی ایک ببلوگرافی کی ترتیب کے لیے خصوصی توجہ مبذول کی جائے۔ میری رائے میں تحقیق کا ایک موضوع اردو ببلوگرافی کی ترتیب کو بھی بنایا جا سکتا ہے تاکہ اس تحقیق کے نتیجے میں ایک صحیح اور جامع ببلوگرافی تیار ہو جائے۔

یہی صورتِ حال مطبوعہ یا غیر مطبوعہ مواد کی لائبریریوں میں موجودگی سے متعلق معلومات کے وقت پیش آتی ہے۔ یونیورسٹی اور کالج کی لائبریریوں اور دوسری مشہور پبلک اور سرکاری لائبریریوں کے علاوہ بہت سی ذاتی اور شخصی لائبریریاں بھی ہیں جن میں مخطوطات اور غیر مطبوعہ و قدیم ترین مطبوعہ مواد موجود ہیں لیکن ان کا عام طور پر علم نہیں۔ اردو میں کوئی ایسی رہنما کتاب بھی موجود نہیں جو اردو ادب سے متعلق جملہ اقسام کی لائبریریوں کے سلسلے میں معاون ہو۔ اس کے علاوہ رسالوں کے مطابق اور کتابوں میں دیے جانے والے حوالہ جات کے بارے میں بدقسمتی سے کوئی مضمون نگار یا مصنف حاشیوں پران حوالوں کے اصل مآخذوں اور فراہمی کے مقامات کی صراحت نہیں کرتا۔ اس لیے اردو میں اس روایت کی ترویج کی ضرورت ہے کہ حاشیوں پر حوالوں کے ساتھ ان کتب و دستاویزات کی موجودگی کا مکمل نشان دیا جائے اس سے تحقیق کے طالب علم کو مزید رہنمائی ملے گی تحقیق کرنے والے کے لیے لائبریریوں کی تاریخ اس کے حیا

اور اس میں فراہم سہولیات سے متعلق معلومات بھی بنیادی طور پر اتنی ہی ضروری ہیں جتنی کہ ببلوگرافی کی ہے۔ کون سی لائبریری کہاں ہے، اس میں کون سی اہم کتب اور مخطوطات موجود ہیں، اور زیادہ اہم یہ کہ کون سی لائبریری اہم تر کتابوں اور مخطوطات کا ذخیرہ رکھتی ہے۔

اب تحقیق کے اصولوں کی طرف آئیے۔ تحقیق میں متن کی اصلیت اور اس کی تاریخ تحریر کے تعین کی تفتیش سے اکثر محققین کو واسطہ پڑتا ہے۔ دستاویز کی صحت کا تنقیدی تجزیہ اور اس کی تاریخ تحریر کا تعین فنِ تحقیق کے اساسی اصولوں میں شامل ہیں۔ متن فہمی کی بھی یہی اہمیت ہے۔ سب سے پہلے متن کی صحت کا تعین کرلینا ضروری ہے۔ اگر متن صحیح نہیں ہے تو محقق کی تحقیق بے بنیاد سمجھی جائے گی۔ اور اگر متن کی تشریح درست نہیں ہے تو اغلاط پر کی گئی تنقید ایک ناقص تنقید کہلائے گی۔ متن کی صحت کا تعین اور اس کو مصنف کے مضمر جذبے کی روشنی میں سمجھنے کے لیے داخلی اور خارجی شواہد سے مدد حاصل کی جاتی ہے۔ تحقیق کرنے والے کو ادب پاروں یا مجھی دستاویزات کے سب سے زیادہ قابلِ انحصار متن پر اعتماد کرنے میں بھی محتاط رہنا چاہیے کیونکہ تحقیق کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی مصنف کی قدیم ترین یا آج سے قبل شائع شدہ کتاب یا مخطوطے کے ایڈیشن پر آنکھ بند کرکے انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ بعض اوقات حادثاتی طور پر جیسے کاتب کے غلط پڑھنے کے نتیجے میں کوئی متن اصل سے مختلف طبع ہو جاتا ہے اس لیے ریسرچ کے طالب علم کو اس بات کا یقین کرلینا ضروری ہے کہ جس ایڈیشن سے وہ استفادہ کر رہا ہے وہ دستیاب ایڈیشنوں میں سب سے زیادہ قابلِ اعتبار اور انتہائی احتیاط و اہتمام کے ساتھ مرتب شدہ ہے۔

ادبی متن کے قلمی نسخے یا مستند مطبوعہ نسخے کے بارے میں معلومات کی فراہمی محقق کی ابتدائی تیاری کا ایک حصہ ہے۔ متن کا مخطوطہ یا اس کا کوئی مستند مطبوعہ نسخہ موجود نہ ہو تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ طبع شدہ شکل میں موجود اپنے خیال کے مطابق قابلِ اعتماد اور بہتر متن پر انحصار کیا جائے۔ اس صورت میں یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ متن کے مخطوطات کے طبع شدہ زیادہ تر ایڈیشنوں میں غلط خوانی، غلط فہمی، غیر ارادی نظر اندازی، تبدیلیٔ اسلوب، بے ترتیبی اور ان جزا امور کی کثرت ہو سکتی ہے جنھیں ہم مرتب کی عدم دلچسپی یا عدم صلاحیت اور کاتب کی معمولی علمیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ متن کی تصدیق کرتے ہوئے یہ بھی خیال رہنا چاہیے کہ تحریر کا زمانہ یا تحریر کا بلا اختلاف صحیح سمجھا جانا اس کے مندرجات کی صداقت کا ثبوت تسلیم نہیں کیے جاسکتے۔ بعض اوقات خود مصنف بھی تاریخ غلط لکھ دیتا ہے یا غلط واقعات نقل کر دیتا ہے ——— مصنف

نے بھی تذکرے قیمتی ہو سکتے ہیں لیکن ان کو بجنسہٖ قبول نہیں کیا جا سکتا۔

تحقیق کا کام اس وقت اور بھی مشکل ہو جاتا ہے جب کسی مشہور مصنف سے متعلق ایک ہی واقعہ کے بارے میں بہت سی مختلف روایات ملتی ہیں۔ ایسی صورت میں محقق کو ہر روایت کے امکان کی نہایت احتیاط کے ساتھ تفتیش کرنا ضروری ہے نیز ان حالات کی بھی جن کے تحت مختلف روایات رائج ہوئیں۔ ایک وسیع النظر اسکالر کو ادب میں کسی غلط قول کے جڑ پکڑنے اور بڑھنے سے پہلے پہلے اسے درست کرنے کے کسی موقع کو نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔ وسیع النظر محقق اس سلسلے میں ہر راوی کے کردار، قابل اعتمادیت، ذہنی صلاحیت، ہمدردانہ رویّہ اور راوی کے ممکنہ مطمحِ نظر کی روشنی میں اس کے قول کا جائزہ لیتا ہے ابتدائی شواہد اخذ کرتے ہوئے یہ سوالات سامنے آتے ہیں کہ کس نے کہا؟ کیا کہا؟ کیسے کہا؟ اور کن حالات کے تحت کہا؟ یہ طے شدہ اصول ہے کہ جن قریب ترین حالات کے تحت بات کہی گئی ہے وہی اس کی صداقت کا تعین کرنے میں معاون ہو سکتے ہیں۔ بعض اوقات خود قول کی زبان اس کی صداقت کی نشاندہی کر دیتی ہے۔

خطوط میں کاتبِ خط کی زبان کے مخصوص مطالب اور ابتدائی معانی کی تشریح صرف مکتوب الیہ زیادہ صحیح کر سکتا ہے۔ دوسرا پڑھنے والا اپنی معلومات کے سہارے پوشیدہ معانی تک پہنچ جاتا ہے۔ جو ضروری نہیں کہ کاتبِ خط کے اصل مدعا کے عین مطابق ہوں۔ اس لیے محقق کے لیے مکمل اعتماد کے ساتھ عام طور پر یہ کہنا مناسب نہیں کہ بیان کردہ واقعہ کی یہ اور صرف یہ روایت صحیح ہے یا اس خط کا صرف یہی مطلب نکلتا ہے۔ ایسی اختلافی صورت میں اپنی رائے بیان کرنے کا بہتر طریقہ یہ کہنا ہے کہ "ہر روایت کا جائزہ لیا گیا لیکن دوسری روایات کے مقابلے میں فلاں روایت کے صحیح ہونے کے زیادہ امکانات ہیں" یا "کاتب اور مکتوب الیہ کے تعلقات کی روشنی میں اس خط کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔"

خطوط یا متن کی تاریخِ تحریر اس کی صحت کا ثبوت فراہم کر سکتی ہے۔ اس لیے خود تاریخِ تحریر کے تعین کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اور یہ بھی تحقیق کا ایک ضروری حصہ ہے۔ تاریخِ تحریر کے اختلاف کی صورت میں علمِ تعینِ تاریخ (کرونولوجی) سے مدد لی جاتی ہے۔ اس کے تحت تاریخِ تحریر کا جائزہ لیتے ہوئے یہ ظاہری اور خارجی اسباب کے ذریعے ثبوت فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ اسباب دو طرح کے ہو سکتے ہیں (۱) متن خط پر کسی قسم کا نشان جیسے خط پر ڈاک خانے کی مہر یا متن پر ذاتی مہر (۲) تحریر کا طرزِ کتابت جیسے ایک گرہ نشان چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر اس پر ڈاک خانے کی مہر ہے تو اس کی تاریخ سے خط کی تاریخ کا تعین ہو جاتا ہے

لیکن یہ امکان پیش نظر ہے کہ ڈاک خانے کی مہر حادثاتی طور پر تاخیر سے بھی ڈالی جا سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر تحریر کے کاغذ پر کاغذ بنانے والی کمپنی کا واٹرمارک اور کاغذ بنانے کا سال درج ہے تو یہ تحریر درج شدہ سال سے پہلے کی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس کے پانچ سے آٹھ سال بعد کی ہو سکتی ہے۔ متن کے سلسلے میں ذاتی مہر کے لیے اجرائے مہر کے سال سے مدد لی جاتی ہے۔ اگر مصنف کی کئی تحریریں تاریخ کے ساتھ موازنے کے لیے پیش نظر ہوں تو یہ دیکھنا ہوگا کہ زیر تحقیق دستاویز کا خط تحریر کیا وہی ہے جو مصنف بیس سال کی عمر میں اختیار کرتا تھا یا وہ ہے جو پچاس سال کی عمر میں تھا۔ یہ فطری امر ہے کہ عمر کے فرق کے ساتھ ساتھ تحریر میں بھی فرق ہوتا جاتا ہے۔ جوانی کی تحریر میں الفاظ کی جو بناوٹ اور پختگی ہوتی ہے وہ ضعیفی میں قائم نہیں رہتی۔ لیکن ایسا بھی ہے کہ ایک ہی زمانے کے خط تحریر میں کچھ فرق ہو جاتا ہے۔ مثلاً جلدی اور پریشانی کی حالت میں لکھی گئی تحریر اس سے مختلف ہوگی جو اطمینان کی حالت میں ایک گھنٹہ پہلے لکھی گئی ہو۔ ایسی صورت میں بغیر کسی ماہر کی مدد اور بغیر خط تحریر کا امتحان لیے کسی فیصلے پر پہنچنا مشکل ہے۔

خط کے مندرجات سے اس کی تاریخ کا تعین کرنا بھی بالکل درست ہے۔ اس کے علاوہ بھی زمانے کے اخبارات، دوسرے خطوط اور بیاضات (خواہ وہ خود مصنف کے لکھے ہوئے ہوں یا اس کے کسی دوست کے) اور دوسرا سوانحی مواد بھی یقینی یا تقریباً درست تاریخ کی کنجی فراہم کر سکتے ہیں۔ ———— مثال کے طور پر اگر کوئی بغیر تاریخ کا خط مصنف نے اپنے دوست کے ۱۰ اکتوبر کے جواب میں لکھا اور دوست نے اس کے مندرجات کا جواب اپنے خط مورخہ ۱۳ اکتوبر میں دیا تو زیر بحث خط ۱۰ تا ۱۳ اکتوبر کے درمیان تحریر شدہ ہوگا۔ ایسی صورت میں اس وقفے کے بارے میں مزید شہادتوں کی فراہمی کم سے کم تاریخ کا وقفہ کم کر سکتی ہے جیسے کاتب اور مکتوب الیہ کا اس دوران کیا عمل رہا؟ وہ کہاں رہے؟ اس زمانے میں خط کے منزلِ مقصود پر پہنچنے میں کتنا وقت لگتا تھا؟ اس دوران ان میں سے کوئی بیمار یا لکھنے کے ناقابل تو نہیں رہا؟ خطوط کا جواب دینے میں ان کی کیا عادات تھیں؟ جلد جواب دیتے تھے یا کچھ وقفے سے؟

تاریخ کا تعین کرنے میں دوسری چیزیں کتاب کی شکل و صورت سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسے کتاب کا کاغذ، طرزِ تحریر یا طرزِ عبارت، زیب و زینت، سرخی وغیرہ قدیم زمانے میں لگتے تھے۔

بہر حال ایک بغیر تاریخ متن کے ایک ایک نکتہ کا باریک بینی سے مطالعہ اور اس کا مورخہ نمونوں سے موازنہ کرنے سے تحریر متن کی قریب ترین تاریخ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

تعین تاریخ کا تنقیدی تجزیہ کرتے ہوئے کچھ مفید اور نئے اقلیم بھی معلوم ہو سکتے ہیں۔ اس سے ... متن میں کی گئی ممکنہ خرد برد بھی سامنے آجاتی ہے۔ جیسے مشہور مصنفین کے بارے میں من گھڑت روایات عام ہو جاتی ہیں جن کا اصلیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ کچھ غیر متعلق کتابیں ان کی تصانیف بتا کر یا ان کی ایسی کتابیں، جو کسی دوسرے شخص کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں لیکن مالی منفعت کے حصول کی خاطر خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی منسوب کر دی جاتی ہیں...... اس لیے تحقیق کے وقت احتیاط کے خیال سے اس بات کے امکان پر نظر رکھنی چاہیے کہ ایک مخطوطہ یا کتاب جو اس کے پیش نظر ہے ارادی یا غیر ارادی غلطیوں سے خالی نہیں۔ اس کی تاریخ تحریر غلط ہو سکتی ہے۔ اس کا خط تحریر شاید متعلقہ مشہور مصنف کا نہ ہو یا زیر نظر ایڈیشن کا متن اس کتاب کی نقل ہے جو اقبل کے غلط متن میں کوئی تبدیلی کیے بغیر شائع کی گئی۔ یا دوسری صورت میں اصل متن کا خاموش اختصار ہے۔ وغیرہ

متن کی صحت اور تاریخ تحریر کے تعین کے علاوہ ادبی تحقیق کی دوسری اہم شاخوں میں متن کے مصنف کا تیقن بھی شامل ہے۔ اس تفتیش کی مختلف قسمیں ہیں۔ اوّل مصنف کے مطالعے کے ماخذ کا علم۔ دوئم مصنف کی عظمت اور اثرات کی تلاش اور سوئم تاریخ کے وہ مرتب میدان جن میں ادب کے طالب علم کو سفر کرنا پڑتا ہے۔ یہ سب اقسام ایک دوسرے پر منحصر ایک دوسرے کی مدد سے نتیجہ خیز اور ایک دوسرے سے بنیادی طور پر مربوط ہیں۔

متن کے مصنف کا تیقن کرنے کے لیے تفصیلی سوانحی تحقیق اتنی ہی ضروری ہے جتنی متن اور تاریخ تحریر کی۔ اس سلسلے میں جتنے بھی زیادہ سے زیادہ داخلی اور خارجی ثبوت فراہم ہو جائیں ان کا منصفانہ جائزہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ داخلی ثبوت عام طور پر سب سے زیادہ معلوماتی لیکن ناقابل انحصار بھی ہوتا ہے۔ ہر مصنف کا منفرد طرز تحریر ہوتا ہے مثلاً روزمرہ الفاظ کے بجائے دقیق اور مشکل الفاظ کا استعمال یا کوئی مخصوص طرز اظہار۔ اگر یہ خصوصیت مصنف کی غیر اختلافی تحریر میں پائی جاتی ہے تو اختلافی اور غیر مستقل تحریر میں ان کا پایا جانا تحریر کو مصنف سے منسوب کرنے میں حجت ہوتا ہے۔

اب تک تیقن مصنف کے تجزیے کے لیے طرزی ثبوت کی دو خاص اقسام نثری اسلوب اور استعمال

سے کام لیا جاتا تھا۔ اب یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ محاوروں کے استعمال کی عادت سے ایک آدمی کی شخصیت اور دلچسپی کو پرکھا جا سکتا ہے پہلی جنگِ عظیم کے بعد اندازِ فکر کو بھی تعیّن مصنف کا جائزہ لینے میں شامل کر لیا گیا کیونکہ اندازِ فکر بھی اس کی شخصیت پر روشنی ڈالتا ہے لیکن یہ طریقہ الجھنیں پیدا کر سکتا ہے بعض اوقات ایک ہی مصنف کی دو مختلف تحریروں میں دو متضاد اندازِ فکر ملتے ہیں۔ اس لیے تعیّن مصنف کے سلسلے میں طرزی ثبوت کے لیے اس قسم کے واجبی سوالات قائم کر کے ان کے جوابات اخذ کرنا زیادہ صحیح طریقہ ہے۔ (۱) کیا اس کی تخلیقات معیاری ہیں؟ (مصنف کے مستند کلام کے عمیق مطالعے سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے)۔ (۲) کیا اس کی تحریریں اسلوب اور زبان کے مخصوص معیار ہیں؟ نیز کیا اندازِ فکر میں مصنف کا طرز نمایاں ہے؟ (۳) کیا اس کا کوئی خاص طرز ہے یا دوسرے مصنفین کے یہاں بھی یہ طرز پایا جاتا ہے۔

اگر یہ ثابت ہو کہ یہ طرز سب ا مرین کے یہاں پایا جاتا ہے کیونکہ یہ ہی اس زمانے کا یا اس زمانے کے دبستان کا طرز تھا تو اس صورت میں مصنف کا تعیّن کرنے میں اس طریقۂ کار سے مدد نہیں ملے گی۔ ایسی صورت میں متن کے خالق کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے محقق کو اپنی صلاحیت و معلومات کے اعتماد پر مصنف کا تعیّن کرنا ہوگا۔ کیونکہ تحقیق کا یہ اصول ہے کہ جب دوسرے ثبوت و دلائل کسی فیصلے پر پہنچنے میں مددگار ثابت نہ ہوں تو محقق کو آخر کار ایک فن کار کی طرح اپنی معلومات پر انحصار اور اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ اور جب ایسا آدمی جس نے مصنف کی زندگی کے مطالعے در مطالعے میں کئی سال صرف کیے ہوں یہ واضح کر دے کہ اس اختلافی متن کا اصل مصنف کون ہے تو یقیناً اس کی ریاضانہ محنت کا احترام کیا جائے گا۔ اگرچہ اس کی رائے آخری نہیں کہی جا سکتی۔

یہ بتانے کے لیے کہ اس مخطوط کا مصنف وہ نہیں ہے جس کو مشہور کر دیا گیا ہے یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ یہ مخطوطہ اس کے اسلوب جیسا نہیں ہے۔ حتمی طور پر یہ کہنا کہ اس کا نہیں ہے مناسب نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے یہ اس کے اسلوب جیسا نہ ہو لیکن حقیقتاً وہی اس کا مصنف ہو اور ہم ان حالات کا اندازہ نہ کر سکے ہوں جن کے تحت عمر کے کسی حصے میں اس کی عادات و اطوار میں نمایاں تبدیلی ہوئی۔ جیسے غالب اور دوسرے شاعروں کے ابتدائی اور اواخر عمر کے کلام میں نمایاں تبدیلی ملتی ہے۔

یہ ضروری بھی نہیں کہ مصنف کا طرز ہمیشہ ایک سا ہی رہے۔ آج وہ تخلیق اس لیے کرتا ہے کہ ناقدین کو اس کی تخلیق کے کرداری اسلوب سمجھنے میں آسانی ہو۔ دوسرے دن وہ اس لیے لکھتا ہے کہ اس کے ذریعے مالی امداد حاصل کرنا مقصود ہو۔ ان دونوں تخلیقات میں جو نمایاں فرق محسوس ہوگا اس کی وجوہات کا گہرا

مطالعہ اور واضح ثبوت فراہم کیے بغیر ان پر دو مختلف مصنفین کی تخلیق کا حتمی صاد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ اس بات کے اور بھی بہت سے دلائل ہو سکتے ہیں کہ ہم نے جو اخذ کیا ہے وہ آخری حقیقت نہیں ہے۔

داخلی شہادت کی ایک کڑی متن میں مندرج خیالات ہیں جو اسلوب کے جائزے کے تحت کسی فیصلے پر پہنچنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ ایک خیال جو اخلاقی تخلیق میں پایا جاتا ہے وہ مصنف کی غیر اخلاقی تخلیق میں منعکس خیالوں سے ملتا جلتا ہو سکتا ہے۔ اس کا انحصار اس پر ہے کہ ان میں کتنا باہمی ربط پایا جاتا ہے۔ نیز تحقیق کے دوران بعض اوقات مصنف کے ایسے ادبی کارناموں کا حوالہ بھی مل سکتا ہے جو درحقیقت اس کی تخلیق ہیں لیکن اس کے زمانے میں غیر مطبوعہ رہے اور منظر عام پر نہ آ سکے۔

طرز تحریر کے سلسلے میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی ہم عصر یا قبل مصنف نے بھی یہ طرز اختیار کیا۔ اس میں اس سوال کا مزید اضافہ کر دیا جائے کہ کیا کوئی دوسرا مصنف بھی وہی انداز فکر رکھتا تھا جو ہمارے مصنف کا ہے۔ اگر دونوں سوالوں کا جواب ہاں میں ہے تب ہمیں اپنے ثبوت کے لیے متن سے باہر دیکھنا پڑے گا جسے خارجی ثبوت کہا جاتا ہے۔

ایک فن کار کی طرح ادبی تحقیق کے طالب علم کو تعین مصنف کے لیے اپنی رائے کے ثبوت میں خارجی ذرائع کی ممکنہ امداد حاصل کرنا بھی ضروری ہوتا ہے مثلاً یہ ممکن ہے کہ پیش نظر متن کا حوالہ مصنف نے اپنی دوسری تصانیف یا ذاتی دستاویزات میں دیا ہو۔ اگر مصنف یہ کہتا ہے کہ اس نے فلاں فلاں کتابیں لکھی ہیں تو ہم اس کا یقین کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ لوگوں نے ان کتابوں کو اپنی تصنیف بتایا جو حقیقت میں ان کی نہیں تھیں۔ اور ایسی بھی مثال ہے کہ اپنی ہی کتابوں کو شاید غیر معیاری ہونے کی وجہ سے اپنی تصنیف ظاہر کرنے سے انکار کیا۔

موضوع سے متعلق داخلی اور خارجی شواہد کی فراہمی کے بعد اگلا قدم ادب کے تحقیقی مطالعے کے لیے کتاب اور اس کے مصنف کی قدر و منزلت، معیار اور اثرات کی تلاش ہے۔ اس میں یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ مصنف کے کلام نے ناقدین، معاصرین اور عام پڑھنے والوں پر کیا اثرات مرتب کیے مثلاً دوران حیات مصنف کی قدر و منزلت کی تاریخ، مختلف ادوار میں اس کی شہرت یا گمنامی، اس بات کا جائزہ کہ مختلف ادوار میں ہر ایک نسل نے اس کے کلام کو کس نظر سے دیکھا، مصنف نے اپنے دور میں رائج ادبی اقدار کو مروجہ اسلوب کے ساتھ اپنایا یا ان کو نئی ہیئت دے کر حیات جدید بخشی، یہ وہ چیزیں ہیں جو کتاب اور اس کے مصنف کی قدر و منزلت اور اس کے معیار و اثرات کا جائزہ لینے سے تعلق

رکھتی ہیں۔ اس مطالعے سے معلومات میں یہ اضافہ بھی ہوتا ہے کہ ان ادوار میں ادب کا مذاق اور معیار کیا تھا؟ ان تمام معلومات کی فراہمی کے طریقۂ کار کی تفصیل بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں۔

مختصراً یہ کہ محقق کو اپنے مضمون سے متعلق ادبی تاریخ کا اتنی گہرائی اور سائنٹفک طریقے پر مطالعہ کرنا چاہیے کہ وہ خود کو اس دور کا ایک فرد تصوّر کرنے لگے۔ تاریخ فہمی کی یہ کاوش اور صلاحیت ہی تفتیش کیے جانے والے امور کی اصلیت کا بھرپور علم دیتی ہے نیز ایسی غلط روایات کو رائج ہونے سے روک دیتی ہے جو اکثر تاریخی بددیانتی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ بنیادی ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے مضمون سے وابستہ دور میں رائج الفاظ و معنی کی فہم و فراست ہو کسی زمانے کے نظریات کو صحیح طریقے سے سمجھنے کے لیے اس دور کی زبان کا علم اور خود کو اس کا ایک فرد تصوّر کرنا اس لیے ضروری ہے تاکہ اس زمانے کی فضا اور ماحول کے مطابق اپنی فکر کو ڈھالا جاسکے اور اس طرح ایک صحیح اور منصفانہ تجزیہ سامنے آسکے۔ قدیم زمانے کے اندازِ فکر کو موجودہ فکری رجحان کی کسوٹی پر پرکھنا صحیح راہِ عمل نہیں ہے۔

اس کے بعد دوسرے عام مسائل ہیں۔ ادبی تحقیق کے جملہ پروجیکٹ خواہ وہ ریسرچ کلاس کے لیے بنائے جائیں یا پیشہ ور ادیب اپنی تصنیف کی خاطر بنائیں سب کا ایک ہی طریقۂ اظہار ہوتا ہے جو سوال کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے اور جواب کے ساتھ ختم کیا جاتا ہے۔ ایک سوال جس کے جواب کے لیے تفتیش شروع کی جاتی ہے وہ ان واقعات پر مبنی ہوتا ہے جو متعلقہ ادبی متن میں پائے جاتے ہیں یا متعلقہ تاریخ کے ارد گرد پھیلے ہوئے ماحول میں ملتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے دونوں جگہ ہی پائے جائیں۔ ان واقعات کا دائرہ رومانی نغموں میں ذو معنی نفسیاتی استعارات سے لے کر ایک کتاب کے دو مختلف ایڈیشنوں کے تصنیفی اور طباعتی اختلاف تک پھیلا ہوا ہوتا ہے جن واقعات کے تحت سوال پیدا ہوا تفتیش کرنے والا تحقیقی جائزے سے قبل اپنی نامکمل معلومات کے مطابق اس کا وہ جواب تجویز کرتا ہے جو وہ زیادہ مدلل اور صحیح سمجھتا ہے۔ اسے تحقیق کی اصطلاح میں "قرینِ قیاس" کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد محقق کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے اس قیاس کے مخالف اور موافق مواد کا مطالعہ کر کے اپنے قیاس کے لیے ثبوت فراہم کرے۔ ابتدائی طور پر اس کے دو اصول ہیں۔ (۱) اپنے قیاس سے متعلق داخلی اور خارجی ثبوت فراہم کرنا۔ (۲) جو شہادتیں قیاس کے مخالف ہوں ان پر زیادہ توجہ دینا اور ان پر بھی جو دوسری متبادل رائے ظاہر کرتی ہیں —— دونوں طرح کی شہادتوں کے بارے میں تنقیدی رویّہ اختیار کیا جائے اور ہر قسم کے مواد پر خواہ وہ استادانہ یا غیر استادانہ وسعتِ قلب نظر کے ساتھ غور و فکر کیا جائے۔

تحقیق میں ببلوگرافیکل کارڈ کا کام بھی نہایت اہم ہے۔ کارڈ کے بجائے اچھے کاغذ کی سلپ بنانا زیادہ

سہولت بخش ہے۔ یہ سلپ ایک ہی سائز کی بنائی جائیں۔ مطالعہ کرتے وقت سلپ کی پیشانی پر کتاب کا نام، مصنف کا نام، ایڈیشن (اگر کوئی ہو)، مقام اور تاریخ اشاعت اور پبلشر کا نام تحریر کیا جائے ـــــ رسالہ کے مضمون کا مطالعہ کرتے وقت مضمون نگار کا نام، مضمون کا عنوان، رسالہ کا نام، نمبر شمارہ، جلد نمبر، سال و مہینہ اور صفحات کا نمبر سلپ پر تحریر کرتے رہنا چاہیے۔ سلپ پر معلومات براہ راست ان کتابوں یا رسالوں سے تحریر کی جائیں جو آپ کے زیرِ مطالعہ ہوں۔ کسی ببلوگرافی، کسی کتاب، یا کسی دوسرے حوالے سے حاصل کردہ معلومات درج نہ کی جائیں کیونکہ دوسرے کی نقول میں کچھ غلطیاں ہو سکتی ہیں اس لیے آپ کا یہ مواد اصل سے اخذ کردہ ہونا ضروری ہے۔ سلپ کے بائیں جانب نیچے کتاب یا رسالہ کی دستیابی سے متعلق معلومات جیسے لائبریری کا نام و مقام اور لائبریری کے نمبرات وغیرہ درج کیے جائیں۔ بظاہر یہ چیزیں غیر اہم معلوم ہوتی ہیں لیکن ان سے معلومات تازہ اور مکمل رہنے میں مدد ملتی ہے۔ عنوان سے متعلق ہر مضمون کے لیے علاحدہ علاحدہ ایک ایک سلپ بنائی جائے اور اوپر اس مضمون کا عنوان تحریر کیا جائے۔

آخری چیز تحقیقی مواد کا طرزِ تحریر اور معیارِ زبان ہے۔ تحریر صاف و خوش خط اور صحیح املا کے ساتھ ہونی چاہیے۔ زبان سلیس اور عام فہم۔ اردو زبان صرف اظہارِ مدعا کی ہی زبان نہیں ہے بلکہ اظہارِ فن کا ذریعہ بھی ہے۔ تحقیقی مواد کی تحریر کا مطلب ایک ناقابلِ فہم تجربہ پیش کرنا نہیں ہے اس لیے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ تحقیق کو کس قدر دقیق زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ تحقیق کا طرزِ تحریر اکتا دینے والا بھی نہ ہو اور غیر ضروری پیچیدہ بھی نہ ہو۔ اچھے محققانہ طرز اور ایسے طرز میں جس سے معمولی تعلیم یافتہ لوگوں کو خطاب کیا جائے کوئی فرق نہیں۔ محققانہ نثر کا معیار اس کا عام فہم ہونا ہے۔ جملے مختصر ہوں طویل جملے آسانی سے سمجھ میں نہیں آتے۔ طوالت، ایک لفظ کو بار بار دہرانا اور اپنے مقصد سے ہٹ جانا جیسی خامیوں کا تحقیقی مضمون یا کتاب میں کوئی مقام نہیں ہے۔ اگر اقتباس کو اپنے الفاظ میں کم سے کم جملوں میں پیش کیا جا سکتا ہے تو اصل اقتباس دینے کی ضرورت نہیں۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ تحقیقی مواد میں اقتباس کو کم سے کم جگہ دی جائے۔ ہاں اگر اپنی پہلے کہی ہوئی بات کو اقتباس کے مابعد کی تحریر سے مربوط کرنا مقصود ہے اور اس صورت میں اقتباس کو مختصر کرنے میں متعلقہ مصنف کی پوزیشن پر حرف آنے کا اندیشہ ہو تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ لفظ بہ لفظ پورا اقتباس پیش کیا جائے۔

لکھنے کے لیے یہ طریقہ مناسب ہے کہ پہلے ایک خاکہ بنا لیا جائے اور پھر لکھا جائے۔ اس کے بعد اس پر نظر ثانی کر کے دوبارہ لکھا جائے۔ دوبارہ لکھتے وقت بعض اوقات ثبوت اور دلائل میں خامیاں مل سکتی ہیں جن کو درست کیا جا سکتا ہے۔ نظر ثانی میں اکثر ادھر کا پیراگراف دوسری طرف بلکہ بعض اوقات پورا صفحہ یا پورا

مضمون یا باب ہی تبدیل کرنا پڑتا ہے۔

حوالہ جات کا مقصد کتاب کی ضخامت بڑھانا نہیں بلکہ مآخذ کے ثبوت کے لیے ہوتے ہیں تاکہ پڑھنے والا اگر چاہے تو خود تصدیق کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بعد کے محققین کے لیے ایک اخلاقی امداد بھی ہے کہ اگر ان سے فائدہ اٹھانا مقصود ہو تو ذرائع کی تلاش میں آسانی ہو جائے۔ ایک رجحان یہ بھی ہے کہ حوالہ جات کو متن میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ یہ ایک اچھا رجحان ہے۔ اس طرح حواشی کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔

مختصراً یہ کہ اچھی محققانہ تحریر میں چار چیزیں مستقل حیثیت رکھتی ہیں:-

(۱) واقعات کی صحت و ترتیب (۲) ٹھوس اور مضبوط دلائل۔ (۳) عنوان کی اہمیت کا واضح اظہار اور (۴) فطری، سلیس اور عام فہم نثر۔

تحقیقی مواد کے ابتدائیہ کو دلکش بھی بنایا جا سکتا ہے جیسے زیر بحث مسئلے کا ابتدائی اظہار سوالیہ جملے سے کیا جائے یا ایسا ادبی متن کا اقتباس دیا جائے جس کا آپ کے مضمون سے تعلق ہو اور اس پر اندر کے صفحات میں بحث بھی کی گئی ہو۔ ابتدائیہ کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ عنوان کے زمانے سے ماقبل تاریخی ماحول کو اختصار کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔

بہرحال اچھا تحقیقی مواد اس بات کا ثبوت ہے کہ طالب علم محققین کے زمرے میں شامل ہونے کا مستحق ہے۔ اس کی مہینوں اور سالوں کی محنت اس کے مستقبل کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش ثابت ہوتی ہے اور استاد کی نگرانی میں کیے گئے کام کے نتیجے میں ایک آزاد کتاب وجود میں آجاتی ہے۔

اُردو ادب میں فنِ تحقیق پر بہت کم لکھا گیا ہے۔ جو مواد موجود ہے وہ بھی تحقیقی ضروریات کی تکمیل نہیں کرتا۔ اپنے تحقیقی طریقۂ کار کی تلاش کے دوران ریچارڈ ڈ ڈی۔ الٹک کی کتاب "دی آرٹ آف لٹریری ریسرچ" (THE ART OF LITERARY RESEARCH) اور جیک برزن اینڈ ہنری ایف گراف کی کتاب "دی ماڈرن ریسرچ" (THE MODERN RESEARCH) کے مطالعے سے اس تشنگی کا مزید احساس ہوا۔ زیر نظر مقالہ اسی احساس کا نتیجہ ہے۔ فنِ تحقیق کا موضوع اتنا وسیع و عریض ہے کہ رسالے کے لیے لکھا گیا یہ مختصر مضمون اس تشنگی کا مداوا نہیں کرتا۔ اس کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے جس کو اپنے تحقیقی کام سے فراغت کے بعد پورا کرنے کا ارادہ ہے۔

✱

مکتبہ جامعہ بک کلب

کا ممبر بن کر اُردو کی ادبی اور معیاری کتابیں رعایتی قیمت پر حاصل کیجیے

ہمیں یقین ہے کہ اُردو سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس نئی اسکیم سے استفادہ کریں گے اور ہمیں موقع دیں گے کہ ہم کم سے کم مدت میں زیادہ سے زیادہ اچھی کتابیں آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں۔

قواعد و ضوابط

(۱) بک کلب کی فیس رکنیت پانچ روپے ہوگی۔
(۲) بک کلب کے ہر ممبر سے ماہنامہ "کتاب نما" (جس کا سالانہ چندہ پانچ روپے ہے) صرف تین روپے سالانہ چندہ لیا جائے گا۔
(۳) ہر ممبر کو مطبوعاتِ مکتبہ جامعہ (غیر درسی پر) ۲۵٪ اور ہندستان میں چھپی ہوئی تمام اُردو کتابوں کی خریداری پر ۶ ۱/۴٪ کمیشن دیا جائے گا۔
(۴) ممبری کے دوران، ممبر حضرات جتنی بار چاہیں کتابیں خرید سکتے ہیں۔
(۵) کتابیں بذریعے وی پی روانہ کی جائیں گی اور اخراجات روانگی کتب ممبر کے ذمے ہوں گے۔
(۶) ہر فرمائش پر کلب کی ممبری کا حوالہ دینا لازمی ہوگا۔
(۷) گیارہ مہینے گزرنے کے بعد ہر ممبر کے لیے لازمی ہوگا کہ وہ فیس رکنیت کی کتابیں خرید کر پچھلا حساب صاف کریں اور آیندہ کے لیے پھر سے رکنیت کی فیس بذریعے منی آرڈر روانہ کریں۔
(۸) ممبر حضرات اپنی پسند کی کتابیں مکتبہ جامعہ لمیٹڈ یا اس کی کسی بھی شاخ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
پرنسس بلڈنگ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳	اُردو بازار، دلی ۱۱۰۰۰۶	شمشاد مارکیٹ، علی گڑھ

بچوں کی نئی اور دلچسپ کہانیاں

میرانیس	حسین حسان ندوی	قیمت :	۲/-
ایک دیس، ایک خون	صالحہ عابد حسین	"	۱/۲۰
تاک دِنادن تاکے سنے	عبدالواحد سندھی		-/۶۰
روٹی کس نے پکائی	"		-/۶۰
پھر میں جگنوں کیا خاک	"		-/۶۰
پانچ بونے	"		-/۶۰
چیونٹی رانی	"		-/۶۰
بچوں کی کہانیاں	"		-/۶۰
جادو کے کھیل	اطہر پرویز		-/۶۰

دستۂ گل

شنکر لال مُرلی دھر میموریل سوسائٹی، نئی دہلی کے زیر اہتمام ہونے والے مشاعرے میں شرکت کرنے والے شعراء کا منتخب کلام، اس کا پیش لفظ جناب رشید حسن خاں نے لکھا ہے۔

قیمت : ۲/-

مطبوعاتِ مکتبہ جامعہ ایک نظر میں

ادب، تنقید، انشاء

نکتۂ ریاض	علی جواد زیدی	۱۲/-
رموزِ غالب	ڈاکٹر گیان چند	۱۸/۵۰
اقبال اور مغربی مفکرین	جگن ناتھ آزاد	۱۰/۵۰
ذکرِ غالب (نیا ایڈیشن)	مالک رام	۱۵/-
کچھ نثر میں بھی	آنند نرائن ملّا	۶/-
بازگشت	ڈاکٹر کبیر احمد جائسی	۱۱/-
جدید اردو ادب	ڈاکٹر محمد حسن	۱۵/-
میر انیس سے تعارف	صالحہ عابد حسین	۴/-
اردو کیسے لکھیں	رشید حسن خاں	۴/-
مشاہیر کے خطوط	عبداللطیف اعظمی	۴/۵۰
جانے والوں کی یاد آتی ہے	صالحہ عابد حسین	۱۸/-
مسالک و منازل	ضیاء احمد بدایونی	۲۲/-
نگارشات	پروفیسر محمد مجیب	۱۶/-
غالب اور شاہانِ تیموریہ	خلیق انجم	۹/۵۰
ہوا کے دوش پر	غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
قدیم دلّی کالج (نیا ایڈیشن)	مالک رام	۴/۵۰
حسرت سے بصیرت تک	آل احمد سرور	۱۲/۵۰
نظر اور نظریے	"	۱۲/۵۰
طنزیات اور مضحکات	رشید احمد صدیقی	۸/۵۰
اشخاص و افکار	ضیاء الحسن فاروقی	۷/۵۰
تجزیے	ڈاکٹر گیان چند	۱۲/۵۰
اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمود الٰہی	۱۲/-
خواتینِ کربلا کلامِ انیس کے آئینے میں	صالحہ عابد حسین	۱۴/-
حسرت کی شاعری	ڈاکٹر یوسف حسین خاں	۲/۵۰
کاروانِ فکر	" "	۳/۷۵
اردو اسٹیج	ظہیر الدین مدنی	۵/۵۰
اردو مرثیہ	سفارش حسین رضوی	۶/-
بکھرے ورق	سنیتی کمار چٹرجی	۲/-
پردیسی کے خطوط	مجنوں گورکھپوری	۲/۷۵
تنقید کیا ہے	آل احمد سرور	۶/۷۵
جدید ترکی ادب کے ارکانِ ثلاثہ	ضیاء الحسن فاروقی	۲/-

دوں کے سائے — عتیق احمد صدیقی — ۱۸/-
اشِ میر — نثار احمد فاروقی — ۱۱/-
قدِ اقبال — میکش اکبر آبادی — زیرِ طبع
اشفتہ بیانی میری — رشید احمد صدیقی — ۵/-

تذکرے، سیرت، شخصیت

ہ صورتیں الٰہی — مالک رام — ۱۰/-
ہمارے ذاکر صاحب — رشید احمد صدیقی — ۹/-
اکابرِ تعلیم — سعید انصاری — ۱۲/-
تذکرہ معاصرین اول — مالک رام — ۱۶/-
ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں — سالم قدوائی — ۱۶/-
پریم چند کے خطوط — مدن گوپال — ۶/۵۰
قلم کا مزدور — " " — ۵/-
گنجہائے گرانمایہ (نیا اڈیشن) — رشید احمد صدیقی — ۸/-
ڈاکٹر ذاکر حسین — عبداللطیف اعظمی — ۲/۵۰
داستان اشک و خوں — خواجہ غلام السیدین — ۱/۵۰
شہر آشوب — نعیم احمد — ۸/۵۰
شراب کہنہ — رشید نعمانی — ۴/-
مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں — غلام السیدین — ۳۶/-
کیا خوب آدمی تھا — ڈاکٹر عابد حسین — ۲/۵۰

تعلیم و تربیت

گاندھی جی کے تعلیمی خیالات — سعید انصاری — ۱۲/-
تعلیم فلسفہ اور سماج — ڈاکٹر سلامت اللہ — ۱۲/۵۰
بنیادی استاد کے لیے — " " — ۸/۵۰
جامعہ کا طریقہ — عبدالغفار مدھولی — ۲/۵۰
جنپ پروجیکٹ — " " — ۲/۵۰
ہم کیسے پڑھائیں — ڈاکٹر سلامت اللہ — زیرِ طبع
موجودہ تعلیمی مسائل — عبداللہ ولی بخش قادری — ۴/۵۰
تعلیمی خطبات — ڈاکٹر ذاکر حسین — ۹/-
کھیل کے ذریعہ تعلیم اول، دوم — عبدالغفار مدھولی — ۴/-
مدرسہ ابتدائی کی کہانی — " " — ۲/-

تاریخ، سیاسیات، مذہب

عربوں میں تاریخ نگاری کا آغاز و ارتقاء — محمود الحسن — ۱۵/-
دنیا کی کہانی (نیا اڈیشن) — پروفیسر محمد مجیب — ۶/-
دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر — مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی — ۴/-
دنیا اسلام سے پہلے اسلام کے بعد — عبدالسلام قدوائی — مجلد ۳/۴ غیر مجلد ۳/-
اسلامی عقائد مذہب مسائل مذہب — مولانا جمال الدین اعظمی — ۴/-
مسلمان اور سیکولر ہندوستان — ڈاکٹر مشیر الحق — ۶/-
مذہب اور جدید فکر — " — ۴/۵۰

مسلمان اور عصری مسائل ڈاکٹر عابد حسین ۶/۵۰

کتاب و سنت کے جواہر پارے } مولانا جلال الدین عمری ۲/۲۵

سماجی تبدیلیاں رام سرن شرما ۲/-

تعلیمات اسلام دوم مولانا عبدالسلام قدوائی ۲/-

آشفتہ بیانی میری رشید احمد صدیقی ۵/-

اسلام کی اخلاقی تعلیمات امام غزالی ۹/۵۰

امریکہ کے کالے مسلمان مشیر الحق ۲/۵۰

مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ } طاہر محمود ۱/-

کتاب کی کہانی احمد حسن نقوی ۱/۵۰

پاکستان کا قیام اور ابتدائی حالات } سری پرکاش ۴/-

ہندوستان میں مذہب اسلام پر نظر ثانی کی ضرورت } اے۔اے۔ فیضی ۵/۵۰

تاریخ الامت اول مولانا اسلم جیراجپوری ۳/۵۰

" دوم " " ۵/-

" سوم " " ۳/۲۵

" چہارم " " ۴/۲۵

" پنجم " " ۴/۲۵

" ششم " " ۴/۲۵

" ہفتم " " ۳/-

" ہشتم " " ۴/۵۰

کچھ پرانے خط جواہر لال نہرو ۱۰/-

یادگار شخصیتیں " " ۴/-

نظم

پچھلے پہر جاں نثار اختر ۴/-

بیاض مریم سکندر علی وجد ۱۲/-

ضبط شدہ نظمیں مرتبہ خلیق انجم ۲۱/-

ہندوستان ہمارا اول دوم جاں نثار اختر ۲۰/-

نئی نظم کا سفر خلیل الرحمٰن اعظمی ۱۲/۵۰

آتش گل جگر مرادآبادی ۸/-

نئی دنیا کو سلام سردار جعفری ۸/-

پچھلی رات فراق گورکھپوری زیر طبع

انتخاب حالی سفارش حسین رضوی ۶/۵۰

غالب اردو کلام کا انتخاب } پروفیسر محمد مجیب ۵/۵۰

ڈرامے

ہیروئن کی تلاش (نیا اڈیشن) پروفیسر محمد مجیب ۱/۵۰

آزمائش " زیر طبع

آذر کا خواب قدسیہ زیدی ۴/-

جان باز " زیر طبع

خانہ جنگی پروفیسر محمد مجیب ۲/۲۵

انجام " زیر طبع

کھیتی — پروفیسر محمد مجیب — ۱/۵۰
اوپر کی منزل — کرتار سنگھ دگل — ۵/-
آئینہ ایام — ترجمہ خلیق احمد — ۲/۵۰
پردۂ غفلت — ڈاکٹر سید عابد حسین — ۲/-
دروازے کھول دو — کرشن چندر — زیر طبع
سراج الدولہ — ترجمہ اشفاق حسین — ۲/-
نقش آخر — اشتیاق حسین قریشی — ۲/-

ناول، افسانے، خاکے

ہاتھ ہمارے قلم ہوئے — راجندر سنگھ بیدی — ۱۰/-
ایک چادر میلی سی — " " — ۴/۵۰
دل نہ دل — رضیہ سجاد ظہیر — ۵/۵۰
سات سال — " " — ۶/-
زندگی کی لہر — ساؤمنگ — ۴/-
آدمی کا مقدر — ترجمہ: قرۃ العین حیدر — ۱/۵۰
آلپس کے گیت — " " — ۳/-
وہ صورتیں الٰہی — مالک رام — ۱۰/-
ڈگو — ترجمہ: قرۃ العین حیدر — ۳/-
ماں کی کھیتی — " — ۲/۵۰
یودوکیپہ — " — ۲/-
پت جھڑ کی آواز — " — ۷/-
ایک تھی زینا — امرتا پریتم — ۴/-
باپ بیٹے — ترجمہ انور عظیم — ۶/-

بیوہ — پریم چند — زیر طبع
گئودان — " — ۱۴/-
میدانِ عمل — " — زیر طبع
واردات — " — ۵/۵۰
چنار کا بیٹا — سلطانہ آصف فیضی — ۳/-
پیار کا موسم — مہندر ناتھ — ۴/۵۰
شکست ناتمام — ترجمہ: زہرہ سیدین — ۲/-
دلی کی شام — ملقیس جہاں — ۸/-
صلاح الدین ایوبی — قاضی عبدالستار — زیر طبع
اپنے دکھ مجھے دیدو — راجندر سنگھ بیدی — ۷/-
پرند اور دوسرے افسانے — آصفہ مجیب — ۲/-
بڑی حویلی — مرزا محمود بیگ — ۲/۵۰
چراغوں کا سفر — رام لال — ۴/-
خیالستان — سجاد حیدر یلدرم — زیر طبع
کیمیاگر — پروفیسر محمد مجیب — ۲/۵۰
ایوانِ غزل — جیلانی بانو — ۱۶/-
آرزو — سراج انور — ۱۲/-
دھند — صغرا مہدی — ۹/-
دھوپ چھاؤں — مسرور جہاں — ۱۱/۵۰
خاک تمنا — سراج انور — ۱۱/۵۰
منزلیں پیار کی — سیفی پریمی — ۸/-
جلیس — انور کمال حسینی — ۵/-
اللہ میگھ دے — رضیہ سجاد ظہیر — ۶/۵۰

• الجھی ڈور	صالحہ عابد حسین	۹/۵۰	راستے اور کھڑکیاں (افسانے)	انور خاں	۵/-
پا بہ جولاں	صغرا مہدی	۶/-	پتھر کا شہزادہ (افسانے)	صغرا مہدی	۴/-
دوسرے کنارے تک	عزیز قیسی	۳/۵۰	✓ جہاں آرا (ڈراما)	رفعت سروش	۵/۵۰
اپنی اپنی صلیب	صالحہ عابد حسین	۹/-	✓ تنہائی (ڈراما)	ساگر سرحدی	۴/۵۰
کالا نہر گہرے لوگ	احسان الحق	۶/-			

کالج کے طلبہ کے لیے اہم درسی کتب

نیا اردو نصاب اول ۳/- دوم ۳/-	قیصر زیدی، محمد ذاکر	۶/-
آئینہ ادب	ڈاکٹر محی رضا، ڈاکٹر آدم شیخ	۵/۵۰
انوار ادب	پروفیسر فصیح الدین، ڈاکٹر مجاہد حسین	۷/۵۰

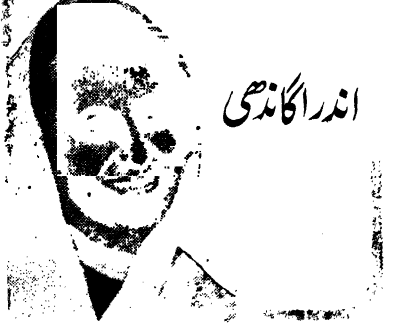
معیاری کتب

		لائبریری اڈیشن	طلبہ اڈیشن
مقدمہ شعر و شاعری	رشید حسن خاں	۵/-	۴/-
انتخاب سراج اورنگ آبادی	ڈاکٹر محمد حسن	۲/۷۰	۱/۷۰
موازنۂ انیس و دبیر	رشید حسن خاں	۶/-	۵/-
انتخاب مراثی (انیس و دبیر)	” ”	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب نظیر اکبر آبادی	” ”	۶/-	۵/-
نیرنگ خیال	مالک رام	۳/۳۰	۲/۳۰
فسانۂ آزاد (تلخیص)	(ڈاکٹر) قمر رئیس	۹/۵۰	۸/۵۰
فردوس بریں	(”) ” ”	۳/۷۰	۲/۷۰
شریف زادہ	(”) ” ”	۴/۳۰	۳/۴۰

حیات سعدی	رشید حسن خاں	۵/۳۰	۴/۴۰
انتخاب اکبر الہ آبادی	(ڈاکٹر) صدیق الرحمٰن قدوائی	۴/۷۰	۳/۷۰
انتخاب میر	(ڈاکٹر) محمد حسن	(زیر طبع)	
دیوانِ درد	رشید حسن خاں	۴/۳۰	۳/۳۰
مجالس النسا	صالحہ عابد حسین	۴/۳۰	۳/۳۰
انتخاب مضامین شبلی	رشید حسن خاں	۱۱/-	۱۰/-
امراؤ جان ادا	(ڈاکٹر) محمد حسن	۸/۵۰	۷/۵۰
یادگار غالب (حصہ اردو)	مالک رام	(زیر طبع)	
یادگار غالب (حصہ فارسی)	"	۱۰/-	۹/-
مثنوی گلزار نسیم	رشید حسن خاں		۳/۵۰
گزشتہ لکھنؤ	"	۱۲/۵۰	۱۱/۵۰
فسانۂ مبتلا	(ڈاکٹر) صدیق الرحمٰن قدوائی	-	۵/۵۰
انتخاب ولی	(") سید ظہیر الدین مدنی	(زیر طبع)	
افادات سلیم	(") خلیق انجم	۷/۵۰	۶/۵۰
زبدۃ المضوع	مالک رام	۶/۵۰	۵/۵۰
قصہ حاتم طائی	اطہر پرویز	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب ناسخ	رشید حسن خاں	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب سودا	"	۱۴/۵۰	۱۳/-
انتخاب محمد قلی قطب شاہ	محمد اکبر الدین صدیقی	۷/-	۶/-
انتخاب ذوق	(ڈاکٹر) تنویر احمد علوی	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب مضامین سرسید	انور صدیقی	۵/-	۴/-
باغ و بہار	رشید حسن خاں	-	۶/۵۰
مثنوی سحر البیان	"	-	۴/-

اگر کنبہ چھوٹا ہو تو والدین ہر بچّے پر زیادہ توجہ دے سکتے ہیں اور اسے زندگی کی زیادہ سہولتیں مہیا کر سکتے ہیں۔ اس سے ملک کو بھی بحیثیت مجموعی اپنے وسائل کے بہتر استعمال کا موقع ملتا ہے۔

فیملی پلاننگ ہماری قومی ترقی کے پروگرام کا ایک لازمی جزو ہے اور ہم نے اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنے تمام تر ذرائع کو بروئے کار لانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔



پرنٹر پبلشر سید احمد علی نے جمال پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ سے شائع

ماہنامہ

کتاب نما

16 (6) 76

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

مینجنگ ایڈیٹر
شاہد علی خاں
ایڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دہلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ دو روپے

جون : ۱۹۷۶ء
جلد ۱۷ شمارہ ۶
سالانہ : ۵ روپے
فی پرچہ : ۵۰/-

اداریہ

مسز گاندھی کے بیس نکاتی پروگرام کی بدولت زندگی کے تقریباً ہر شعبہ میں عوام کی دشواریاں بڑی حد تک کم ہو گئی ہیں۔ کھانے پینے کی اشیا اور روزمرہ کے عام استعمال کی چیزیں سستی ہو گئی ہیں اسکولی کتب اور پڑھائی لکھائی کے دوسرے سامان بھی نسبتاً ارزاں ہو گئے ہیں۔ لیکن ادبی اور علمی کتابوں کی تجارت کو وہ فروغ نہیں حاصل ہو سکا جس کی ضرورت ہے۔ مہذب اور متمدن بننے کے لیے صرف درسی کتابیں کافی نہیں ہوتیں ہم جس سماج کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے غیر درسی علم و ادب کا مطالعہ بھی ضروری ہے کہ اسی سے سماج مہذب اور متمدن بنتا ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو موجودہ کامیابیاں جزوی حیثیت رکھتی ہیں انھیں پورا کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ حکومت اسے پورا نہیں کر سکتی۔

مکتبہ جامعہ بک کلب کی اسکیم کئی سال سے جاری ہے لیکن اس کی رفتار کچھ سست سی رہی۔ اب ضرورت ہے کہ اس کو زیادہ انہماک سے چلایا جائے۔ اس شمارے میں کلب کے قواعد شائع ہو رہے ہیں۔ موجودہ ممبرانِ کلب کی توجہ خاص طور سے دوسری اور ساتویں شق کی طرف مبذول کرانا ہے۔ اب تک ارکانِ کلب کو کتاب نما مفت بھیجا جاتا رہا ہے۔ اب ایسا ممکن نہیں ہوگا وجہ ہے اخراجات میں اضافہ۔

ساتویں شق نئی نہیں ہے لیکن ممبر حضرات اس پر عمل نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ کہ سالہا سال سے انھیں کتاب نما جا رہا ہے اور ان کی رکنیت کی رقم برقرار ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس طرف توجہ دلائی جائے امید ہے کہ کلب کو کامیابی سے چلانے اور زیادہ سے زیادہ کتابیں شائع کرنے کے ہمارے ارادے میں پختگی لانے کے لیے کلب کے ممبر ہم سے تعاون کریں گے۔

طیّب انصاری

یوسف ناظم سائے اور ہمسائے

یوسف ناظم کے سائے تین اور ہمسائے بے شمار ہیں۔ تین سائے یوں کہ ایک تو خود یوسف ناظم کا سایہ جو انھیں کی طرح بوٹا سا، متحرک ہے اور جو ہنستا مسکراتا اور تیز تیز قدموں کے ساتھ چلتا ہے۔ دوسرا شاعری کا لیکن یہ سایہ ذرا پستہ قد ہے۔ البتہ اس کا باقی حصہ تیسرے سائے کے ساتھ مل کر قد و قامت میں اضافہ کا باعث بن گیا ہے۔ یہ طویل قامت سایہ ان کی مزاح نگاری کا سایہ ہے۔ چاق و چوبند !!

یوسف ناظم سے میری ملاقات نہ تو دیرینہ ہے، اور نہ ہی مخلصانہ۔ یہ میرے دوست ہیں نہ بزرگ، ان سے کب اور کیوں ملاقات ہوئی مجھے یہ بھی یاد نہیں لیکن محسوس تو یوں ہوتا ہے جیسے برسوں سے ملتا آرہا ہوں۔ میری ان سے غائبانہ بے تکلفی ہے اور یہ غائبانہ بے تکلفی اس وقت غائب ہوگئی جب پیچ و پیچ "جشن غالب" اور حال میں "سلیمان خطیب" کے سلسلہ میں ان سے گلبرگہ میں مڈبھیڑ ہوگئی۔ جی ہاں! مڈبھیڑ، بلکہ ایک مرتبہ تو تصادم ہوتے ہوتے رہ گیا۔ بات کچھ ایسی ہی تھی۔ بات دراصل یہ ہے کہ یوسف ناظم کی شخصیت زہر اور قند سے مرکب ہے۔ وہ بہت جلد خفا ہوتے ہیں۔ غصہ تو گویا ناک پر ہوتا ہے (شاید اسی وجہ سے ناک کچھ اونچی سی معلوم ہوتی ہے) اور غصے میں جب بولنے لگتے ہیں تو اوروں کی طرح صرف بولتے ہی نہیں رہتے کچھ دوسروں کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور آخر کار خود کو بھی سنبھال لیتے ہیں۔ یہیں سے ان کی شخصیت زہر سے قند اور پھر تلا قند بن جاتی ہے۔ چہرہ مہرہ سے نہ تو انجینیر معلوم ہوتے ہیں اور نہ ادیب لیکن راس آئی۔ اسے ایسے انجینیروں کا پہنتے ہیں۔

گفتگو سے شاعر کم اور مزاح نگار زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہونے ہی میں ان کی بھی اور ادب کے قاریوں کی خیر ہے۔ ورنہ اگر وہ صرف شعر ہی کہتے ہوتے تو ہم نے دوسروں کا کیا

بگاڑ لیا ہے جوان کا بگاڑ لیتے ۔ آدمی چونکہ سمجھدار بھی ہیں اور شریف بھی اس لیے شاعری کے بجائے منبتی بولتی نثر لکھتے ہیں اور کیا خوب لکھتے ہیں واللہ قسم ۔ !!

یوسف ناظم کی شرافت کا ایک اور ثبوت ہے کہ ایک دفعہ میں نے لکھا "سنا ہے آپ کی نئی کتاب شائع ہوگئی ہے جلد بھیج دیجیے ورنہ کتاب کو پڑھے اور دیکھے بغیر ہی مضمون لکھ دوں گا ۔ اس کے بعد اگر کچھ ہو جائے تو اس کی تمام ذمہ داری آپ پر رہے گی ۔" اس پر ان کی رگِ شرافت پھڑک اٹھی (یہ کبھی کبھی پھڑکتی ہے) اور دو چار دن کے اندر کتاب پہنچ گئی ۔ لیکن پہنچی بھی ہے تو اس حالت میں کہ محبت کے دو بول بھی انھوں نے میرے لیے نہیں لکھے ۔ (جیسا کہ عام طور پر مصنفین کتاب پر لکھ دیا کرتے ہیں جھوٹ موٹ) یا کم از کم جھوٹے منہ ہی لکھ دیے ہوتے ۔ شاید یہ بات بھی ان کی شرافت کے خلاف پڑتی ۔ کتاب وصول کر کے ایسا لگا کسی نے کتاب میرے منہ پر دے ماری ہے ۔ میری شرافت ملاحظہ ہو کہ اس حالت میں بھی حق ادا کر رہا ہوں ۔ اس لیے نہیں کہ وعدہ کیا ہے یا یہ کہ یوسف ناظم کی شرافت کو للکارنا مقصود ہے بلکہ اس وجہ سے کہ کتاب خود اس قابل ہے وہ میرا قلم پکڑ وا کر مجھ سے یہ سب کچھ لکھوا رہی ہے ۔ بلا جبر و کراہ !!

جیسے ہی کتاب "سلسلۂ اور ہم سلسلۂ" ملی تو ان کی پچھلی کارستانیوں کی یاد تازہ ہوئی ۔ سب سے پہلے "کیف و کم"، شائع ہوئی تھی جس میں "کیف" زیادہ اور "کم" بہت کم تھا ۔ اور "فٹ نوٹ"، "دیوار ہے" اور "زیرِ غور" تک پہنچتے پہنچتے ہمیں اس بات پر واقعی غور کرنا پڑا کہ کیا واقعی اب یوسف ناظم کی تحریروں میں کم قسم کی کوئی چیز ہے بھی یا نہیں ۔ یہاں تو کیف ہی کیف کی فراوانی نظر آتی ہے ۔ اور ایسے موقع پر حقِ تنقید ادا کرنے کے لیے میں اکثر تحریر کے نہ سہی شخصیت کے کمزور پہلوؤں کو تلاش کر لیتا ہوں ۔ سوچا تبصرہ کرنے کے بجائے یوسف ناظم کا خاکہ ہی اڑاؤں اسی کشمکش و پنج میں کتاب پڑھنا شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کتاب ختم بھی ہوگئی ۔ اس کتاب کی سب سے بڑی کمزوری یہی ہے کہ ایک ہی نشست میں ختم ہو جاتی ہے ۔ اور اس آسانی سے ختم ہو جاتی ہے کہ احساس بھی نہیں ہوتا اور اتنی مدت میں ہوی بلاتے بلاتے تھک جاتی ہے اور یہ بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ کمرے میں کب آئیں ۔ چائے کی پیالی کب رکھ چھوڑی اور چائے، چائے سے سلیمان خطیب کے سپلائی کیے ہوئے پانی کے رنگ میں کب تبدیل ہوئی

سلیمان خطیب گلبرگہ میں واٹر سپلائز کے نگراں ہیں ۔

منٹوں میں یہ سب کچھ ہو جاتا ہے لیکن ہونٹوں سے ہنسی چھوٹے نہیں چھوٹتی۔ جب کتاب پڑھ چکا تو سوال آپ ہی آپ حل ہو چکا تھا۔ کیونکہ یوسف ناظم نے اپنے نام نہاد خاکوں کے مجموعے میں حقِ تنقید ادا کر دیا تھا۔ یا یوں کہیے کہ نام نہاد تنقید میں خاکہ نگاری کے خوب خوب جوہر دکھائے تھے۔ البتہ اس خاکہ نگاری اور تنقید نگاری میں جو چیز مشترک تھی وہ مزاح تھا۔ چونکہ وہ بنیادی طور پر مزاح نگار ہیں اس لیے آپ چاہیں انھیں مزاح نگار کہہ لیں یا خاکہ نگار۔ دونوں باتیں ایک ہی ہوئیں۔ تنقید نگاری میں اور خاکہ نگاری میں خطِ فاصل تو بڑی بات خطِ منحنی بھی کھینچا نہیں جا سکتا۔ اس لیے کوشش کروں گا کہ یوسف ناظم کا خاکہ پیش کروں اور حقِ تنقید بھی ادا کروں۔ اگر اس بیچ میں کوئی تیسری چیز نمودار ہو جائے تو یقین مانیے میں بے قصور ہوں اس کی تمام تر ذمہ داری یوسف ناظم پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اس طرح کی تیسری چیز خود ان کے قلم سے بھی سرزد ہوئی ہے۔ چنانچہ اس کی سب سے اچھی مثال ان کا لکھا خاکہ (تنقیدی مضمون؟) باقر مہدی ہے۔ یوسف ناظم نے ابتدا سے آخر تک کچھ ایسا رویہ اختیار کیا ہے کہ جس کی وجہ سے مہدی باقر نہیں صرف باقی رہ جاتے ہیں۔ یا یوسف ناظم کی صورت دیکھ کر کوئی اس بات کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا کہ گوری گوری رنگت، چمکیلی آنکھوں والا یہ "شخص نما"، جو سب کو ہنسانے کے کام پر مامور ہے، باقر مہدی کو رونے کی حد تک ستا سکتا ہے! مجھے یقین ہے باقر مہدی کی شرافت نے اس مضمون کو سُننے اور پڑھنے کے بعد یوسف ناظم سے ملنا تو کُجا اُن کے چہرے کے نقش و نگار کو بھی دیکھنا پسند نہیں کیا ہوگا۔ ہاں! دوستی کے معاملے میں یوسف ناظم بڑے ڈھیٹ قسم کے آدمی واقع ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے اپنی چرب زبانی سے یقیناً باقر مہدی کو منا لیا ہوگا۔ ویسے بھی دوستی ہی کے نہیں زندگی کے ہر معاملے میں بڑے خوش قسمت واقع ہوئے ہیں۔ ان کی خوش قسمتی کا اندازہ آپ کو اُن کی چوڑی چکلی پیشانی کو دیکھ کر ہو جائے گا۔ اس پر خوبی یہ کہ روز افزوں ان کی خوش قسمتی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس تیز رفتاری کو دیکھ کر ڈر ہوتا ہے کہ کہیں چہرے پر ان کی پیشانی ہی پیشانی نظر نہ آنے لگے۔ اور سر سر سے غائب ہی ہو جائے۔

* سالے اور ہم سالے"، میں سالے کا کم اور "ہم سالے" کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے اور یہ سایہ بھی دو حصوں میں منقسم ہے۔ سابق پاکستان کی طرح (اس لیے ڈرتا ہوں اس کا بھی انجام وہی

نہ ہو جو پاکستان کا ہوا (خدا نخواستہ!) ایک حصہ کتاب کی ابتدا میں "دو لفظ" کے زیر عنوان اور دوسرا سرِ ورق کی پشت پر موئے سیر، ماہ و سال اور کارناموں سے زیادہ کارستانیوں پر مشتمل ہے۔ یوسف ناظم نے خود اپنے کارناموں کو کتاب میں شامل کرنے کے لائق نہیں سمجھا (یہ بھی ان کی شرافت کی تیسری دلیل ہے) واقعہ یہ ہے کہ ان کے ادبی کارنامے تاریخ ادب کے سب سے آخری حصہ ہی میں لکھے اور پیش کیے جانے چاہییں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یوسف ناظم کے کارنامے ہمارے ادب میں حرفِ آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بلکہ بقول یوسف ناظم حروف تہجی کے اعتبار سے 'ی' آخر ہی میں آتی ہے۔

یوسف ناظم قد و قامت اور ڈیل ڈول ہی کے لحاظ سے نہیں تحریر کے اعتبار سے بھی اختصار پسند واقع ہوئے ہیں "سائے اور ہمسائے" کل ۱۴۴ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن ان ۱۴۴ صفحوں میں کوئی ۲۲ شخصیتوں کے خاکے پیش کیے ہیں اور لگ بھگ ایک ہزار افراد کا تذکرہ ملتا ہے۔ حالانکہ، وہ چاہتے تو ۲۲ شخصیتوں کے بجائے ۱۲۲ اشخاص کے خاکے ان ہی صفحات میں پیش کر سکتے تھے اور اس کی وجہ سے خاکے کی جامعیت میں فرق نہ پڑتا۔ کیوں کہ مختصر لفظوں میں شخصیتوں کے خاکے پیش کرنا بھی ایک فن ہے اور ہر چاول کے دانے پر قل ھو اللہ کی سورۃ لکھنے کا فن خاکہ نگاری ہی کا فن کہلاتا ہے۔ مثلاً اشفاق حسین جیسی تنومند اور فربہ شخصیت کو جسے اجل بھی اپنے قبضے میں لینے کے لیے مہینوں بسترِ مرگ کے چکر کاٹتی رہی یوسف ناظم نے دو ہی جملوں میں کچھ اس طرح پیش کیا کہ خاکہ نگاری کا حق ادا ہو گیا۔ لکھتے ہیں "یہ مضمون بالکل رف ہے۔ لیکن اشفاق حسین اس سے زیادہ رف مضمون کے مستحق تھے۔ اس میں اگر کسی جملے سے ان کی مدح کا پہلو نکلتا ہے تو اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔"

دیکھیے کس طرح یوسف ناظم نے ان دو ہی جملوں میں اشفاق حسین کی شخصیت کو پیش کر دیا۔ جو لوگ اشفاق مرحوم سے واقف ہیں وہی بتائیں گے کہ یوسف ناظم نے ان دو ہی جملوں میں خاکہ نگاری، تنقید اور مزاح نگاری کا کتنی آسانی سے حق ادا کر دیا ہے۔ اس طرح کی باتیں انھوں نے مخدوم، بیدی، خواجہ عبدالغفور، مجتبیٰ حسین، شوکت علی خاں اور عبدالستار دلوی کے بارے میں بھی کہی ہیں۔ البتہ جاں نثار اختر، شاہد صدیقی، امجد اور اکبر الہ آبادی کے بارے

بس اُنھوں نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ خاکے کی کم اور تنقید کی تعریف میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی آتے ہیں۔ تاہم اُن کا رویّہ یہاں معاندانہ بلکہ "مہدویانہ" نہیں ہے۔ بعض ایسے افراد بھی ہم سایوں میں شامل ہیں جو محض فرمائشی حیثیت رکھتے ہیں یا پھر جو "بن بلائے مہمان" کی تعریف میں آتے ہیں۔ لطیف ساجد کا خاکہ پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ یوسف ناظم حق دوستی ادا کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ حکر مونڈا، زور، امجد، شاہد اور صابو صدیق جیسے خاکے پڑھنے کے بعد دل سے دعا نکلتی ہے کہ یہ حضرت مرحوموں کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے بھی کچھ لکھ لیتے ہیں یعنی یہ خاکے ایصالِ ثواب کی تعریف میں آتے ہیں۔ مجتبیٰ حسین بقول یوسف ناظم کے ان کا ہمزاد ہے۔ لیکن تعجب ہے اس ہمزاد کے ساتھ اُنھوں نے وہ سلوک نہیں کیا جو اکثر لوگ ہم جنسوں کے ساتھ روا نہیں رکھتے۔ ادیبوں اور شاعروں میں ایسی مثالیں کم ہی ملتی ہیں۔ یوسف ناظم نے اپنے اس نوعمر ہمزاد کے ساتھ فراغ دلانہ برتاو کیا ہے۔ ان کی "مزاحیانہ" صلاحیتوں کا دل کھول کر اعتراف کیا ہے۔ اصل میں ایسا کر کے اُنھوں نے اپنی بزرگی کا بھرم رکھ لیا ہے۔ سچ ہے دُنیا میں لوگ اپنی عزت کے لیے کیا کچھ نہیں کرتے۔ یوسف ناظم نے سیدھا سیدھا اور نیک کام کیا ہے۔ جزاک اللہ فی الدارین۔!!

یوسف ناظم ۱۹۱۸ء اور ۱۹۲۱ء کے درمیان نومبر کی کسی پُر بہار ساعتوں میں جالنہ میں پیدا ہوئے۔ لیکن اُنھیں سونے کے پالنے میں جھولنے کا موقع نصیب نہیں ہوا۔ کیوں کہ انھی کے بیان کے مطابق ان کی ولادت کے بعد خیر و برکت کا دور ختم ہو چکا تھا (اور یقین ہے جب تک یہ زندہ رہیں گے وہ دَور لوٹ آنے والا نہیں ہے) تاریخ پیدائش سے ۱۹۴۴ء تک وہ کھیلتے کودتے اُچھلتے پھاندتے (پڑھتے لکھتے نہیں) اورنگ آباد اور اورنگ آباد سے حیدر آباد پہنچے اور ترجمے کے کام پر مامور ہوئے اور ترجمہ کرتے کرتے وہ بھی کچھ لکھنے کے قابل ہوئے۔

چنانچہ ۱۹۶۳ء میں ان کی پہلی تصنیف "کیف وکم" منظرِ عام پر آئی اور ہاتھوں ہاتھ بک گئی۔ قاریوں کی اس حماقت اور یوسف ناظم کی "بہنات نویسی" کے نتیجے میں پے درپے ان کی کتابیں چھپ رہی ہیں۔ خدا کرے اُن کے وہ چند مضامین بھی کتابی صورت اختیار کر لیں جو

سے رہ گئے ہیں۔ یہ اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں کہ ان کے مضامین میں کوئی غیر معمولی بات ہوتی ہے۔
اصل قصہ یہ ہے کہ یوسف ناظم نے ایک مژدۂ روح فرسا سُنایا ہے۔ لکھتے ہیں "نظم (تعداد میں) اتنی ہیں کہ ایک مجموعہ بن جائے۔" میں سمجھتا ہوں مضامین کے مجموعے کی اشاعت نظموں کی اس تعداد کو پس پشت ڈال دے گی۔ ویسے بھی یوسف ناظم کو اس بات کا احساس ہے کہ وہ خود کہتے ہیں ظلم کی کوئی حد ہونی چاہیے۔ (یہ ان کی ذاتی شرافت کی چوتھی اور آخری دلیل ہے)
یوسف ناظم ان دنوں جہاں رہتے ہیں کہتے ہیں اس شہر کا کنارہ سمندر کا ساحل کہلاتا ہے حالانکہ میرے خیال میں وہ سمندر ہی میں بستے ہیں۔ ہاں یہ سمندر پانی کا نہیں انسانی سروں کا، اونچی نیچی عمارتوں، لمبی لمبی سڑکوں، کالے گورے انسانوں، غریبوں، مزدوروں اور امیروں کے علاوہ موٹروں، لبسوں اور بے لبسوں وغیرہ وغیرہ کا سمندر ہے۔ اسی سمندر کا نام عرصۂ دراز سے بمبئی ہے۔ یوسف ناظم نے یہ جو بمبئی کا جغرافیہ لکھ رکھا ہے۔ اس کے پڑھنے سے میری اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ اس جغرافیہ میں انھوں نے اپنے تاریخ ساز ہمسایوں کا مختصر تعارف کرایا ہے۔ پرلطف وبے تکلف ! "سلئے اور ہم سلئے"۔ بس بمبئی کا وجود اتنا ہی اہم ہے جتنا ہندستان میں اس شہر کا وجود۔ جس طرح بمبئی کے بغیر ہندستان کا تصوّر ممکن نہیں۔ اسی طرح یوسف ناظم کے "سلئے اور ہم سلئے" کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ "سائے اور ہم سائے" میں یہی چیز تو خاصہ کی ہے۔ (اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ باقی دوسری تمام چیزیں "گلو خلاصی" کی حیثیت رکھتی ہیں) اصل میں یوسف ناظم نے شہر میں بکھرے دل کے ٹکڑوں کو قرینے سے یکجا کیا ہے۔ گویا سمندر کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ جب فنکار رخاکہ نگاری کے فن پر مکمل قابو پالیتا ہے، تب ہی ایسا کر سکتا ہے۔ ورنہ غواص فن کے سمندر میں غوطہ لگا کر موتی لانے کے بجائے مگر مچھ کا شکار ہوسکتا ہے۔ یوسف ناظم تو اپنے فن کے غواص ہیں۔ کیوں نہ ہوں یہ بھی تو غواصی ہی کی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں سنگ کو نوک گویائی عطا کرنے کا فن تو انھوں نے اپنے اہلِ وطن سے سیکھا ہے۔ دُعا ہے کہ برسہا برس جیس اور دامن ادب کو آبدار موتیوں سے اسی طرح بھرتے رہیں۔ یوسف اپنی "زلیخا" ہی کے نہیں۔ ہمارے ادب کے بھی یوسف ہیں اور بے مثال ہیں۔ !!

ترقی اردو بورڈ مرکزی وزارت تعلیم حکومت ہند کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

شریمد بھگوت گیتا (اردو ترجمہ) مترجم: حسن الدین احمد

بھگوت گیتا اہلِ ہند کے نام شری کرشن جی کا پیام ہے۔ یہ ایک فلسفیانہ اور مذہبی گیت ہے اور اس سے ہندوستان کے مخصوص تخیل پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ بھگوت گیتا کا پیام کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت: ۴/۷۵

خسرو شناسی مرتبین: ظ۔ انصاری۔ ابوالفیض سحر

امیر خسرو کا نام علامت ہے، ادب، فکر اور فن کی کچھ اہم قدروں کا جن کی ترجمانی گذشتہ ہزار برس میں طرح طرح سے ہوتی رہی ہے۔ ترجمانوں کا یہ سلسلہ برِصغیر کے صوفیا، شعرا، اہلِ قلم، درویشوں اور انسان دوست مفکروں پر مشتمل ہے۔
قیمت: عام اڈیشن بلا تصویر: ۱۷/۵۰، ڈی لکس اڈیشن مصور: ۲۷/۵۰

حیدر علی مصنف: نریندر کرشن سنہا، مترجم: اقتدار حسین صدیقی

یہ کتاب نہ صرف حیدر علی کی سوانح عمری ہے۔ بلکہ ہندوستانی تاریخ کی ۱۸ ویں صدی کی عجیب وغریب شخصیت کا سوانحی مطالعہ بھی ہے اگرچہ اس کی زندگی کے بارے میں تفصیلات کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے تاہم یہ کتاب بنیادی اعتبار سے اس کی فوجی اور سیاسی زندگی سے متعلق ہے قیمت: -/۱۷

ہندوستانی معیشت: مصنف: مالک گھوش۔ مترجم: محمد خلیق

عام طور پر ان ملکوں کو کم ترقی یافتہ کہا جاتا ہے جن کا معیار زندگی کم ہو جن کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہو اور جہاں صنعت وحرفت بہت کم ہو۔ ہندوستان کا حال بھی کچھ ایسا ہی رہا۔ تفصیلات اس کتاب میں ملیں گی۔ قیمت: ۳۴/۷۵

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی مطبوعات

بوند اور سمندر امرت لال مترجم : رضیہ سجاد ظہیر

اس ناول کا مرکزی خیال فرد اور سماج کے درمیان تعلق اور رشتہ ہے ۔ وہ کیا اور کیسا ہونا چاہیے ۔'بوند' فرد ہے اور سمندر سماج ۔ آج فرد اور سماج کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے یا جڑا ہے اس کو سمجھنے کے لیے اس ناول کا مطالعہ ضروری ہے قیمت ۲۸/۷۵

ہندی کے یک بابی ڈرامے : مرتبہ : چندر گپت ودیا لنکار ، مترجم : ڈاکٹر محمد حسن

زیر نظر مجموعہ ہندی کے یک بابی ڈراموں کے مختلف اسلوب و انداز پیش کرنے والا اہم انتخاب ہے ۔ اس میں ہندی کے دس جانے پہچانے ڈرامہ نگاروں کے بہترین ڈرامے شامل ہیں ۔

قیمت : ۱۲/۵۰

میلا آنچل پھنیشور ناتھ رینو مترجم : سلمیٰ صدیقی

یہ ہے "میلا آنچل" ، ایک ناول مقامی رنگ لیے ہوئے ۔ اس میں پھول بھی ہیں کانٹے بھی ۔ دھول بھی ہے اور گلال بھی ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناول نگاران میں سے کسی سے بھی دامن بچا کر نہیں نکل پاتا ۔'میلا آنچل' عالمی ناول کہا جا سکتا ہے قیمت : ۱۸/۷۵

راگ درباری شری لال شکلا مترجم : راشد سہوانی

"راگ درباری" کو ہندی میں بامقصد طنز نگاری کی شروعات کہا گیا ہے ۔ یہ کسی طرح بھی کلاسیکی ناول سے کم نہیں ہے ۔ مختلف طرز کے پلاٹ ایک نئی ٹیکنک اور زبان و بیان کی خوبیوں سے بھرپور ناول ۔ قیمت : ۱۵/۵۰

محمد خالد عابدی بھوپالی

تاج بھوپالی سے ایک ملاقات

میں اپنے مکان کے عقب کی گلیوں کو عبور کرکے جب سلطانیہ روڈ سے گزرتا ہوا "صدر منزل" کی طرف آیا تو بے اختیار "صدر منزل" کی کس مپرسی کا احساس دل و دماغ کو جھنجھوڑنے لگا "صدر منزل"، یہ وہ بلند عمارت ہے جس کے وسیع و کشادہ سینے میں کئی کامیاب آل انڈیا مشاعرے اور کئی ادبی کانفرنسیں دھڑکتی ہیں۔ آج یہ عمارت میونسپل کے دفاتر سے گھٹن محسوس کررہی ہے "صدر منزل"، اپنا وہ حسن کھو چکی ہے جس پر کبھی اسے ناز تھا۔

میں اس قدیم تہذیب کا ماتم کرتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا کہ "شوکت محل" اور اس کے آمنے سامنے کے محلات اور ان کے درمیان کسی نیاض کے کشادہ دل کی طرح "کھرنی والا میدان" اپنی سابقہ اہمیت کا اعتراف کرا رہا تھا۔

"کھرنی والا میدان" کے سامنے ہی ایک بلند و بالا قدیم عمارت ہے۔ اس سے ملحقہ شیش محل ہے۔ یہ وہی "شیش محل" ہے۔ جہاں علامہ اقبال ایسے عظیم شاعر نے اپنے عظیم شاہکار تخلیق کیے ہیں۔ آج یہ عمارتیں دفاتر، دکانوں اور رہائشی مکانات کے طور پر تصرف میں لائی جارہی ہیں۔ گذشتہ دو سالہ طوفانی بارش نے "کھرنی والا میدان" اور "موتی مسجد" کے درمیان واقع اس عظیم عمارت کا اگلا حصہ بری طرح منہدم کردیا ہے۔ آج یہ بلند و بالا خوبصورت عمارت نہ صرف یہ کہ قدرت بلکہ موجودہ اقتدار کی متعصب ذہنیت کی شکایت کرتی نظر آرہی ہے۔ اس منہدم عمارت کا ہر منقش پتھر راہ گیروں کی ٹھوکریں کھا کر کہتا ہے "میرا وجود کیوں قائم نہیں رکھا گیا؟ مجھے سہارا دیا جاسکتا تھا میں اور میری تہذیب کو محفوظ رکھا جاسکتا تھا۔"

شعوری طور پر قدیم تہذیب کا زوال اور پرانی اقدار کی ناقدری پر میں نے اپنی

آنکھوں میں آنسوؤں کا ایک سیلاب روک رکھا تھا۔ جو ایک ذرا میں بہہ جانا چاہتا تھا۔ سامنے ہی "موتی مسجد" متعصب ذہنیتوں کو اپنے سینے میں دفن کیے مسکرا رہی ہے۔ اس کے مقدس بلند مینار ہمارا وقار۔ اس کے خوبصورت زینے ہمارے راہنما۔ بہرحال سرمئی شام انگڑائی لیتی ہوئی رات کی آغوش میں جارہی تھی۔ آسمان کے سیاہ دامن میں موتی چمک رہے تھے۔ تاج صاحب سے انٹرویو کے لیے وقت کا تعین محبوب کے وعدے کی طرح آج نہیں کل پر ٹلنے کے بعد وقت نے آج اپنے آپ کو مجھے سونپ دیا تھا۔ اور اب میں اس حسین موقع کو گنوانا نہیں چاہتا تھا۔

"موتی مسجد" اور "بے نظیر قلعہ" کے درمیان واقع جمیلہ منزل میں تاج صاحب کا عارضی قیام تھا۔ دوست احباب کا سلسلہ، رات گئے تک محفل، ایک معمول تھا۔ جمیلہ منزل کے سامنے ہی تالاب ہے۔ اس چھوٹے سے تالاب کو کئی بڑے بڑے تالابوں کا زعم ہے اس کی مچلتی ہوئی موجیں ساحل سے اٹکھیلیاں کر رہی تھیں۔ ساحل پر حال ہی میں تعمیر پل اور اس پر فراٹے بھرتی ہوئی کاریں ایک خوشنما منظر تھا۔

تاج صاحب سے سامنا ہوتے ہی مشینی انداز میں میرا ہاتھ سلام کے لیے اٹھا۔ زیرلب "وعلیکم السلام" کے ساتھ انھوں نے مسکراتے ہوئے سامنے رکھی کرسی پر مجھے بیٹھنے کے لئے اشارہ کیا۔ تاج صاحب کے قریب بیٹھے چند ملاقاتی، مہمان اور احباب سے میرا تعارف ہونے کے بعد تاج صاحب سے انٹرویو کا سلسلہ شروع ہوا۔ میں نے سوالنامے پر نظر ڈال کر انٹرویو کا آغاز یوں کیا۔

"تاج صاحب آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے ہ"

وہ میرے سوال کو یہ دور خلا میں کہیں گھورتے رہے۔ قدرے توقف کے بعد انھوں نے نہایت اطمینان سے لب وا کیے۔ "میں ۱۹۲۶ء میں بھوپال ہی میں پیدا ہوا تھا۔"

جب میرے ذہن نے یہ جواب محفوظ اور قلم نے سنند کر دیا تو میں نے ان کی تعلیم سے متعلق ایک سوال کیا۔

"تاج صاحب آپ نے تعلیم کہاں تک حاصل کی ہ"

"میں نے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی۔" تاج صاحب نے اپنے مختصر جواب میں کہا۔ تاج

کے دور میں جس تعلیم پر فخر کیا جاتا ہے۔ وہ محض چند نصابی کتابوں کی ورق گردانی کا نام علم ہے۔ میرے نزدیک تعلیم کا مقصد اخلاق کی وسعت، علوم وفنون کا مطالعہ، سماج کے نشیب و فراز کا مشاہدہ اور کسی مظلوم کے آنسو پونچھنے کا نام تعلیم ہے۔ وہ شخص جو ان خوبیوں کا مالک ہے وہ اعلیٰ تعلیم سے مزین ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تاج بھوپالی اپنے طور پر بجائے خود ایک علمی ادارہ ہیں۔

بیشتر ادبا کے ساتھ یہ اتفاق بھی ہوا ہے کہ ان کی ادبی زندگی کا آغاز شاعری سے ہوا ہے لیکن جب وہ شاعری کے گلشن میں خوبصورت پھول نہ کھلا سکے تو افسانہ، ناول، ڈرامہ کے پس پردہ اپنے علم وفن کا مظاہرہ کرنے لگے۔ تاج صاحب کے ساتھ بھی یہی اتفاق ہوا۔ چنانچہ اس پس منظر میں میں نے تاج صاحب سے دریافت کیا۔

" آپ کی ادبی زندگی کا آغاز کب ہوا ؟"

تاج صاحب نے اپنے ماضی کے دریچوں میں جھانکا اور اپنی بھولی بسری یادوں کو یکجا کرتے ہوئے کہنے لگے۔ " ۱۹۴۴ء میں بہ حیثیت افسانہ نگار میری ادبی زندگی کا آغاز ہوا۔ میرا پہلا افسانہ جس کا عنوان اس وقت یاد نہیں آرہا ہے "خیام" لاہور میں محمد علی تاج کے نام سے شائع ہوا تھا۔"

تخلص پر صرف شعرا کا ہی اجارہ نہیں ہے ادیبوں نے بھی اسے سینے سے لگا رکھا ہے اور اسی شان سے استعمال کرتے ہیں جس طرح شاعر کو مجاز حاصل ہے۔ چنانچہ تخلص سے متعلق میرے ذہن میں ایک سوال نے جنم لیا۔

" آپ نے تاج تخلص کس مناسبت سے اختیار کیا ؟"

" مجھے امتیاز علی تاج کا ڈراما "انارکلی" بہت پسند تھا اور اس غایت درجہ پسند نے شعوری طور پر "تاج" چرا لیا اور میں محمد علی سے محمد علی تاج بن گیا۔" تاج صاحب کی اس صاف گوئی نے وجہ تخلص کا انکشاف کر دیا۔ میرے ذہن کے بحر بیکراں میں اٹھتی ہوئی لہریں اب سکون پا رہی تھیں۔

ہر فنکار اس وقت تک نامکمل ہے تاوقتیکہ اس کا راہنما اس کی شخصیت اور فن میں ایک روح نہ پھونک دے۔ وہ صنم، سنگتراش کی ایک چوٹ کا محتاج ہے جو اُسے ایک ناقص پتھر سے دلکش پیکر عطا کرتا ہے۔ اس کا راہنما گوشت پوست کا انسان ہی نہیں سماج کا انقلاب اور عالموں کی متبادل کتابیں بھی ہوسکتی ہیں۔ تاج صاحب نے میرے سوال " آپ کا ادبی راہنما کون ہے ؟"، کی بساط پر ایک مختصر جواب کا مہرہ رکھتے ہوئے کہا۔

"میرے ادبی راہنما زمانہ اور کتابیں ہیں۔"

ایک غیر اصلاح کلام پر کسی استاد کی بہترین اصلاح اس کے حسن کو دوبالا کر سکتی ہے اس کا تجربہ ان حضرات کو ضرور ہوگا جن کا شعر بر اعتبار سے خوب ہے۔ لیکن نگاہِ استاد سے گزرنے پر وہ آبدار موتی ہو گیا ہے۔ جب میں نے ان الفاظ کو یکجا کیا تو ایک سوال پیدا ہوا۔

"تاج صاحب آپ نے اپنے ابتدائی کلام پر کس سے اصلاح لی ؟"

"میں نے اپنے ابتدائی کلام پر حضرت سہا مجددی اور عبدالحمید شاد مرحوم وغیرہ سے اصلاحیں لی ہیں۔ لیکن مجھے ان کی اصلاحیں پسند نہیں آئیں۔"

لفظ "وکیوں ؟" نے مجھے اور بھی گہرائی میں کھینچ لیا۔

"مثلاً شاد مرحوم کا طریقۂ اصلاح یہ تھا کہ وہ شاگرد کی پوری غزل کاٹ کر ازسرِ نو خود غزل کہہ دیا کرتے تھے۔ جو مجھے پسند نہیں تھا۔ اور سہا مجددی صاحب لفظی تبدیلیاں کرتے تھے۔ جو مجھے کسی قدر پسند تھا۔" تاج صاحب نے نہایت ایماندارانہ جواب دیا۔

کسی مغربی مفکر کا قول ہے کہ "ہمارے ہاں بھونڈے شاعروں کی بڑی تعداد کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب الہامی شاعر ہیں۔" کچھ تعریف کے بعد میں نے تاج صاحب سے پوچھا۔

"آپ اکتسابی شاعر ہیں یا وہبی ؟"

"میں نہ تو اکتسابی شاعر ہوں اور نہ ہی وہبی (فطری) بلکہ میں نے شعوری طور پر شاعری شروع کی۔"

قدرت بھی شاعری کرتی ہے اور اس کا اظہار اس کی خوبصورت کائنات ہے۔ یہ قوتِ اظہار خدا نے اپنے بندوں کو بھی ودیعت کی ہے۔ چنانچہ میں نے تاج صاحب سے پوچھا۔

"آپ نے اظہارِ خیال کے لیے شاعری ہی کا انتخاب کیوں کیا ؟"

"ہندو پاک کے مقبول جرائد میں میرے بیشتر افسانے شائع ہوئے۔ لیکن میں نے محسوس کیا کہ بغیر انگریزی ادب کو جانے اور دیگر ادبیات کو جانے بغیر میں اعلیٰ افسانہ نگار نہیں بن سکتا چنانچہ میں نے افسانہ نگاری ترک کر دی اور اپنے اظہار کے لیے شاعری منتخب کر لی۔"

ہمارے درمیان ایسے بیشتر ادبا و شعرا ہیں جو خلافِ طبیعت ادب تخلیق کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان کا ادب نہ تو صحت مند ہوتا ہے اور نہ ہی معیار کے میزان میں رکھنے کے قابل۔ تاج صاحب نے ایک بھاری پتھر کو چوم کر رکھ دیا اس طرح انھوں نے نہ صرف اپنے ساتھ بلکہ اپنے ذہن کے ساتھ بھی ایمانداری سے انصاف کیا ہے۔

ادب کی تمام اصناف میں تخلیق کا جنم شاید اتنا دشوار نہ ہوگا جتنا کہ شعر موزوں کرنا۔ شعر بمشکل موزوں ہوتا ہے اور اس کی تخلیق کے لیے مختلف عجیب و غریب طریقے رائج ہیں۔ بہرحال میں نے اس دشوار مسئلہ پر ایک سوال قائم کیا۔

"آپ شعر کس طرح کہتے ہیں؟"

"میرے شعر کہنے کا سیدھا طریقہ یہ ہے کہ میں بالعموم ٹہل کر شعر کہتا ہوں۔"

شاعر کا دل ایک نازک آبگینہ ہے جو ایک ذرا سی ٹھیس سے چکنا چور ہو جاتا ہے یقیناً کوئی حادثہ، کوئی واقعہ اس کی زندگی کا رخ موڑ دینے میں کافی ہوتا ہے۔ وہ فطری طور پر حساس ہوتا ہے یقیناً یہ ٹھیس اس کی رگ و پے کو متاثر کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں نے دانستہ سوال کیا۔

"تاج صاحب آپ کی زندگی کا کوئی ایسا اہم المیہ جس نے آپ کی شاعری پر غیر معمولی اثر ڈالا ہو؟"

"ایک تو سماج میں پھیلی ہوئی ناانصافی بجانب داری اور دوسرا عشق مسلسل۔" گویا تاج ایک زخم تھا جو پھر ایک ذرا ٹھیس سے ہرا ہو گیا۔ ان کے لہجے میں کرب، لفظوں میں درد کی ٹیس اور چمکتی آنکھوں میں کسی کی بے وفائی کی شکایت ان کے جواب میں شامل تھی۔

طبیعت کی موزونیت سے شعر تو کہا جا سکتا ہے۔ لیکن "عروض" سے اس میں ایک ایسی روح ڈال دی جاتی ہے جو اُسے ہر طریقے سے مکمل بنا دیتا ہے۔ فن عروض سے متعلق میں نے تاج صاحب سے ایک سوال کرتے ہوئے جواب کی خواہش ظاہر کی۔

"کیا آپ" فن عروض "سے بھی واقف ہیں؟"

"میں اس فن سے بالکل واقف نہیں ہوں لیکن یہ فن شعرا کو آنا چاہیے۔ تاج صاحب نے نہایت صاف گوئی سے جواب میں کہا۔ ان کے جواب میں وہ زعم یا دعویٰ نہیں تھا جو بیشتر شعرا میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام اس تکنیک کی تسکین کرتا نظر آتا ہے۔ بہرحال تاج صاحب

کی یہ صاف گوئی کنفیوشس ایسے مفکر کے قول پر قائم ہے کہ صداقت انسان کو عظیم بناتی ہے انسان صداقت کو عظیم بناتا ہے۔"

"فن عروض"، کے بارے میں میرے سوالنامے میں ایک اور سوال سر اُبھار رہا تھا۔ میں نے پوچھا "تاج صاحب آپ کے نزدیک فن عروض سیکھنے کا بہترین اور آسان طریقہ کیا ہے؟"

"فن عروض پر کتابیں دستیاب ہیں اور اساتذہ بھی موجود ہیں تاج صاحب کے جواب سے میں نے کسی قدر مطمئن ہونے کی کوشش کی۔

"تخلیق کار، شراب، غم جاناں اور غم دوراں ایسے مثلث کے اردگرد ہی رہ کر اپنے شعر پاروں کے تانے بانے بنتا نظر آتا ہے۔ ہمارا بیشتر ادب شراب میں ڈوبا ہوا ہے کچھ غم جاناں کا ماتم کرتے نظر آتے ہیں تو کچھ غم دوراں کے انتشار کے شکار ہیں۔ کیا واقعی شراب، غم جاناں اور غم دوراں تخلیق کار کے لیے ضروری ہیں۔ کیا اس کے بغیر تخلیق کا جنم ممکن نہیں۔ اس مثلث پر میں نے ایک سوال قائم کیا۔

"کیا تخلیق ادب کے لیے بالخصوص شاعری کے لیے شراب، غم جاناں اور غم دوراں ضروری ہیں؟" دو جملوں میں انھوں نے مسئلہ حل کر دیا کہ: "شراب ضروری نہیں ہے باقی ہر چیز ضروری ہے۔"

تاج صاحب کے لیے میرا اگلا سوال یہ تھا کہ "آپ کے حلقۂ تلامذہ میں کن شعرا حضرات کی شمولیت ہے؟"

"میرے حلقۂ تلامذہ میں کوئی نہیں ہے۔ میں دوستی رکھنا پسند کرتا ہوں۔ شاگرد رکھنا پسند نہیں کرتا۔" تاج صاحب کا یہ انکسارانہ جواب جب تجسس پیدا کرنے لگا تو میں نے ایک اور سوال پیش کیا۔

"روز بہ روز مشاعروں کا مذاق معیار پست ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے کیا اسباب ہیں؟"

تاج صاحب گویا ہوئے۔

"اس کی وجہ تقسیم ملک اور اردو کے سلسلہ میں ارباب حل و عقد کی بے اعتنائی ہے۔"

"عجیب بات ہے کہ ہمارے ملک میں شاعر کو ایک معمولی انسان اور ذریعۂ تفریح سمجھا

جاتا ہے۔ حالانکہ شاعر زمانہ ساز ہوتا ہے۔ اس کی تخلیق تاریخ کے مقابلے میں زیادہ حقیقت پرمبنی ہوتی ہے۔ بقول شیلے کے "شاعر دکھوں سے سیکھتے ہیں اور گیتوں سے سکھاتے ہیں۔ جو شخص اپنے دکھوں سے دوسروں کو زندگی بخشے۔ اپنی تخلیق سے عوام کے فکر و ذکا ر دور کرے ان کے مقاصد میں ایک روح پھونکے۔ اس کے حصے میں صرف لعنت و ملامت کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس کرب میں میرا ایک سوال سسکیاں لے رہا تھا۔

" ہمارے سماج میں ادیب و شاعر کو ایک غیر ذمہ دار، لاپروا اور ذریعۂ تفریح کیوں سمجھا گیا ہے۔؟"

تاج صاحب نے نہایت خود اعتمادی سے اپنے جواب کے ساتھ انصاف کیا۔ انھوں نے کہا۔

" سب کے ساتھ تو ایسا نہیں ہے، لیکن اکثر کے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔"

میرا سوالنامہ دو حصّوں میں منقسم تھا۔ ایک ادبی حصّہ دوسرا فلمیات سے متعلق۔ ادبی حصہ کا آخری سوال یہ تھا۔

" تاج صاحب آپ کی ابھی تک کی مطبوعات ؟"

" صرف ایک "خیمۂ گل" دوسری زیر طبع ہے جس کا عنوان زیر غور ہے۔"

اس آخری سوال کے ساتھ ہی میرا ادبی انٹرویو ختم ہوگیا تھا۔ لیکن تاج صاحب کی زندگی کا ایک حصہ فلمی دنیا میں بھی گزرا ہے۔ انھوں نے کئی مقبول گیت لکھے ہیں۔ ایک سابق فلمی صحافی ہونے کی وجہ سے میری بھی اس موضوع سے دلچسپی تھی۔ چنانچہ میں نے فلمیات سے متعلق پہلا سوال کیا۔

" تاج صاحب بہ حیثیت فلمی گیت کار آپ کی پہلی فلم ؟"

" میری پہلی فلم "جلتے دیپ" تھی۔ جس کی ہیروئن نمی تھی اور موسیقار نے سارا دل کیا تھا"

میں نے دوسرا سوال کیا۔

" کیا وجہ ہے کہ آپ نے پابندی سے فلموں کے لیے گیت نہیں لکھے ؟"

" اول تو میں خود سے فلم، میں گیا ہی نہیں تھا۔ پہلے عادل رشید (مرحوم) کے اصرار پر

چلاگیا تھا۔ پھر واپس ایم ساگر نے بلالیا۔ ویسے میری آخری فلم "آنسو بن گئے پھول" تھی۔ جو کافی مقبول ہوئی (اس فلم میں تاج صاحب کے علاوہ جاں نثار اختر اور گوندو کس بھی تھے) میں فلم انڈسٹری میں جسے مصنوعی دنیا کہنا چاہیے۔ خود کو اس کے مطابق نہ ڈھال سکا اور یہی وجہ ہے کہ میرا وہاں دل نہیں لگا۔"

اگرچہ فلمی گیت لکھنا آسان ہے۔ لیکن اتنا ہی مشکل ہے۔ میں نے اس مسئلے پر ان کی رائے جاننا چاہی۔ میرا سوال تھا۔ "تاج صاحب ایک بہترین فلمی گیت لکھنے کے لیے کس صلاحیت و شعور کی ضرورت ہوتی ہے ؟"

انھوں نے جواب دیا۔

"بہترین فلمی گیت لکھنے کے لیے سبجیکٹ، سچویشن، بہترین میوزک اور اچھی دُھن کی ضرورت ہوتی ہے۔"

ایک زمانہ وہ تھا جب فلم میں ادب پیش کیا جاتا تھا۔ آج فلم کا جو معیار ہے وہ کسی گندہ ناول اور بے ہودہ فقروں سے بھی آگے ہے۔ حضرت آرزو لکھنوی، ڈاکٹر صفدر آہ، برق لکھنوی، بہزاد لکھنوی، حسرت لکھنوی وغیرہ بہترین ادبی شاعروں نے فلمی گیت لکھے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ کل کے فلمی گیت کانوں میں رس گھولتے تھے اور آج کے گیت کانوں میں زہر گھولتے ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ بہرحال میرا سوال تھا کہ۔

"کیا وجہ ہے کہ پرانے فلمی گیتوں کے مقابلے میں آج کے نئے گیت کانوں کو گراں گزرتے ہیں؟"

"آج کے گیت اُن لوگوں کو گراں گزرتے ہیں جنھوں نے پرانی فلموں کے پاکیزہ اور صاف ستھرے گیت سُنے ہیں۔ بدلتے ہوئے فیشن، بدلتی ہوئی محبتی اقدار اور جنسی کجروی کا زمانہ ہے صاف بات تو یہ ہے کہ معاملہ سپلائی اور ڈیمانڈ کا ہے۔"

یوں تو فلمی دنیا میں ایک سے بڑھ کر ایک شاعر ہے۔ جیسے شاعر اعظم اور ملک الشعرا کا زعم ہے۔ اس خوش فہمی پر ایک سوال اپنا جواب چاہتا تھا۔

"فلمی گیت کاروں میں آپ کس سے متاثر ہیں ؟"

"میں ساحر سے متاثر ہوں کیوں کہ ساحر نے فلم کو سماجی اور ترقی پسند شاعری سے

آگاہ کیا ہے۔"

ایک اور سوال تھا۔

"آپ نے ابھی تک کن کن فلموں کے گیت لکھے ہیں۔؟"

"مجموعی طور پر پانچ چھ فلموں کے لیے گیت لکھے ہیں۔"

ہر ذی شعور اس امر سے انکار نہیں کرے گا کہ فلموں کی ترقی میں اُردو نے ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ فلموں میں آج بھی وہ اداکار موجود ہیں۔ جنہوں نے اپنے مکالموں کی ادائگی میں حسن پیدا کرنے کے لیے اردو زبان سیکھی۔ فلموں میں اردو کی بہت اہمیت پر میں نے ایک سوال کیا۔

"اردو زبان کے بغیر فلم کی مقبولیت و کامیابی مشکوک ہے۔ کیا یہ دعویٰ درست ہے؟"

"میرے خیال سے ہم سب ادیبوں اور شاعروں سے زیادہ اردو کی خدمت فلم کر رہا ہے لیکن اب فلم میں تلفظ کا بگاڑ عام ہوتا جا رہا ہے۔ ایک زمانے میں فلم انڈسٹری میں ڈائیلاگ ڈائریکٹر (APPOINT) کیا جاتا تھا۔ شاید اب مدراس میں اس کا رواج ہے۔"

میں نے اپنے انٹرویو کو ختم کرتے ہوئے آخری سوال کیا۔ "تاج صاحب فلموں میں اُردو کا مستقبل؟"

"نقریباً محفوظ ہے۔" تاج صاحب نے کہا۔

رات کی خنکی نے چائے کی خواہش کو جوان کر دیا۔ قدرے توقف سے ایک سرد ماحول کو چائے کی چسکیوں نے گرما دیا۔ میں نے انٹرویو کے لیے تاج صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ میری وجہ سے اُن کو جو زحمت ہوئی اُس کی معذرت چاہی۔ تاج صاحب سے اجازت چاہتے ہوئے میں واپس ہوا۔ کیوں کہ تاج صاحب ہنوز مکمل صحت یاب نہیں ہوئے ہیں۔ وہ تا دیر بیٹھ بھی نہیں سکتے ہیں۔ وقفے وقفے سے اعصابی تشنج، پہلو بدل بدل کر بیٹھنے کی ناکام کوشش نے مجھے احساس دلایا کہ اب تاج صاحب کو آرام کی ضرورت ہے

رات کی تاریکی پورے شباب پر تھی دور آسمان پر ٹمٹماتے تارے سیاہ کنول پر شبنم محسوس ہو رہے تھے میں اپنے ذہن میں تاج صاحب کی بنی تصویر میں خلوص و محبت، اخلاق و ہمدردی اور ان کی شہرت و عظمت کا رنگ بھرتا ہوا اس تاثر کے ساتھ اپنا سفر طے کر رہا تھا۔ تاج صاحب اس صاف شفاف چشمے کی طرح ہیں جس کی تہہ میں سنگریزوں کے ساتھ ساتھ نہایت خوبصورت موتی بکھرے پڑے ہیں۔ ••

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی نئی کتابیں

کچھ نثر میں بھی

نرندر ناتھ مُلّا

زندگی ہو یا فن، دونوں سے نپٹنے کے لیے اتنی ضرورت، علم کی گہرائیوں میں ڈوبنے کی نہیں جتنی احساس اور شعور کی تربیت سے ایک اندازِ فکر پیدا کرنے کی ہے۔ کیونکہ یہی انداز ایک منفرد اسلوب بیان بھی عطا کرتا ہے۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ یہ انداز محض ایک ہنیترا بن کر نہ رہ جائے۔ یہ کتاب ایسی ہی فکر انگیز تحریروں کا مجموعہ ہے۔

قیمت : -/۱۶

مشاہیر کے خطوط

مرتبہ

عبد اللطیف اعظمی

بابائے اُردو مولوی عبد الحق کی ستّرویں سالگرہ سنہ ء کے موقع پر ملک کے گیارہ مشاہیر نے مرتب کو جو پیغامات بھیجے تھے اور اُردو کے ۲۶ ممتاز مرحوم ادیبوں نے وقتاً فوقتاً جو خطوط لکھے تھے۔ اُنھیں مفید حاشیوں اور ان خطوط نگاروں کے مختصر حالات زندگی کے ساتھ اس کتاب میں جمع کردیا ہے

قیمت : ۱۲/۵۰

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

اردو کیسے لکھیں
(صحیح املا)

مصنف :- رشید حسن خاں
صفحات: ۱۳۵، سائز $\frac{18\times22}{8}$
قیمت : چار روپے
ناشر : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر نئی دہلی
اور اس کی جملہ شاخیں
اشاعت : اگست ۱۹۷۵ء

صحتِ زبان کی طرف تو بہت کچھ توجہ کی گئی۔ بڑا وقت صرف کیا گیا۔ مکاتب قائم ہوگئے معرکے مباحث، محاکے بلکہ مجادلے تک مشہور ہیں مگر اس زبان کے صحیح املا کی طرف کس نے، کب اور کتنی توجہ کی۔ اس کو کتنے لوگ جانتے ہیں؟

مولانا احسن مارہروی، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی اور انجمن ترقی اردو گنتی کے یہ دو بزرگ اور ایک ادارہ تھا جنھوں نے اردو کے املا کے کچھ اصول اور ضابطے مدوّن اور مرتب کیے تھے۔ انجمن نے اپنی عام مطبوعات اور درسی کتابوں (درسیہ عثمانیہ) میں ان کو برتنے اور رائج کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔ اب نہ وہ بزرگ رہے نہ وہ ادارہ۔ انجمن ضرور باقی ہے۔ مگر اس نے اپنے حدودِ کار سے 'صحتِ املا' کو خارج کر رکھا ہے۔

مولانا مارہروی اور ڈاکٹر صدیقی نے جو کام شروع کیا تھا۔ اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے رشید حسن خاں صاحب نے۔ وقت کی اس نہایت اہم ضرورت کو واقعہ یہ ہے کہ خاں صاحب

موصوف نے انتہائی خلوص، بڑی ہی مستعدی، پوری سوجھ بوجھ اور ایک خاص لگن کے ساتھ انجام دیا ہے۔ مسئلے کی تمام جزئیات پر انھوں نے غور کیا، اس سلسلے کا جو بھی مواد تھا اس کی چھان بین کی۔ پھر اپنے برسوں کے غور و فکر کے نتیجوں کو اردو املا کے نام سے ایک ضخیم اور مبسوط کتاب کی شکل میں پیش کر دیا۔ (یہ کتاب ترقی اردو بورڈ کی طرف سے مئی ۷۴ء میں شائع ہو چکی ہے)

کتاب چونکہ ضخیم اور قیمتی ہے خیال ہوتا ہے کہ طالب علم اور عام اردو داں طبقہ نہ اسے آسانی سے خرید سکے گا اور نہ حسبِ منشا فائدہ حاصل کر سکے گا۔ جب کہ انھیں دونوں طبقوں میں اصلاح کی گنجایش ہے اور اس بات کا امکان اور توقع ہے کہ ان کو اگر صحیح بات بتائی یا سکھائی جائے تو چھوٹی عمر یا بڑی حیثیت کے لوگوں کے مقابلے میں جلد سیکھ لیں گے اور ان پر عمل پیرا ہونے میں قیل و قال سے کام نہ لیں گے۔

اسی مقصد کے تحت فاضل مرتب نے صحیح املا کے اصول و ضوابط کو مختصر کر کے خود ہی ایک چھوٹی کتاب قلم بند کی جس میں تمام ضروری باتیں اور مثالیں موجود ہیں نیز اس کا حصول اور استفادہ دونوں کے لیے آسان ہے۔ اچھا ہوا کہ تلخیص و اختصار کے معاملے میں انھوں نے دوسروں کی کوشش کا نہ سہارا لیا اور نہ انتظار کیا۔

پیش لفظ میں کتاب کی غرض و غائت اور موضوع کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ اس کے بعد چھوٹے چھوٹے ابواب میں املا اور رسم الخط، کا مفہوم، نسخ و نستعلیق کا فرق اور شناخت املا میں جو حیرت انگیز غلطیاں رواج پا گئی ہیں ان کی مثالیں، لفظوں اور شوشوں کی اہمیت حرفوں کی تختیاں، ان کی ساخت، جوڑ پیوند اقسام، شروع وسط اور آخر میں ان کی متعین شکلوں کی صراحت، پھر ایک ایک حرف کو لے کر اس سے بننے والے لفظوں کی فہرست لاحقے سابقے، اعراب، اضافتیں، علامات، رموز و اوقاف، عربی اور انگریزی کے مستعمل الفاظ کا جداگانہ املا۔ 'الف' اور 'ہ' کے استعمال میں جن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے اس کے قاعدے 'ز' اور 'ذ' کا فرق، اور ان لفظوں سے جو لفظ بنتے ہیں اُن کی نشاندہی۔ غرض باسٹھ ترسٹھ عنوانات اور ابواب کے تحت اردو کے بیشتر الفاظ کو اسباب و دلائل کی روشنی میں

نہ صرف درج کر دیا گیا ہے بلکہ اس کے لکھنے کے طور طریقوں کو بھی اچھی طرح سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو الفاظ کتاب کے متن و مثالوں میں نہیں آسکے۔ وہ آخر کے ضمیمے میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

ایک فردِ واحد کی قابلِ تعریف کوششوں سے اپنی نوعیت کی پہلی اور متعدد حیثیتوں سے نہایت جامع اور مفید کتاب بلکہ دو کتابیں سامنے آگئیں۔ ایک اونچی سطح کے لوگوں کے لیے۔ دوسری طالب علموں اور ان کے استادوں کے لیے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کون کتنا فائدہ اٹھاتا ہے! ملک میں نہ اردو کے بہی خواہوں کی کمی ہے، نہ تعلیم کے ماہروں کی۔ ایسے ادارے، ناشرین اور مطابع بھی موجود ہیں جن کی ذرا سی توجہ سے اردو کا صحیح املا رائج ہو سکتا ہے اور عام غلطیاں تھوڑی سی مدت میں درست ہو سکتی ہیں۔

ترقی اردو بورڈ اور مکتبہ جامعہ، سر دست اگر یہی دو ادارے اس ضروری اور اصلاحی کام کو اپنے فرائض منصبی اور اشاعتی منصوبوں میں شامل کر لیں تو اس سے دوسروں کو ترغیب ہوگی اور اردو کی ایک اہم خدمت انجام پائے گی۔

"ذرا" اور "زرا"، "رضائی یا "رزائی۔" "اشش اشش" یا عش عش" "عجب یا لوالعجب" "بل ہوس" "یا بوالہوس" وغیرہ کا مجوزہ املا ضروری نہیں کہ سب کے لیے قابلِ قبول ہو۔ یہ اختلافات دور ہو سکتے ہیں اور ان کو جلد دور کرانا چاہیے۔ اس کے لیے میں پھر ترقی اردو بورڈ اور مکتبہ جامعہ کا نام لینا چاہتا ہوں۔

کتاب خاصی صاف ستھری چھپی ہے اور اس قابل ہے کہ طلبہ اور اساتذہ اس کو اپنے پاس سند اور حوالے کے طور پر رکھیں۔

رشید نعمانی

میر انیس سے تعارف

مصنف: صالحہ عابد حسین

قیمت: -/۷

ناشر: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

اس کتاب کا تعلق میر انیس سے ہے۔ اردو شاعروں میں میر انیس بھی ایک بہت

مشکل موضوع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے مرثیوں میں اردو شاعری کے بیشتر اصناف اور بڑی شاعری کے تمام اوصاف حل ہوگئے ہیں۔ میرانیسؔ پر قلم اٹھانے کے لیے خود ان کے کلام کا مطالعہ ہی ایسی کڑی ہے جس کا دیانت داری کے ساتھ پورا کرنا بہت مشکل ہے۔ پھر انیسؔ کی انفرادی خصوصیات کا اندازہ اس وقت تک صحیح طور پر نہیں ہوسکتا جب تک دوسرے مرثیہ نگاروں کا کلام سامنے رکھ کر اس سے انیسؔ کے مرثیوں کا تقابلی مطالعہ نہ کیا جائے۔ یہ پہلی شرط سے بھی زیادہ کڑی شرط ہے جسے نظرانداز کرنے کا نتیجہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ہم انیسؔ کے مرثیوں کی اُن خصوصیات کو انیسؔ کی انفرادیت کا نمونہ بنا کر پیش کرنے لگتے ہیں جو دراصل اردو مرثیوں کی عام خصوصیات ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم نہ صرف انیس اور دوسرے مرثیہ نگاروں کے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں۔ بلکہ نادانستہ ایک قسم کی ادبی بددیانتی کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ انیسؔ شناسی کی راہ میں یہ مشکلیں اس وقت زیادہ پیش آتی ہیں جب خالص فنی نقطۂ نظر سے انیسؔ کی شاعری کا جائزہ لیا جائے۔ بہرحال انیسؔ کے فنی اور شعری اسلوب کے علاوہ ان کے مرثیوں کے بہت سے خارجی پہلو ایسے ہیں جن کا تعلق اسلوبِ بیان سے زیادہ موضوعِ بیان سے ہے۔ بدقسمتی سے ابھی ان پہلوؤں کا بھی خاطر خواہ مطالعہ نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس مطالعے کے لیے جس سلجھے ہوئے ذہن اور راست فکری کی شرط ہے اس کا پورا کرنا بھی آسان نہیں ہے اور اسی وجہ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس میدان میں بھی انیس کے ساتھ ابھی تک انصاف نہیں ہوسکا۔ لیکن بیگم صالحہ عابد حسین کی کتاب "انیس سے تعارف" اس احساس کو کم کر دیتی ہے۔ "انیس سے تعارف" چھ مضامین کا مجموعہ ہے۔ جن کے عنوان ہیں۔ "میرانیسؔ"، "مرثیہ اور انیس" "کلامِ انیس میں ہندستانی تہذیب" "مراثیِ انیس میں خاندانی زندگی کی جھلکیاں"، "انیس کی منظر نگاری" اور "کلامِ انیسؔ اور اخلاقی قدریں"، بیگم صالحہ عابد حسین اس سے پہلے بھی انیسؔ پر ایک کتاب "خواتینِ کربلا کلامِ انیس کے آئینے میں" لکھ چکی ہیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ انیسؔ کے کلام کا کوئی فنی مطالعہ نہیں بلکہ ان پر تعارفی نوعیت کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ ان مضامین سے مراثیِ انیسؔ کے مختلف بیانیہ عناصر روشن ہوکر سامنے آتے ہیں۔ اور

ذہن میں اس فضا کا ایک واضح نقش بن جاتا ہے جو انیس نے اپنے مرثیوں میں قائم کی ہے۔ مثالوں کے تنوع سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے کلام انیس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ اسی لیے وہ اپنے بیانات کی وضاحت میں کلام انیس کے جو اقتباس دیتی ہیں وہ ان بیانات کی پرزور تائید کرتے ہیں۔ کتاب کے دو مضامین "مراثی انیس میں خاندانی زندگی کی جھلکیاں" اور "کلام انیس اور اخلاقی قدریں" خاص طور پر عمدہ ہیں۔ کتاب کی ایک اہم خصوصیت اس کا متوازن اور واضح انداز بیان ہے ان مضامین کو پڑھ کر کہیں بھی قاری کے ذہن میں یہ الجھن پیدا نہیں ہوتی کہ لکھنے والا کیا کہنا چاہتا ہے۔ یقین ہے کہ یہ کتاب انیس کو سمجھنے اور ان کے کلام سے دلچسپی کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہوگی۔

(بشکریہ آل انڈیا ریڈیو) ڈاکٹر نیر مسعود

کچھ نثر میں بھی

از: آنند نرائن مُلّا
سائز ۲۲×۱۸ صفحات ۳۱۶
قیمت: سولہ روپے
ناشر: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی دہلی ۲۵..۱۱

مُلّا صاحب کی شخصیت اردو دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ایک اچھے شاعر کی حیثیت سے علمی و ادبی حلقوں میں اُن کو شہرت عام حاصل ہے گذشتہ پچیس سال سے عام اردو داں طبقہ بھی ان سے بخوبی واقف ہو چکا ہے۔ مُلّا صاحب ایک ممتاز قانون داں ہیں ہائی کورٹ کی جج کے منصب پر فائز رہ چکے ہیں، سیاسیات سے لگاؤ ہے۔ لیکن ان کو عام شہرت ایک حامیِ اردو کی حیثیت سے حاصل ہوئی۔ اردو کی ترقی و اشاعت کے لیے جتنے بڑے ادارے قائم ہیں۔ وہ سرکاری ہوں یا عوامی سب مُلّا صاحب کی سرپرستی کے رہین منت ہیں۔ آپ انجمن ترقی اردو ہند کے صدر، جامعہ اردو علی گڑھ کے رکن خاص، ترقی اردو بورڈ کے نائب صدر، اردو

اکیڈمی اتر پردیش کے چیرمین، ممبران پارلیمنٹ کی اردو کمیٹی کے صدر اور کل ہند کانگریس کمیٹی اردو سیل کے نگراں ہیں۔ اردو زبان اور حامیانِ اردو کی خوش قسمتی ہے کہ انھیں مُلّا صاحب جیسی ہمہ گیر اور پہلودار شخصیت کی سرپرستی حاصل ہے۔ مُلّا صاحب کی ہمّت واستقلال، قابلِ ستائش ہے کہ پیرانہ سالی کے باوجود اردو زبان کی محبت میں اتنی بڑی بڑی ذمہ داریوں کے بوجھ اپنے کاندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی اردو دُنیا کے اس قحط الرجال پر جتنا افسوس کیا جائے وہ کم ہے کہ مُلّا صاحب کا بوجھ بٹانے والی کوئی دوسری شخصیت ان جیسی ہمّت وجذبۂ ایثار کے ساتھ میدانِ عمل میں موجود نہیں ہوتی۔ مُلّا صاحب نے اردو زبان وادب کی خدمت کا جذبہ ورثے میں پایا تھا۔ لکھنؤ کے شاعرانہ اور ادبی ماحول نے ان کو شاعری اور نثر نگاری کی طرف مائل کر دیا۔ ان کی نثر نگاری سے تو ہم اب واقف ہوئے ہیں۔ لیکن جہاں تک شاعری کا تعلق ہے۔ ان کا شمار اچھے اور معیاری شعرا میں کیا جاتا ہے۔ کلام کے دو ضخیم مجموعے، جوئے شیر اور "میری حدیثِ عمر گریزاں" شائع ہو چکے ہیں۔ موخرالذکر پر ساہتیہ اکیڈمی کا ایوارڈ بھی مل چکا ہے پیشِ نظر کتاب مُلّا صاحب کی نثری کاوشوں پر مشتمل ہے۔ جو موضوعات کے پندرہ قدیم وجدید مضامین اور پانچ خطبات کا مجموعہ ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ نثر لکھنے میں بھی خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ اور کسی قدر تنقیدی شعور بھی رکھتے ہیں۔ اس میں دو خطبات ہیں جو دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں (بسلسلہ نظام خطبات) پڑھے گئے تھے (۱) عالمی نظام میں انسان کے بنیادی حقوق (۲) آئینِ ہند میں انسان کے بنیادی حقوق۔ نفسِ مضمون کے سلسلہ میں تو میں کچھ کہنے کے موقف میں نہیں ہوں۔ لیکن جہاں تک زبان اور اندازِ بیان کا تعلق ہے ان میں وہ روانی اور شگفتگی نہیں جو موصوف کے دوسرے پُرانے مضامین میں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موضوع کی خشکی کا اثر زبان وبیان پر بھی پڑ گیا۔ تاہم ان کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تعجب ہے کہ یہ خطبہ دوسرے نظام خطبات کی طرح شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی سے کتابی صورت میں کیوں نہ شائع ہوا۔

خواجہ حیدر علی آتش پر ریڈیو نیچر نامکمل ہونے کے باوجود نہایت دلچسپ اور معلومات افزا ہے۔ اس کے ذریعہ آتش کی زندگی کے بعض اہم گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ زبان نہایت صاف،

سادہ اور شگفتہ ہے، انداز بیان میں دل کشی ہے۔ کاش اس کا جو حصہ تلف ہوگیا ہے۔ ملا صاحب اس کو دوبارہ مکمل کر دیتے تو یہ ایک خاصہ کی چیز ہو جاتی۔

چکبست کے فن اور شخصیت پر ملا صاحب کا مضمون مختصر ہونے کے باوجود نہایت جامع ہے۔ تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے اس میں متعدد ایسے اشارے ملتے ہیں جو ان کی رہنمائی کر سکتے ہیں چکبست نے بچپن ہی میں شعر کہنا شروع کر دیا تھا اور اہل ذوق ان کے اشعار پر کان دھرنے لگے تھے۔ ملا صاحب نے خود بعض مشاعروں میں چکبست کا کلام سُنا ہے۔ ان کے ساتھ نشست و برخاست کے مواقع حاصل رہے ہیں۔ اس لیے چکبست کے حالات اور ان کی شاعری پر موصوف کی گہری نظر ہے۔ جس کا اندازہ مضمون سے بخوبی ہوتا ہے۔ ملا صاحب کو چکبست سے جو محبت و عقیدت تھی اُس کی جھلک ان کی تحریر میں نظر آتی ہے۔ انداز بیان دلکش ہے اور زبان سادہ شگفتہ ہے۔

پنڈت رتن ناتھ سرشار پر ایک معلومات افزا مضمون بھی شامل ہے۔ اس میں سرشار کی ابتدائی زندگی کی جھلکیاں بھی ہیں اور درمیانی اور آخری دور کے حالات اور کارناموں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ 'فسانۂ آزاد' کی تخلیق کا سبب، نولکشور پریس سے تعلق اور قطع تعلق اور دوسرے ضروری حالات اور مشاغل پر تبصرہ کیا ہے۔ سرشار اردو ادب کی تاریخ میں ایک قد آور شخصیت کے حامل ہیں۔ ان کا عظیم کارنامہ "فسانۂ آزاد" ہے۔ جس کو اردو کے کلاسیکی ادب میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ حالانکہ سرشار نے اس کو اودھ اخبار کے لیے قلم برداشتہ لکھا تھا۔ ملا صاحب نے سرشار کی زندگی اور فن کے بہت سے گوشوں پر روشنی ڈالی ہے اختصار کے باوجود اس مضمون کی جامعیت و افادیت مسلّم ہے۔ بعض دوسرے مضامین بھی اچھے ہیں۔ مضامین کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو مضامین لکھنؤ کے ادبی ماحول میں رہ بس کے لکھے تھے (بہت پہلے) وہ زبان و بیان کے اعتبار سے نہایت اچھے ہیں اور جو سیاسی اور سماجی ہنگاموں میں دلچسپی لینے کے بعد لکھے گئے ہیں۔ ان میں بظاہر کوئی ندرت نہیں۔ بلکہ کہنا چاہیے آورد ہے آمد نہیں۔

یہ اچھا ہوا کہ ملا صاحب کی تمام بکھری ہوئی تحریریں کتابی شکل میں محفوظ ہو گئیں اور اُردو

دنیا کو مُلّا صاحب کی نثر نگاری سے روشناس ہونے کا موقع ملا۔

کتابت و طباعت صاف ستھری اور مکتبہ جامعہ کے معیار کے مطابق ہے۔

امیر حسن نورانی

پروانۂ چراغِ مزارِ خودیم ما

مرتبہ: ڈاکٹر شعیب اعظمی

قیمت: بارہ روپے

تقسیم کنندہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر نئی دہلی

حکیم محمد اسحاق صاحب ۱۸۹۵ء میں اعظم گڑھ کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے اور ۱۸ر فروری ۱۹۷۵ء کو وہیں انتقال فرمایا۔ ۱۹۱۲ء میں وہ طبابت کی تعلیم کے لیے بیٹنگ دہلی آئے اور تقریباً چار سال یہاں رہے۔ ورنہ اُن کا مستقر اور محور ہمیشہ اپنا وطن ہی رہا جہاں انھوں نے ایک کامیاب طبیب کی حیثیت سے زندگی بسر کی۔

زیر تبصرہ کتاب میں حکیم صاحب مرحوم کے حالاتِ زندگی درج ہیں کچھ شنیدہ اور کچھ دیدہ ان حالات کو اُن کے لائق فرزند ڈاکٹر شعیب اعظمی نے قلم بند و مرتب فرما کر زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔ حالات و واقعات کے اس مجموعے میں کوئی غیر معمولی بات نظر نہ آسکے گی یہاں نہ کسی سور ما کے ہوش رُبا کارنامے بیان ہوئے ہیں نہ کسی شہ سوارِ سیاست کی معرکہ آرائیاں۔ یہ نہ کسی رنگین زندگی کا تذکرہ ہے اور نہ کسی سنگین معاملے کی روداد۔ وہ نہ کسی درویش کی نقر و فاقے سے لے کر کرامت و ہدایت تک کی کہانی ہے۔ اور نہ کسی ملک التجّار کے قطرے سے گہر ہونے تک کی داستان۔ لیکن اس سوانح کی یہی انفرادیت ہے کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ ایک ایسے شخص کی حکایت ہے جس کے اندر عرف عام میں کوئی عظمت نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی وہ ممتاز تھا۔ اس کی ذات میں ایسے محاسن موجود تھے جن سے ہماری مشرقی تہذیب اور شائستگی عبارت ہوتی ہے۔ شرافتِ نفس، حسن اخلاق، احباب نوازی، انسان دوستی، وضعداری، وطن پرستی جیسے اوصاف ہی انسان کو انسان بناتے ہیں

لیکن ایسے انسان ہی تو عنقا ہوتے ہیں۔ حکیم صاحب مرحوم کی ذات میں ان صفات کی نمود ملتی ہے۔ انھوں نے اپنے شہر اور اس کے نواح میں بڑی نیک نامی حاصل کی۔ ایک وسیع حلقۂ احباب میں خلیق و متواضع شخصیت قرار پائے۔ ان کا یہ تذکرہ بہت سے اشخاص کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔ ان میں سے جو زندہ ہیں ان کے لیے اور حکیم صاحب مرحوم سے متعارف حضرات کے لیے اس حدیث دوست میں خاص دلکشی اور انبساط کا سامان فراہم ہوگا لیکن ایسے لوگوں کے لیے یہ پاک صاف زندگی بہر طور لائق توجہ ہے جنھیں ان سے کبھی نیاز حاصل نہیں ہوا۔ جن میں یہ تبصرہ نگار بھی شامل ہے۔

دراصل ایسی تصانیف ایک اہم منصب ادا کرتی ہیں کیونکہ ان ہی سے وہ حقیقی مواد حاصل ہوتا ہے جس سے کسی عہد کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہی وہ نگینے ہیں جن میں اپنے گرد و پیش کی تہذیب اپنے سچے رنگ میں جھلملاتی ہے اور تاریخ کے نگارخانوں کی جلوہ گری جن کی بدولت ہے۔

عبداللہ ولی بخش قادری

انحراف

مصنف : یعقوب راہی
قیمت : پانچ روپے
ناشر : مکتبہ اظہار بمبئی

انقلابی جواں سال، جواں فکر شاعر یعقوب راہی کا یہ پہلا شعری مجموعہ ہے، جسے انھوں نے خود ہی کاٹ چھانٹ اور حذف تقصیر کے بعد انتخاب کیا ہے۔ شاعر اگر نقاد بھی ہو تو پھر کلام کا انتخاب کافی مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ کچھ دن پہلے کہی ہوئی غزلیں نظمیں آج تغیر پسند طبیعت کو پسند نہیں آتیں۔ انحراف کا باغی شاعر محض گرج والا انقلابی شاعر نہیں ہے بلکہ قارئین کو انقلاب کی سمتیں دکھانے والا شاعر ہے۔ جس کی شاعری میں پیغامِ عمل ہے۔ ناعاقبت اندیشیوں سے زخ نکلنے کی تلقین ہے اور کبھی نہ جھکنے والا عزمِ سفر ہے۔ ظاہر ہے کہ جب شاعر اسی مزاج کا ہو کہ نظم و ضبط کے ساتھ انقلابی بھی ہو تو گذشتہ سات سالوں میں کہا ہوا

کلام آج خود نقاد شاعر کو پسند نہیں آئے گا۔ اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ کلام میں غرابت و رکاکت تھی یا آج حالات تبدیل ہو گئے، لہٰذا کلام فرسودہ و بے معنی ہو گیا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ باشعور فہیم و ادراک والا شاعر خوب سے خوب تر کی تلاش میں ایسا ادب تخلیق کرنا اپنا اخلاقی و روحانی فرض سمجھتا ہے۔ جو سماج کو نئی جہتوں سے متعارف کرا سکے اور ایسا فلسفۂ حیات دے سکے جو نئے دور میں عوام کی حتی الامکان رہنمائی کرتا ہو۔

یعقوب راہی کا ذوقِ شعری کمیونسٹوں کے بائیں بازو کی حمایت کرتا ہے۔ ان کے کلام کا صالح اور جاندار حصہ وہ علامتیں ہیں جو ہمارے سماجی مسائل کو پیش کرنے کے لیے عوامی زندگی سے چُنی گئی ہیں۔ یعقوب راہی نے عوام کے ذہنوں کو بدلنے کے لیے متصادم مذہبی اصطلاحات روایات، ترکیبیں اور استعارے استعمال نہیں کیے ـــ جن سے کہ ایک بہت بڑے مذہبی بتنے میں نفرت کی لہر پھوٹ پڑتی ہو۔ اکثر عمل اور ردّ عمل کا یہ المناک پہلو بجائے اصلاح اور خوش آئند پہلو کو اجاگر کرنے کے ایک نیا مسئلہ عوام کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ تمام ترقی پسند جدیدیے انقلاب پسند اور نئی نظم کے نمائندہ شاعر یعقوب راہی کے فن شعر گوئی سے سبق حاصل کریں اور وہ مثبت علامتیں، تراکیب، الفاظ، موضوع اور مواد حاصل کریں جن سے براہ راست کسی کے عقیدے پر ضرب کاری نہ لگتی ہو۔ ایسا اس لیے ضروری ہے کہ جب تک مخاطب کو ذہن و دل کے ساتھ متاثر نہ کیا جائے کسی ایک فرد کو بھی آمادۂ انقلاب نہیں کیا جا سکتا اجتماعی انقلاب کی بات تو پھر دوسری ہی رہی۔ جہاں دل مجروح ہوں جذبات کو ٹھیس پہنچے۔ اور پڑھنے والا یہ سوچے کہ تعمیر کے پردے میں تخریب کے آثار نمایاں ہیں تو پھر چاہے شاعری کے مجموعے صفِ اوّل کے شعرا کے تخلیق زدہ ہوں یا مرتب کردہ ایک جھگڑنے کی روئیداد سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے "انحراف"۔ میں نظمیں، غزلیں اور گیت ہیں۔ جنہیں شاعر نے ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۵ء تک کہا ہے۔ نظمیں بقول عزیز قیسی "مختصر مختصر تر اور مختصر ترین ہیں" غزلوں میں بھی تین یا پانچ شعر کہے گئے ہیں۔ اختصار نے اس مجموعہ کلام میں جو جامعیت اور معنویت پیدا کر دی ہے۔ وہ طویل اور طویل ترین کہنے والوں کے لیے خاصا سبق آموز اور عبرت انگیز ہے۔ جنھیں اپنی اُستادی کی خاطر کلام کی طوالت میں نظر آتی ہے۔ کلام کی جامعیت میں نہیں

چھوٹوں کا دور نہیں ہے بلکہ صنعتی انقلاب نے ادب کو انشائیہ کا ترجمان بنا دیا ہے مبات
نصر ہو مگر اثر انگیز، کم وقت میں زیادہ سے زیادہ عملی توانیاں عطا کرتی ہو ۔ لیس لیسی ہی
اعری کا فقدان ہے ۔ اردو شاعری میں جبے انحراف جیسے مجموعے کسی حد تک پورا کر لیتے ہیں
ی غنیمت ہے ۔ اس مجموعۂ کلام میں ۴۸ نظمیں ۱۴ غزلیں اور تین گیت شامل ہیں ۔ مختصر ہی
یکن غزل کا شعر اور نظموں کا انفرادی مجموعی تاثر کافی متاثر کُن ہے ۔ اس ضمن میں عزیز قیسی
رائے ہے کہ غزلیں اور نظمیں تعداد سے چھوٹی اور بڑی سمجھی جائیں تو "انحراف" بہت چھوٹی
تاب ہے ۔ لیکن معنویت کے اعتبار سے ہرگز چھوٹی نہیں ۔ نظموں اور غزلوں کا ہم مختصر سا
ائزہ پیش کرتے ہیں ۔ تاکہ قارئین یعقوب راہی کے جذبات، محسوسات اور شعری اقدار سے
عارف حاصل کر سکیں ۔ نظموں میں سیاسی، معاشی اور روحانی قدریں الگ سے بھی پہچانی
اسکتی ہیں ۔ اور کہیں کہیں ایک نظم واحد مختلف خیالات و افکار کی مثال بن کر ایک عام
دمی کی زندگی کی ترجمانی کرتی ہے ۔ جس نے دھوکے کھائے یا جسے دھوکے دیے گئے ۔ انحراف
نظمیں اردو کی شعری روایات سے بغاوت کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ شاعر کا اپنا نقطۂ نظر پیش
رتی ہیں ۔ جو آزادی کے بعد وطن کی سیاسی و ادبی حالات کی منظوم تاریخ بھی پیش کرتی ہیں ۔

بھول جاؤ کہ اکیلے ہو
اکیلے ہی چلو ۔
بیچ رستے میں جو بچھڑے ہیں
بچھڑ جانے دو ۔
ہاں !
یہ سمجھو
وہ فقط چھاؤں کی خاطر ہی چلے آئے تھے ۔
جب بھی رستے میں کہیں چھاؤں ملی ۔
وہ تھکے ہارے وہیں بیٹھ گئے ۔ !!
پھر اکیلے ہی چلو ۔

۱۹۷۱ء

اس نظم میں ترقی پسند گروپ کی طرف اشارہ ہے۔ اس پوری جماعت کے پاس اب کوئی اثاثۂ حیات نہیں جسے قوم کے نام نذر کیا جاسکے۔ کہی ہوئی باتوں کی تکرار، نظریات ولائحہ عمل کا فقدان لقول شاعر اس بات کی علامت بن گیا ہے کہ ترقی پسند شعرا تھک ہار کر شجرِ سایہ دار تلے بیٹھ گئے ہیں۔ یا بہلا پھسلا کر بٹھا دیے گئے ہیں۔ تاکہ اربابِ اقتدار کے قصیدے پڑھا کریں اور ماہانہ وظیفہ حاصل کیا کریں۔

"خلش" ایک ایسی نظم ہے جس میں انقلاب کا فلسفہ بڑی سادگی سے بیان کیا گیا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔ فلسفۂ انقلاب اہم نہیں جذبہ اور حرکتِ پیہم لازمی امر ہے جو سماجی سیاسی اور معاشی بیداریوں اور تبدیلیوں کے لیے ضروری سمجھا جانا چاہیے۔ جہاں کچھ کر گزرنے کا جذبہ مرجاتا ہے۔ وہاں فلسفہ کو بھی دیمک کھا جاتے ہیں۔ ذیل کے اشعار میں یہی بات بہت خوبصورت انداز میں کہی گئی ہے۔

نظم اور ضبط کے نام پر
امن اور شانتی کے تحفظ کی خاطر بنے
بند جیلوں میں جکڑے ہوئے انقلابی جوانوں کے خوابوں میں ڈھلتی رہے۔
سرکشی، احتجاج، انقلاب اور جہدِ مسلسل کی روشن
مگر
پیچ در پیچ۔ کانٹوں بھری۔ رہگزاروں میں جو کام آتے ہیں۔
ان کی روایات تازہ کرے۔
ان شہیدوں کے ہاتھوں سے چھوٹی
مگر
خون آشام مٹی پہ گرنے سے پہلے سنبھالی ہوئی
بندوقوں کی طرح سر اٹھاتی رہے۔
آخری فتح تک۔
انقلابی شہیدوں کے بیدار خوابوں کی تعبیر تک

جنگ جاری رہے۔!!

خالی ہاتھوں کو جب کوئی کام نہیں رہتا تو وہ اپنی معاشی بدحالیوں سے مجبور ہو کر بندوق اُٹھاتے ہیں۔ خالی ذہن، خالی پیٹ اور خالی ہاتھ جو نہ کر گزرے کم ہے۔ لوگوں کا دھندے روزگار سے لگا رہنا از خود معاشی و سماجی جرائم کی تعداد کم کر دیتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو مفلوک الحالی کا لازمی نتیجہ قتل، خون غارت گری ہوتا ہے۔ اس بنیادی خیال کو نظم "ایک سوال"، میں پیش کیا گیا ہے۔

ہاتھوں کے نوکیلے تیشے
چٹانوں سے ٹکراتے ہیں
بہتی نہریں
اُجلی سڑکیں
پچھلے یُگ کے اندھیاروں میں ڈوبی سمتیں۔
———— بل کھاتی ہیں۔
لیکن
جب بھی
میرے ترسے کالے ہاتھ
خالی خالی رہتے ہیں۔
کیوں۔
بڑھ کر
بندوق اُٹھانے لگتے ہیں
کیوں؟

ایک سوال: ۱۹۷۵ء

(کامریڈ کنیا گوڈا اور کامریڈ کھومیا کی حمایت میں)

رومانی اور عشقیہ نظموں کا انداز روایتی نہیں ہے۔ نہ لب و رخسار کی باتیں ہیں نہ چمن نہ گل نہ بلبل کی۔ آج کے نظام تیرگی میں انسان دن بدن مایوس کن اور خوفزدہ سا لگتا ہے

ایک موہوم سی اُمید جسے یادِ محبوب کہیے، دل کی ڈھارس بندھاتی۔ ان اشعار میں شاعر کا ذہنی کرب ملاحظہ فرمایئے۔

زہرناک خنجروں کے روپ میں گلی گلی اتر گئیں۔
کرن کرن۔
سیاہیوں کو کاٹ کر اُبھرنے والی ہر کرن
صرف تیرگی ہوئی۔
اس نظامِ جبر تیرگی میں اب تمھاری یاد کے سوا
اُمیدِ صبح کیا رہے ؟! اس نظامِ تیرگی میں۔ ۱۹۷۵ء

"پیاسی دھرتی"، ایک مکمل نظم ہے۔ اس نظم میں عجیب غم انگیز کیفیت ہے۔ احسانات کی ناشکری اس نظم کا موضوع ہے۔ برسات کو بہت جمالیاتی کیفیتوں کے ساتھ شاعروں نے نظم کیا ہے۔ لیکن یہاں کیفیت ہی دوسری ہے۔ خود غرض رہ کر ذہنوں کا اشتہ اک اپنے دور، اپنے لوگوں کو کیا کچھ نہیں دیتا۔ مگر پیاسی دھرتی کی طرح لوگوں کی بے حسی رہنماؤں کے گرم آنسوؤں کو کتنی جلدی خشک کر دیتی ہے جیسے ان کے لیے کبھی کچھ کیا ہی نہیں گیا۔

نظم ملاحظہ فرمایئے۔

نیلے آکاش پہ اُڑتے بادل
لذتِ وصل کی خواہش لیکر
کوہساروں میں
جو ملتے ہیں تو رو دیتے ہیں
اور ہر سال۔
یہ پیاسی دھرتی
جذب کر لیتی ہے اشکوں کے پگھلتے ہوئے تار

جیسے پھیلی ہوئی دھرتی پہ وہ برسے ہی نہ تھے ۔

تمام نظموں میں کچھ بنیادی افکار ملتے ہیں۔ جنھیں شاعر کے ادبی عقائد سمجھنا چاہیے
مثلاً فرد کا چنگاری ہونا۔ محض راکھ کے ڈھیر تلے ایک چنگاری بھی اگر موجود ہو تو سارے عالم کو
روشن کرسکتی ہے یا بقول ماؤ پورے جنگل کو آگ لگا سکتی ہے ۔ فرد کو جماعت سے الگ رہ کر
ہی اہمیت حاصل ہے ۔ ایک حقیر سا ذرہ جسے ایٹم کہا جاتا ہے آج انہی طاقت کہلاتا ہے ۔
آج کے سیاسی اور معاشی نظریات نے ذہنی غلامی کے جو بیج بوئے ہیں ۔ ان سے ذلت، حقارت،
بے بسی، بد اعتمادی اور کم ہمتی کے ایسے تناور درخت پھل پھول کر سارے عالم میں پھیل گئے ہیں کہ ہر شخص
تنہائی میں بس یہی سوچتا ہے کہ "میں" آخر زندہ کیونکر ہوں ۔ فرد کو ایسے دور میں جینے کا حوصلہ
یہ کم عمر شاعر سکھاتا ہے جو قابلِ تعریف ہے ۔

اس کا امکان ہے
تم راکھ کے اس ڈھیر میں بھی
چند چنگاریاں رہ رہ کے لپکتی دیکھو
اور شاید تم کو ۔
پھر سے جینے کا بہانہ مل جائے ۔ امکان ۴ ۱۹۷ء

یعقوب راہی نے آندھی، ہوا، آگ، برف، گلی، جنگل، راکھ، چنگاری، خاموشی
وغیرہ علامتوں کا معنی خیز استعمال کیا ہے ۔ شاعر کے کلام میں ابہام نہیں ہے ۔ ہر بات صاف
ہے اور شاعری کے معیار پر پوری اُترتی ہے ۔ ہر سادہ بات شاعری نہیں ہوتی۔ لیکن شاعری
میں سادگی اور سلاست حسنِ کلام کا نمونہ بن جاتی ہے ۔ شاعر کو کلام کی طرف کم اور حسنِ کلام
کی طرف زیادہ توجہ کرنا چاہیے ۔ ورنہ انحراف پہلی اور آخری ادبی تخلیق ہوگی۔" انحراف" میں غزلوں
کا حصہ بھی کافی جاندار ہے ۔ بقول باقر مہدی " مجھے یعقوب راہی کی غزلیں خاص طور سے پسند
آئی ہیں ۔ ان میں انقلابی جذبات کا بڑی خوبی سے اظہار ہوا ہے ۔"

سرکشی جبر و ظلم کا ہے جواب زہر کو صرف زہر مارے ہے
ساگروں کی پیاس ممکن ہے بجھے آخری قطرے بہا کر دیکھیے

دائرہ دائرہ سفر کب تک دائرے دائرے کو موڑ چلے

بے تعلقی، بے چینی، شکست خوردگی، جمود جیسے الناک حقائق کا بھی بہت خوبصورت انداز سے اشعار کے ذریعہ انکشاف ہوا ہے۔ خود سے مخاطب ہو کر شاعر نے جو کچھ کہا ہے وہ اوروں کے لیے بھی پیغامِ عمل ہے۔

سب یہاں بیٹھے ہیں ٹھٹھرے ہوئے جسموں کو لیے۔
دھوپ کی کھوج بس اب کوئی نکلتا ہی نہیں۔
کوہساروں پہ چڑھوں ابرِ رواں کی صورت
آبشاروں کی طرح گر کے بکھرنا سیکھوں۔
ظلم کے ہاتھ اور لمبے ہوں۔
صبرِ مظلوم کیوں زباں پائے؟

گیت نظموں کی بازگشت معلوم ہوتے ہیں نظموں اور گیتوں کا رنگ اُجلا ہو یا کالا بہرحال یکساں ہے۔ یہ کتاب مکتبہ اظہار بمبئی سے چھپی ہے۔ قیمت صرف پانچ روپے ہے اور ملنے کا پتہ ہے۔ بی۔ ۶، چندر نواس، ۱۴۴۔ ایچ، اندھیری کرلا روڈ، اندھیری (مشرقی) بمبئی ۵۹۔ یعقوب راہی کا یہ پہلا شعری مجموعہ ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ادب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ ۱۹۷۵ء کی سب سے بہتر تخلیق ہے۔ دیانت دارانہ طور پر البتہ اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ "انحراف" ادب میں سیاسی افکار نظریات کو پیش کرنے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔ ایسی کامیاب کوشش تو خوش گوار ہی ہے۔

اعجاز مدنی

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی اہم مطبوعات

لہروں کی آواز مصنف : کلکی راما کرشنا مورتی ترجمہ : راج نرائن راز ۱۹/۵۰
چک ویر راجندر " شری نواس " راشدہ سہوانی ۲۲/۵۰
راگ درباری " شری لال شکل " " ۱۵/۵۰
بس " ہری نرائن آپٹے " کشور سلطان ۹/-
جدو جہد آزادی میں مجلس قانون ساز کا رول ۔ منور نجن جھا " غلام ربانی تاباں ۱۳/۵۰
آب حیات مصنف محمد حسین آزاد تلخیص : پروفیسر احتشام حسین ۶/۷۵
قومی شاعری " مختلف شعرا مرتبہ : علی سردار جعفری ۴/-
چار دیواروں میں " ایم ۔ ٹی واسدیونایر مترجم : ظفر ادیب ۷/۲۵
فاطمہ کی بکری اور بچپن کی ساتھی ۔ وکیم محمد بشیر " اطہر پرویز ۵/۷۵
گنگا جل کے پنکھ مصنفہ لکشمی نندن پورا " رضیہ سجاد ظہیر ۶/۷۵
برہمن لڑکی " شری دھرونکٹیش کیتکر " اگر سین نارنگ ۷/-
ملیالم افسانے مرتبہ اوم چیری این این پلے " " " ۸/۷۵
تامل افسانے " لی پال سوم سندرم " حسرت سہروردی ۸/-
سندھی افسانے " ڈاکٹر نامور سنگھ " اگر سین نارنگ ۹/-
پنجابی افسانے " ہربھجن سنگھ " مخمور جالندھری ۷/-
اردو افسانے " رضیہ سجاد ظہیر ۱۰/۵۰

ذاکر حسین سیریز کی دلچسپ کتابیں

ابو خاں کی بکری ڈاکٹر ذاکر حسین ۳/- سلطان زین العابدین بڈشاہ ۔ رضیہ سجاد ظہیر ۵۰/
گلابی چوہیا بیگم قدسیہ زیدی ۲/۵۰ انوکھی دکان بیگم قدسیہ زیدی ۵۰/
راجہ رام موہن رائے عرش ملسیانی ۴/۵۰ دنیا کے جانور " ۵۰/

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

آبادی	مصنف	ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ	مخمور جالندھری	۲/۲۵
پنڈت وشنو دگمبر	"	ڈی آر اٹھاولے	"	شمس قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	"	ٹوی کنکیٹر	"	ڈاکٹر پرماتما سرن	۶/۲۵
قاضی نذرالاسلام	"	بیشو دھا چکرورتی	"	عرش ملسیانی	۲/۲۵
کچھوا اور خرگوش	"	ڈاکٹر ذاکر حسین	پلا جلد	۱/- مجلد	۲/۰
کبیر	"	ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	"	ایم۔ کے۔ درانی	۲/۵۰
گاندھی کا ہندستان کثرت میں وحدت۔ مرتبہ: نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی					۴/۲۵
گرو نانک	مصنف	گوپال سنگھ	ترجمہ	مخمور جالندھری	۳/۰
مٹتی بنتی تصویریں	"	بھگوتی چرن ورما	"	رضیہ سجاد ظہیر	۵/-
تاش کے محل	مصنف	میال رنگتا یکا	"	زینت ساجدہ	۵/۵۰
سفید خون	ناول	نانک سنگھ	"	رتن سنگھ	۸/۰
گرو گوبند سنگھ	مصنف	ڈاکٹر نامور سنگھ	"	مخمور جالندھری	۳/۰
زندگی ایک ناٹک	"	پنالال پٹیل	"	کشور سلطانہ	۱۰/-
رنجیت سنگھ	"	ڈی آر سود	"	مخمور جالندھری	۲/۷۵
جدوجہد آزادی	"	بپن چندر	"	غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
بنگلہ و اڈری	"	ڈنکیٹس ماڈگولکر	"	عرش ملسیانی	۵/۲۵
شاعر	"	تاراشنکر بیندوپادھیائے	"	پریش کمار ڈے	۸/۷۵
موت کے بعد	"	شورام کانت	"	محمود سروش	۸/۷۵
آدمی کے روپ	"	یش پال	"	سہیل عظیم آبادی	۱۲/-
اکبر	"	لارنس بنیس	"	رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لئے انتہائی خوبصورت کتابیں

باپو، حصہ اول، دوم	مصنف	: ایف بی فریٹاس	مترجم	: صالحہ عابد حسین	۳/-
کشمیر	"	مالا سنگھ، تصاویر، نندنی	"	خدیجہ عظیم	۱/۵۰
پرندوں کی دُنیا	"	جمال آرا	"	محمد شفیع الدین نیر	۱/۵۰
ہماری ندیوں کی کہانی	"	لیلا مجمدار	"	رضیہ سجاد ظہیر	۱/۵۰
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	"	لیلاوتی بھاگوت	"	" "	۱/۵۰
رسیلی کہانیاں	"	منوج داس	"	صغرا مہدی	۱/۵۰
آزادی کی کہانیاں (اول دوم)	"	وشنو پربھاکر	"	انور کمال حسینی	۳/-
ہماری ریلیں	"	جگجیت سنگھ	"	عرش ملسیانی	۱/۵۰
ہندستان میں غیر ملکی سیاح	"	کے اسی کھنہ، تصاویر، کرشن کھنہ			۱/۵۰
آؤ ناٹک کھیلیں	"	اوما نند	مترجم	رفیعہ منظور الامین	۱/۵۰
بہت دن ہوئے (اول دوم)	"	ایم چوکسی وپی ایم جوشی	"	رضیہ سجاد ظہیر	۳/-
بہادروں کی کہانیاں	"	راجندر اوستھی	"	انور کمال حسینی	۱/۵۰
روہت و نندیا	"	کرشن چیتنیہ	"	" " "	۱/۵۰
سدا بہار کہانیاں	"	شانتا رنگاچاری	"	" " "	۱/۵۰
ایجادیں جنہوں نے دُنیا بدل ڈالی اول دوم	"	میر نجابت علی	"	سید احسان	۳/-
بڑا پانی	مصنف	لیلا مجمدار	"	صالحہ عابد حسین	۱/۵۰
مورا	"	ملک راج آنند	"	انور کمال حسینی	۱/۵۰
ہاکی کا کھیل	"	سرویدر سانیال	"	پریتم لال	۱/۵۰
خالہ بلّی کا خاندان	"	منوہر داس چترویدی	"	محمد شفیع الدین نیر	۱/۵۰
ہمالیہ کی چوٹیوں پر		بریگیڈیر گیان سنگھ	"	محمد ذاکر	۱/۵۰
پھول اور شہد کی مکھی		اشوک داور	"	انور کمال حسینی	۱/۵۰
سب کا ساتھی سب کا دوست		اما شنکر	"	"	۱/۵۰
سونا کی سیر	مصنف	تارا تیواری	"	انور کمال حسینی	۱/۵۰

مطبوعات مکتبہ جامعہ ایک نظر میں

ادب، تنقید، انشاء

فکرِ ریاض علی جواد زیدی ۱۲/-
رموزِ غالب ڈاکٹر گیان چند ۱۸/۵۰
اقبال اور مغربی مفکرین، جگن ناتھ آزاد ۱۰/۵۰
ذکرِ غالب (نیا اڈیشن) مالک رام ۱۵/-
کچھ نثر میں بھی آنند نرائن مُلّا ۱۶/-
بازگشت ڈاکٹر کبیر احمد جائسی ۱۱/-
جدید اردو ادب، ڈاکٹر محمد حسن ۱۵/-
انیس سے تعارف صالحہ عابد حسین ۷/-
اردو کیسے لکھیں، رشید حسن خاں ۴/-
مشاہیر کے خطوط عبداللطیف اعظمی ۱۲/۵۰
جانے والوں کی یاد آتی ہے۔ صالحہ عابد حسین ۱۶/-
مسالک و منازل ضیا احمد بدایونی ۲۲/-
نگارشات پروفیسر محمد مجیب ۱۶/-
غالب اور شاہانِ تیموریہ خلیق انجم ۹/۵۰
ہوا کے دوش پر، غلام ربانی تاباں ۵/۵۰
قدیم دلی کالج (نیا اڈیشن) مالک رام ۴/۵۰
یادوں کے سائے، عتیق احمد صدیقی ۱۸/-
تلاشِ میر نثار احمد فاروقی ۱۱/-
نقدِ اقبال میکش اکبرآبادی (زیرِ طبع)

آشفتہ بیانی میری۔ رشید احمد صدیقی ۵/-
مسرت سے بصیرت تک، آل احمد سرور ۱۲/۵۰
نظر اور نظریے " " ۱۲/۵۰
طنزیات اور مضحکات، رشید احمد صدیقی ۱۰/۵۰
اشخاص و افکار ضیاء الحسن فاروقی ۷/۵۰
تجزیے ڈاکٹر گیان چند ۱۳/۵۰
اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ ڈاکٹر محمود الٰہی ۱۴/-
خواتین کربلا کلام انیس کے آئینے میں صالحہ عابد حسین ۱۴/-
حسرت کی شاعری ڈاکٹر یوسف حسین خاں ۲/۵۰
کاروانِ فکر " " ۳/۷۵
اردو الیسٹر ظہیر الدین مدنی ۵/۵۰
اردو مرثیہ سفارش حسین رضوی ۶/-
بکھرے ورق سونیتی کمار چٹرجی ۴/-
پردیسی کے خطوط، مجنوں گورکھپوری ۲/۷۵
تنقید کیا ہے؟ آل احمد سرور ۶/۷۵
جدید ترکی ادب کے ارکانِ ثلاثہ ضیاء الحسن فاروقی ۴/-

تذکرے، سیرت، شخصیت

دہ صورتیں الٰہی مالک رام -/۱۰
ہمارے ذاکر صاحب، رشید احمد صدیقی -/۹
اکابرِ تعلیم سعید انصاری -/۱۲
تذکرہ معاصرین اول، مالک رام -/۱۶
ہندستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں } سالم قدوائی -/۱۶
پریم چند کے خطوط مدن گوپال ۷/۵۰
قلم کا مزدور " " -/۵
گنجہائے گرانمایہ نیا اڈیشن } رشید احمد صدیقی -/۸
ڈاکٹر ذاکر حسین، عبداللطیف اعظمی ۶/۵۰
داستان اشک و خون، خواجہ غلام السیدین ۵/۵۰
شہر آشوب نعیم احمد ۸/۵۰
شراب کہنہ رشید نعمانی -/۴
مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں) غلام السیدین -/۳۰
کیا خوب آدمی تھا، ڈاکٹر عابد حسین ۲/۵۰

تعلیم و تربیت

گاندھی جی کے تعلیمی خیالات } سعید انصاری -/۱۶
تعلیم فلسفہ اور سماج، ڈاکٹر سلامت اللہ ۱۲/۵۰
بنیادی اُستاد کے لیے " " ۸/۵۰

جامعہ کا طریقہ عبدالغفار مدھولی ۲/۵۰
چند پروجیکٹ " " ۲/۵۰
ہم کیسے پڑھائیں، ڈاکٹر سلامت اللہ (زیر طبع)
موجودہ تعلیمی مسائل عبداللہ ولی بخش قادری ۴/۵۰
تعلیمی خطبات، ڈاکٹر ذاکر حسین -/۸
کھیل کے ذریعہ تعلیم اول، دوم } عبدالغفار مدھولی -/۴
مدرسہ ابتدائی کی کہانی " " -/۲

تاریخ، سیاسیات، مذہب

عربوں میں تاریخ نگاری کی ابتدا و ارتقاء } محمود الحسن -/۱۵
دنیا کی کہانی (نیا اڈیشن)، پروفیسر محمد مجیب -/۷
دین الٰہی اور اس کا پس منظر } مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی -/۴
دنیا اسلام سے پہلے، اسلام سے بعد } عبدالسلام قدوائی مجلد ۴/۳۸ غیر مجلد -/۳
اسلامی عقائد و مسائل مذہب } مولانا جلال الدین اعظمی -/۴
مسلمان اور سیکولر ہندوستان، ڈاکٹر مشیر الحق -/۷
مذہب اور جدید ذہن " ۷/۵۰
مسلمان اور عصری مسائل } ڈاکٹر عابد حسین ۶/۵۰

کتاب و سنت کے جواہر پارے } مولانا جمال الدین اعظمی ۵/۵۰
سماجی تبدیلیاں　رام سرن شرما　۲/-
تعلیمات اسلام دوم، مولانا عبدالسلام قدوائی ۲/
آشفتہ بیانی میری　رشید احمد صدیقی　۵/-
اسلام کی اخلاقی تعلیمات　امام غزالی　۹/۵۰
امریکہ کے کالے مسلمان　مشیر الحق　۲/۵۰
مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ } طاہر محمود　۲/-
کتاب کی کہانی　احمد حسن نقوی　۱/۵۰
پاکستان کا قیام اور ابتدائی حالات } سری پرکاش　۴/-
ہندوستان میں مذہب اسلام پر نظر ثانی کی ضرورت } اے۔ اے فیضی　۵/-
تاریخ الامت اول، مولانا اسلم جیراج پوری ۳/۵۰
"　دوم　"　۵/-
"　سوم　"　۳/۷۵
"　چہارم　"　۴/۲۵
"　پنجم　"　۴/۲۵
"　ششم　"　۴/۲۵
"　ہفتم　"　۳/-
"　ہشتم　"　۴/۵۰

کچھ پرانے خط　جواہر لال نہرو　۱۰/-
یادگار شخصیتیں　"　"　۷/-

نظم

پچھلے پہر　جاں نثار اختر　۷/-
بیاض مریم　سکندر علی وجد　۱۲/-
ضبط شدہ نظمیں، مرتبہ خلیق انجم　۲۱/-
ہندوستان ہمارا اول، دوم } جاں نثار اختر　۲۰/-
نئی نظم کا سفر۔ خلیل الرحمن اعظمی　۱۲/۵۰
آتش گل　جگر مرادآبادی　۸/-
نئی دنیا کو سلام　سردار جعفری　۸/-
پچھلی رات　فراق گورکھپوری　زیر طبع
انتخاب حالی۔ سفارش حسین رضوی　۶/۵۰
غالب اردو کلام کا انتخاب } پروفیسر محمد مجیب　۵/۵۰

ڈرامے

ہیروئن کی تلاش (نیا ایڈیشن) پروفیسر محمد مجیب　۱/۵۰
آزمائش　"　"　زیر طبع
آذر کا خواب　قدسیہ زیدی　۴/-
جان بار　"　زیر طبع
خانہ جنگی　پروفیسر محمد مجیب　۲/۲۵
انجام　"　"　زیر طبع

اللہ میگھ دے	رضیہ سجاد ظہیر	۷/۵۰
اُلجھی ڈور	صالحہ عابد حسین	۵/۵۰
دوسرے کنارے تک	عزیز قیسی	۳/۵۰
اپنی اپنی صلیب	صالحہ عابد حسین	۹/-
کالا شہر گورے لوگ	احسان الحق	۶/-
پا بہ جولاں	صغرا مہدی	۵/-
راستے اور کھڑکیاں (افسانے)	انور خاں	۵/-
پتھر کا شہزادہ (افسانے)	صغرا مہدی	۴/-
جہاں آرا (ڈراما)	رفعت سروش	۵/۵۰
تنہائی (ڈراما)	ساگر سرحدی	۴/۵۰

درسی کتب

نیا اردو نصاب (حصہ اول)	محمد ذاکر	۳/-
" " دوم	نفیسہ زیدی و محمد ذاکر	۳/-
آئینۂ ادب	ڈاکٹر محی رضا، ڈاکٹر آدم شیخ	۵/۵۰
انوار ادب	پروفیسر نصیح الدین، ڈاکٹر مجاہد حسین	۷/۵۰

معیاری کتب

		لائبریری اڈیشن	طلبہ اڈیشن
مقدمہ شعر و شاعری	رشید حسن خاں	۵/-	۴/-
انتخاب سراج اورنگ آبادی	ڈاکٹر محمد حسن	۲/۷۰	۱/۷۰
موازنۂ انیس و دبیر	رشید حسن خاں	۶/-	۵/-
انتخاب مراثی (انیس و دبیر)	" "	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب نظیر اکبر آبادی	" "	۶/-	۵/-
نیرنگ خیال	مالک رام	۳/۳۰	۲/۳۰
فسانۂ آزاد (تلخیص)	ڈاکٹر قمر رئیس	۹/۵۰	۸/۵۰
فردوس بریں	" "	۳/۷۰	۲/۷۰

کھیتی پروفیسر محمد مجیب ۱/۵۰
اوپر کی منزل کرتار سنگھ دگل ۵/-
آئینہ ایام ترجمہ خلیق احمد ۴/۵۰
پردۂ غفلت، ڈاکٹر سید عابد حسین ۲/-
دروازے کھول دو کرشن چندر زیر طبع
سراج الدولہ ترجمہ اشفاق حسین ۲/-
نقش آخر اشتیاق حسین قریشی ۲/-

ناول، افسانے، خاکے

ہاتھ ہمارے قلم ہوئے، راجندر سنگھ بیدی ۱۰/-
ایک چادر میلی سی " " ۴/۵۰
دل، دل رضیہ سجاد ظہیر ۵/۵۰
سات سال " " ۶/-
زندگی کی لہر " ساومنگ ۴/-
آدمی کا مقدر ترجمہ: قرۃ العین حیدر ۱/۵۰
آپس کے گیت " " ۳/-
وہ صورتیں الٰہی مالک رام ۱۰/-
ڈنگو ترجمہ: قرۃ العین حیدر ۳/-
ماں کی کھیتی " ۲/۵۰
بودو کیہ " ۲/-
بت جھڑ کی آواز " ۷/-
ایک تھی انیتا امرتا پریتم ۴/-
باپ بیٹے ترجمہ انور عظیم ۶/-

بیوہ پریم چند زیر طبع
گئودان " ۱۳/-
میدان عمل " زیر طبع
واردات " ۵/۵۰
چنار کا پتا سلطانہ آصف فیضی ۳/-
پیار کا موسم مہندر ناتھ ۴/۵۰
شکست ناتمام ترجمہ: زہرہ سبزین ۲/-
دلی کی شام بلقیس جہاں ۸/-
صلاح الدین ایوبی، قاضی عبدالستار زیر طبع
اپنے دکھ مجھے دیدو راجندر سنگھ بیدی ۷/-
پرندا اور دوسرے افسانے آصف مجیب ۲/-
بڑی حویلی مرزا محمود بیگ ۲/۵۰
چراغوں کا سفر رام لعل ۴/-
خیالستان سجاد حیدر یلدرم زیر طبع
کیمیاگر پروفیسر محمد مجیب ۲/۵۰
ایوان غزل جیلانی بانو ۱۶/-
آرزو سراج انور ۱۳/-
دھند صغرا مہدی ۸/-
دھوپ چھاؤں مسرور جہاں ۱۱/۵۰
خاک تمنا سراج انور ۱۱/۵۰
منزلیں پیار کی۔ سیفی پریمی ۸/-
جلیس انور کمال حسینی ۵/-

مثنوی سحر البیان	رشید حسن خاں	-	۴/-
شریف زادہ	ڈاکٹر قمر رئیس	۴/۳۰	۳/۳۰
حیات سعدی	رشید حسن خاں	۵/۳۰	۴/۳۰
انتخاب اکبر الٰہ آبادی	(ڈاکٹر) صدیق الرحمٰن قدوائی	۴/۷۰	۳/۷۰
انتخاب میر	(ڈاکٹر) محمد حسن		زیر طبع
دیوانِ درد	رشید حسن خاں	۴/۳۰	۳/۳۰
مجالس النساء	صالحہ عابد حسین	۴/۳۰	۳/۳۰
انتخاب مضامین شبلی	رشید حسن خاں	۱۱/-	۱۰/-
امراؤ جان ادا	(ڈاکٹر) محمد حسن	۸/۵۰	۷/۵۰
یادگار غالب (حصہ اردو)	مالک رام		(زیر طبع)
یادگار غالب (حصہ فارسی)	"	۱۰/-	۹/-
مثنوی گلزار نسیم	رشید حسن خاں		۳/۵۰
گذشتہ لکھنؤ	" "	۱۲/۵۰	۱۱/۵۰
فسانۂ مبتلا	(ڈاکٹر) صدیق الرحمٰن قدوائی	-	۵/۵۰
انتخاب ولی	" سید ظہیر الدین مدنی		زیر طبع
افاداتِ سلیم	" خلیق انجم	۷/۵۰	۶/۵۰
توبۃ النصوح	مالک رام	۶/۵۰	۵/۵۰
قصہ حاتم طائی	اطہر پرویز	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب ناسخ	رشید حسن خاں	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب سودا	"	۱۴/۵۰	۱۳/
انتخاب قلی قطب شاہ	محمد اکبر الدین صدیقی	۷/-	۶/-
انتخاب ذوق	(ڈاکٹر) تنویر احمد علوی	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب مضامین سرسید	انور صدیقی	۵/-	۴/-
باغ و بہار	رشید حسن خاں	-	۶/۵۰

پرنٹر پبلشر سید احمد دہلی نے جمال پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا

NO JUNE 1976
KITAB NUMA
NEW DELHI-110025.

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) ۵۲۸، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، دہلی

ماہنامہ

17(7)76



مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی

جولائی : ۱۹۷۶
جلد ۱۷ : شمارہ ۷

سالانہ : ۵ روپے
فی پرچہ : ۵۰/-

کتاب نما

نئی دہلی ۲۵ نمبر
لائبریریوں کے لیے سالانہ دو روپے

مینجنگ ایڈیٹر
شاہد علی خاں

ایڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

اداریہ

پروفیسر محمد مجیب جامعہ ملیہ اسلامیہ کے سابق وائس چانسلر اور مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کے بورڈ آف ڈائرکٹرز کے چیرمین، ۳۰ اکتوبر ۷۶ء کو عمر کی ۷۵ ویں منزل میں قدم رکھیں گے۔ موصوف ۴۸ سال تک مسلسل جامعہ ملیہ اسلامیہ سے وابستہ رہے اور اس تمام مدت میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے سوا اور کوئی کام آپ نے نہیں کیا۔ نصف صدی کی اس طویل مدت میں تاریخ کے علاوہ جو ان کا خاص مضمون ہے، مجیب صاحب نے دیگر اصناف ادب میں مثلاً مضامین، افسانے، خاکے اور ڈرامے تصنیف کیے جنھوں نے خاصی مقبولیت حاصل کی اور اسی طویل علمی اور ادبی خدمت کے اعتراف کے لیے فیصلہ کیا گیا ہے کہ ان کی ۷۵ ویں سالگرہ کے موقع پر ایک کتاب ان کی نذر کی جائے۔

جامعہ میں مجیب صاحب کے دوستوں، ساتھیوں، شاگردوں اور معتقدوں نے اس فیصلے کو عملی شکل دینے کے لیے ایک کمیٹی بنائی ہے جس کے صدر شیخ الجامعہ پروفیسر مسعود حسین ہوں گے امید ہے کہ پیش کی جانے والی کتاب مجیب صاحب کی شایان شان ہوگی۔

۲۸ جون کو اردو صحافت کے بزرگ اور بلند ترین ستون، مولانا محمد عثمان فارقلیط اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک بلند پایہ صحافی ہی نہیں بلند پایہ عالم مبلغ اور جنگ آزادی کے جری سپاہی بھی تھے کئی بار قید فرنگ کی سختیاں برداشت کیں لیکن پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دی مدینہ بجنور، زمزم لاہور اور آخر میں الجمعیتہ کے مدیر رہے اور نہایت بے جگری سے عمر کے آخری حصے تک پڑھا لکھا دینی قوم اور ملک کی خدمت کرتے رہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی آغوش میں لے آمین۔

ماہنامہ کتاب نما کا ایک اور خصوصی نمبر

افسانہ نمبر

اس شمارے میں نئی نسل کی ان خواتین افسانہ نگاروں کے افسانے شامل ہیں جن کے ناموں سے تو شاید آپ بخوبی واقف نہ ہوں لیکن وہ اپنی فن کی انفرادیت کی بنا پر ایک مقام بنا رہی ہیں۔ ان افسانوں کا موضوع انسانی زندگی اور اس سے متعلق گوناگوں مسائل ہے۔

اس نمبر کی اشاعت کا مقصد شہرت یافتہ اور مستند افسانہ نگار خواتین کی عظمت واہمیت سے انکار نہیں بلکہ نئی نسل کی خواتین افسانہ نگار کا تعارف کرانا ہے۔

اس شمارے کی قیمت -/۴

(مستقل خریداروں سے اس خصوصی شمارے کی کوئی قیمت چارج نہیں کی جائے گی)

مکتبہ جامعہ کی نئی کتاب

تذکرۂ معاصرین

حصّہ دوم

مرتبہ

مالک رام

"تذکرۂ معاصرین" حصّہ اول میں ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۱ء تک کے وفیات کا تذکرہ تھا۔ اس جلد میں ۳۷ ادیبوں اور شعرا کے حالات اور ان کے کلام کا انتخاب ہے جن کا ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں انتقال ہوا۔

قیمت: ۱۴/-

مکتبہ جامعہ کی نئی کتاب

نظرے خوش گذرے

بیگم انیس قدوائی

یہ کتاب بیگم انیس قدوائی کے دلچسپ
مزاحیہ مضامین کا مجموعہ ہے اس میں شاعروں
پر بھی مضامین ہیں اور ادیبوں پر بھی، کچھ
مضامین محض خیالی ہیں مگر ان میں تاریخی حقائق
اور نئی تہذیب کا مکسچر ہے۔ یہ مکسچر کڑوا کیلا
ضرور ہے مگر ہے فرحت بخش۔   قیمت : ۱۲/-

مبشر علی صدیقی

رسالہ "المنظور" بداؤں

اس صدی کی گزشتہ پانچ دہائیوں میں بداؤں سے کئی قابل قدر اردو رسائل نکلے، کچھ سالوں تک نظم و نثر کے معیاری نمونے پیش کرتے رہے اور آخر میں مالی مشکلات کی بنا پر بند ہو گئے۔ اسی قسم کے ماہوار رسائل میں ایک رسالہ "المنظور" تھا، جس کا پہلا شمارہ جون ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا اور آخری غالباً جنوری ۱۹۳۹ء میں گویا ڈیڑھ سال کے قریب یہ رسالہ نکلتا رہا۔ اس کے مدیر عبدالواحد عثمانی تھے اور معاون مدیر رشید عثمانی۔ اراکین ادارہ تحریر میں مبشر علی صدیقی، مقدس حسین اور سید ابوالنعیم اکبر کے نام درج ہیں۔ "نقیب" کے بعد یہ پہلا اہم ادبی جریدہ تھا جسے اہم اہل قلم حضرات کا تعاون حاصل تھا۔ شعراء میں فانی بدایونی، محشر بدایونی، سید حسن حسرت، تولا بدایونی، شکیل بدایونی اور رشا قتیب بدایونی کا کلام اس کے بیشتر شماروں میں شائع ہوا ہے اور نثر نگاروں میں ابواللیث صدیقی، ابوالنعیم سید اکبر، رحم علی ہاشمی، مولانا محمد ابراہیم سمت پوری اور مولانا مفتی قدیر بخش جے پوری کے نام اہم ہیں۔ ان کے علاوہ ماہر القادری اپنا کلام پابندی کے ساتھ براہ "المنظور" میں شائع ہونے کے لیے بھیجتے تھے۔ اپنی مختصر عمر میں "المنظور" نے چار خاص نمبر ناظرین کے لیے پیش کیے۔ یعنی سالنامہ میلاد نمبر اور خاص نمبر مشترکہ (مئی ۱۹۳۸ء) کربلا نمبر (مارچ ۱۹۳۸ء) عید نمبر (دسمبر ۱۹۳۷ء) اقبال نمبر (جولائی ۱۹۳۸ء) اقبال نمبر کے اہم مضامین نظم و نثر یہ ہیں۔ اقبال کی شاعری (مبشر علی صدیقی) علامہ اقبال مرحوم (مقدس حسین) ماتم یاس (نظم) (آل احمد سرور)، نظم "ماتم یاس" کا یہ بند ملاحظہ ہو۔

اے پرستار اخوت اے خدائے حریت کون ہوگا حامی "بانگ درائے" حریت

لب پہ تھا قومی ترانہ، دل میں سوز ساز تھا درحقیقت تیرا نغمہ غیب کی آواز تھا۔

آنکھ میں آنسو جگر میں ٹیس لب پر آہ سرد انتہا یہ ہو گئی خود بن گیا تصویر درد

تیری نخوت میں بھی اک شان خدا پاتا ہوں میں   تیرا شکوہ بھی بہ اندازِ دعا پاتا ہوں میں
ہائے اب پیشِ نظر وہ عیش کا منظر نہیں   راہِ غربت میں "مسافر ہے مگر رہبر نہیں"

مرحبا صد مرحبا اے عاشقِ "ضربِ کلیم"
تیرے دل کے ساز میں مضمر تھی "فریادِ یتیم"

(آل احمد آرزو - جولائی ۱۹۳۸ء صفحہ ۱۴)

احسن مارہروی کی غزل کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

سن سن کے مرے نالے خاموش ہوا ناصح   تاثیرِ محبت کا قائل نظر آتا ہے۔۔

(جون ۱۹۳۸ء) صفحہ ۲۰

ثاقب بدایونی کا کلام ملاحظہ ہو۔ ان کے پہلوان سخن ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

پچاس سال بعد	پچاس سال پہلے
(پہلوان سخن ثاقب بدایونی)	(مرزا دبیر)
جو ذرہ بوتراب ہو جاتا ہے	خورشید سرِ شام کہاں جاتا ہے۔
منزہ وہ فلک جناب ہو جاتا ہے	روشن ہے دبیر پہ جہاں جاتا ہے۔!
اعجازِ چراغ قبر حیدر دیکھو!	مغرب ہی کی سمت ہے مزارِ حیدر
گل ہوتے ہی آفتاب ہو جاتا ہے	یہ شمع جلانے کو وہاں جاتا ہے
	(میر انیس)
تنہا نہ عزا ہے، مرتضیٰ کے گھر میں	جو روضہ پہ باریاب ہو جاتا ہے۔!
اک حشر بپا ہے مصطفےٰ کے گھر میں	وہ اوج میں لاجواب ہو جاتا ہے
ثاقب یہ سیہ پوشی کعبہ سے کھلا	جلتا ہے جو شب کو قبرِ حیدر پہ چراغ
ہے ماتم شبیر خدا کے گھر میں!!	وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہے

(المنظور، مارچ ۱۹۳۸ء۔ صفحہ ۱۴)

فانی بدایونی کی یہ غزلیں پہلی مرتبہ المنظور میں ہی شائع ہوئیں کئی غزلوں کے شروع میں مدیر محترم نے خصوصی نوٹ لکھا ہے کہ فانی صاحب کی سرپرستی اس رسالہ

کو حاصل ہے اور ان کا غیر مطبوعہ اور تازہ کلام "المنظور" میں شائع ہوگا۔ اس قسم کی غزلوں کے صرف مطلع اور مقطع یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ فانی اس زمانہ میں ریاست حیدرآباد دکن میں مقیم تھے۔

ایک وہی مختار ہیں ہم تو کہنے کو مجبور نہیں
یہ تیرے اشارے ہیں فانی غم ہو خوشی ہو کچھ تو ہو

ان کی رضا کے بندوں میں آزادی کا دستور نہیں
دل کا یہ کیا حال ہوا مغموم نہیں مسرور نہیں
(المنظور۔ فروری ۱۹۳۸ء صفحہ ۲۱)

جس سمت نگاہ یک نظر جائے
فانی تو اور سکون کی امید

تو آئے نظر جدھر نظر جائے۔
دل اور ترے جیتے جی ٹھہر جائے
(المنظور۔ دسمبر ۱۹۳۷ء صفحہ ۹)

درد کی دنیا بہل جانے کو ہے
فانی اسرارِ غم ذرا نہ پوچھ!

دم محبت میں نکل جانے کو ہے۔
وعدۂ فردا بھی ٹل جانے کو ہے۔
(المنظور۔ نومبر ۱۹۳۷ء۔ صفحہ ۳۰)

دوری ہی پھر اچھی تھی نزدیکیٔ منزل سے
غربت میں غنیمت ہے اتنا بھی نشاں فانی

کشتی کو ملا ساحل، ٹکرا گئی ساحل سے
کچھ خاک کے ذرے ہیں لپٹے ہوئے منزل سے
(المنظور ستمبر ۱۹۳۸ء۔ صفحہ ۲۰)

آٹھ پہر کی یہ بے چینی، یہ بیتابی کیا کہیے
خاکِ وطن ہی راس نہ آئی، غربت تو پھر غربت ہے

حد سے گزری دل کی خرابی، دل کی خرابی کیا کہیے
فانی اپنی خانہ بدوشی خانہ خرابی کیا کہیے
(المنظور جون ۱۹۳۸ء صفحہ ۴۵)

تولاؔ بدایونی کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔ کلام میں گہرائی و گیرائی دونوں موجود ہیں۔

اگر بے درد ہیں نظریں تو ہیں بے رحم نالے بھی
نہ سمجھو تم مجھے اچھا، سنبھلنا بھی بگڑنا ہے
الٰہی [illegible] بے کس تولاؔ کے جنازے سے

تڑپ جاتے ہیں تڑپا کر مجھے تڑپانے والے بھی
مثل مشہور ہے بیمار لیتے ہیں سنبھالے بھی
دعائے خیر بھی، گور و کفن بھی رونے والے بھی
(المنظور نومبر ۱۹۳۷ء صفحہ ۱۵)

ملا حاتم کا آخری زمانہ تھا انھوں نے بھی المنظور کے لیے مزاحیہ قطعات لکھے ملاحظہ ہوں

لیکن یہ قطعات اب ۱۹۷۵ء میں بے وقت کی راگنی معلوم ہوتے ہیں

بد سے بدتر ہیں نتائج مشترک تعلیم کے — اس کے ہاتھوں سے پڑے گی عاشقی کی داغ بیل
سامنے آنکھوں کے محشر کا سماں بندھ جائیگا — لڑکیاں لڑکوں سے مل کر جب کوئی کھیلیں گی کھیل

(۲)

تعلیم مشترک کی ہوائیں ہیں زور پر — دریائے حسن وعشق میں جوش وخروش ہے
اب لڑکیوں کے ہاتھ سے ہر ایک مدرسہ — دامانِ باغبان وکفِ گل فروش ہے۔

(۳)

مشترک تعلیم سے اتنا تو ہوگا فائدہ — کورس میں تہذیب کے کھل جائیں گے رنگین باب
اقربا کی کچھ نہ کچھ دشواریاں گھٹ جائینگی — لڑکیاں کرلیں گی خود ہی شوہروں کا انتخاب

(۴)

مشترک تعلیم کی آندھی اگر یونہی چلی! — جامۂ شرم وحیا کی دھجیاں اڑجائیں گی
کارگر ہوجائے گا بادِ مخالف کا اثر — اس ہوا کی زد میں آکر لڑکیاں اڑجائیں گی

(المنظور دسمبر ۱۹۳۷ء صفحہ ۴۲)

نثر میں دو مضامین ابواللیث صدیقی کے اہم ہیں ایک "اردو مثنوی کی مختصر تاریخ" (دسمبر ۱۹۳۷ء) اور دوسرا "شبلی اور اردو" (نومبر ۱۹۳۷ء) آخر الذکر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔ "جدید اردو کا لہلہاتا ہوا باغ آزاد، سرسید، نذیر احمد حالی اور شبلی کی آب یاری کا ممنون ہے۔ جنھوں نے اس کم مایہ زبان کو جو بقول مہدی الافادی، نوخیز بازاری اور کل کی چھوکری سمجھی جاتی تھی، اس قابل بنادیا کہ وہ اپنی بقیہ بہنوں یعنی دنیا کی دیگر علمی زبانوں سے آنکھ ملاسکے۔ ہماری زبان کا موجودہ اسلوب انھیں کی کوششوں کی پیداوار ہے، ہماری زبان کا سرمایہ انھی کے بابرکت ہاتھوں نے جمع کیا تھا۔ ان میں شبلی باعتبار عمر سب سے چھوٹے اور بحیثیت مجموعی ان میں سب سے بڑے شمار ہونے کے قابل ہیں بحیثیت انشاء پرداز ان میں بیک وقت آزاد کی تحقیق وتدقیق، نذیر احمد کا زورِ بیان، حالی

کی سادگی اور سپر شید کا استقلال موجود ہے۔ بحیثیت مصنف انھوں نے وسیع مباحث اختیار کرکے وہ دہ مقابل کرلیا کہ ہم ان کو ان کے ہم عصر یورپ کے اکثر عالموں اور مصنفین کی صف میں بٹھا سکتے ہیں۔"

"یادگار رعالی" کے تبصرے کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"خدا جانے کتنے جواہر پارے ناقدری زمانہ یا نادانیٔ اخلاف کے ہاتھوں برباد ہو چکے اور کس قدر برباد ہو رہے ہیں۔ سرزمین بدایوں نے کیسے کیسے ملبند پایہ ادیب و انشا پرداز عالم و صوفی، صاحب عزت و فقرا کاملین پیدا کیے مگر افسوس کہ ان کے آثار مٹتے جا رہے ہیں، نئے آنے والوں کو پرانے جانے والوں کے کارناموں کو زندہ رکھنے کی کہاں مہلت، بلاشبہ اگر آج صرف بدایوں ہی کے گزشتہ باکمالوں کی خدمات ادب کو منظر عام پر لے آیا جائے تو چمن اردو میں ایک بے مثل اضافہ ہو"

(المنشور۔ مئی ۱۹۴۰ء، صفحہ ۱۲۸)

علی احمد خاں سید قادری بدایونی کے متعلق معاون مدیر ایک تبصرے میں لکھتے ہیں "حضرت الحاج مولانا علی احمد خاں صاحب سید نقشبندی قادری بدایونی رحمتہ اللہ علیہ ان برگزیدہ نفوس میں سے ہیں جو بحیثیت عارف کامل اور صاحب نسبت ہونے کے آخر عمر میں دربار رسالت میں طلب کیے گئے اور وہیں جنت البقیع میں ابدی راحتوں سے سرفراز ہوئے۔ اور بحیثیت ادیب شاعر، عالم ہونے کے نہ صرف بدایوں بلکہ ہندوستان کے ہر گوشے کے ذی علم حضرات میں آپ کی شہرت ہے۔ آپ نے تقریباً چالیس سال بدایوں میں بطور مدرس اعلیٰ مدرسہ سرکاری اور اس کے بعد پندرہ سال تک آگرہ سینٹ جانسن کالج میں بحیثیت پروفیسر عربی و فارسی ہزارہا طلبہ کو فیض درس سے سیراب فرمایا۔ آپ کا یہ دیوان حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہ کی منقبت میں سوز و گداز، لطافت و فصاحت، عشق و معرفت کا مرقع ہے اور اہل عقیدت کے لیے ایک بزرگ کا پیش کردہ بہترین تحفہ ہے"

(المنشور اگست ۱۹۴۰ء، صفحہ ۱۲۰)

مولانا محمد ابراہیم فریدی کاسست پوری کا باب التغیر میں ایک جگہ لکھتے ہیں
"یہ باتیں اس وجہ سے ہیں کہ ان کی باطنی حالت بالکل خراب اور ان سے سلامتی بالکل مفقود ہو چکی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کے ان ظاہری کان اور آنکھ کو بھی سلب کر لیتا، جس طرح کہ ان کے باطنی کان اور آنکھ کو سلب کر لیا ہے کہ نہ کچھ سن سکتے ہیں اور نہ کچھ دیکھ سکتے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ ہر بات کو منیت کرنے پر قابو رکھتا ہے (المنظور۔ جولائی ۱۹۳۸ء صفحہ ۵)

اگر المنظور کچھ سال اور جاری رہتا تو یقیناً جدید اردو ادب میں اضافہ کا باعث ہوتا۔ لیکن متعدد مشکلات کے پیش نظر اس کا شائع ہونا بہت جلد بند ہوگیا۔

"خود درخشید ولے شعلۂ مستعجل بود"

(مبشر علی صدیقی)

چند نئی مطبوعات

اَمرائی (شعری مجموعہ) بدیع الزماں خاور

ارض کوکن کا وہ روحانی نغمہ جو دلوں میں تادیر گونجتا رہے گا قیمت: ۱۰/۰

انحراف (شعری مجموعہ) یعقوب راہی

"انحراف ہی کی شاعری، ترقی پسند شاعری اور جدید شاعری کے فکری تصادم کا نتیجہ بھی ہے اور ان دونوں کو رد کر کے اپنی انفرادی آواز کی دریافت کی ایک کوشش بھی ہے۔ قیمت ۵/-

خوشبو کا خواب (شعری مجموعہ) پریم وار برٹنی

پریم وار برٹنی کے کلام میں حیات و کائنات کی دھڑکنیں سنائی دیتی ہیں اس میں ایک حسین امتزاج ہے۔ جل ترنگ اور لہو ترنگ کا۔ قیمت: ۱۵/-

ترقی اردو بورڈ مرکزی وزارت تعلیم حکومت ہند کے لیے
نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

شریمد بھگوت گیتا (اردو ترجمہ) مترجم: حسن الدین احمد
بھگوت گیتا اہل ہند کے نام شری کرشن جی کا پیام ہے۔ یہ ایک فلسفیانہ اور مذہبی گیت ہے اور اس سے ہندستان کے مخصوص تخیل پر کافی روشنی پڑتی ہے شری بھگوت گیتا کا پیام کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے
قیمت: ۴/۷۵

خسرو شناسی (مرتبین: ظ۔ انصاری۔ ابوالفیض سحر
امیر خسرو کا نام علامت ہے، ادب، فکر اور فن کی کچھ اہم قدروں کا جن کی ترجمانی گزشتہ ہزار برس میں طرح طرح سے ہوتی رہی ہے۔ ترجمانوں کا یہ سلسلہ برصغیر کے صوفیا شعرا، اہل قلم اور درویشوں اور انسان دوست مفکروں پر مشتمل ہے۔
قیمت عام اڈیشن بلا تصویر ۱۷/۵۰ - ڈی لکس اڈیشن مصور ۲۷/۵۰

حیدر علی مصنف: نریندر کرشن سنہا، مترجم: انتظار حسین صدیقی
یہ کتاب نہ صرف حیدر علی کی سوانح عمری ہے۔ بلکہ ہندستانی تاریخ کی ۱۸ویں صدی کی عجیب و غریب شخصیت کا سوانحی مطالعہ بھی ہے اگرچہ اس کی زندگی کے بارے میں تفصیلات کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے تاہم یہ کتاب بنیادی اعتبار سے اس کی فوجی اور سیاسی زندگی سے متعلق ہے۔
قیمت: ۱۴/-

ہندستانی معیشت مصنف: مالک گھوش مترجم: محمد خلیق
عام طور پر ان ملکوں کو کم ترقی یافتہ کہا جاتا ہے جن کا معیار زندگی کم ہو جن کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہو اور جہاں صنعت و حرفت بہت کم ہو۔ ہندستان کا حال بھی کچھ ایسا ہی رہا۔ تفصیلات اس کتاب میں ملیں گی۔
قیمت: ۲۴/۷۵

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی اہم مطبوعات

سورٹھ بتیرا بہتا پانی — زویر چند میگھانی — مترجم: مظہر الحق علوی — ۱۳/-

لہروں کی آواز — کلکی راما کرشنا مورتی — ″ راج نرائن راز — ۱۹/۵۰

جک ویر راجبنز — شری نواس — ″ راشد سہوانی — ۲۲/۵۰

راگ درباری — شری لال شکل — ″ راشد سہوانی — ۱۵/۵۰

میں — ہری نرائن آپٹے — ″ کشور سلطان — ۹/-

جدوجہد آزادی میں مجلس قانون ساز کا رول۔ — منورنجن جھا — مترجم: غلام ربانی تاباں — ۱۳/۵۰

آب حیات — محمد حسین آزاد — تلخیص: پروفیسر احتشام حسین — ۶/۷۵

قومی شاعری — مختلف شعرا — مرتبہ: علی سردار جعفری — ۴/-

چاردیواری میں — ایم ٹی واسدیو نائر — مترجم: ظفر ادیب — ۷/۷۵

فاطمہ کی بکری اور بچپن کی ساتھی — ویکم محمد بشیر — ″ اطہر پرویز — ۵/۷۵

گنگا جل کے پنکھ — لکشمی نندن بورا — ″ رضیہ سجاد ظہیر — ۶/۷۵

برہمن لڑکی — شری دھر وینکٹیش کیتکر — ″ اکرسین نارنگ — ۷/-

ملیالم افسانے — مرتبہ: اوم چیری این این پلے مترجم ″ ″ — ۸/۷۵

تامل افسانے — ″ پی پال سوم سندرم ″ حسرت سہروردی — ۸/-

ہندی افسانے — ″ ڈاکٹر نامور سنگھ ″ اکرسین نارنگ — ۹/-

پنجابی افسانے — ″ ہربھجن سنگھ ″ محمود جالندھری — ۷/-

اردو افسانے — ″ رضیہ سجاد ظہیر ″ ″ — ۱۰/-

ذاکر حسین سیریز کی دلچسپ کتابیں

ابو خاں کی بکری — ڈاکٹر ذاکر حسین — ۳/- — سلطان زین العابدین — رضیہ سجاد ظہیر — ۶/۵۰

گلابو چوہیا — بیگم قدسیہ زیدی — ۲/۵۰ — انوکھی دکان — بیگم قدسیہ زیدی — ۲/۵۰

راجہ رام موہن رائے — عرش ملسیانی — ۴/۵۰ — دنیا کے جانور — ″ ″ — ۲/۵۰

ذاکر صاحب کی کہانی — سیدہ خورشید عالم — ۶/۵۰ — خواجہ الطاف حسین حالی — بیگم صالحہ عابد حسین — ۶/۵۰

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

ضبط شدہ نظمیں

مرتبین: خلیق انجم اور مجتبیٰ حسین
ناشر: مجلس جشن علی جواد زیدی نئی دہلی
سائز: ۱۸×۲۲ صفحات ۲۸۰
قیمت: اکیس روپے

یقیناً یہ ایک اچھا کام ہے کہ ہم اپنے بڑے ادیبوں اور شاعروں کے تئیں اپنے جذبات تہنیت کا اظہار کرتے رہیں۔ علی جواد زیدی ہمارے محترم شاعر، نقاد و محقق تو ہیں ہی مگر دور غلامی میں جد و جہد آزادی میں بھی پیش پیش رہے ہیں۔ ایسے شخص کی خدمت میں ایسی نظموں کی پیش کش جو انگریزوں نے ضبط کرلی تھیں یقیناً بڑا کام ہے۔

زیدی صاحب کے لیے مجتبیٰ حسین کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے" بہت کم ادیب ایسے ہوں گے جو ادب کے ہر شعبے پر اتنی یکساں قدرت رکھتے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریروں میں ایک تنوع اور جامعیت صاف دکھائی دیتی ہے۔ زیدی صاحب جہاں شاعری کے میدان میں سرخ رو ہوتے ہیں، وہیں تحقیق و تنقید کے میدان میں اپنی گہری علمیت اور وسعت نظر کے جھنڈے گاڑ دیتے ہیں یقیناً زیدی صاحب نے جب بھی قلم اٹھایا موضوع کے ساتھ بھرپور انصاف کیا ہے۔" یہ چند جملے ہی زیدی صاحب کی شخصیت کی مکمل نمائندگی کرتے ہیں

۔ایک طالب علم ہونے کے ناتے میں نے زیدی صاحب کی دو کتابوں (تعمیری ادب اور دو ادبی اسکول) کو بار بار پڑھا ہے اور روشنی حاصل کی ہے۔ زیدی صاحب ادق سے ادق مسئلے اور مشکل سے مشکل بات کو اتنے سہل انداز میں واضح کر جاتے ہیں کہ پڑھتے اور سمجھتے وقت ذہن کوئی بوجھ محسوس نہیں کرتا۔ تنقید اور تحقیق بڑے خشک موضوعات ہیں لیکن زیدی صاحب کا اسلوب انہیں بھی دلچسپ بنائے رکھتا ہے۔

کچھ نام ایسے ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے کام کی اہمیت بڑھ جاتی ہے مثلاً جہاں ڈاکٹر خلیق انجم کا نام آتا ہے تو بلا شبہ یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ وہاں ادبی ذمہ داریاں پوری طور پر نباہی گئی ہوں گی!

ایک مشہور غزل ہے جو کاکوری کیس کے شہید رام پرشاد بسمل کے نام سے منسوب ہے غزل کا مطلع ہے۔

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

اس سلسلے میں گزشتہ دو تین سال سے مختلف رسائل و اخبارات میں بحث چل رہی ہے کہ مذکورہ غزل رام پرشاد بسمل کی نہیں ہے بلکہ وہ اور کاکوری کیس کے دوسرے ملزمان عدالت میں حاضری کے وقت اس غزل کو گایا کرتے تھے۔ خان غازی کابلی نے اس سلسلے میں کافی کام کیا ہے۔ موصوف کا کہنا ہے کہ یہ غزل دراصل حسرت موہانی کی ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے کاکوری کیس کے ایک ملزم شری جوگیش چٹرجی کی کتاب IN SEARCH OF FREEDOM کا حوالہ دیا ہے جو اس کتاب کے صفحہ ۱۱۴ پر تحریر ہے۔

لندن سے شائع ہونے والے روزنامہ جاپ میں ۱۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو یہی غزل

ایڈیٹر کے اس نوٹ کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔

"سرفروشی کی تمنا" وہ غزل ہے جو تحریک آزادی کے دوران گائے گئے گانوں میں سرفہرست یہ غزل ہند کے مشہور شاعر مولانا حسرت موہانی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے جنھوں نے یہ اشعار کاکوری کیس کے شہید رام پرشاد بسمل کو مخاطب کرکے لکھے تھے مجاہدانِ ہند کے انقلاب پسندوں میں یہ غزل اتنی مقبول ہوئی کہ ان سے ہی وابستہ ہوکر رہ گئی۔

"مولانا حسرت موہانی نے دوبارہ کبھی ان اشعار کے بارے میں دعویٰ نہیں کیا اور انھیں اس بات پر فخر تھا کہ ان کے اشعار انقلاب پسندوں کے نام سے وابستہ ہوگئے ہیں"

یہ غزل کچھ لوگوں نے بسمل عظیم آبادی کے نام سے بھی منسوب کی۔ اس کی تصدیق کے لیے خان غازی کابلی نے مشہور محقق قاضی عبدالودود کو خط لکھا۔ قاضی صاحب نے جو کچھ جواب دیا وہ میں یہاں نقل کر رہا ہوں یہ تمام خط و کتابت عزائم لکھنؤ کے اکتوبر ۷۴ء کے شمارے میں شائع ہو چکی ہے

پٹنہ۔ ۸ر اگست ۱۹۷۴ء

مکرمی غازی صاحب

آپ کا خط مورخہ ۳ر اگست ۱۹۷۴ء کو ملا

یادآوری کا شکریہ۔ شاہ محمد حسن میرے رشتے دار اور شاد عظیم آبادی کے شاگرد ہیں۔ میں جب پرانے شہر میں رہتا تھا تو ان کا مکان قریب تھا اور کثرت سے ملاقات ہوتی تھی۔ ان کا دیوان آج تک نہیں چھپا۔ میں مارچ ۱۹۲۳ء میں انگلستان گیا تھا تو اس سے قبل دو برس کے اندر انھوں نے زیرِ بحث غزل ایک اخبار میں اپنے نام سے چھپی ہوئی دکھائی اور بعد کو کہا کہ اس کی اشاعت کے لیے اخبار سے باز پرس بھی ہوئی گوپال متل نے مجھ سے اس غزل کے متعلق دریافت کیا تھا۔ میں نے بسمل کو

اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ غزل زیر بحث اور اپنی دوسری غزلوں کے کچھ اشعار منتخب، اپنی تصویر اور حالات زندگی کے ساتھ بھیجیں۔ یہ چیزیں تحریک میں شائع ہو جائیں گی۔ وہ خاموش ہوئے تو میں نے اس مضمون کا دوسرا خط لکھا۔ اس کے بعد وہ مجھ سے ملنے آئے اور وعدہ کیا کہ مطلوبہ غزل اور اشعار وغیرہ جلد بھیج دوں گا لیکن آج تک ایفائے وعدہ نہ ہوا۔ ہاں میں یہ لکھنا بھول گیا کہ میں نے یہ بھی انھیں لکھا کہ بتائیں کہ غزل کس اخبار میں اور کب شائع ہوئی تھی۔

اب آپ اس سے جو نتیجہ چاہیں نکالیں، مگر یہ غزل کسی شاعر کی اس وقت ہو سکتی ہے جب مارچ ۱۹۲۳ء سے قبل اس کے نام سے شائع ہو چکی ہو۔

(قاضی عبدالودود)

میں سمجھتا ہوں کہ بسمل عظیم آبادی کی خاموشی سے صرف ایک نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ غزل زیر بحث ان کے نام سے غلط منسوب ہے۔ اگر یہ غزل ان کی ہوتی تو وہ قاضی صاحب کی فرمائش پر ضرور لبیک کہتے۔ پھر غزل زیر بحث کا جو انداز ہے وہ اس بات کا اظہار ہے کہ یہ غزل حسرت موہانی کی بھی ہو سکتی ہے اور انھوں نے مقطع میں بڑی ترکیب سے اپنا تخلص جوڑ دیا ہے۔

ع	ایک مٹ جانے کی حسرت اب دل بسمل میں ہے

بہر حال ضبط شدہ نظمیں میں میرا مقصد صرف مذکورہ غزل کو ہی بحث کا موضوع بنانا نہیں ہے۔ یہ تو ایک جملۂ معترضہ ہے کیونکہ ہماری یہ توقع بجا ہوتی ہے کہ کوئی بھی محقق کسی ادبی مسئلے میں متنازعہ امور کے بارے میں رائے نہ دیتے ہوئے بھی نشاندہی ضرور کرے گا۔ اور اگر غزل زیر بحث نیشنل آرکائیوز میں رام پرشاد بسمل کے نام مطبوعہ موجود ہے تو ان کے ساتھی جوگیش چٹرجی کا بیان ایک سوالیہ نشان بن جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس ضمن میں ہمارے محققین خصوصی توجہ فرمائیں تا کہ

یہ فیصلہ ہو سکے کہ یہ مشہور و معروف غزل دراصل کس کی ہے ؟
بحیثیت مجموعی ضبط شدہ نظمیں، اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک عمدہ پیش کش ہے اور علی جواد زیدی جیسے سالار آزادی اور ادبی رہنما کے لیے ایک قابل قدر نذر۔ صاف ستھری کتابت کے ساتھ سفید کاغذ پر چھپی ۲۸۰ صفحات کی اس نذر کا نذرانہ اکیس روپے کچھ زیادہ نہیں ہے۔

(ایم۔ اے، رحمٰن)

"نخلستان"

(سہ ماہی رسالہ)

مدیر: عبدالباسط
ناشر: راجستھان ساہتیہ اکاڈمی جے پور
سالانہ قیمت: دس روپے۔ فی شمارہ ۳/-

راجستھان ساہتیہ اکاڈمی ادے پور نے اپنے اشاعتی پروگرام میں اردو کی نشر و اشاعت کو شامل کرکے جس فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے وہ اس لحاظ سے بھی لائق تحسین ہے کہ سرکاری اداروں کی معاونت اور حق پسندی کے بغیر کسی بھی زبان کے ادب کی ترویج و ترقی صحیح معنوں میں بڑی دشوار ہو جاتی ہے۔

مذکورہ اکاڈمی نے اب تک جہاں اردو کے ۳ شعری مجموعوں کی اشاعت کی ہے وہاں سہ ماہی نخلستان کا اجرا کرکے اردو کو اس کا حق دینے کے خیال کو عملی جامہ پہنا کر ایک اور مثال قائم کی ہے۔ نخلستان میں شائع کی گئی تخلیقات بھی شامل اداریہ کے ان الفاظ کی عکاسی کرتی ہیں۔

"راجستھان کے اس جریدے کا نقطۂ نظر اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت ہے جس کے لیے کسی خاص مکتب فکر کی وابستگی سے گریز کرکے خود کو محدود ہونے سے بچانے

کا پوری کوشش کی ہے

یہی سبب ہے کہ کلاسیکی روایتوں اور جدید طرز فکر کے امتزاج نے اس سہ ماہی رسالہ کے ادبی اعتدال کو ختم نہیں ہونے دیا ہے۔ اسی کے ساتھ اس میں شامل تخلیقات معیار و نقد پر بھی بڑی حد تک پوری اترتی ہیں۔ بعض مشاہیر اہل قلم کے ساتھ ہی اس میں چند غیر معروف فن کاروں کی تخلیقات کے انتخاب پر بھی کڑی نظر رکھی گئی ہے۔ جس کا سبب مدیر رسالہ کے ان الفاظ میں مضمر ہے۔

" یہ توقع کرنا کہ یہ اردو کے علمی اور ادبی جریدوں اور رسالوں میں کوئی ممتاز مقام پیدا کرسکے گا، ابھی قبل از وقت ہے۔ البتہ اس کے ساتھ ہماری خواہشات وابستہ ہیں۔ ان کے اظہار کے لیے حالی کے اس مصرعے کا اعادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ع ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں "

اور اسی جستجو کے تحت پہلے شمارے ہی سے نخلستان کو خوب سے خوب تر بنانے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

رسالے کی تخلیقات کے ساتھ ساتھ اس کی ترتیب، سرورق، کتابت اور طباعت پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے جس نے اس کے معیار اور اس کی دلکشی کو بڑھا دیا ہے۔ ۱۱۲ صفحات کے اس رسالہ کا زر سالانہ دس روپے اور ایک شمارے کی قیمت تین روپے رکھی گئی ہے جو کسی طرح گراں نہیں۔

(عزیز اندوری)

سورج کے تماشائی

مرتب : ابراہیم انجم
ناشر : عبدالرحیم۔ کے، طائی بڑودہ (گجرات)
قیمت : دس روپے
ملنے کا پتا : بزم توفیق، طائی اسٹریٹ، بڑودہ

"سورج کے تماشائی" بڑودہ (گجرات) کے چھ شاعروں یعنی درد بڑودوی، نسیم القادری، خلش بڑودوی، شرر القادری، عزیز القادری، اور جمال مہدوی کا نمونۂ غزلیات ہے۔ ان شاعروں کے رنگ و آہنگ کا اندازہ درج ذیل اشعار سے کیا جاسکتا ہے:

درد بڑودوی
لاؤ بانٹ لیں ہم تم ایک دوسرے کا غم
آؤ دل کے داغوں سے جگمگا دیں غم خانے

نسیم القادری
اب صبح کے ماتھے پہ شکن تک نہ ملے گی :
اب شام کی زلفوں میں کوئی خم نہ رہے گا

خلش بڑودوی
یارانِ خوش نظر بھی بڑا کام کر گئے
آئینہ لے گئے ہیں حجابوں کے شہر میں

شرر القادری
اب سے ہر بام پہ تیرا جلوہ
ہر گلی تیری گلی ہو جیسے

عزیز القادری
منزلِ دار و رسن کے حسن کا طالب تھا میں
راہبر مجھ کو نقطۂ کوئے بتاں تک لے گئے

جمالؔ مہدی — کھڑکیاں کھول دو ذہنوں کی کہ ہے وقتِ سحر
گوشے گوشے میں اجالے کو بکھر جانے دو

"سورج کے تماشائی" کو تذکرہ کی حیثیت دی جا سکتی تھی اس لیے کہ یہ سب شاعر بقیدِ حیات ہیں۔ ان سے مختصر مگر جامع حالات فراہم کیے جا سکتے تھے لیکن حالات زندگی نہایت تشنہ ہیں۔ نسیمؔ القادری کی تاریخ پیدائش تک درج نہیں ہے۔ اس لیے یہ مجموعہ انتخابِ کلام ہی کہا جائے گا۔ "حرفِ معتبر" میں ابراہیم انجم صدر بزم توفیق بڑودہ نے بزم کی تشکیل اور سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے۔ منورؔ سعیدی نے "کھری کھری" کے تحت شعری انتخاب پیش کیا ہے۔ منصور الدین قریشی پروفیسر آف ایجوکیشن، مہاراجہ سیاجی راؤ یونیورسٹی بڑودہ نے معلوماتی تقریظ لکھی ہے جس میں گجرات کے تاریخی اشارات، بڑودہ میں غالبؔ، مومنؔ، ذوقؔ کے معاصرین شعرا محمد احسان احسانؔ، غلام قادر بلیغؔ، خواجہ سید شیداؔ، میر ابراہیم علی خاں وفاؔ، حکیم احمد حسن فداؔ (شاگرد غالبؔ)، میر احتشام علی خاں جاوؔدؔ (شاگرد ظہیرؔ دہلوی) کا تذکرہ کیا ہے۔ نیز مہاراجا کھانڈے راؤ کی علمی اور فنی سرپرستی کا اشارا کیا ہے۔ اسی عہد میں حکیم محمد علی لکھنؤ سے، باسط علی خاں موہان سے، میر ابراہیم علی خاں سہسوانی ضلع بدایوں سے آکر بڑودہ میں مقیم ہوئے۔

دوسری نسل میں منشی محمد حسن اخترؔ، ابراہیم میاں خلیلؔ، منشی جمیل الدین جمیلؔ، اثرؔ سالیری، عاشقؔ بڑودوی وغیرہ معروف شعرا گزرے ہیں۔

آج کے شعرا میں چند نام تو "سورج کے تماشائی" میں ملتے ہیں ان کے علاوہ کلیمؔ احمد آبادی، فخرؔ قادری احمد آبادی، حزیںؔ قریشی، محمد علوی، عادلؔ منصوری، جمالؔ قریشی، جمیلؔ کلیمی وغیرہ شامل ہیں۔

شاہد پرویز نے اپنی جھنجلاہٹ اور بے ربط و غیر منطقی بیانے کو "بدتمیزی"

کے تحت ظاہر کیا ہے۔ ایسی تحریر سے نہ صرف "سورج کے تماشائی" بلکہ اردو ادب کا معیار بدنام ہوتا ہے۔ عبدالرحیم، کے، طائی سکریٹری بزم توفیق بڑودہ نے "اظہار تشکر" کا فرض ادا کیا ہے۔

بزم توفیق بڑودہ کی ادبی سرگرمیاں اردو ادب میں اضافہ کا باعث ہیں اور ان کا یہ پروگرام قابل تحسین ہے مگر کسی عہد کے شعرا پر بہتر تنقیدی مقالہ شائع کرنا چاہیے اور شعرا کے حالات مختصر ہی سہی مگر جامع ہونا ضروری ہیں تاکہ "تذکرہ شعرا بڑودہ" اردو ادب کی تاریخ میں ایک مقام حاصل کر سکے۔

سورج کے تماشائی کی صوری حیثیت قابل قبول ہے۔

(ڈاکٹر سیفی پریمی)

کیا دیکھا کیا سمجھا
(مجموعۂ قطعات)

علامہ کیف مرادآبادی۔ بزم کیف شاخ دہلی
۵۰۔۲۷/۵ دریاگنج دہلی مارچ ۱۹۷۵ء
صفحات : ۱۰۰
قیمت : پانچ روپے

۱۹۳۰ء سے ۱۹۴۶ء تک بلند شہر میں جو ادبی ماحول تھا وہ یقیناً تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ "تاریخ ادب اردو" کے مصنف ڈاکٹر رام بابو سکسینہ ضلع کے حاکم اعلیٰ تھے اور سید حامد ڈپٹی کلکٹر، توان دونوں حضرات کی سرپرستی میں ادب اور شاعری پروان چڑھتی رہی۔ پختہ گو شعرا میں ناطق گلاوٹھوی، قابل گلاوٹھوی، رحمت بلند شہری، شوخ بلند شہری، خضر برنی، ماہر القادری، کیف مرادآبادی، دعا ڈبائیوی، شیدا خورجوی، نواب مکرم علی خاں پہاسوی ایک طرف شعر و ادب کی محفلیں گرم کر رہے تھے تو دوسری طرف نوجوان شعرا میں رام کرشن مضطر، منتخب جارچوی، حکم چند نیر،

اور متعدد دوسرے شعرا برگزیدہ شخصیتوں کے فیضان سے آسودہ ہوکر مشقِ سخن میں مصروف تھے ۔ آل انڈیا مشاعرے منعقد ہوتے جن میں جوش ملیح آبادی، جگر مرادآبادی، راز مرادآبادی، صابر دہلوی اور شکیل بدایونی جیسے مقبول شعرا شرکت کرتے تھے۔ ایسے ادبی ماحول اور فضا میں کیفؔ مرادآبادی نے ایک معتبر مقام اور وقار حاصل کرلیا۔

علامہ کیفؔ مرادآبادی جواب ۷۹ سال کے ہوگئے ہیں، خوددار اور قناعت گزار شاعر ہیں جن کے کلام میں بقول ڈاکٹر تنویر احمد علوی "سنجیدہ افکار اور شگفتہ اسلوب کا ایک دلکش امتزاج اور منفرد انداز ملتا ہے" کیفؔ صاحب نے یوں تو ہر صنف میں اظہارِ کلام کیا ہے لیکن ان کی محبوب صنف غزل اور قطعات ہی ہیں۔ کیفؔ، صاحب ہندوستان کے بیشتر معیاری اور نمائندہ رسائل و جرائد میں چھپتے رہے ہیں لیکن ان کا کوئی مجموعۂ کلام اب تک شائع نہیں ہوا تھا۔ بزم کیفؔ کے اراکین قابلِ مبارک باد ہیں کہ انھوں نے ہمت کرکے کیفؔ صاحب کے قطعات کا ایک نمائندہ انتخاب شائع کردیا ہے جو صوری اور معنوی اعتبار سے حسین اور دلکش ہے امید ہے کہ اربابِ انجمن کیفؔ صاحب کی غزلوں کو بھی اسی صحت و حسن کے ساتھ جلد شائع کریں گے۔

آخر میں کیفؔ صاحب کے دو قطعات ہدیۂ ناظرین ہیں۔

عشق کی ہر خواہش کا یہ مطلب راز سمجھ میں آئے کوئی
حسن کی ہر کوشش کا یہ مقصد کچھ نہ سمجھنے پائے کوئی
عشق کی یہ ضد دیکھیے ان کو اور بھی بیہم دیکھتے رہیے
حسن کے جلوؤں کا یہ تقاضا دیکھیے اور کھو جائے کوئی

ذرّے مل جل کر کریں تعمیر دشت و کوہسار
قطرے مل جل کر بنائیں بحر نا پیدا کنار
لیکن انساں مدعیِ عشق و تسخیر و وفا!
اپنے قول و فعل سے کرتا رہے انساں کو خوار

نظر برنی

مصر الجدید

مصنف: اے ابراہیم
ملنے کا پتہ: ۹۵ تھرڈ کراس روڈ، بنگلور
قیمت: پندرہ روپے

اے ابراہیم گورنمنٹ آرٹس کالج بنگلور میں اردو کے معلّم ہیں اور صدر شعبۂ اردو بھی۔ لیکن وہ صرف اردو ادب کے عاشق اور گیسوئے سخن کے دلدادہ ہوکر محدود نہیں ہوگئے، بلکہ اپنے مطالعے کو وسیع رکھا اور نظر کو کشادہ! ان کی پہلی کتاب "مغربی ادب کے معمار" شائع ہوکر مقبول ہوچکی ہے اور دوسری کتاب "مصر الجدید" ہے جس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں دنیا کے دوسرے مسائل سے بھی دلچسپی ہے اور ان کا تاریخی شعور بھی بالیدہ ہے۔ کتاب ہٰذا جدید مصر پر اردو میں مستند کتاب ہے مختلف لوگوں نے مصر کو مختلف وجوہات کی بنا پر سراہا ہے اور اس کی شان میں رطب اللّسان رہے کسی نے اہرام مصر کو اہمیت دی تو کسی نے اسے قدیم انسانی تہذیب کا گہوارہ جان کر داد و ستائش کی۔ کسی نے قلوپطرہ اور زلیخا کی سرزمین گردانا تو کسی نے دریائے نیل کا تحفہ جانا۔ کوئی جامع ازہر کی وجہ سے اس کا شیدائی بنا تو کسی نے اس کی الجھنت پر اسرار کہانیوں سے دل لگایا۔ مگر ابراہیم صاحب نے اپنے ذہنی اور جذباتی وابستگی و لگاؤ

کوعلاحدہ کرکے مصر کا مطالعہ کیا ہے اس کی حقیقتوں اور اس کی تبدیلیوں کی وضاحت کی ہے اور انھیں "مصر الجدید" میں پیش کیا ہے اس سلسلے میں ہمیں ان کی محنت اور مطالعے کے ساتھ ساتھ ان کے پیش کرنے کے اسلوب وطرز Way of Presentation کی بھی داد دینی پڑتی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے مصر کے جغرافیائی، تاریخی، معاشرتی، ادبی، اقتصادی، سیاسی، انقلابی حالات کو پیش کیا ہے۔ یہ کتاب پندرہ ابواب پر مشتمل ہے۔ مصر ایک جمہوری ملک ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے باریک باتیں بھی پیش کی ہیں جو عام نظر سے پوشیدہ رہ سکتی تھیں۔ مثلاً پہلے دیہات میں سردار کا عہدہ وراثتاً دیا جاتا تھا۔ مگر مصر الجدید میں اسے منسوخ کر دیا گیا۔ اس طرح جدید مصر میں جو تبدیلیاں آئیں انھیں وہ تفصیلات کے ساتھ واضح کرتے ہیں اور قاری کے سامنے مصر الجدید کی یکسانیت مساوات اور انسانیت کا تصور نکھر کر سامنے آتا ہے۔ مصر سے متعلق علاحدگی پسند عناصر کے وجود کا شکوہ کیا گیا تھا۔ مگر مصر نے جو نیا تصور پیش کیا ہے اس میں عرب اتحاد اور سوشلزم پر زور دیا گیا ہے۔ عرب سوشلزم کا تصور اشتراکی سوشلزم کے تصور سے علاحدہ ہے، اشتراکیت میں نہ ہی خدا کا تصور ملتا ہے اور نہ عوام کی ذاتی ملکیت کا حق جبکہ مصری سوشلزم .. اس سے علاحدہ ہے، وہ "بے دینی" نہیں اسے ہم واضح طور سے اسلامی کہہ سکتے ہیں جس کی بنا انصاف خود کفالت اور مساوات پر ہے۔ مصر کے اصلاحی طریقوں میں مساوات کا بول بالا ہے، مزدوروں کا حق انھیں دیا گیا ہے۔ مختلف جگہوں پر انھیں نمائندگی حاصل ہے، بڑی بڑی کمپنیوں کو قومیا لیا گیا ہے۔ اور سرمایہ داری پر ضرب کاری لگائی گئی ہے۔ گویا ابراہیم صاحب نے وہاں کے سیاسی نظریات اور طریق کار کو بھی پیش کیا ہے۔ وہاں کے بڑے بڑے مرکز، صنعتی شہر، تاریخی مقامات، عمارات، میوزیم، عجائب گھر، قواعد مصر کے

نوادرات کی نمائش گاہیں، اسلامی فنون کے عجائب گھر، مساجد وغیرہ کا ذکر بڑے دلچسپ انداز میں کیا ہے۔ قاری کے دل میں مصر کے لیے ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے۔
تعلیمی سلسلے میں انھوں نے بتایا ہے کہ مصر آج جدید علم کی برکات سے مالا مال ہے۔ یونیورسٹی میں مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ خود کو غیر ملکی اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے مصر نے غیر ملکی مدرسوں کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ ان کے یہاں کا طریقہ تعلیم سائنٹیفک ہے۔
شیدایانِ ادب اور عاشقانِ فنون لطیفہ کے لیے ساتواں اور آٹھواں باب بڑی دلکشی رکھتا ہے۔ ان ابواب کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مصر ادبیات میں عالمگیر ادبی تحریکوں سے اثر لیتا رہا۔ وہاں کے ادیبوں، ناول نگاروں اور ڈراما نویسوں نے ملکی رجحانات کے علاوہ عالمگیری رجحانات کو بھی اپنے فن میں پیش کیا ہے۔ صحافت پر انقلابیوں اور مصلحانِ قوم کی گرفت رہی جس کی وجہ سے وہ عوام کے مذاق کو سدھارنے کا موثر آلہ رکھتے ہیں۔ سچ پوچھیے تو قومی زندگی کی فلاح اور معاشرے کی بہبودی میں صحافت، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ کا بڑا زبردست کردار ہوا کرتا ہے۔ مصر کا ریڈیو اسٹیشن۔ بی بی سی، وائس آف امریکہ اور ماسکو ریڈیو کی صف کا ہے۔ فائن آرٹس میں مصوری، سنگ تراشی اور موسیقی کی تبدیلیوں کی وضاحت بھی کتاب مذکورہ میں کی گئی ہے اور مشہور و معروف سنگتراش و مصور کا ذکر کیا گیا ہے۔ مصر میں ان فنون کے اکتساب کے سلسلے میں سہولت بہم پہنچائی جاتی ہے اور ان کی نمائش کے لیے حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ان فنون کی ترقی کے لیے حکومت نے مختلف قسم کے ادارے قائم کیے ہیں۔ قومی دفاع ملک کے لیے بے حد اہم ہے۔ ملک کی بقا تو آزادی اسی سے وابستہ ہے۔ مصر ابتدا میں اس سلسلے میں مفاد پرست عناصر کی خود غرضی کی وجہ سے کمزور تھا۔ مگر انقلاب کے بعد اس سلسلے میں مستحکم و مضبوط ہو گیا

ہے اور اپنے یہاں کے ہر نوجوان کے لیے فوجی تربیت لازمی قرار دی ہے۔ اسلحہ بنانے کے کارخانے اور تربیت گاہیں قائم ہیں۔ ان کی تعمیر اور نئے منصوبوں سے بھی اس کتاب کے ذریعے ہم آگاہ ہوتے ہیں۔

"مصر الجدید" کے مصنف نے مصر کا ہر ہر پہلو سے مطالعہ کیا ہے اور حاصلِ مطالعہ کو کتاب میں بحسن و خوبی پیش کیا ہے۔ اردو داں طبقے اور مصر سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب پرکشش ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے زبان و بیان کی لطافت و نفاست کو بھی برقرار رکھا ہے۔ خوب صورت سرورق ہے۔ جس پر مصری ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے دفاتر کی تصویر ہے۔

(ڈاکٹر زرینہ ثانی)

مکتبہ جامعہ کی تازہ کتابیں

رموزِ غالب
مرتبہ: ڈاکٹر گیان چند جین

غالب کے قلم زد کلام، خود نوشت دیوان، بیاض غالب، اور دیوان غالب کے مختلف ایڈیشنوں پر تحقیقی مضامین کا مجموعہ جس کا مطالعہ غالب کے ہر پرستار کے لیے ضروری ہے۔ قیمت: ۱۸/۵۰

ہیرو ئن کی تلاش
(دوسرا ایڈیشن) پروفیسر محمد مجیب

معمولی فائدوں اور جھوٹی سچی تعریفوں کے لیے ہم کبھی کبھی کتنے گر جاتے ہیں۔ اس کی ایک دلچسپ جھلک آپ کو اس ڈرامے میں ملے گی۔

قیمت: ۲/-

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ

…باری مصنف ڈاکٹر الیس اگروال ترجمہ: مخمور جالندھری ۲/۲۵

…رت دتنو دگمبر ،، ڈی آر ماٹاولے ،، شمس قدوائی ۲/۲۵

…لیم باقی ،، ڈی کنکیڈ ،، ڈاکٹر رادھا سرن ۶/۲۵

…اضی نذرالاسلام ،، بپودھا چکرورتی ،، عرش ملسیانی ۲/۲۵

…چھوا اور خرگوش ،، ڈاکٹر ذاکر حسین بلا جلد ۱/ مجلد ۲/۰

…بیر ،، ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری ترجمہ ایم. کے درانی ۲/۵۰

…اندھی کا ہندستان کثرت میں وحدت مرتبہ: نیشنل گاندھی صدی سب کمیٹی ۴/۲۵

…رونانک مصنف: گوپال سنگھ ترجمہ مخمور جالندھری ۳/۰

…ٹی بنتی تصویریں ،، بھگوتی چرن ورما ،، رضیہ سجاد ظہیر ۵/۰

…اش کے محل (ناول) مصنفہ: مپال زنگتا ہلما ،، زینت ساجدہ ۵/۵۰

سفید خون (،،) ،، نانک سنگھ ،، رتن سنگھ ۸/۰

گرو گوبند سنگھ ،، ڈاکٹر گوپال سنگھ ،، مخمور جالندھری ۳/-

زندگی ایک ناٹک ،، پنالال پٹیل ،، کشور سلطانہ ۱۰/۰

رنجیت سنگھ ،، ڈی آر سود ،، مخمور جالندھری ۲/۷۵

جدوجہد آزادی ،، بپن چندر ،، غلام ربانی تاباں ۵/۵۰

تنگر شواڑی ،، ونکٹیش ماڈگولکر ،، عرش ملسیانی ۵/۲۵

شاعر ،، تاراشنکر بندوپادھیائے ،، پرمیش کمار ڈے ۸/۷۵

موت کے بعد ،، شیورام کارنت ،، محمود سروش ۸/۷۵

آدمی کے روپ ،، یشپال ،، سہیل عظیم آبادی ۱۲/-

اکیر ،، لارنس بینیں ،، رضیہ سجاد ظہیر ۳/۵۰

ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں اُردو تحقیق مرتب: سید حسین

"کتاب نما" کے اس خصوصی شمارے کے مطالعے سے آپ کو اردو تحقیق کی سمت اور رفتار کا اندازہ ہوگا اور تحقیق کرنے والوں کو اپنے مقالوں کے لیے حسب ضرورت تحقیق شدہ مواد سے استفادہ کرنے کی سہولت ملے گی۔

قیمت: ۵/۷۵

ضبط شدہ نظمیں مرتبین: ڈاکٹر خلیق انجم، مجتبیٰ حسین

ہماری اردو شاعری نے جدوجہد آزادی میں کتنا اہم رول ادا کیا ہے اس کا اندازہ آپ کو زیر نظر کتاب کے مطالعہ سے ہوگا۔ یہی وہ نظمیں ہیں جنھوں نے کبھی سارے قوم میں جوش و ولولے اور جذبۂ حریت کی لہر دوڑادی تھی۔ یہ گراں قدر تحفہ ہماری محبوب وزیراعظم محترمہ اندرا گاندھی نے جناب علی جواد زیدی کو کمیٹی کی طرف سے نذر کیا۔

قیمت: ۲۱/-

ہماری تہذیبی میراث سفارش حسین رضوی۔

یہ کتاب ہندستانی تہذیبوں کی کہانی ہے جس کے دو اہم پہلو ہیں، ایک تاریخی اور دوسرا ادبی، اپنے موضوع پر شاید اردو میں پہلی اور اہم کتاب ہے جس کا ہر لائبریری میں ہونا ضروری ہے۔

قیمت: ۷/-

چند اہم کتابیں

۱	قدیم اردو۔ جلد اول۔ مرتبہ ڈاکٹر مسعود حسین خاں	۱۵/-
۲	" " " دوم " " "	۱۳/-
۳	" " " سوم (ابراہیم نامہ) " "	۱۰/-
۴	قصۂ مہر افروز و دلبر مسعود حسن خاں	۱۲/-

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

باپو، حصہ اول دوم	مصنف :	الیف بی فرثیاس	مترجم	صالحہ عابد حسین	۳/-
کشمیر	"	مالا سنگھ، تصاویر: نندنی	"	خدیجہ عظیم	۱/۵۰
پرندوں کی دنیا	"	جمال آرا	"	محمد شفیع الدین نیر	۱/۵۰
ہماری ندیوں کی کہانی	"	لیلا مجمدار	"	رضیہ سجاد ظہیر	۱/۵۰
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	"	لیلاوتی بھاگوت	"	" "	۱/۵۰
رسیلی کہانیاں	"	منوج داس	"	صغرا مہدی	۱/۵۰
آزادی کی کہانیاں (اول دوم)	"	وشنو پربھاکر	"	انور کمال حسینی	۳/-
ہماری ریلیں	"	جگجیت سنگھ	"	عرش ملسیانی	۱/۵۰
ہندستان میں غیر ملکی سیاح	"	کے بی بکھنہ، تصاویر: کرشن کھنہ			۱/۵۰
آؤ ناٹک کھیلیں	"	اوما نند	"	رضیہ منظور الامین	۱/۵۰
بہت دن ہوئے (اول دوم)	"	ایم چوکسی وپی ایم جوشی	"	رضیہ سجاد ظہیر	۳/-
پہاڑوں کی کہانیاں	مصنف	راجندر اوستھی	"	انور کمال حسینی	۱/۵۰
روہت و نندیا	"	کرشن چیتنیہ	"	" "	۱/۵۰
سدا بہار کہانیاں	"	شانتا رنگا چاری	"	" "	۱/۵۰
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اول دوم)		میر نجابت علی	"	سید احسان	۳/-
بڑا پانی	مصنف	لیلا مجمدار	"	صالحہ عابد حسین	۱/۵۰
مورا	"	ملک راج آنند	"	انور کمال حسینی	۱/۵۰
ہاکی کا کھیل	"	سرویدر سانیال	"	پریتم لال	۱/۵۰
خالہ بی کا خاندان	"	منوہر داس چترویدی	"	محمد شفیع الدین نیر	۱/۵۰
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	"	بریگیڈیر گیان سنگھ	"	محمد ذاکر	۱/۵۰
پھول اور شہد کی مکھی	"	اشوک داور	"	انور کمال حسینی	۱/۵۰
سب کا ساتھی سب کا دوست	"	اوما شنکر	"	" "	۱/۵۰
[illegible]	"	[illegible]	"	" "	۱/۵۰

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی مطبوعات

بوند اور سمندر امرت لال مترجم : رضیہ سجاد ظہیر
اس ناول کا مرکزی خیال فرد اور سماج کے درمیان تعلق اور رشتہ ہے وہ کیا اور کیسا ہونا چاہیے۔ بوند فرد ہے اور سمندر سماج۔ آج فرد اور سماج کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے یا جڑا ہے اس کو سمجھنے کے لیے اس ناول کا مطالعہ ضروری ہے قیمت : ۲۸/۷۵

ہندی کے یک بابی ڈرامے مرتبہ : چندر گپت وِدیالنکار، مترجم : ڈاکٹر محمد حسن
زیر نظر مجموعہ ہندی کے یک بابی ڈراموں کے مختلف اسلوب و انداز پیش کرنے والا اہم انتخاب ہے اس میں ہندی کے دس جانے پہچانے ڈراما نگاروں کے بہترین ڈرامے شامل ہیں۔ قیمت : ۱۲/۵۰

میلا آنچل پھونیشور ناتھ رینو مترجم : سلمیٰ صدیقی
یہ ہے "میلا آنچل" ایک ناول مقامی رنگ لیے ہوئے۔ اس میں پھول بھی ہیں، کانٹے بھی، دھول بھی ہے اور گلال بھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناول نگار ان میں سے کسی سے بھی دامن بچاکر نہیں نکل پاتا، میلا آنچل عالمی ناول کہا جاسکتا ہے۔ قیمت : ۱۸/۷۵

راگ درباری شری لال شکلا مترجم : راشد سہوانی
"راگ درباری" کو ہندی میں بامقصد طنز نگاری کی شروعات کہا گیا ہے یہ کسی طرح بھی کلاسیکی ناول سے کم نہیں ہے۔ مختلف طرز کے پلاٹ ایک نئی تکنیک اور زبان و بیان کی خوبیوں سے بھرپور ناول قیمت : ۱۵/۵۰

ترقی اردو بورڈ کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

طبیعیات کے بنیادی تصورات	آرتھر بیزر	مترجم: احمد وکیل	قیمت ۲۵/-
تاریخ فلسفہ اسلام	ٹی جے دی بوائر	" ڈاکٹر سید عابد حسین	۷/۵۰
تاریخ تمدن ہند	پروفیسر محمد مجیب		۱۲/-
تاریخ فلسفہ سیاست	"	"	۱۸/-
ہمارا قدیم سماج	سید سخی حسن	"	۱۰/-
تاریخ تعلیم ہند	سید نوراللہ و جے پی نائک	" مسعود الحق	۲۰/-
انقلاب ۱۸۵۷ء	مرتبہ پی سی جوشی		۱۴/۷۵
لسانی مطالعے	" ڈاکٹر گیان چند جین		۱۲/۵۰
جدید ہندستان میں ذات پات	ایم این سری نواس	" شہباز حسین	۱۰/-

بچوں کے لیے غیر درسی کتابیں

چراغ کا سفر	سید محمد ذکی	۱/۵۰
چڑیاں	سلطانہ آصف فیضی	۳/-
پیسے کی کہانی	غلام حیدر	۳/-
خط کی کہانی	"	۳/۷۵

بچوں کے لیے درسی کتابیں

حساب الجبرا حصہ اول، دوم، سوم	فی	۲/-
جیومیٹری	" " " "	۲/-
گھریلو سائنس	" " "	۲/-
طبیعیات (فزکس) حصہ اول		۳/-
طبیعیات (فزکس) حصہ دوم		۲/-
" " سوم		۵/-
حیاتیات حصہ اول		۳/-
" " دوم		۴/-
" " سوم		۵/-
علم کیمیا حصہ اول		۴/۵۰
" " دوم		۴/-
آزاد ہندستان " سوم		۲/-
حکومت اور آئین		۲/-
ہندستان کا وسطی دور		۴/۵۰

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی ۲۵ - دہلی ۶ - بمبئی ۳ - علی گڑھ ۱

چند نئے مطبوعات

شاخِ نہال غم (شعری مجموعہ) خورشید الاسلام

نئے معانی کی دریافت، پرانے معانی کی توسیع، قدیم اور جدید کا خوش گوار توازن، تجربات کا تنوع، ایجاز و اختصار، تازہ اور منفرد اسلوب، یہ تمام خصوصیات آپ کو اس مجموعے میں ملیں گی۔ قیمت /۱۵

متاعِ قلم (شعری مجموعہ) نازش پرتاب گڑھی

ان نظموں کی تخلیق میں سماجی، سیاسی اور تہذیبی شعور اور نقطۂ نظر کا بھرپور حصہ ہے۔ قیمت: ۳/۷۵

مخدوم علی مہائمیؒ (حیات، آثار و افکار) مولانا پروانہ اصلاحی

عام طور سے لوگ مخدوم صاحب کو ایک صوفی کی حیثیت سے جانتے ہیں لیکن اس کتاب کے مطالعے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ زبردست عالم دین بھی تھے اور مفسر قرآن بھی، اعلا پائے کے فلسفی بھی تھے اور عالی دماغ محقق بھی۔ قیمت /۱۶

کلیاتِ مائل مرتب: مولوی احترام الدین شاغل

مضامین کی تازگی، بیان کی ندرت، خیال کی شوخی، بندش کی مضبوطی غرضیکہ ہر حیثیت سے مرزا مائل کا کلام اردو شاعری کا بہترین نمونہ ہے۔ قیمت: ۴۳/۵۰

گلاگ مجمع الجزائر الیگزینڈر سولزینسن ترجمہ: گوپال متل

اس کتاب میں مصنف نے اپنی یادداشتیں قلمبند کی ہیں جو نظربندی کے کیمپوں سے وہ ساتھ لے کر لوٹا تھا۔ یہ کتاب انسانی حوصلے اور برداشت کی خیال انگیز داستان ہے۔ قیمت: /۲۰

رسولؐ کی بیٹی (منظوم سوانح) سیفی سیوہاروی

اس کتاب میں حضرت فاطمہ کی زندگی کے حالات نظم کیے گئے ہیں قیمت: /۸

پرنٹر پبلشر سید احمد علی نے جمال پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی سے شائع کیا

Regd. No. D. (S)-098 JULY 1976

KITAB NUMA

NEW DELHI-110025.

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) ۱۵۲۸ پٹودی ہاؤس۔ دریا گنج۔ دہلی ۶

ماہنامہ

کتاب

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

مینیجنگ ایڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
دلی شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دہلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ دو روپے

ستمبر ۱۹۷۶ء
جلد ۱۷ شمارہ ۹
سالانہ: ۵ روپے
فی پرچہ ۵۰ پیسے

اداریہ

امسال اگست کا مہینا ہمارے لیے متضاد کیفیتوں کا حامل رہا۔

۱۵ اگست کو یوم آزادی اپنی روایتی شان و شوکت اور جوش و خروش سے منایا گیا۔ اس موقع پر حسب رواج وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے لال قلعہ پر جھنڈا لہرایا اور قوم سے خطاب کیا۔

ممدوحہ نے گذشتہ اور سال رواں کا مقابلہ کرکے بتایا کہ ایمرجنسی کے سال میں ملک نے ہر شعبے میں کتنی ترقی کی ہے نیز اپیل کی کہ ہمیں ان فوائد سے جو ایمرجنسی کی بدولت حاصل ہوئے ہیں، نہ صرف استفادہ کرنا چاہیے بلکہ انھیں اور ترقی دینا اور استقلال بخشنا چاہیے۔

ظاہر ہے کہ ایمرجنسی ہمیشہ کے لیے نہیں ہے۔ اسے جلد یا بدیر ختم ہونا ہی ہے اس لیے ضروری ہے کہ جو ماحول اس سے بن گیا ہے اسے ختم نہیں ہونے دینا چاہیے۔ اسکولوں اور کالجوں میں سکون، فرقہ وارانہ، لسانی یا علاقائی جھگڑوں کا خاتمہ۔ کارخانوں سے ہڑتالوں اور تالابندیوں کا نام و نشان مٹ جانا، یقیناً ایسی چیزیں ہیں جن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے برقرار رکھنے ہی سے ہندستان کی ترقی کی راہیں کھلی رہ سکتی ہیں۔

ابھی یوم آزادی کی خوشیوں سے جی سیر نہیں ہوا تھا کہ ایک بڑے المیہ سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ تھا ۱۸ اگست کو جاں نثار اختر کی اچانک وفات کا سانحہ۔ مرحوم بڑی معصوم اور دلنواز شخصیت رکھتے تھے۔ ان کی شخصیت کی طرح ان کی شاعری بھی بڑی پیاری تھی۔

کم وبیش چالیس سال کی مشق نے انھیں بہت اونچے مقام پر پہنچادیا۔ ان کا شمار صفِ اوّل کے شعرا میں کیا جاتا ہے۔ اُن کی شاعری ان کے مرنے کے بعد بھی اپنی فنّی مہارت اور جمالیاتی حسن کی بدولت زندہ رہے گی۔

شاعری جاں نثار اختر کو ورثہ میں ملی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے ابتدا رومانی شاعری سے کی لیکن بہت جلد کلاسکیت کو اس میں سموکر اپنا منفرد مقام بنا لینے میں کامیاب ہوگئے۔ ترقی پسند تحریک سے وابستگی کے باوجود وہ ہر ادبی حلقے میں محبت اور احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کے اُٹھ جانے سے شعری دنیا میں ایسا خلا پیدا ہوگیا جس کا پُر ہونا ممکن نہیں ہے۔

اس حادثۂ جانکاہ میں ہماری ہمدردیاں ان کے پس ماندگان کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

"نئی آواز" کی تازہ پیش کش

خواتین افسانہ نگاروں کے

دس افسانے

مرتبہ
صغرا مہدی

اس مجموعے میں نئی نسل کی ان خواتین افسانہ نگاروں کے افسانے شامل ہیں جن کے ناموں سے تو شاید آپ بخوبی واقف نہ ہوں لیکن وہ اپنی فن کی انفرادیت کی بنا پر ایک مقام بنا چکی ہیں۔ ان افسانوں کا موضوع انسانی زندگی اور اس سے متعلق گوناگوں مسائل ہے۔

قیمت ۱۵/-

مکتبہ جامعہ کی تازہ مطبوعات

تاریخ کیسے پڑھائیں؟

سید مسرور علی اختر ہاشمی

تاریخ کا مطلب ہے تلاش اور جستجو، "تاریخ" اسکولوں میں پڑھایا جانے والا واحد مضمون ہے جو ہمیں دلیلوں اور شہادت کی مدد سے حقیقت تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے۔

یہ کتاب اُن زیر تربیت استادوں کے لیے لکھی گئی ہے جو اسکولوں میں تاریخ کی تدریس کی ذمے داری سنبھالنا چاہتے ہیں۔ تاریخ کیسے پڑھائی جائے، تاریخ کے استاد کے فرائض کیا ہیں اور وہ طلبہ کی کس طرح رہنمائی کرے۔ ان تمام سوالوں کا حل اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔ بہت ہی دلچسپ اور آسان زبان میں۔ قیمت : ۸/-

تعلیم اور سماج

سعید انصاری

ہمارے ملک میں تعلیم اُس وقت تک بے نتیجہ رہے گی جب تک وہ قومی زندگی کے حقیقی مسائل سے دامن کش رہے گی۔ وہ حقیقی مسائل کیا ہیں؟ اس کی تفصیل آپ کو اس کتاب میں ملے گی۔ مصنف نے ہند اور بیرونِ ہند کے اپنے تعلیمی تجربات سے اس کتاب کی علمیت میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ قیمت : پانچ روپے

مکتبہ جامعہ کی نئی کتابیں

تذکرۂ معاصرین

(حصہ دوم)

مرتبہ : **مالک رام**

"تذکرۂ معاصرین" حصہ اول میں ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۱ء تک کے وفیات کا تذکرہ تھا۔ اس جلد میں ۳۷ ادیبوں اور شعرا کے حالات اور ان کے کلام کا انتخاب ہے جن کا ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں انتقال ہوا۔

قیمت : ۱۴/-

نظرے خوش گزرے

بیگم انیس قدوائی

یہ کتاب بیگم انیس قدوائی کے دلچسپ مزاحیہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس میں شاعروں پر بھی مضامین ہیں اور ادیبوں پر بھی، کچھ مضامین محض خیالی ہیں مگر ان میں تاریخی حقائق اور نئی تہذیب کا مکسچر ہے۔ یہ مکسچر کڑوا کسیلا ضرور ہے مگر ہے فرحت بخش۔

قیمت : ۱۲/-

جناب محمد کامل صاحب باب عالی فرنگی محل

فلسفۂ لغت

تمہید انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے۔ وہ جماعت سے الگ رہ کر زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ جماعت میں رہنے والا لابد تبادلۂ خیالات اور اظہارِ مطلب کے لیے مجبور ہے تاکہ ابتدائی زندگی کے ضروریات میں ایک انسان کو دوسرے سے مدد مل سکے۔ اس مقصد کے لیے اول اول صرف اشارے اور کنائے مقرر ہوئے جن سے ادائے مطلب کا کام ناقص طور پر انجام پاتا تھا۔

کیونکہ دورِ بربریت کے ابتدائی عہد میں ضروریات زندگی محض سادہ اور بالکل تقاضائے فطرت کے مطابق ہوتی تھیں آبادیاں نہایت قلیل تھیں، پیٹ بھرنے کے لیے پھل پھلاری یا شکار کا گوشت تن ڈھانکنے کے لیے چوڑی پتیاں یا جانوروں کی کھالیں، موسمی شدائد سے بچنے کے لیے پہاڑی غار یا درختوں کے کھوکھلے تنے کافی تھے اس لیے عرصہ دراز تک چند مہمل آوازوں کے ساتھ ساتھ جسم کی حرکت، دست و ابرو کے اشارے ان کا مافی الضمیر ادا کرتے رہے۔

لیکن رفتہ رفتہ آبادیاں بڑھنے لگیں، انسانی ضروریات میں اضافہ ہوا معاملات گنجلک اور معاشرت پیچیدہ ہوتی گئی اب خارجی دنیا اور خود انسانی زندگی کے متعلق معلومات کا ذخیرہ اس قدر بڑھ گیا کہ اشارات و علامات ادائے مطلب کے لیے بالکل ناکافی ثابت ہونے لگے علاوہ بریں اشیائے مادی کے ذریعے اظہارِ خیال میں غلط فہمیاں بھی ہونے لگیں، جن کی وجہ سے معاملات

میں خلل واقع ہوتا تھا۔ لہٰذا اظہارِ خیالات کے لیے دوسرے ذرائع کی دریافت کی جانب انسان کا ذہن رجوع ہوا۔ اس نے خیال کیا کہ جس طرح جذبات و احساسات کا اظہار آوازوں سے خواہ وہ کتنی ہی بھونڈی کرخت اور ثقیل کیوں نہ ہوں کیا جاتا ہے، اسی طرح تمام ضروریات، خواہشات اور خیالات بھی ترتیب اور آوازوں کے ذریعے ظاہر کیے جا سکتے ہیں۔ چونکہ تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ آوازوں نے بھی ترقی کر لی تھی اس لیے تکلم بس بلا وقت آوازیں کام آگئیں۔

شروع شروع جب آوازوں کے ذریعے سے انسان نے ادائے مطلب کا اہتمام کیا تو اس کے سامنے زندہ یا مردہ آوازوں کی ایک وسیع دنیا موجود تھی۔ جیسے بادل کی گرج، ہوا کی سنسناہٹ، ٹہنیوں کا چرانا یا مثلاً گھوڑے کی ہنہناہٹ، مینڈک کا ٹرانا، کتے کا بھونکنا وغیرہ۔ ابتدا میں اس نے اشیا کے نام ان آوازوں کی نقل کر کے رکھے جو اشیائے مذکورہ سے پیدا ہوتی ہیں مثلاً (کٹ) ایسی آواز ہے جو کسی چیز کے کٹنے سے پیدا ہو، یہ آواز اسی معنی میں باختلاف مخارج دنیا کی اکثر زبانوں میں پائی جاتی ہے جیسے انگریزی میں cut عربی میں قط قطع وغیرہ۔ یہ طریقہ آسان اور قدرتی تھا۔ پہلے تو صرف مسموعات ہی کی نقل ہوتی تھی لیکن بعد میں مرئیات اور ملموسات وغیرہ سے بھی اسمائے اصوات حسی بننے لگے جیسے اُردو میں سبزہ لہلہانا، چہرہ تمتمانا، چراغ ٹمٹمانا، جواہرات جگمگانا، آنسو ڈبڈبانا۔ اصوات مرئی کی مثالیں اور گدگدی، بدن سنسنانا، بلبلانا، پیر جھنجھلانا۔ اصواتِ لمسی کی مثالیں اور چٹپٹا صوت ذوقی کی مثال ہے۔ عربی میں تضعضع تذبذب۔ مربرب، مقبقب وغیرہ۔

جب تمدن نے کسی قدر ترقی کی اور انسان کو ایک چیز کی مختلف حیثیتوں کا علم ہوا تو اس نے معلومہ لفظ میں تھوڑی تھوڑی تبدیلی کر کے نئے الفاظ بنا لیے

حق میں پہلا مفہوم قائم ہوا۔ جس کی مثالیں اردو میں ککٹ، کوٹ، کھٹ اور عربی میں قط، قطع، قتل ہیں۔ جب انسانی ضروریات زیادہ بڑھ گئیں اور مفرد الفاظ سے کام نہ چل سکا تو ان پر علامات کا اضافہ کیا گیا جیسے کٹنا، کٹانا، کٹوائی۔ پھر مشتقات پیدا ہوئے جیسے کاٹا، کاٹتا ہے، کاٹے گا، کاٹنے والا، کٹا ہوا۔

یہ تغیرات ایک ہی دن میں نہیں تمام ہو گئے، بلکہ روز افزوں انسانی ضروریات کے ساتھ جاری رہے۔ موجودہ زبانیں قرنہا قرن کے حوادث طبعی کا نتیجہ ہیں۔ جب تک دنیا میں نسل انسانی کا وجود ہے، اس وقت تک زبانوں میں تغیرات ارتقائی جاری رہیں گے۔

زبان یا لغت لغت ایسی بامعنی آوازوں کا نام ہے جن سے انسان اپنا مافی الضمیر ادا کر سکے۔ قوموں کے اختلاف اور ان کی گوناگوں آوازوں کی بدولت بے شمار زبانیں یا لغتیں عالم وجود میں آ گئیں جو ایک دوسرے سے اسلوب بیان، معانی اور الفاظ کی ساخت میں الگ الگ ہیں۔ کیونکہ جس طرح کی آوازیں ایک قوم آسانی سے نکال لیتی ہے، لہٰذا اوقات اسی طرح کی آوازیں نکالنا دوسری قوم کے لیے دوبھر بلکہ محال ہو جاتا ہے، اس چیز کا ہم آپ روزانہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ یورپین اپنی پوری کوشش صرف کرنے پر بھی بدقت تمام شاید ہی ح، خ، ع، غ، ص کا تلفظ صحیح طور پر ادا کر سکیں۔ اسی طرح عربوں میں اکثر و بیشتر وہ لوگ ملیں گے جو H W P, D, T, کسی طرح بھی ادا نہیں کر سکتے۔ وسط افریقہ میں بسنے والے قبائل کی لغت سے حروف شفویہ (جو حروف ہونٹوں کی مدد سے ادا کیے جاتے ہیں جیسے م، پ، و، ف) یکسر مفقود ہیں۔ کولمبیا کے سرخ ہندستانی (ب، ف، ح، د، و) بالکل نہیں نکال سکتے۔ آسٹریلیا کے اکثر باشندے حروف صفیر (ان حرفوں میں سیٹی کی سی آواز نکلتی ہے جیسے س، ش، ص، ث، ز، ظ) کا استعمال نہیں

لتے ہیں۔ نیوزیلینڈ والے مندرجہ ذیل حروف (ب، س، و، ف، ح، خ، ل،
ا، ص، و، ی) سے بے نیاز ہیں۔ قدیم مصری زبان ہیروگلیفی HIEROGLY-
PHIC ان حروف سے یکسر خالی ہے۔ ب، ح، د، ز، ظ، ض سنسکرت میں
، حروف نہیں۔ (ف، ق، خ، ع، غ، ز، ذ، ظ) تامل میں ان حرفوں کا استعمال
نہیں ہے (ج، ح، خ، د، ذ، ڑ، ز، ش، ع، غ، ف، ق، ہ) اس اختلاف
لفظ سے پتا چلتا ہے کہ غالباً ایک زبان بولنے والی قوم کے اعضاء نطق کی ساخت
بعی طور پر یکساں ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ بعض مخارج پر قادر ہوتے ہیں
ور بعض پر نہیں۔

مذکورہ بالا بیان سے پتا چلتا ہے کہ ت، م، ن، ہ ایسے حروف ہیں جن
و ہر قوم آسانی سے ادا کر لیتی ہے کیونکہ اختلاف ہوتے ہوئے بھی یہ حروف تقریباً
ل زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔ (بجز ہاء مخلوط کے) اگر ہم "ہ" کے طریقۂ تلفظ
و دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس کا تلفظ طبعی ہے جس کو ادا کرنے میں کسی قسم کی
زحمت نہیں ہوتی جب کہ ہم عادتاً سانس نکالتے وقت منھ بھی کھول دیں "ت"
س طرح ادا کی جاتی ہے کہ سانس خارج کرتے وقت زبان اوپر کے دانتوں سے
نکالی جائے۔ جو آواز مُنہ کو اندر سے بولا کر کے ناک اور مُنہ سے نکالی جائے وہ
م" ہوگی۔ "ن" بھی "م" ہی کی طرح ادا کیا جاتا ہے جب کہ زبان "تالو" سے لگا کر
منہ کھول دیا جائے۔

ان آوازوں کے معانی اور مرکب الفاظ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں زبانیں
ور لہجے پیدا ہو گئے جو شمار سے باہر ہیں۔ موجودہ زمانے کا علم اللغت
(Philology) ان کی حالتوں کا اندازہ کر کے دو قسمیں کرتا ہے
ترقی یافتہ" اور "غیر ترقی یافتہ"۔ اس دوسری قسم میں وہ زبانیں شامل ہیں جو اسلوب
ان کے اعتبار سے کمتر درجے کی ہیں اور الفاظ کے اعتبار سے بسیط مثلاً زنگیوں
ا زبانیں جو جنوبی افریقہ میں بولی جاتی ہیں یا امریکہ زبان جو سرحد ہندستان میں

مستقل ہے۔ چینی بھی انھی زبانوں میں شامل ہے جن کی خاص صفت یہ ہے کہ تمام الفاظ ایک ہی طرح کے ہیں جن میں اسم فعل اور حرف کا مطلق امتیاز نہیں۔ ایک ہی لفظ اسم فعل اور حرف کا کام دیتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ دوسرے مددگار الفاظ لگا دیے جائیں۔ حامی زبانیں قدیم مصری قدیم حبشی بربری" بھی اس قسم میں داخل ہیں۔ (بعض ماہرین لغت نے قدیم مصری زبان" (C [illegible] کو مشرقی زبانوں میں شمار کیا ہے کیونکہ وہ اکثر حالتوں میں ان سے ملتی جلتی ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ یہ اصل زبان ہے اور وہ سب اس کی فرعین ہیں اس کا اصلی نام حامی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اس کو حام بن نوح ؑ کی اولاد بولتی تھی۔)

اب رہیں ترقی یافتہ زبانیں جن کی امتیازی شان یہ ہے کہ غیر محدود لچک والے رکھتی ہیں اور انسان کی مختلف تعبیری ضروریات کو پورا کر دیتی ہیں، انھیں کی فرعین متمدن اقوام میں مستعمل ہیں۔ یہاں سے ان کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں۔ اگر ان میں اس کی صلاحیت ہے کہ گردانیں گردانی جا سکیں اور صیغے بنائے جا سکیں تو وہ "متصرفہ" کہلائیں گی ورنہ "غیر متصرفہ"۔ آخر الذکر میں تورانی زبانیں شامل ہیں جن کی شاخوں میں سے ایک شاخ ترکی ہے۔ یہ ایشیائے کوچک، تاتار اور وسط ایشیا میں شرقاً اور سائبیریا کے شمالی حدود تک شمالاً بولی جاتی ہے۔ اس کی دوسری شاخیں منگولی۔ تنگاسی اور اوگرانی ہیں۔

"ترقی یافتہ غیر متصرف" زبانوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی ترتیب جامد اصول پر ہوتی ہے اور اپنی بناوٹ میں کسی قسم کا تغیر قبول نہیں کرتیں جن میں صیغے بنانے کے لیے کچھ بے معنی مقرر شدہ الفاظ ان اصلوں کے آخر میں لگا دیے جاتے ہیں جن سے اصلیں بلا تغیر باقی رہتی ہیں۔ مثال کے لیے ترکی لفظ "اوقو" کو لیجیے۔ یہ ایک اصل ہے جس کے معنی ہیں پڑھائی۔ اس سے مصدر بنانے کے لیے آخر میں علامت مصدر "مک" لگا دی جائے گی (اوقومک) جب ماضی مطلق بنایا جائے گا تو اس کے آخر میں "دی" کا اضافہ کر کے کہیں گے "اوقودی" (اس نے پڑھا) پھر

ماضی بعید بنانے کے لیے "اید" اور "دی" کا اضافہ ماضی مطلق پر ہوگا "اتودیدی" (اس نے پڑھا تھا) جب جمع بنانا چاہیں گے تو اسی پر علامت جمع "لر" لگا دیں گے "اتو دیدی لر" (انھوں نے پڑھا تھا) اب منفی بناتے وقت علامت نفی "ما" کو اصل اور دیگر اضافہ شدہ علامتوں کے درمیان رکھ دیں گے "اوتومدیدیلر" (انھوں نے نہیں پڑھا تھا)، یہی اضافہ علامات کی صورت طلب تمنا اور استفہام وغیرہ کے لیے بھی ہوگی لیکن اصل فعلی اپنی بناوٹ کے لحاظ سے پہلا ہی لفظ رہے۔

متصرفہ زبانوں کی خصوصیت ہے کہ ان کی گردانیں بنانے کے لیے اصلوں کے اول آخر بھی اضافہ ہوسکتا ہے اور بیچ میں بھی۔ ان کی دو بڑی قسمیں پائی جاتی ہیں آریائی اور سامی۔

۱۔ آریائی زبانیں۔ یا ہندی یورپی جن کا دوسرا نام یافث ابن نوح کی نسبت سے یافثی بھی ہے۔ اس کی ایک قسم جنوبی ہے جس میں جنوبی ایشیا کی تمام زبانیں شامل ہیں جیسے سنسکرت (اور اس کی تمام شاخیں ہندی وغیرہ) فارسی۔ پشتو، کردی، بخاری، ارمنی، اور اوستی۔ دوسری قسم شمالی ہے جس میں یورپ کی کل زبانیں شامل ہیں۔ اس کی چار قسمیں ہیں "قلتی" جس کی فرعیں جزائر برطانیہ میں (انگلستان کو چھوڑ کر) بولی جاتی ہیں۔ "اطالوی" جس کی فرع لاطینی ہے اور لاطینی کی شاخیں فرانس اٹلی، اسپین اور پرتگال میں رائج ہیں۔ "ہیلینی" جو قدیم و جدید یونانی اور دندی کی اصل ہے۔ وندی کی شاخیں روس بوہیمیا اور بلگیریا میں مستعمل ہیں۔ "تیوتونی" جس سے انگلینڈ، جرمنی، ہالینڈ، ڈنمارک اور آئس لینڈ کی زبانیں پیدا ہوئیں۔ آریائی زبانوں کو گردانے کے لیے ابتدا یا آخر اصل میں لگنے والی علامتیں بامعنی (جو تنہا بغیر کسی لفظ سے ملائے اپنے مستقل معنی رکھتی ہیں) بھی ہوسکتی ہیں۔ یہ علامتیں زیادہ تر آخر میں لگتی ہیں اور کبھی کبھی ابتدا میں بھی جیسے انگریزی کا ایک لفظ ہے THANK (شکریہ) جس سے "THANK FUL" (بہت شکر گزار) بنایا گیا پھر "UNTHANK FUL" وغیرہ

متشکر) اور "UN THANK FUL NESS" (عدم تشکر) بنا یا مثلاً "CAPABLE" (قادر) سے "INCAPABLE" (غیر قادر) اور "INCAPABILITY" (عدم قدرت) بنایا گیا۔ یہی صورت تمام گروانوں میں ہوگی۔

۲۔ **سامی زبانیں**۔ سام ابن نوح کی طرف منسوب ہیں جس سے اس بات کا اشارا پایا جاتا ہے کہ یہی قسم بہت بڑی ہے کیونکہ سامی نسل (جو ان زبانوں کو بولتی ہے) دنیا میں سب سے زیادہ آباد ہے سامی زبانوں کو لغات شرقی بھی کہتے ہیں۔ چونکہ ان میں عربی جیسی زبان موجود ہے لہٰذا ان کا شمار ایسی زبانوں میں کیا جاتا ہے جو باعتبار اسلوب بیان بہترین، باعتبار نطق وسیع تر، باعتبار الفاظ سریلی اور باعتبار تعبیرات لطیف ہیں۔ ان کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ قدیم ترین تاریخ کی محافظ ہیں (میری مراد توریت سے ہے جو عبرانی زبان میں ہے) یہ تو معلوم ہی ہے کہ سب سے پہلے تمدن انہی زبانوں کے بولنے والوں میں پھیلا۔ جیسے فنیقی، بابلی اور آشوری وغیرہ۔ ان زبانوں کی تین بڑی قسمیں پائی جاتی ہیں آرامی، عبرانی اور عربی۔

۱۔ آرامی۔ اس کی دو شاخیں سریانی اور کلدانی ہیں۔ آرامی بابل کی پرانی زبان ہے جس کے آثار بابل اور آشور کے کھنڈروں میں اب تک خط میخی اور خط انباری میں کھدے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ کلدانی میں زمانے کے ہاتھوں ایسا تغیر ہوا کہ اس کے بعض الفاظ ہی تبدیل ہو گئے۔ اس میں عہد قدیم کے بعض سفرنامے لکھے ہوئے تھے جیسے سفر دانیال وغیرہ۔ اس کا بھی نام وہاں زبردستی آرامی ہی رکھ لیا گیا تھا حالانکہ اس میں اور اصلی آرامی میں الفاظ معانی کا بیّن فرق موجود ہے۔ اسی طرح آشوری بھی بابلی سے مختلف ہے۔ آج کل سریانی گروہ جس زبان کو کلدانی کہتا ہے وہ کلدانی نہیں بلکہ سریانی ہے جس کے لب ولہجہ میں کچھ تغیر ہو گیا ہے۔ کلدانی تو درحقیقت سریانی کی اصل ہے جس کے الفاظ اور

معاون میں تغیر ہوکر سریانی بنی۔ پرانی بابلی فیلات شروع میں آرامی کہی جاتی تھی جب اس میں تھوڑا سا تغیر ہوا تو وہ کلدانی کے نام سے موسوم کی گئی۔ جب اس میں دوبارہ تغیر ہوا تو اس کا نام سریانی پڑ گیا پھر اس کے اعراب میں تبدیلی ہونے سے دو الگ الگ زبانیں سریانی شرقی اور سریانی غربی شمار کی جانے لگیں۔

بعض تاریخی حالات اصلی آرامی زبان میں محفوظ ہیں اور بابل و آشور کے کھنڈروں میں کھدے ہوئے ہیں۔ سریانی ہی میں وہ انجیل بھی محفوظ ہے جس کا ترجمہ ترجمۂ لبسیط کے نام سے دوسری صدی عیسوی میں کیا گیا۔

۲۔ عبرانی۔ اس کی خصوصیت کا راز قدیم تاریخ کی محافظت میں مضمر ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں اور اس کے بولنے والے تمام قوموں میں نمایاں رہے۔ جو زبان آج کل اسرائیلی بولتے ہیں وہ خالص عبرانی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں آرامی اور کلدانی کے بعض الفاظ بھی اس وقت داخل ہوگئے جب کہ یہ لوگ بابل والوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے تھے۔ زمانہ قدیم ایلام مرکز ہے جس پر یہ سب زبانیں مل جاتی ہیں۔ عبرانی کی دو شاخیں تھیں۔ فنیقی اور قرطجنی۔ جواب مردہ ہو چکی ہیں۔

۳۔ عربی۔ یہ تمام سامی زبانوں میں بلند پایہ ہے اور اس کا جاننا دوسری ہم نسل زبانوں کی معلومات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔ ابتدا میں یہ صرف جزیرہ نمائے عرب ہی میں بولی جاتی تھی۔ لیکن ظہور اسلام کے بعد پھیلنا شروع ہوئی یہاں تک کہ مشرق اور مغرب اس سے گونج اٹھے ہندستان سے جبل طارق تک شرقاً و غرباً اور بحر عرب سے بحر اسود تک شمالاً و جنوباً اس کا چرچا پھیل گیا۔ یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ اس زمانے کی دنیائے تمدن میں عام طور پر رائج تھی عربی حروف کا عجمی زبانوں مثلاً ترکی فارسی اور اردو میں استعمال اس کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ مشرقی زبانیں تو رہیں ایک طرف لیکن زبانیں بھی اس کی خوشہ چیں ہیں جیسا کہ ہم آگے چل کر بتائیں گے عربی کی شاخوں میں سے حبشی اور دوسری شاخیں پیدا ہوکر فنا کے گھاٹ اتر گئیں۔ واضح رہے کہ اگر قرآن شریف جیسا مرکز موجود

ہوتا تو اب تک نہ معلوم کتنی شاخیں عربی سے پیدا ہو چکی ہوتیں۔

اصل لفظ "عرب" کے متعلق لوگوں کی مختلف رائیں ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لفظ "عبر" ہے الٹ پلٹ کر عرب ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ یہ "عَرُبْ" سے ماخوذ ہے جس کے معنی فصاحت کے ہیں چونکہ عربی فصیح ترین زبان ہے لہٰذا اس کا نام عرب ہوا۔ کچھ حضرات اس طرف گئے ہیں کہ یہ لفظ "یعرب" سے ماخوذ ہے۔ یعرب وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے عربی بولی۔ ڈاکٹر وانڈیک کی رائے مندرجہ ذیل ہے۔

جس زمانے میں سامی قوم خلیج عرب کے کنارے کنارے اس جگہ آباد تھی جس کا نام بعد میں عراق عرب مشہور ہوا۔ اس وقت کوشی قوم مہرا حضر موت اور الحساکی راہ سے آکر ان پر حملہ آور ہوئی اور ان کو مار بھگایا۔ ان میں سے کچھ لوگ تو بلاد فارس کی طرف نکل گئے، کچھ لوگ فرات کے کنارے بس گئے (یہ تارحی کہلاتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ کے اسلاف میں سے تھے) کچھ لوگ مغربی سمت چلے گئے (جس کا نام بعد میں جزیرۂ عرب ہوا) ان لوگوں نے لفظ عرب ערב "غرب" سے لیا جس کے معنی ہیں "سورج ڈوبنے کی سرزمین" عبرانی رسم الخط میں عین اور غین کی ایک ہی شکل ہوتی ہے کوئی امتیاز نہیں کیا جا سکتا۔ لفظ اروبا (یورپ) بھی اسی ערבה (عروبہ) کی تغیر شدہ شکل ہے (رالنسن اور کس مولر کی تصانیف اور فورسٹ کی لغت دیکھو) کچھ لوگوں کا

خیال یہ بھی ہے کہ اس کا نام لفظ "عرب" سے لیا گیا ہے جس کے معنی عبرانی میں مخلوط اور ملے ہوئے کے ہیں چونکہ یہ گروہ بنی قحطان، بنی اسمٰعیل، بنی مدیان، بنی موآب بنی عمون اور بنی عمالق سے مل کر بنا تھا لہٰذا اس کا نام عرب ہوا۔ (ممکن ہے کہ جنوب میں کوشی قوم بھی مخلوط ہو گئی ہو) واللہ اعلم۔

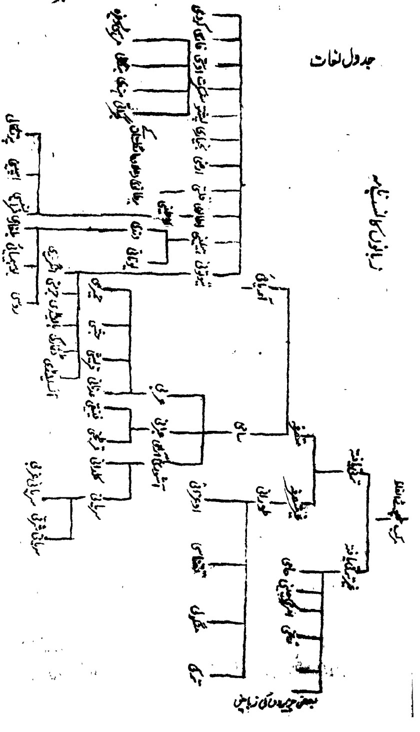
سامی زبانوں کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان کی اصلیں سہ حرفی ہیں اور مشتقات بنانے کے بعد میں لبا اوقات باقی رہتی ہیں یعنی ان کی حرف علت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ اعراب میں تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کے مفہوم میں تبدیلی آجاتی ہے۔ جیسے عربی میں ایک اصل "قتل" ہے جس کے معنی مار ڈالنے کے ہیں۔ اس کے اعراب میں تغیر کر کے مختلف اسماء اور افعال بنائے جا سکتے ہیں .... قَتَلَ "فعل ماضی معروف" قُتِلَ "فعل ماضی مجہول قَتْلٌ" مصدر قِتْلٌ بمعنی دشمن قُتِلٍ، "قتول کی جمع۔ کبھی کبھی یہ اعراب کھینچ کر بڑھ بھی جاتے ہیں جیسے قاتِلٌ "قاتَلَ "قتیل "قتول "قَتَال" "قتالٌ" اور قتلیٰ" وغیرہ۔ لیکن علامات بڑھا کر صیغے بنانے میں آریہ زبانوں جیسی ہیں تمام اس میں دو امتیازی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں اول یہ کہ اس کے مشتقات کا بڑا حصہ اعراب کے تغیر ہی سے بنتا ہے دوسرے یہ کہ اس کے صیغے ایسی علامتیں قبول نہیں کرتے جو معنی دار ہوں۔

اس تقسیم سے یہ بات صریحی طور پر ثابت نہیں ہوتی کہ ان سب زبانوں کی اصل ایک ہی ہے خاص کر جب کہ شاخیں پھوٹنے کے بعد بہت زیادہ تغیرات ہو گئے ہیں لیکن تلاش اور مقابلے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سامی اور آریائی دونوں زبانوں میں اضافہ علامات کر کے یا بلا اضافہ گردانے جانے کی صلاحیت موجود ہے لہذا متصرفہ کی شاخیں سمجھی جائیں گی۔ متصرفہ اور غیر متصرفہ میں مشتقات بنانے کی قابلیت پائی جاتی ہے اس لیے یہ دونوں ترقی یافتہ زبانیں متصور ہوں گی اگرچہ ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ زبانوں میں تغیرات کی بنا پر بہت زیادہ اختلاف اور بعد ہو گیا ہے تاہم تلاش اور مقابلے سے ان دونوں کا درمیانی رشتہ ظاہر ہو جاتا ہے جیسا کہ آیندہ صفحات کے مطالعے سے واضح ہو جائے گا۔

تمام زبانوں کی اصل

زبانوں کی تقسیم سے ان قوموں کی تقسیم مراد ہے۔ جو ان کو مافی الضمیر ظاہر کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ ہمارے کہنے کا مقصد ہے کہ زبانوں کی قسمیں طورانی۔ آریائی اور سامی [illegible] میں

جدول لغات



زبانوں کا نسب نامہ
ترقی یافتہ
غیر ترقی یافتہ
متصرف
غیر متصرف
آریائی
سامی
طورانی
ترکی
منگولی
ادغرائی
عربی
عبرانی
سریانی
کلدانی
قرطجنی
فینیقی
عدنانی
قریشی
حبشی
حمیری
سریانی شرقی
سریانی غربی
ٹیوٹونی
ہیلینی
اطالوی
قلتی
ارمنی
پشتو
سنسکرت
فارسی
کردی
گجراتی
ہندی
بنگالی
یونانی
لاطینی
انگریزی
جرمنی
ڈنمارک
آئسلینڈی
روسی
بلغاری
فرانسیسی
اسپینی
پرتگالی

اس وقت طورانی زبانیں بولتی ہیں ایک نسل سے ہیں۔ آریائی زبانیں بولنے والی قومیں ایک نسل سے۔ یہی حال دوسرے گروہوں کا بھی ہے۔ مثلاً جو قومیں آریائی زبانیں بولتی ہیں ان میں کے کچھ فرقے یورپ میں اور کچھ فرقے ہندستان اور فارس میں ہیں۔ اگرچہ آج فاصلے کی زیادتی سے ان کے عادات واخلاق ایک دوسرے سے مختلف ہیں پھر بھی اس میں شک نہیں کہ قدیم ترین زمانے میں ایک ہی فرقہ یا خاندان تھا۔ جو ایک سرزمین پر زندگی بسر کرتا تھا پھر امتداد زمانہ سے ان میں علاحدگی شروع ہوئی یہاں تک کہ دو جگہ تقسیم ہو گئے جن کو ہم قسم جنوبی اور قسم شمالی کہیں گے۔ قسم جنوبی تو وسط ایشیا میں جا بسی اور قسم شمالی نے یورپ میں قدم جمائے جیسا جیسا زمانہ گزرتا گیا ان قسموں کی بھی قسمیں ہوتی چلی گئیں۔ بعینہ یہی حال سامی زبانوں کا بھی ہوا کہ اس کے بولنے والے دوآبہ (دجلہ فرات) کے درمیان رہتے تھے اور ایک زبان بولتے تھے۔ جب زمانے نے پلٹا کھایا تو بعض لوگوں نے ترک وطن کیا۔ خواہ کسی سبب سے بھی ہو۔ تلاش یا جنگ سے گریز اور جزیرۃ العرب پہنچ کر سکونت اختیار کرلی۔ کچھ زمانہ گزرنے پر ان کی زبان ترقی کرنے کی وجہ سے بدلنا شروع ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زبان عربی اور قوم عرب بن کر تیار ہوگئی پھر ان میں سے دوسرے گروہ نے ہجرت کرکے شمالی جزیرۃ العرب میں قیام کیا۔ ان کی زبان بھی بدلنے لگی یہاں تک کہ اس کی مستقل حیثیت ہوگئی اور عبرانی کے نام سے موسوم ہوئی۔ (غالباً اس طرف کے پہلے مہاجر حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں) جس وقت یہ شاخیں اپنی اپنی جگہوں پر ارتقائی مدارج طے کر رہی تھیں اسی زمانے میں ان کی اصل بھی دوآبہ کے درمیان ترقی کر رہی تھی۔ اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک کا میلان کسی نہ کسی طرف تھا۔ اسی پر تمام زبانوں کی شاخوں کو قیاس کرلینا چاہیے۔ عبرانی نے جب مستقل صورت اختیار کرلی تو اس سے فینیقی زبان پیدا ہوئی۔ انہی میں سے ایک گروہ نے مغرب کی طرف جاکر قرطیجنہ کو اپنا وطن بنالیا اور ان کی زبان

مستقل ہونے پر قرطبنی کہلائی۔ یہی صورت دوسری فرعوں میں بھی ہوئی قرطبنی زبان الفاظ اور ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے اپنی بہن فینیقی، اس سے اوپر اپنی خالہ عربی پھر اپنی نانی سامی سے بہت ملتی جلتی ہے جو آریائی جیسی ہے۔ آریائی کا سلسلہ طورانی تک پہنچتا ہے جو چینی سے مشابہ ہے۔ جیسے جیسے قومیں اپنے اصلی قبیلوں سے دور ہوتی گئیں ویسے ہی ویسے ان کی زبانیں بھی اپنی اصل سے مختلف ہوتی چلی گئیں۔

جب ہم زبانوں کے مدارج نشوونما کو سامنے رکھ کر موجودہ زبانوں سے مقابلہ کریں گے تو ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کی فرعین کیسے اور کس زمانے میں بنیں۔

یہ مشہور ہے کہ انسان کی ابتدائی نشوونما فرات اور دجلہ کے درمیان عراق سے آرمینیہ (کوہ قاف) تک ہوئی جب نسل زیادہ بڑھ جاتی تو کچھ لوگ علاحدہ ہو کر دوسری جگہوں میں جا بستے۔ تمام گروہ یک وقت الگ نہیں ہو گئے بلکہ ہوتا یہ تھا کہ جب سرزمین وطن ان کے قیام کے لیے ناکافی ہوتی اور ذرائع معاش کم ہو جاتے تو ایک فرقہ ان سے جدا ہو کر کسی نہ کسی طرف چلا جاتا۔ توریت میں ایک ایسی ہجرت کا ذکر موجود ہے جس کی وجہ سے متعدد زبانیں پیدا ہو گئیں۔ اس قصے کی سرخی "حکایت تبلبل الالسنہ" ہے۔ توریت ہی میں دوسری جگہ روئے زمین پر قوموں کے متفرق ہونے اور پھیلنے کا ذکر موجود ہے لیکن صرف وہی قومیں گنائی ہیں جو حضرت نوح کی نسل سے طوفان کے بعد پھیلیں ان قوموں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جو قبل طوفان نشوونما پا چکی تھیں۔ نسل قابیل اور اس کی فرعین کیا ہوئیں؟ قبل طوفان پائی جانے والی قومیں کہاں گئیں؟ ان باتوں میں توریت بالکل خاموش ہے۔ صرف انہی لوگوں کے حالات سے بحث کرتی ہے جو دوآبہ کے درمیان رہتے تھے۔ اور طوفان میں غرق ہو گئے۔ اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ انسان کے عالم وجود میں آنے اور طوفان کے درمیان

ایک طویل مدت ہے۔ اس عرصے میں قومیں بنیں ان سے نسلیں پیدا ہوئیں اور مہاجرت کر کے روئے زمین کا بڑا حصہ آباد کر دیا۔

یہ تو ظاہر ہے کہ غیر ترقی یافتہ زبانوں کے بولنے والے دوآبہ کے درمیان بسنے والوں سے کہیں زیادہ پرانے ہیں جیسے چینی اور قدیم مصری جن میں سے ایک فرقہ مشرق میں چلا گیا اور دوسرا مغرب میں۔ اس معاملے میں تاریخ ہماری تائید کرتی ہے کہ یہ قومیں دنیا کی قدیم ترین قوموں میں سے ہیں کیونکہ اگر وہ قدیم ترین قومیں نہ ہوتیں تو ان کی زبانیں بھی بسیط نہ ہوتیں بلکہ قبل طوفان ہی ان کی قرمیں بن جاتیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ زبانیں ابھی تک اپنے ابتدائی دور میں ہیں۔ ابتدائی دور سے وہ زمانہ مراد ہے جب کہ علامتیں پیدا نہیں ہوئی تھیں اور نہ اسم فعل اور حرف میں کوئی امتیاز کیا جاتا تھا۔ بہت ممکن ہے کہ چین قائین نسل سے ہوں اس لیے کہ توریت ہم کو قائین ماہر صنعت و موسیقی ہونا بتاتی ہے اور چینی قوم مختلف صنعتوں میں پرانی ماہر ہے۔

چین کو عربی سین (صین) کہتے ہیں۔ ہم کو صین اور قائین میں کیا۔ یہاں تک لفظی مشابہت معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں کو ایک ہی لفظ شمار کرنا صحیح ہوگا کیونکہ ایسی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں جن میں قاف اور صاد کا آپس میں تبادلہ ہوا ہو علاوہ ازیں یورپی زبانوں میں حرف (c) کبھی تو قاف یا کاف کی آواز ظاہر کرتا ہے اور کبھی صاد یا سین کی۔ نیز پرانی انگریزی میں اس کا تلفظ جیم اور کاف کی درمیانی آواز سے کیا جاتا تھا "ج" اور "ح" قریب المخرج ہیں لہذا بہت ممکن ہے کہ بعض زبانوں میں قائین کا تلفظ "CHINA" چائنا "یا چین ہو گیا ہو۔ اسی طرح قبائل عرب میں "گ" کے تلفظ میں اختلاف ہے بعض قبائل اس کا تلفظ "گ" کرتے ہیں بعض "ج" بعض "سین" اور بعض "شین" یہی مشابہت قائین اور قدیم مصر کے نام میں بھی دکھائی دے گی جو رکیم (یا کیمی) کہلاتا تھا ممکن ہے کہ علم الادویہ کے متعلق اسی قوم نے ابتدائی معلومات حاصل کیے ہوں اور

اس فن کا نام اسی قوم کی طرف منسوب کرکے کیمیا رکھا گیا ہو کاف اور قاف قریب المخرج ہیں۔ نون اور میم کا تبادلہ آپس میں مشہور ہے۔ رہا زیر و زبر کا اختلاف تو وہ کوئی چیز نہیں۔ مذکورۂ بالا بیان سے ہم بتانا چاہتے ہیں کہ غیر ترقی یافتہ زبانیں بولنے والی قومیں روئے زمین کو طوفان سے پہلے ہی آباد کر چکی تھیں۔ پھر تورانی بولنے والی قوموں کے اجداد نے ہجرت کرکے شمالی ایشیا میں سکونت اختیار کر لی جن کی نسل سے مغل اور تاتاری وغیرہ قومیں ہیں۔ پھر وہ گروہ بھی الگ ہو گیا جو بعد کو آریہ کہلایا۔ اس کی شاخیں ہندستان۔ فارس۔ کردستان اور یورپ میں جا بسیں۔ اسی طرح سامی اور ان کی نسلیں بھی الگ ہو گئیں ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ جب کوئی زبان اپنی اصل سے جدا ہوتی تو خود اس میں نشو و نما پیدا ہو جایا کرتی تھی اور دونوں زبانیں اپنے بولنے والوں کے خیالات کے مطابق چلتی تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویسے ہی ویسے یہ دونوں ایک دوسرے سے دور ہوتی چلی گئیں۔ لیکن ان دونوں دور افتادہ زبانوں کی مشابہت تحقیق اور مقابلے سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ زبانوں کو اپنی اصل سے جدا ہوئے جتنا زیادہ زمانہ گزرا اتنا ہی زیادہ اختلاف پیدا ہو گیا اور جتنا کم زمانہ گزرا اتنا ہی اختلاف بھی کم رہا۔ عبرانی اور عربی زبان کے الفاظ طریق تعبیر اور مشتقات کی مشابہت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ ایسی ہی مشابہت ان یورپی زبانوں میں بھی محسوس ہو گی جو لاطینی سے نکلی ہیں۔ ان میں کی ہر زبان اس وقت اپنی اصل سے علاحدہ ہوئی جبکہ مختلف قسم کی تعبیریں اور اشتقاق اصل میں نشو و نما پا چکے تھے لہذا مشابہت خوب نمایاں رہی۔ لیکن عربی اور لاطینی مشابہت کے اعتبار سے بہت دور ہو گئیں کیونکہ یہ اس وقت الگ ہوئیں جس وقت تک اصل میں پوری طرح نشو و نما نہیں ہو چکی تھی بلکہ ان دونوں نے بذات خود الگ الگ ارتقا کی منازل ایک دوسرے سے مختلف طور پر طے کیے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشابہت میں بہت کمی واقع ہو گئی۔ اسی سبب سے عربی اور چینی زبانوں میں انتہائی بعد ہو

گیا کیونکہ چینی اصلی سامی قوم سے ہزارہا سال پیشتر اس وقت علاحدہ ہوئے جبکہ زبان ابتدائی حالت میں تھی۔

اب ہم لغت کے اس قدیم ترین مواد سے بحث کرنا چاہتے ہیں جو تمام زبانوں کی اصل میں پایا جائے جس کی وجہ سے ہم ان کی باہمی مشابہت معلوم کرسکیں گے۔ لغت کے سب سے پرانے لفظوں میں ضمیریں گنتی اور ضروریات زندگی کے نام مثلاً کھانا پانی۔ قیام گاہ اور پوشش وغیرہ جیسی چیزیں شامل ہیں۔

ضمیریں

ضمیریں صرف تین ہوتی ہیں متکلم۔ مخاطب اور غائب جن پر جمع اور تانیث وغیرہ کی علامتیں بڑھادی جاتی ہیں۔ جب ہم ان کو علامات اور اس نون سے خالی کرلیں گے جو بعض زبانوں میں پایا جاتا ہے تو ان کے آپس کی مشابہت ظاہر ہو جائے گی۔ ضمیر متکلم "ی" اور "ک" آوازوں سے بنتی ہے۔ (کسی زبان میں دونوں حرف پائے جائیں گے اور کسی میں ایک) اُردو میں "ی" اور "ہ" ہے جو ہم کو "میں اور ہم" میں نظر آتی ہے (ی" "و" "ح" "ہ" وغیرہ کا آپس میں تبادلہ ہوا کرتا ہے) عربی میں "ی" یا "ح" ہے جیسے "نحن" اور "ی" جو ضمیر واحد متکلم منصوب میں خواہ متصل ہو یا منفصل اور ضمیر مجرور میں پائی جاتی ہے۔ فارسی میں "ام" اور "ایم" بحالت اتصال۔ سریانی میں (ena ان کی) جس کا تلفظ "انوخی" ہوگا عبرانی میں אנכי (انوک) یا אני (اے) قدیم مصری میں (انک) یا (یا)، (آ) آشوری میں (anaku) لاطینی میں (ego) یونانی میں (ego) سنسکرت میں (aha) یا (aham) انگریزی میں (I) جرمنی میں (ich) چینی میں (ngo) یا (ngo) یا (o) منگولی میں (na)۔

مخاطب کی ضمیر سے جس وقت جنس اور عدد کی علامتیں ہٹالی جائیں تو سب زبانوں میں اصل "ت" نکلے گی۔ جیسے اردو میں تم۔ تو۔ تیرا۔ تجھ) عربی اور سریانی میں (انت) عبرانی میں אתה (اتہ) لاطینی میں (tu) فرانسیسی میں (tu) انگریزی میں (thou) جرمنی میں (du) یا (tu) سنسکرت میں (tvam) فارسی میں (تو) آشوری میں (اتا) کلدانی میں

(انت) پرانی مصری میں (entuk) قبطی میں (ntak) چینی میں (tuua) منگولی میں (ta)

ضمیر غائب کی اصل تمام زبانوں میں "ہ" ہے۔ یونانی میں (o) جرمنی میں (hua) فارسی میں (وے) اُردو میں (وہ) چینی میں (soh) اس کا تلفظ "اوہ" ہوگا "ر" زائد ہے، عربی میں ہو۔ ہی۔ ہما۔ ہن۔ ہم۔ ہ۔ ہا) سریانی میں ہو۔ ہی۔ ہ۔ ہینون۔ ہنین) عبرانی میں (ہوا۔ ہیا۔ ہُ۔ ہَ ہم۔ ہن) انگریزی میں (hea - he - his - him)۔

گنتی اندازہ کیا جاتا ہے کہ گنتیاں ضمیروں کے بہت بعد وجود میں آئیں اسی واسطے جتنی مشابہت ضمیروں میں پائی جاتی ہے اتنی گنتیوں میں نہیں پائی جاتی۔

عربی کے لفظ واحد سے یہ پتا چلتا ہے کہ جب سامی زبانیں آریائی زبانوں کے مقابلے میں مستقل ہو چکیں تب یہ معرض وجود میں آیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے آریائی زبانوں میں پایا جاتا ہو جس کے آثار سوا یونانی کے اب مفقود ہو گئے۔ عربی کے واحد میں اصل (حد) ہے جو دوسری سامی زبانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ یونانی زبان میں واحد کے معنی میں (hena) مستعمل ہے۔ آریائی زبانوں میں جن الفاظ سے "ایک" کا مفہوم پیدا ہوتا ہے ان کی اصل "و" اور "ن" ہے۔ لاطینی میں (unus) یونانی میں (en) انگریزی میں (one) یا (an) اسی طرح دیگر آریائی زبانوں میں بھی ہے۔ اب رہیں سامی زبانیں تو ان میں اصل "و" اور "ل" ہے جو عربی کے لفظ (اول) میں پوری طرح محفوظ ہے۔ اردو میں اس کی یادگار لفظ (پہلا) میں "ل" باقی رہ گیا ہے۔ (ل۔ م۔ ن۔ ر) کا آپس میں تبادلہ ہوتا ہے)

(دو) اس کی اصل "ت" ہے جس کا تبادلہ (ث۔ س۔ د) سے ہوتا ہے۔ عربی میں اثنان فارسی میں (دو) یونانی میں (duo) لاطینی میں (duo) انگریزی میں (two)۔ یہی حال باقی زبانوں کا بھی ہے۔ عربی میں الف اور نون زائد ہیں جن کا استعمال بطور علامت تثنیہ ہوتا ہے۔

(تین) عربی میں اس کی اصل (ثلث) ہے جو تمام سامی زبانوں میں مشترک ہے اسی طرح آریائی زبانوں میں بھی جیسے لاطینی میں (tres) یونانی میں (treis) انگریزی میں (three) فارسی میں (سہ)۔

(چار، پانچ) آریائی اور سامی زبانوں میں مشترکہ طور پر ان کی اصل تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔

(چھ) اس کی اصل "ست" ہے (س) اور (ت) قریب المخرج ہیں یہاں تک کہ بعض زبانوں میں دونوں آوازوں کے لیے ایک ہی حرف استعمال کیا جاتا ہے عربی میں (ستۃ) عبرانی اور فارسی میں شش، لاطینی میں (sex) یونانی میں (hex) سلافی میں (شست) انگریزی میں (six)

(سات) عربی میں (سبعہ) لاطینی میں (septem) یونانی میں (hepta) فارسی میں (ہفت) سنسکرت میں (سپتا) انگریزی میں (seven) اس سے پتا چلتا ہے کہ اصل (سب) ہے جس پر سامی زبانوں میں (ع) اور اکثر آریائی زبانوں میں (ت) کا اضافہ ہو گیا

سات کے اوپر کوئی صورت مطابقت کی نہیں ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ سامی اور آریائی گروہ اس وقت علاحدہ ہوئے جب کہ آٹھواں عدد پیدا نہیں ہوا تھا دنیا میں اب تک کچھ وحشی قومیں ایسی ہیں جن کی زبان میں پانچ کے اوپر کوئی عدد نہیں پایا جاتا۔

ہم کو مذکورۂ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ گنتی کی مشابہت صرف آریائی اور سامی زبانوں میں پائی جاتی ہے۔ طرز ترقی یافتہ زبانیں گنتی پیدا ہونے کے پہلے ہی ان سے الگ ہو چکی تھیں بالفاظ دیگر چینی اور منگل اس وقت دو آبہ سے ہجرت کر گئے جب ان کی زبان میں گنتیوں کا وجود بھی نہ تھا۔ بعد میں ان کے یہاں گنتی پیدا ہوئی جس کا تعلق مذکورۂ بالا زبانوں سے نہ تھا۔ چینی زبان میں دو کو (شونگ) تین کو (شام) چار کو (سی) پانچ کو (نجو) چھ کو (لوک) کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ضروریاتِ زندگی کے نام

عہد اول کے انسان نے اپنی بول چال میں سب سے پہلے ان اشیا کے نام رکھے جو اس کی جہد للبقا میں کام آسکیں۔ چونکہ یہ صدیوں اور گنتیوں سے بھی پہلے بن چکے تھے۔ اس لیے ان کی مشابہت تمام زبانوں میں اچھی طرح نمایاں ہے۔ واضح رہے کہ زبان ہمیشہ نشوونما کی حالت میں رہتی ہے۔ نئے نئے الفاظ پیدا ہوتے ہیں اور پرانے متروک ہوجاتے ہیں۔ الفاظ میں تغیر کمی بیشی۔ تبادلہ اور حروف کے مقدم مؤخر ہونے سے ہوجاتا ہے۔ اکثر زبان زد الفاظ میں اسی قسم کی تبدیلیاں ہوچکی ہیں۔ ضروریاتِ زندگی کے نام سب سے پرانے زبان زد الفاظ ہیں۔ یہ توقع نہیں رکھنا چاہیے کہ مشابہ الفاظ کی مثالیں کثرت سے ملیں گی یا ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ زبانوں میں یک وقت مل جائیں گی۔ کبھی کوئی لفظ سامی اور آریائی زبانوں میں مشترک مل گیا کبھی ان میں سے ایک اور چینی میں۔ کچھ ایسے الفاظ بھی ہیں جو سب میں پائے جاتے ہیں۔ ایسی مثالیں درج ذیل ہیں۔

(۱) ماں۔ اس مفہوم کو ادا کرنے کے لیے ایک ہی لفظ دنیا بھر کی زبانوں میں رائج ہے کیونکہ یہی انسانی بولی کا قدیم ترین لفظ ہے۔ لاطینی میں (Mater) یونانی میں (Meter) سنسکرت میں (Mathi) انگریزی میں (mother) فارسی میں (مادر) اردو میں (ماں) عربی عبرانی اور سریانی میں (اُم) تبتی میں (یم) چینی میں (مُو) قبطی میں (ماو) جس طرح ان سب الفاظ میں اصل "م" ہے اسی طرح ان الفاظ میں بھی جو ماں کو مخاطب کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں جیسے ہندی میں (ماتا) اردو میں (ماں) عربی میں (امی) اکثر یورپی زبانوں میں (Mamma) یا (Mami)

(۲) باپ۔ آریائی زبانوں میں (Pater) یا اسی سے ملتے جلتے الفاظ ہیں جیسے انگریزی میں (Father) فارسی میں (پدر) ہندی میں (پتا) اس میں اصل "پ" ہے جو سامی زبانوں میں بھی (اب) کی شکل میں پائی جاتی ہے۔ چینی میں (پے) یا (فو) ب۔ پ۔ ف۔ د۔ کا آپس میں تبادلہ ہوتا ہے۔

(۳) دنیا۔ لاطینی میں (Do) ایسے ہی الفاظ بقیہ آریائی زبانوں میں بھی ہیں۔

فارسی میں (دادن) "دن" علامت مصدر ہے جس کو گرانے کے بعد صرف "دا" باقی رہ جاتا ہے اُردو میں "دینا" اس میں "نا" علامت مصدر ہے۔ اس لفظ میں اصل "د" ہے۔ عربی میں (ادّی) یا (اعلیٰ) عین زائد ہے۔ قدیم مصری میں (طا) "د" "ت" اور "ط" ہم مخرج ہیں۔

(۴) کٹنا۔ کاٹنا۔ یہ لفظ دنیا بھر کی زبانوں میں مشترک ہے۔ لاطینی میں (Caedo) انگریزی میں (Cut) فرانسیسی میں (Couper) چینی میں کت قدیم مصری میں (کھت) عربی میں (قط قص قطع)

(۵) ہونا۔ لاطینی میں (Esse) سنسکرت میں (As) انگریزی میں (Be - Is) (Am) عبرانی میں (یش) سریانی میں (ایت) اردو میں (تھا) عربی میں (الیس) مگر عربی میں یہ لفظ لانافیہ کے بغیر نہیں پایا جاتا۔ (لاالیس جس کا مخفف لیس ہے)

(۶) مرد۔ لاطینی میں۔ (Homo) یونانی میں (Aner) اسپینی میں (Hombre) انگریزی میں (Person) فارسی میں (مردم) اردو میں (مرد) عربی میں (مرء) منگولی میں (Ere) لفظ میں اصل "ر" ہے۔

(۷) حرف نفی۔ اکثر سامی زبانوں میں (لا) اور آریائی زبانوں میں (No) یا اس کی شاخیں مستعمل ہیں۔ عربی میں (لا۔ ما) انگریزی میں (No — Un) فارسی میں (نہ۔ م) اردو میں (نہ۔ نہیں۔ مت) تمام طورانی زبانوں میں (ال۔ نہ۔ ما) تامل میں (الّے) ل۔م۔ن۔ کے درمیان نسبت لفظی معلوم ہی ہے۔

مذکورۂ بالا مثالیں ایسے الفاظ کی ہیں جن کی اصل تمام بڑی بڑی زبانوں میں ایک جیسی ہیں۔ لیکن وہ مشابہ الفاظ جو چند زبانوں میں پائے جائیں۔ اس قدر کثرت سے ہیں کہ ان کا ایک جگہ جمع کرنا غیر ممکن ہے۔ صرف چند مثالوں پر اکتفا کی جاتی ہے۔ اردو (کھوہ) لاطینی (Caverna) انگریزی (Cave) عربی (کہف)۔ عربی (ارض۔ ثری) انگریزی (Earth) فرانسیسی (Terre)۔ عربی (الٰہ) تمتی۔ (الہا)۔ عربی (ماء) قدیم مصری (ما) چینی (مو) وغیرہ وغیرہ۔ (باقی آئندہ)

"ناولستان" نئی دہلی کے نئے ناول

ایوانِ غزل
جیلانی بانو

اس ناول میں جیلانی بانو نے حیدرآباد کی معاشرتی زندگی کی عکاسی نہایت خوبی سے کی ہے۔ غزل کی انجمن میں کسی غم کو مے اور کسی دل کو جام بنا لیا جائے تو درد میں بھی ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔ قیمت -/۱۶

آرزو
سراج انور

لازوال محبت، سلگتے ہوئے دلوں کی عجیب داستان حیرت و تجسس، سراج انور کے اس ناول کا خاصہ ہے۔ آرزو ایسا ناول ہے جسے آپ باربار پڑھنے کی آرزو کریں گے۔
قیمت : -/۱۲

"نئی آواز" کی تازہ پیش کش

پتھر کا شہزادہ
(افسانے) صغرا مہدی

اردو دنیا کے لیے صغرا مہدی کا نام اب نیا نہیں رہا۔ اب تک آپ کے تین ناول چھپ کر قبولِ عام کی سند حاصل کرچکے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب آپ کے پندرہ منتخب افسانوں کا مجموعہ ہے۔ یہ افسانے معیاری بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔ قیمت : -/۴

راستے اور کھڑکیاں
انور خاں

(افسانے)

نئی نسل کے افسانہ نگاروں میں انور خاں کا نام خاصا نمایاں ہے۔ آپ کے افسانوں میں رومان کی چاشنی تخیل کی چمک اور سماجی مسائل کا حل ملے گا۔ قیمت : -/۵

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی نئی کتابیں

نثر میں بھی

آنند نرائن مُلّا

زندگی ہو یا فن، دونوں سے نپٹنے کے لیے اتنی ضرورت علم کی گہرائیوں میں ڈوبنے کی نہیں
احساس اور شعور کی تربیت سے ایک انداز فکر پیدا کرنے کی ہے۔ کیونکہ یہی انداز ایک
د اسلوب بیان بھی عطا کرتا ہے۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ یہ انداز محض ایک پینترا بن
ہ رہ جائے۔ یہ کتاب ایسی ہی فکر انگیز تحریروں کا مجموعہ ہے۔ قیمت : ۱۶/-

دید اُردو ادب

ڈاکٹر محمد حسن

زیرِ نظر کتاب یوں تو تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے مگر درحقیقت "جدید اردو ادب"
یک مستقل تصنیف کے مختلف ابواب پر مشتمل ہے جو مختلف اوقات میں لکھے گئے۔ مصنف نے
ا کتاب میں اس کا بطور خاص خیال رکھا ہے کہ ۴۷ء کے بعد اردو ادب کی مختلف اصناف
ں جو میلانات ابھرے ہیں ان کو سمجھا اور سمجھایا جائے۔ قیمت: ۱۵/-

شاہیر کے خطوط

عبداللطیف اعظمی

بابائے اردو مولوی عبدالحق کی ستروی‌ں سالگرہ ۱۹۴۰ء کے موقع پر ملک کے گیارہ
شاہیر نے مرتب کو جو پیغامات بھیجے تھے اور اُردو کے ۲۶ ممتاز مرحوم ادیبوں نے وقتاً
وقتاً جو خطوط لکھے تھے۔ اُنھیں مفید حاشیوں اور ان خطوط نگاروں کے مختصر حالاتِ
زندگی کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ قیمت: ۱۲/۵۰

ازگشت

کبیر احمد جائسی

اس کتاب میں ہندستان اور ایران کے ان چند قدیم و جدید او بجلی اور شاعروں کی
یات اور کارناموں کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے جن کی ادبی کاوش فارسی ادب میں سنگِ میل
کی حیثیت رکھتی ہے۔

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی اہم مطبوعات

سورٹھ تیرا بہتا پانی	زویر چند میگھانی	مترجم : مظہر الحق علوی	۱۳/-
لہروں کی آواز	کلکی راما کرشنا مورتی	〃 راج نرائن راز	۱۹/۵۰
چک دیر راجند	شری نواس	〃 راشد سہسوانی	۲/۵۰
راگ درباری	شری لال شکل	〃 〃 〃	۵/۵۰
میں	ہری نرائن آپٹے	〃 کشور سلطان	۹/-
جدوجہد آزادی میں مجلس قانون ساز کا رول۔ منور کھنہ،		〃 غلام ربانی تاباں	۱۳/۵۰
آب حیات	محمد حسین آزاد	تلخیص : پروفیسر احتشام حسین	۶/۷۵
قومی شاعری	مختلف شعرا	مرتبہ : علی سردار جعفری	۴/-
چار منتخب دیواروں میں	ایم ٹی واسدیونائر	مترجم : ظفر ادیب	۱/۷۵
فاطمہ کی بکری اور بچپن کی ساتھی	ویکم محمد بشیر	〃 اطہر پرویز	۱/۷۵
گنگا جیل کے پنکھ	لکشمی نندن پورا	〃 رضیہ سجاد ظہیر	۱/۷۵
برہمن لڑکی	شری دھر وینکٹس کیتکر	〃 اگر سین نارنگ	۱/-
ملیالم افسانے	مرتبہ : ادم چیری این این پلے	〃 〃 〃 〃	۱/۷۵
تامل افسانے	〃 می پال سوم سندرم	〃 حسن سہروردی	۱/-
ہندی افسانے	〃 ڈاکٹر نامور سنگھ	〃 اگر سین نارنگ	۱/-
پنجابی افسانے	〃 ہربھجن سنگھ	〃 مخمور جالندھری	۱/-
اردو افسانے	〃 رضیہ سجاد ظہیر		۱/-

ذاکر حسین سیریز کی دلچسپ کتابیں

ابو خاں کی بکری	ڈاکٹر ذاکر حسین	۳/-	سلطان زین العابدین	رضیہ سجاد ظہیر	/۵۰
گگا بوچہ میا	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰	انوکھی دکان	بیگم قدسیہ زیدی	/۵۰
راجہ رام موہن رائے	عرش ملسیانی	۲/۵۰	دنیا کے جانور	〃 〃	/۵۰
ذاکر صاحب کی کہانی	سعیدہ خورشید عالم	۶/۵۰	خواجہ الطاف حسین حالی	بیگم صالحہ عابد حسین	/۵۰

جناب مبشر علی صدیقی

حضرت امیر خسرو کی چند تصنیفات

مندرجہ بالا عنوان سے ایک طویل مقالہ سہ ماہی "اردو" کراچی کے شمارہ نمبر ۴ ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا ہے۔ جو ۱۵ صفحات پر محیط ہے اور جس کے لکھنے والے مشہور ادیب محمد محی الدین بدایونی ہیں۔ موصوف اس سے قبل " طنزیات و مقالات۔ سید محفوظ علی " نام کی کتاب تالیف کرکے اردو دان طبقے سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ اس طویل مقالے میں بھی آپ نے بڑی کاوش و دیدہ ریزی سے کام لیا ہے۔ اور مقالے کے آخر میں جو تین ضمیمے دیے گئے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے امیر خسرو کے متعلق تمام مواد جس میں خسرو کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ معلوم اور نا معلوم تمام تصانیف بھی شامل ہیں نظر کے سامنے رکھا ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے صفحہ اول میں (جو اس شمارہ کا صفحہ ۷۵ ہے) لکھا ہے " مرزا غالب کو اپنی فارسی گوئی پر بڑا اعتماد اور فخر تھا۔ فرما گئے ہیں۔ فارسی بیں تا بہ بینی نقش ہائے رنگ رنگ ؎ بگزر از مجموعۂ اردو کہ بے رنگ من است ان کا زعم فارسی دانی ہندستان کے کم تر فارسی گو شاعروں سے برسرِ پیکار اور فارسی لغت نویسوں سے بالخصوص ستیزہ کار رہا۔ لیکن امیر خسرو کا لوہا غالب نے بھی مانا۔ فرمایا۔

" میں اہل زبان کا پیرو اور ہندیوں میں سوائے امیر خسرو دہلوی کے سب کا منکر ہوں۔

ہندستان کے سخنوروں میں حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ کے سوا کوئی مسلم الثبوت نہیں ہوا۔

خسرو کیخسرو قلمرو سخن طرازی ہے یا ہم چشم نظامی گنجوی و ہم طرح سعدی شیرازی ہے "

مقالے میں خسرو کی جن تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے' ان کے نام یہ ہیں :-

(۱) تحفۃ الصغر	(۲) وسط الحیواۃ	(۳) قران السعدین	(۴) غرۃ الکمال
سال تکمیل ۱۲۷۳ء	سال تکمیل ۱۲۹۳ء	سال تکمیل ۱۲۸۹ء	سال تکمیل ۱۲۹۳ء
(۵) خمسۂ خسرو	(۶) دول رانی خضر خان	(۷) بقیہ نقیہ	(۸) نہ سپہر
۱۲۹۶ء تا ۱۳۰۱ء	۱۳۱۵ء	۱۳۱۵ء	۱۳۱۸ء
(۹) نہایۃ الکمال	(۱۰) تغلق نامہ	(۱۱) خزائن الفتوح	(۱۲) خالق باری
[illegible]	۱۳۲۸ء	۱۳۱۱ء	نامعلوم

(۱۳) افضل الفوائد — راحت المحبین
(۱۴) اعجاز خسروی — ۱۳۰۱ھ
(۱۵) انشائے خسرو — نامعلوم
(۱۶) جواہر خسروی — نامعلوم

(۱۷) پہیلی نامہ
نامعلوم

پہلے ضمیمے کا عنوان ہے۔ امیر خسرو تاریخ کے گہوارے میں
دوسرے ضمیمے کا عنوان ہے۔ امیر خسرو صوفیہ و مشائخ کے درمیان۔
تیسرے ضمیمے کا عنوان ہے۔ امیر خسرو شعرا کے درمیان

محمد محی الدین تحقیق کے میدان کے مرد ہیں اور تنقید میں کافی احتیاط برتتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے امیر خسرو کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، اس میں وزن اور گہرائی ہے۔ مقالہ خسرو صد سالہ تقریبات کے سلسلے میں تیار کیا گیا تھا اور بعد میں انجمن ترقی اردو (پاکستان) کے سہ ماہی رسالہ "اردو" نے اس کو شائع کیا اور ان کے ہی پتے سے اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے خسرو کے متعلق اب تک جتنا لٹریچر کتابوں اور مقالوں کی شکل میں شائع ہوا ہے، ان میں یہ ایک خوشگوار اضافہ ہے۔

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی نئی کتابیں

میرانیس سے تعارف (مجموعہ مضامین) صالحہ عابد حسین

میرانیس، جن کے جواہر پاروں نے اردو ادب سے تہی دامنی کا داغ دور کیا اور اس کی جھولی انمول و سڈول موتیوں سے بھردی۔ وہ صاحب کمال جس کے مرثیہ نے محدود میدان کو لامحدود وسعت بخشی۔ یہ کتاب اسی باکمال شاعر سے تعارف کراتی ہے۔ قیمت ۸/-

فکرو ریاض علی جواد زیدی

یہ کتاب علی جواد زیدی کے ادبی تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا انتخاب ہے جو مختلف اوقات میں لکھے گئے تھے۔ لیکن ان کی اہمیت و افادیت آج بھی اتنی ہی ہے جتنی کہ پہلے تھی۔

قیمت : ۱۲/-

ذکرِ غالب

(پانچواں ایڈیشن)

مالک رام

"ذکرِ غالب" جناب مالک رام صاحب کا ایسا تحقیقی کارنامہ ہے جسے اردو والے کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ مرزا غالب کی مختصر اور جامع لیکن مستند ترین سوانح عمری آپ کو اسی کتاب میں ملے گی۔

قیمت : ۱۵/-

ترقی اردو بورڈ مرکزی وزارت تعلیم حکومت ہند کے لیے

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

شریمد بھگوت گیتا (اردو ترجمہ) مترجم: حسن الدین احمد

بھگوت گیتا اہل ہند کے نام شری کرشن جی کا پیام ہے۔ یہ ایک فلسفیانہ اور مذہبی گیت ہے اور اس سے ہندستان کے مخصوص تخیل پر کافی روشنی پڑتی ہے شری بھگوت گیتا کا پیام کیاہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت: ۴/۷۵

خسرو شناسی (مرتبین: ظ انصاری) ابوالفیض سحر

امیر خسرو کا نام علامت ہے، ادب، فکر اور فن کی کچھ اہم قدروں کا، جن کی ترجمانی گذشتہ ہزار برس میں طرح طرح سے ہوتی رہی ہے۔ ترجمانوں کا یہ سلسلہ برصغیر کے صوفیہ، شعرا، اہل قلم، درویشوں اور انسان دوست مفکروں پر مشتمل ہے۔

قیمت عام اڈیشن بلا تصویر ۱۶/۵۰۔ ڈی لکس اڈیشن مصوّر ۲۷/۵۰

حیدر علی مصنف: نریندر کرشن سنہا، مترجم: اقتدار حسین صدیقی

یہ کتاب نہ صرف حیدر علی کی سوانح عمری ہے بلکہ ہندستانی تاریخ کی ۱۸ ویں صدی کی عجیب و غریب شخصیت کا سوانحی مطالعہ بھی ہے۔ اگرچہ اس کی زندگی کے بارے میں تفصیلات کو نظرانداز نہیں کیا گیا ہے تاہم یہ کتاب بنیادی اعتبار سے اس کی فوجی اور سیاسی زندگی سے متعلق ہے۔ قیمت: ۱۷/۰

ہندستانی معیشت مصنف: مالک گھوش مترجم: محمد خلیق

عام طور پر ان ملکوں کو کم ترقی یافتہ کہا جاتا ہے جن کا معیار زندگی کم ہو، جن کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہو اور جہاں صنعت و حرفت بہت کم ہو۔ ہندستان کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ تفصیلات اس کتاب میں ملیں گی۔ قیمت: ۲۴/۷۵

مکتبہ جامعہ کی تازہ مطبوعات

رموزِ غالب
مرتبہ: ڈاکٹر گیان چند جین

غالب کے قلم زد کلام، خود نوشت دیوان، بیاضِ غالب اور دیوانِ غالب کے مختلف اڈیشنوں پر تحقیقی مضامین کا مجموعہ، جس کا مطالعہ غالب کے ہر پرستار کے لیے ضروری ہے۔

قیمت: ۱۸/۵۰

عربوں کی تاریخ نگاری کا آغاز و ارتقا
محمود الحسن

عربوں کے یہاں تاریخ نگاری کی ابتدا کس طرح ہوئی اور یہ فن ترقی کے کن مرحلوں سے گزرا۔ اس کتاب میں اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ مصنف کی دس سالہ تلاش و جستجو کا نتیجہ ہے۔

قیمت: -/۱۶

اقبال اور مغربی مفکّرین
جگن ناتھ آزاد

اقبال کے فکر پر اس وقت تک جو کچھ کام ہوا ہے وہ اس حقیقت کے لیے منظر میں ہوا ہے کہ اقبال صرف اسلامی تفکر سے متاثر ہوئے ہیں۔ فکرِ اقبال کی مکمل اور صحیح تصویر دیکھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

قیمت: ۱۰/۵۰

ہیروئن کی تلاش
پروفیسر محمد مجیب

معمولی فائدوں اور جھوٹی سچی تعریفوں کے لیے ہم کبھی کبھی کتنے گر جاتے ہیں۔ اس کی ایک دلچسپ جھلک آپ کو اس ڈرامے میں ملے گی۔

قیمت: -/۲

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

بابو حصہ اول دوم	مصنف: ایس بی فرٹاس	مترجم: صالحہ عابد حسین	۳/-
کشمیر	״ مالا سنگھ، تصاویر نندنی	״ خدیجہ عظیم	1/۵۰
پرندوں کی دنیا	״ جمال آرا	״ محمد شفیع الدین نیر	1/۵۰
ہماری ندیوں کی کہانی	״ لیلا مجمدار	״ رضیہ سجاد ظہیر	1/۵۰
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	״ لیلاوتی بھاگوت	״ ״ ״	1/۵۰
رسیلی کہانیاں	״ منوج داس	״ صغرا مہدی	1/۵۰
آزادی کی کہانیاں (اول دوم)	״ وشنو پربھاکر	״ انور کمال حسینی	۳/-
ہماری ریلیں	مصنف: جگجیت سنگھ	״ عرش ملسیانی	1/۵۰
ہندستان میں غیر ملکی سیاح	״ کے بی کھنہ، تصاویر کرشن کھنہ		1/۵۰
آؤ ناٹک کھیلیں	״ اوما نند	״ رفعیہ منظور الامین	1/۵۰
بہت دن ہوئے (اول دوم)	״ ایم چوکسی و پی ایم جوشی	״ رضیہ سجاد ظہیر	۳/-
بہادروں کی کہانیاں	״ راجندر اوستھی	״ انور کمال حسینی	1/۵۰
روہت و نندیا	״ کرشن چتینیہ	״ ״ ״	1/۵۰
سدابہار کہانیاں	״ شانتا رنگا چاری	״ ״ ״	1/۵۰
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اول دوم)	میر نجابت علی	״ سید احسان	۳/-
بڑا پاپانی	مصنف: لیلا مجمدار	״ صالحہ عابد حسین	1/۵۰
مورا	״ ملک راج آنند	״ انور کمال حسینی	1/۵۰
ہاکی کا کھیل	״ سرویدر سانیال	״ پریتم لال	1/۵۰
خالہ بلی کا خاندان	״ منوہر داس چترویدی	״ محمد شفیع نیر	1/۵۰
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	״ بریگیڈیر گیان سنگھ	״ محمد ذاکر	1/۵۰
پھول اور شہد کی مکھی	״ اشوک داور	״ انور کمال حسینی	1/۵۰
سب کا ساتھی سب کا دوست	اوما شنکر	״ ״ ״	1/۵۰
[illegible]	تارا سٹو اری	״ ״ ״	[illegible]

ناظرین اور مصنفین توجہ فرمائیں

اردو کی وضاحتی کتابیات

پروفیسر گوپی چند نارنگ ، مرتبہ ڈاکٹر مظفر حنفی

اردو میں کتب حوالہ کی سخت کمی ہے ۔ شعبۂ اردو جامعہ ملیہ اسلامیہ نے طے کیا ہے کہ سال رواں سے ہر سال شائع ہونے والی اردو کتابوں کی وضاحتی فہرست جدید اصولوں کے مطابق مرتب کر کے شائع کی جائے گی ۔ اس میں شاعری ۔ ناول ۔ افسانہ ۔ ڈراما ۔ انشائیہ ۔ تحقیق ۔ تنقیدی علمی اور سائنسی تمام کتابوں کا تفصیلی اندراج ہوگا تاکہ اردو تصنیفات و تالیفات کی رفتار و ترقی کے بارے میں رائے قائم کی جا سکے ۔ اور مستقبل کے مورخ و محقق کے لیے اردو مطبوعات کے بارے میں ضروری معلومات یکجا ہو جائیں ۔ وضاحتی کتابیات سال بہ سال شائع کی جائے گی ۔ ۱۹۷۶ء کی کتابوں پر کام شروع ہو چکا ہے اور وضاحتی کتابیات کی پہلی جلد اگلے سال کے اوائل میں منظر عام پر آ جائے گی ۔ ناشروں مصنفوں اور مترجموں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ کتابیات میں اندراج کے لیے ۱۹۷۶ء میں شائع ہونے والی مطبوعات کی ایک جلد ذیل کے پتے پر جلد از جلد روانہ فرمائیں ۔ دسمبر ۱۹۷۵ء تک شائع ہونے والی مطبوعات کا اندراج چونکہ اس کتابیات میں نہیں ہوگا ، اس لیے گزشتہ برسوں کی مطبوعات نہ بھیجی جائیں ۔　　　　کتابیں بھیجنے کا پتا :-

صدر شعبۂ اردو ۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ ۔ نئی دہلی ۲۵

رسالہ "فن اور شخصیت" کا　جاں نثار اختر نمبر

مرتبہ :- صابر دت

اس نمبر میں جاں نثار اختر کی شخصیت اور فن پر اردو کے ممتاز ادیبوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ یہ ایک ایسی دستاویز ہے جس کا ہر لائبریری میں ہونا ضروری ہے ۔

قیمت : -/۲۵

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

ایوانِ غزل (ناول)

از جیلانی بانو۔ صفحات ۴۶۲۔
سائز ۲۰x۳۰/۱۶ ، قیمت ۱۶ روپے
نادلستان، جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵،
تقسیم کار مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔

میر عثمان علی خاں کا آخری دور ہے، ریاست کے اختتام اور انڈین یونین میں اس کے انضمام کے تمام آثار اور امکانات قریب سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں ریاستی نظم و نسق کو برقرار اور شخصی اقتدار کو بحال رکھنے میں نہ کسی کی تقدیر نے یاوری کی اور نہ کوئی تدبیر راس آئی۔

کہنے کے لیے حویلیاں بھی تھیں، ڈیوڑھیاں بھی اور محلات بھی۔ انھیں سابق عشرت گاہوں میں ایک الف لیلہ ہے دوسرا ایوان غزل۔ ان کے مکین خیالی فخر و مباہات اور فرسودہ روایات کے پیچھے نہ حال کے تقاضوں کا ساتھ دے پاتے ہیں اور نہ خوش آیند مستقبل کے لیے اُن سے کچھ کرتے دھرتے بن پڑتا ہے۔

الف لیلہ کے شب و روز اور وہاں کی کہانیاں پہلے ہی بے کیف اور مختصر ہو چلی تھیں جلد ہی اس کا نام بھی گنتی کی چند زبانوں پر رہ گیا۔ اس سلسلے کا ایک فرد ہمایوں، زندہ تو رہتا ہے مگر زبوں حالی اور ذلّت و خواری کے نمونے اور مثال کی حیثیت سے۔

ایوان غزل کے جدّی وارث یوں تو دو بھائی تھے، نواب احمد حسین اور نواب واحد حسین، بڑے بھائی نے اپنی دنیا الگ ہی آباد کر رکھی تھی، خودنگر ہونے کے ساتھ موقع پرست

بھی تھے ورنہ آبائی وطن اور خاندان کے بہت سے افراد کو چھوڑ کے پاکستان نہ جاتے۔
واحد حسین نے بے شک مرتے دم تک ایوانِ غزل کو اگلی پچھلی رسوم و روایات کے ساتھ آباد رکھا۔ ان کو گھُٹی میں جاگیرداری، ورثے میں شاعری، نوکری کے لیے تحصیل داری اور بقائے نسل کی غرض سے ایک خوب صورت، خاموش سیرت اور بے تعلق سی بیوی ملی تھی۔ اپنے حساب انھوں نے سب سے وابستگی رکھی اور سب کا حق ادا کیا۔ بدقسمت تھے تو بیٹیوں، پوتی اور نواسی کے معاملے۔

پہلے ایک بیٹی (بتول) نااہل شوہر کے ظلم اور زیادتیوں سے گھٹ گھٹ کر ختم ہوئی پھر چاند (پوتی) جو اس خاندان کی وہ لڑکی تھی جس کی چاندنی کو نہ چھٹکتے دیر لگی اور نہ گہناتے۔ کتنے لاڈ پیار اور کیسے بورژوا انداز سے پلی بڑھی۔ باپ دادا سے زیادہ سرمایہ دار قسم کے لوگوں نے پروان چڑھایا۔ مگر اس نے دل دیا تو ایک اشتراکی (سجنوا) کو۔ وہ بھی اس شدت کے ساتھ کہ جب تک جان نہیں دے دی اس وقت تک اس کا دھیان نہیں گیا۔

غزل۔ جس کی نہ ڈھنگ سے پرورش ہوئی نہ کسی نے اس کی تعلیم و تربیت پر توجہ کی قدرت نے اچھی صحت اور اچھی صورت ضرور عطا کردی تھی۔ اپنی ماموں زاد بہن کی دیکھا دیکھی اس نے بھی اسٹیج کی رونق اور محفلوں کی زینت بننے کی کوشش کی۔ ہر عمر اور ہر قماش کے بوڑھے، ادھیڑ اور جوان اس کے گرد منڈلاتے۔ بہتوں نے سبز باغ دکھائے۔ باپ (بھایوں) جس نے بچپن سے جوانی تک سیدھے منہ بات نہ کی تھی، جب دیکھا بیٹی کسی قابل ہو چلی تو اس کی سرپرستی بلکہ کمائی کے حق دار بن جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ سب سے بڑا دھوکا اس کو نصیر نے دیا۔ ماموں زاد بھائی ڈاکٹر شاہین نے گھر اور باہر کی سخت مخالفتوں اور بدنامیوں کے باوجود شریک حیات بنالیا۔ ہر ممکن طریقے سے اس کے درد کا درماں اور زخموں کا مرہم بن جانے کی کوشش کی۔ مگر نہ مرجھائی ہوئی کلی کھِلی اور نہ گود بھری — چاند کے بعد اس گھر کی یہ دوسری عبرت ناک موت تھی۔

دونوں مرنے والیوں کی مشترک خواہشوں اور ڈاکٹر شاہین کی غیر معمولی ہمدردیوں کا ایک نتیجہ ضرور سامنے آیا اور وہ تھی کرانتی۔ سنجیوا اور قیصر کی اولاد جنھوں نے "سچ کی لڑائی میں جان دی تھی" یہ کرانتی کی سرشت، اس کی باتیں، کم سنی ہی اس کے ارادے یہ ظاہر کرنے لگے تھے کہ نہ صرف ایوان غزل بلکہ پوری ریاست اور اس کے جاگیردارانہ نظام میں زبردست انقلاب رونما ہو کے رہے گا۔ ناول میں اور بہت سے کردار ہیں، واحد حسین کے بیٹے ساجد ان کی بیوی رضیہ جن کو روایت سے بغاوت میں کبھی تکلف نہیں رہا۔ وقت اور حالات کے مطابق برابر بدلتے رہے مگر یک سوئی اور کامیابی اُن سے دُور رہی دُور رہی۔

ایک تھیں لنگڑی پھوپی، گھر کی منتظم اعلا۔ تنک مزاج، تندخو اپنے علاوہ سب کی عیب جو، بڑھاپے میں بیاہ کی سوجھی وہ بھی شیخو میاں کے ساتھ جو گڑمبا پی پی کبھی گلیوں اور کبھی نالیوں میں پڑے دکھائی دیتے تھے۔ مگر ابن الوقت اور زمانہ سازی میں جواب نہ رکھتے تھے، "قاسم رضوی کا دور دورہ تھا تو ان کے حامی اور اتحاد المسلمین کے رضاکار کانگرس کا راج ہوا تو اس کے ہم نوا اور وظیفہ خوار۔

سابقہ نظام کی ابتری، ماحول کی تبدیلیاں، گرد و پیش کے عام و خاص احوال و کوائف۔ درجنوں افراد و اشخاص کی سیرت و کردار کے نقشے ان سب کو قلم بند کرنے میں جیلانی بانو نے اپنی واقفیت، مشاہدے، مشاقی اور سوجھ بوجھ کا پورا ثبوت دیا ہے۔

پلاٹ دل چسپ ہے، واقعات کی ترتیب میں ربط اور تسلسل قائم رہتا ہے۔ صاف ستھری اردو کے ساتھ حسب موقع حیدرآبادی زبان، برجستہ فقرے کہیں طنز و مزاح کی چاشنی تو کبھی کسی مسئلے کا تجزیہ اور ضرورت ہوئی تو محاکمہ۔ ان تمام باتوں میں کسی جگہ یہ محسوس نہیں ہوتا کہ ناول نگار نے اپنے یا کسی اور کے عقائد و نظریات کی خواہ مخواہ تبلیغ کی ہے یا غیر ضروری تنقید۔

(رشید نعمانی)

کافراقبال

تصنیف : سہیم انصاری
ناشر : عالم بہاری پبلیکیشنز۔ مرادآباد
قیمت : ۸ روپے

عالم بہاری پبلیکیشنز مرادآباد نے اقبال پر یکے بعد دیگرے دو کتابیں حال ہی میں شائع کی ہیں جن میں پہلی کتاب مولوی حسین مہدی رضوی کی "اسرارِ اقبال" ہے اور دوسری اپنے عنوان کے اعتبار سے بے حد عجیب کتاب سہیم انصاری کی "کافر اقبال" ہے۔ ایک سو چھیالیس ۱۴۶ صفحے کی اس کتاب میں مصنف نے بے حد ڈرامائی انداز میں اقبال کے فلسفے پر بحث کرنے کی کوشش کی ہے اور ان تمام منفی نظریات کو جو اقبال کے خلاف مختلف انداز میں سامنے آتے رہے ہیں یک جا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ یہ موضوع ڈراما جیسی صنف کے لیے زیادہ موزوں نہیں۔ اس لیے کہ یہ موضوع بے حد وسیع علم و مطالعہ کا طلبگار ہے۔ کسی بھی فلسفے کو نیا اسلوب دینے کے لیے اس فلسفے کی روح تک اتر نا پڑتا ہے۔ اگرچہ مصنف نے اس کتاب میں اپنی جیسی کرنے کی بے حد کوشش کی ہے اور ایک حد تک وہ موضوع کو سمیٹنے میں کامیاب بھی ہوئے ہیں۔

اقبال پر ایک زمانے میں کفر کے فتووں کی بارش ہوئی تھی اور جدید مغربی نظریات کو اپنانے کے جرم میں ان کو جو ملحد و کافر گردانا گیا تھا سہیم انصاری نے اس پر سیر حاصل تبصرہ کرنے کی کوشش کی ہے کتاب پر ابتدا میں ادارے کے صدر جناب ضیاالرحمٰن انصاری صاحب مرکزی وزیر پٹرولیم نے اس کتاب سے متعلق اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

> "سہیم انصاری صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ دلوں کا یہ غبار نکل جانے کی راہ آسان کردی ہے اس کتاب کے مطالعے کے بعد اقبال کے مخالفوں کو سوچنا پڑے گا کہ اقبال کے خلاف اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اور جب وہ اقبال کی زبان سے "فرشتوں کے استغاثے کا جواب"

سُن لیں گے تو شاید یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس مردِ خود آگاہ و خدامست کے خلاف کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ خدا کرے اس کتاب کا یہ جزو بھی جلد سامنے آئے۔"

یہ کتاب کا پہلا حصہ ہے دوسرا حصّہ زیرِ اشاعت ہے مکمل فیصلہ دوسری اشاعت پر ہی ممکن ہے۔ پھر بھی اقبالیات پر مطالعہ کرنے والوں کے لیے یہ کتاب کافی مواد فراہم کرسکتی ہے۔

سیّد نعمان رضوی

موجِ شمیم

مصنف: دیا شنکر سکسینہ شمیم کرہلوی
ناشر: بزمِ غالب، الہ آباد۔
قیمت: دو روپے

زیرِ نظر مجموعۂ کلام کے متعلق نوحؔ ناروی کے ایک شاگرد مہیش پرشاد دریا گنج رقمطراز ہیں:

"شمیم صاحب (سورگیہ) کی شاعری صرف حرف کی صنعت گری نہیں حقائق ومعنی کی نقاشی ہے۔" بسمل الہ آبادی کا خیال ہے کہ شمیم کے اشعار میں اخلاق، فلسفۂ تصوف اور زندگی کے بیشتر پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی کامیاب کوشش ملتی ہے۔

ڈاکٹر اعجاز حسین مرحوم نے شمیم صاحب کو اس طرح خراجِ تحسین پیش کیا ہے:
"ان کے کلام میں آپ کو وہ حقائق بھی ملیں گے جو دائمی وجاودانی ہیں اور جن کا ظاہری لباس یعنی فنکاری، ان کے جذبات وخیالات کی مناسب ترجمان ہے۔ ان کی غزلوں میں ان کا یہ نفسیاتی مذاق اتنا ہمہ گیر ہے کہ وہ رسمی یا روایتی حسن وعشق کی داستان میں بھی اکثر اسی شعور کو کام میں لائے ہیں۔"

دیا شنکر شمیم کرہلوی قصبہ جاگیر ضلع مین پوری کے ایک معزز کایستھ خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ فنِ شعر گوئی کا شغف انھیں اپنے نانا بابو مکٹ بہاری لال

سے حاصل ہوا تھا۔ شمیم کرہانوی نے اپنے فطری جوہر کے لیے حمد، نعت، قصیدہ، غزل، مخمس، مسدس وغیرہ تقریباً تمام اصنافِ سخن کو منتخب کیا۔ ان کے کلام کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ متصوفانہ خیالات کو شعری قالب میں ڈھال کر دادِ سخن حاصل کی ہے — الفاظ میں سلاست اور معنویت ہے، خیالات میں گہرائی اور گیرائی ہے اور اندازِ بیان دل کش اور انفرادی ہے۔

نمونۂ کلام

درحقیقت موت ہے تعبیر خوابِ زندگی
خواب میں ظاہر ہے نقشہ خواب کی تعبیر کا

دیکھا جو غور کر کے جہانِ خراب میں
آیا نظر نہ کوئی بھی دردآشنا مجھے

فصلِ گل آئی ہے گردوں پہ گھٹا چھائی ہو
ساغرِ مست کو مے خوار لیے پھرتے ہیں

بخشا خدا نے تجھ کو غضب کا جلالِ حُسن
تجھ سے ملائے آنکھ یہ کس کی مجال ہے

کب تک کمالِ حسن دل افروز پر یہ ناز
دنیا میں ہر کمال کو لازم زوال ہے

کیا دیکھا — کیا سمجھا

ملنے کا پتا۔ بزمِ کیف ۵۶/۲۰۵۸
دریا گنج دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
قیمت : پانچ روپے
کتابت و طباعت — عمدہ

جدید اردو شاعری میں اکبرالہ آبادی اور اقبال کے قطعات کے بعد بیسویں صدی

کے نصف آخر میں جو اہم قطعہ گو شاعر نظر آتے ہیں، ان میں اختر انصاری، جوش ملیح آبادی اور نریش کمار شاد کے نام زیادہ مشہور ہیں۔ لیکن کیف مرادآبادی کے قطعات کو بھی کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے قطعات کا مجموعہ مندرجہ بالا نام سے مارچ ۱۹۷۵ء میں دہلی سے "بزم کیف" کی جانب سے شائع ہوا ہے۔ ان میں سے کچھ قطعات مجھے مرادآباد میں ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۹ء کے درمیان میں کیف صاحب کی زبانی سننے کا موقع ملا تھا۔ میں ان دنوں گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج مرادآباد میں اردو کا لیکچرار تھا۔ کالج کے سالانہ مشاعروں میں کیف صاحب کو خاص طور پر مدعو کیا جاتا تھا۔ ان کے قطعات پر بھی سامعین داد دیتے تھے۔ زیر نظر کتاب ان کے منتخب قطعات کا مجموعہ ہے۔ پیش لفظ ڈاکٹر تنویر احمد علوی اور جناب جاوید وششٹ نے لکھے ہیں۔ اور ان دونوں حضرات نے محض خانہ پُری نہیں کی بلکہ کیف مرادآبادی کے قطعات کی بعض اہم خصوصیات اُجاگر کی ہیں مثلاً ڈاکٹر تنویر احمد علوی مندرجہ ذیل خصوصیات تحریر کرتے ہیں (۱) اُن کے شعور شعر میں نئی کلاسکیت کا وہ انداز ملتا ہے جو اردو غزل کے لیے اصغر گونڈوی اور نظم کے لیے اقبال کی دین ہے۔ (۲) ان کی شاعری کی فضا قدیم ادب عالیہ کی فضا سے بہت کچھ ہم آہنگ نظر آتی ہے۔ لیکن ان کے افکار کا سرچشمہ نئی ادبیات اور نئے حقائق کا مطالعہ ہے جس کو ان کی فکر اپنے پسندیدہ فنی سانچہ میں ڈھال کر پیش کرتی ہے۔ (۳) سنجیدہ افکار ان کے مزاج زندگی کے آئینہ دار ہیں۔ مگر ان کے یہاں سنجیدہ تفکر کی جو فضا ملتی ہے، وہ ہمیشہ ان کی لطیف حسیت سے ہم آہنگ رہتی ہے۔ (۴) ان کے قطعات پر ان کے انگریزی ادبیات کے مطالعہ کا اثر کہیں فکر کی ندرت، کہیں مشاہدے کی گہرائی، کہیں زاویۂ نگاہ کی انفرادیت کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے، لیکن یہ ترجمانی ترجمے کے عمل سے بمراتب مختلف ہے، وہ اپنے مزاج کی مشرقیت کو کہیں مغربی رنگ میں پیش کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ (۵) ان کی زندگی مصائب و مشکلات کا ایک سلسلہ ہے لیکن انھوں نے بڑی خاموشی اور خندہ روی کے ساتھ اسے برداشت کیا اور مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ زندگی واقعات کا ایک

ناتمام سلسلہ ہی نہیں ایک وسیع تجربہ بھی ہے۔ اس تجربے نے ان کے جذبے کی تطہیر
میں مدد دی تشہیر میں نہیں (صفحات ۷ تا ۱۰۔ کیا دیکھا کیا سمجھا)

جناب جاوید وششٹ لکھتے ہیں " اسی پس منظر میں جب ہم کیف مرادآبادی
کے قطعات پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ موصوف اپنے قطعات
میں خدا اور محبوب خدا سے عقیدت کا اظہار بھی کرتے ہیں، اس کے ساتھ ہی ان کا یہ
ایمان بھی ہے کہ جذبۂ ایمان کا تکملہ کہیں برسوں میں جاکر ہوتا ہے اور انسان تو کہیں
صدیوں میں جاکر بنتا ہے۔ انھیں موت و زیست کے راز کو افشا کرنے کی تمنا بھی ہے
اور ایک ایسے غم کی آرزو بھی ہے جو انھیں حقیقت سے آشنا کردے۔ ان کا یہ
عقیدہ بھی ہے کہ حل کوئی مقصد نہ ہو تو زندگی کچھ بھی نہیں ساقی۔
(صفحہ ۱۴۔ کیا دیکھا کیا سمجھا)

ان اقتباسات کے پیش کرنے سے میرا مطلب ہے کہ کیف مرادآبادی کا راستہ
اختر انصاری، جوش ملیح آبادی اور نریش کمار شاد کے راستے سے مختلف ہے۔ اختر
انصاری کے یہاں جو نغمگی، والہانہ پن اور سرمستی ہے وہ کیف کے بس کی نہیں اور
جوش ملیح آبادی کے قطعات میں مناظر قدرت کی جو عکاسی کی گئی ہے، وہ بھی کیف کے
یہاں کم ہے اور نریش کمار شاد کے قطعات میں طنز کے جو نشتر استعمال کیے گئے ہیں
وہ زہرناکی کی حد تک پہنچ گئے ہیں اور ان کو کیف کے یہاں ڈھونڈنا بے سود ہے۔
کیف کے قطعات دراصل داخلی شاعری کا ایک اچھا نمونہ ہیں۔ وہ مناظر قدرت کا
مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور انسانی فطرت کی گہرائیوں تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔
کچھ نتائج اخذ کرتے ہیں اور پھر اپنے تجربے کی کسوٹی پر ان کو کستے ہیں اور تب اپنے
افکار کو پگھلا کر شعر کے قالب میں ڈھال دیتے ہیں۔ اور یہی ان کے قطعات کی کامیابی
کا راز ہے۔ قطعات میں ان کا اپنا ایک انفرادی رنگ ہے، جس سے وہ بغیر تخلص
بتائے ہوئے پہچانے جاسکتے ہیں۔ چند قطعات ملاحظہ ہوں۔

حقیقت میں بہت مجبور اور لاچار بندے ہیں وہ جس انسان سے جو چاہتا ہے کام لیتا ہے

دعا بھی مانگیے ہر کام کے آغاز سے پہلے
کہ نیک اعمال کی توفیق بھی اللہ دیتا ہے

بقا اور ارتقا کی فکر، سب کا راز پنہاں ہے
وہ رفعت کا گماں ہو یا ہو پستی کا یقیں ساقی
ہر اک لمحہ گرانمایہ ہے ذوقِ سعیٔ حاصل سے
کوئی مقصد نہ ہو تو زندگی کچھ بھی نہیں ساقی

ذرّے مِل جُل کر کریں تعمیر دشت و کوہسار
قطرے مِل جُل کر بنائیں بحرِ ناپیدا کنار
لیکن انساں مدعیٔ عشق و تسخیر و وفا
اپنے قول و فعل سے کرتا ہے انساں کو خوار

اس قطعے کو پڑھنے سے پہلے اصغر گونڈوی کا یہ شعر پڑھ لیجیے۔

آلامِ روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ہوا اسے غمِ جاناں بنا دیا

دین و دنیا کی ہر اک فکر بھلا دیتا ہے
خود وفاؤں سے وفاؤں کا صلہ دیتا ہے
سوچتا ہوں میں وہ احساس کہاں سے لاؤں
جو ہر اک غم کو غمِ دوست بنا دیتا ہے

بحرِ غم میں ایک دن اک موجِ طوفاں خیز نے
مجھ کو عبرت کا دیا اک درس اور خود کھو گئی
جب تک اس کو ہم سفر سمجھا، رہی وہ ساتھ ساتھ
اور جب ساحل اسے سمجھا تو غائب ہو گئی

یہ نظامِ فطرت ہے کارگاہِ ہستی میں
انقلاب آئے ہیں، انقلاب آئیں گے
پھول خندہ زن ہوں گے پھر بھی صحنِ گلشن میں
آسماں پر تارے پھر بھی جگمگائیں گے

کارِ بے سود ہے وہ سعی کہ جس کا مقصود
ملک کا نظم نہیں، قوم کی تنظیم نہیں
علم کا شوق، نہ اخلاق، نہ تہذیب، نہ ضبط
یہ تو تخریب کی تدریس ہے، تعلیم نہیں

کاش انساں کو دنیا کی شکایت کی بجائے　　اپنے کردار پہ تنقید کی عادت ہوتی
چاہتا جب کسی انداز سے تنظیم حیات　　اس کو اوروں کی نہیں، اپنی ضرورت ہوتی

غرضیکہ اس قسم کے قطعات زیرِ تبصرہ کتاب میں بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح اپنی آب و تاب دکھا رہے ہیں۔ بعض قطعات میں فلسفیانہ نکتے بھی پائے جاتے ہیں۔ اگر بزم کیف ان کی غزلوں اور نظموں کا ایک جامع انتخاب شائع کر دے تو یقیناً ایک ادبی اضافہ ہوگا۔ اور اُردو دوستوں کے لیے اچھا تحفہ۔ کتاب ۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت و طباعت اور عام گیٹ اپ بہت اچھی ہے سرورق پر جو تصویر ہے وہ اس کتاب کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے مناسب نہیں ہے۔ اگر دوسرے ایڈیشن میں اس کو تبدیل کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔

مبشر علی صدیقی

انتخاب منصور (اردو)

مرتبہ سید نذر الحسن قادری

قیمت : ۵ روپے

پبلشر : مکتبہ قادری رام پور (یو۔ پی)

انتخاب منصور (اردو) دراصل مؤلف کی پہلی کتاب "[illegible] منصور" کا اردو کلام ہے۔ جس میں فارسی اور اردو کو یکجا کر دیا گیا تھا۔ ضرورتِ وقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اردو کلام کو انتخاب منصور (اردو) کی شکل میں علاحدہ کر دیا۔ اس کے علاوہ جو کلام مؤلف کو بعد میں دستیاب ہوا اسے بھی اس کتاب میں شامل کر دیا گیا۔ نظرِ ثانی کے بعد املا کی غلطیاں بھی دور ہو گئی ہیں۔

سید منصور علی صاحب ان بزرگ صوفی شعرا میں سے ہیں جنھیں شعر و شاعری سے زیادہ درس و تدریس اور اشاعت دین سے [illegible] شاعری ان کے لیے

ایک مشغلہ یا ضمنی چیز تھی۔ اسی لیے انھوں نے اس طرف باقاعدہ توجہ نہ کی۔ لیکن جو کچھ کہا وہ خوب کہا۔ ادائے بے نیازی صوفیانہ مسلک کی شان ہے۔ اسی سبب سے انھوں نے اپنا کلام خود محفوظ نہیں کیا۔ اس کی وجہ خود صوفیائے کرام کی عادت ہے۔ شعر و شاعری نام و نمود اور شہرت کا ذریعہ ہے۔ پھر کس طرح یہ خانقاہ نشین اپنے ہی ہاتھوں شہرت کماتے۔ معتقدین نے از راہ عقیدت ان کے کلام کو یاد کر لیا تھا۔ نوّے برس کے بعد سید نذر الحسن صاحب نے بڑی محنت سے آپ کے کلام کو جمع کر کے شائع کیا ہے۔

منصور صاحب نے میدانِ شعر و سخن میں جو جوہر دکھائے وہ ایک اچھا شاعر منوانے کے لیے کافی ہیں۔ آپ نے قصیدہ، مرثیہ، اور مثنوی کو چھوڑ کر تقریباً ہر صنف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے۔ لیکن سہرے اور تاریخ گوئی کے میدان میں جو کمالات دکھائے ہیں وہ ایک استاد شاعر ہی دکھا سکتا ہے۔ زبان و بیان سادہ و دل نشین ہے۔ مزاج کی نرمی اور مضامین کی انکساری قلب گدازی قلب کی غمازی کرتی ہے۔ جگہ جگہ مضمونِ شعر زبان پر غالب ہے۔ گویا شاعر نے موضوعات شاعری کی اوّلیت دانستہ یا غیر دانستہ طور پر باقی رکھی ہے۔

کتابت طباعت اور بائنڈنگ عمدہ ہے قیمت بھی مناسب ہے۔ نمونۂ کلام حسب ذیل ہے۔

مادّہ تاریخ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (۱۲۷۴ھ) اسی طرح کہی ہے ۔

مسجد کی تاریخ۔　　خانۂ خدا (۱۲۶۱ھ)

تاریخ غدر پوچھو تو تم آپ غدر سے (۱۲۷۴ھ)

"محمد کالے" نام کا سجع یوں کہا ہے۔ "ہر دم نام محمد کا لے"

کل جو آئے تھے چلے آج وہ اپنے گھر کو　　یہ سرائے ہوئی ویراں کوئی مہماں نہ رہا

پاؤں اے منصور پھیلا دے اسیری کے لیے　　چٹکیں کرتا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

رنج ان کو میرے شکووں سے ہوا　　عذر کرتی ہے پشیمانی مری

میں بھی ہوں غیر بھی ہے طالبِ نظّارۂ دوست　　کہیں ہو جائے نہ تکرار خدا خیر کرے

ل کو مرے لگی ہے شراب وکباب کی — زاہد تجھے پڑی ہے عذاب وثواب کی

نفیس صدیقی

آواز نما

مصنف : محمد خالد عابدی

ضخامت: ۱۴۸ صفحات

قیمت : ۶ روپے ۵۰ پیسے

ناشر : محمد خالد عابدی ۴- سوامحل روڈ بھوپال

خالد عابدی مدھیہ پردیش کے جواں سال ڈراما نویس ہیں۔ جو ریڈیو کے لیے ڈرامے لکھنے کی جانب گزشتہ چند برسوں سے متوجہ ہیں۔ ریڈیو ڈرامے عام طور پر پھیلے ہوئے کینوس سے محروم ہوتے ہیں اسی لیے عابدی کے ڈراموں میں بھی پھیلاؤ کی گنجائش کو تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ انھوں نے اپنے ان آٹھ ڈراموں میں اپنے موضوعات کو پھیلانے میں کسی حد تک چابک دستی کا ثبوت ضرور دیا ہے۔ لیکن چونکہ یوسف ابراہیم نے ریڈیو ڈرامے کو ۔ ڈرامے کا اصل روپ تسلیم کرنے میں جس تذبذب کا اظہار کیا ہے اس کے پیش نظر عابدی کے ان ڈراموں کا تجزیہ کرنے میں واقعی بڑی دشواری ہوتی ہے۔ اس لیے بھی کہ ان سارے ڈراموں کے موضوعات محض تفریحی انداز پر مبنی ہیں۔ عابدی ریڈیو پر ۱۵ منٹ کے لیے چند کرداروں کی زبان سے تفریحی مکالمے ادا کرتے ہیں تو کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن ان میں کسی خاص "نتیجہ" کو تلاش کرنا بے سود سا نظر آتا ہے۔ ہرچند عابدی بعض بعض مکالموں اور کردار کے ذریعے اچھے نتائج پیش کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں لیکن انھیں ریڈیو ڈرامے کے مختصر سے وقت کا خیال ابھی زیادہ کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ پھر بھی ان کے ڈراموں میں ایسے چبھتے ہوئے مکالمے مل جاتے ہیں۔

بیگم :- "یہ تلم نہیں ہے کہ آدمی ترچھی لکیریں کھینچ دیں اور سفید کاغذ پر

بکھرے ہوئے الفاظ کا نام افسانہ رکھ دیا۔ یہ آگ کا کھیل ہے ہاتھ جل جائے داغ پڑ جائے۔" (دوسرا جنم)

اختر:۔ "مگر عقلمند تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں شادی شدہ آدمی ہوں میں تم سے کس طرح شادی کروں۔ میری بیوی میرے ساتھ تمھیں بھی روٹیاں، باسی ترکاری، بغیر دودھ کی چائے دیا کرے گی۔ کیا میں یہ ظلم برداشت کر سکتا ہوں۔ نہیں کبھی نہیں۔" (پردہ اُٹھنے والا ہے)

مرزا:۔ " ہاں یاد آیا بیگم اگر مالک مکان آئے تو اس سے کہنا کہ سب شہر میں جس دن دو گھنٹے بارش ہوتی ہے اس روز ہمارے گھر میں چار گھنٹے بارش ہوتی ہے۔" (غبار)

نواب:۔ (طنزاً) "لیکن شاعرِ اعظم تمھارے مصرعے بحر میں نہیں ہیں۔"
شاعر:۔ "لیکن حضور بندہ تو قہر میں ہے۔ حضور اس مہنگائی نے سب کے بھاگ لگا رکھے ہیں۔" (محلوں کے خواب)

پیش لفظ میں ڈاکٹر اخلاق اثر نے ڈراما کے پس منظر اور تواریخی حقائق پر بھر پور روشنی ڈال کر اردو ڈرامے کے بتدریج ارتقا کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ اسی طرح ابراہیم یوسف نے "آپ سے ملیے" میں تعارف کرانے کی تلخیوں کو بڑے ڈرامائی انداز میں پیش کیا ہے اور ریڈیو ڈرامے پر مختصراً روشنی ڈالی ہے۔

(عزیز اندوری)

لہروں کی آواز

مصنف : کلی را۔ کرشنا مورتی
پبلشر : نیشنل بک ٹرسٹ آف انڈیا
قیمت : ۱۹/۵۰
تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دہلی ۲۵

"لہروں کی آواز" صرف ناول نہیں بلکہ جنگ آزادی کے دور کی مکمل سا

اریخ بھی ہے۔ اس لیے سماجی تاریخ کے نقطۂ نظر سے یہ ناول انتہائی اہم ہے۔ اس دور کے سیاسی، سماجی، معاشی اور مذہبی پہلوؤں پر ناول نگار نے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اس ماحول میں پروردہ جنگِ آزادی کے دو مجاہدین کا حسن و عشق اس ناول کو خالص رومانی اور تصوراتی ناول نگاری سے بہت دور لے جا کر حقیقی زندگی کے رموز و طائف سے ہمکنار کرتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اردو ناول نگاری نے چھوٹی سی عمر میں موضوعات کے لحاظ سے اردو ادب کو مالا مال کیا ہے لیکن سماجی پہلوؤں پر نفسیاتِ انسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے، جس خوبی سے کلکی نے ناول تشکیل کیا ہے، اردو ادب اس کی مثال نہیں پیش کر سکتا۔ گو کہ یہ پہلو منشی پریم چند، منٹو، کرشن چندر، خواجہ احمد عباس، چغتائی وغیرہ نے ضرور بیان کیا ہے لیکن کلکی کا انداز بیان اور ٹیکنیک بالکل جدا ہے۔ وہ زندگی کے ہر پہلو کو لیکر چلتا ہے۔ پلاٹ، کردار، مکالمہ، پس منظر غرضکہ ہر پہلو سے یہ ایک مکمل ناول ہے۔ موضوعِ ناول کا تو جواب نہیں۔ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

اس ناول پر روشنی ڈالنے کے لیے میں ناول کے پیش لفظ کے چند اقتباسات پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

" یہ ناول لکھنے سے پہلے مرحوم کلکی نے اُن سب ہی مقامات کا دورہ کیا جن کا ذکر اس ناول میں آتا ہے .... چنانچہ قاری یہ اندازہ نہیں کر پاتا کہ اس میں تمثیل کا عنصر کتنا ہے اور تاریخ کا کتنا۔ اور دونوں کو اس طرح ہم آمیز کر کے لکھتے ہیں کہ تاریخ کے عالم بھی ان میں کوئی غلطی نہیں نکال پاتے۔"

پیش لفظ کی یہ چند سطریں ہی ناول کے تعارف کے لیے کافی ہیں۔ جنگِ آزادی کے دوران ہندو مسلم فسادات نے کیا قیامت برپا کی ہوگی؟ اس کا اندازہ آپ اس حقیقت سے لگا سکتے ہیں کہ آج کا مصنف بھی اس موضوع پر لکھتے وقت فساد کی آگ سے اپنے دامن کو نہیں بچا پاتا۔ وہ جذبات کی رو میں بہہ کر نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔ لیکن کلکی نے جذبات کے طوفان پر قابو پاکر جو حقیقت پسندانہ رویہ اختیار

کیا ہے وہ واقعات میں اعتدال پیدا کردیتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس اعتدال کی کمی ہمارے ادیب ہی نہیں بلکہ مورخین میں بھی پائی جاتی ہے۔

بہار کے مطابق کہانی شمالی ہندستان سے شروع ہوتی ہے۔ یہ جنگِ آزادی کے طوفان کی ایک لہر ہے۔ یہ لہر دوسری لہر سے ہم آغوش ہوکر اپنی گرمی سے اس میں بھی جوش پیدا کردیتی ہے۔ اس لہر کا دائرہ طوفان کی لہروں کی طرح بمبئی، کلکتہ، لاہور، دہلی اور پنجاب تک پھیلا چلا جاتا ہے۔ اتنے طویل سفر کے سماجی، سیاسی، اقتصادی اور مذہبی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے گزر جانا کوئی آسان مرحلہ نہیں۔

جنگ آزادی کسی ایک گوشے میں بیٹھ کر کسی ایک مذہب، ایک ذات اور ایک خطے میں نہیں لڑی گئی۔ اس راہ میں چلنے والے ہر فرقہ، ہر خیال اور ہر مذہب کے لوگ تھے۔ اس میں شدت پسند بھی تھے اور لبرل بھی۔ رجعت پسند بھی اور فرقہ پرست بھی۔ پھر جنگِ آزادی کے نظریات اور اصولِ جنگ بھی بدلتے چلتے ہیں۔ ان تمام باتوں کا لحاظ رکھ کر ناول نگار نے اپنے مرکزی خیال کو باقی رکھا ہے۔ اس لیے ناول کا اسکرین بہت طویل ہوگیا ہے۔ اتنا طویل کہ گورکی کی "ماں" کی یاد دلاتا ہے۔ اس دور کی تاریخ قاری کے سامنے مووی پکچر کی طرح چلتی پھرتی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن یہ مصنف کا کمال ہے کہ لوگوں کی بھیڑ میں ناول کا ہیرو گم نہیں ہوتا۔

نفیس صدیقی

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی مطبوعات

بوند اور سمندر
امرت لال — مترجم : رضیہ سجاد ظہیر

اس ناول کا مرکزی خیال فرد اور سماج کے درمیان تعلق اور رشتہ ہے۔ کیا اور کیسا ہونا چاہیے۔ بوند فرد ہے اور سمندر سماج۔ آج فرد اور سماج کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے یا جڑا ہے اس کو سمجھنے کے لیے اس ناول کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت : ۲۸/۷۵

ہندی کے یک بابی ڈرامے
مرتبہ : چندر گپت ودیالنکار، مترجم : ڈاکٹر محمد حسن

زیر نظر مجموعہ ہندی کے یک بابی ڈراموں کے مختلف اسلوب و انداز پیش کرنے والا اہم انتخاب ہے۔ اس میں ہندی کے دس جانے پہچانے ڈراما نگاروں کے بہترین ڈرامے شامل ہیں۔ قیمت : ۱۲/۵۰

میلا آنچل
پھونیشور ناتھ رینو — مترجم : سلمیٰ صدیقی

یہ ہے " میلا آنچل " ایک ناول مقامی رنگ لیے ہوئے۔ اس میں پھول بھی ہیں، کانٹے بھی، دھول بھی ہے اور گلال بھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناول نگار ان میں سے کسی سے بھی دامن بچا کر نہیں نکل پاتا، میلا آنچل عالمی ناول کہا جا سکتا ہے۔ قیمت : ۱۸/۷۵

راگ درباری
شری لال شکلا — مترجم : راشد سہسوانی

" راگ درباری " کو ہندی میں با مقصد طنز نگاری کی شروعات کہا گیا ہے۔ یہ کسی طرح بھی کلاسیکی ناول سے کم نہیں ہے۔ مختلف طرز کے پلاٹ، ایک نئی ٹیکنک اور زبان و بیان کی خوبیوں سے بھرپور ناول۔

قیمت : ۵/۵۰

قوم پھر ہمت سے آگے بڑھنے لگی ہے

1975 - 76ء

دستکاروں اور مزدوروں کو امداد

ہتھ کرگھوں پر تیار کپڑے کے جمع شدہ ذخیرے کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے 472 لاکھ روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

ہتھ کرگھے کی صنعت کی ترقی اور اسے نئی زندگی دینے کے لیے 13 ترقیاتی منصوبے اور برآمد کو فروغ دینے کے لیے 20 مراکز زیر تشکیل ہیں۔

"جنتا" کپڑے کی کوالٹی اور دستیابی میں سدھار ہوا ہے۔ جولائی 1975ء سے اب تک کپڑے کی پرچون سپلائی کے مراکز کی تعداد بڑھ کر 46,694 ہو گئی ہے، ان میں سے 80 فیصد مراکز دیہی علاقوں میں ہیں۔

ملک بھر میں سڑکوں کے راستے ضروری اشیا کی نقل و حمل کو آسان بنانے کے لیے 181,1 سے زیادہ قومی پرمٹ جاری کیے گئے۔

صنعتوں میں مزدوروں کی شرکت کو قابل عمل بنانے کے لیے 617 سے زیادہ اداروں، جن میں مرکزی پبلک سیکٹر کے 47 ادارے بھی شامل ہیں، میں "شاپ کونسلوں" اور مشترکہ کونسلوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ

بادی	مصنف : ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ : مخمور جالندھری	۲/۲۵
پنڈت وشنو دگمبر	" ڈی آر اٹھاولے	" ش مندوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	" ڈی کنکٹیڈ	" ڈاکٹر پرماتما سرن	۶/۲۵
قاضی نذرالاسلام	" یسودھا چکرورتی	" عرش ملسیانی	۲/۲۵
کچھوا اور خرگوش	" ڈاکٹر ذاکر حسین	" بلا جلد -/۱ مجلد	-/۲
کبیر	" ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	ترجمہ: ایم۔ کے درانی	۲/۵۰
گاندھی کا ہندستان کثرت میں وحدت	مرتبہ: گاندھی صدی سب کمیٹی		۴/۲۵
گرونانک	مصنف : گوپال سنگھ	ترجمہ : مخمور جالندھری	-/۳
ملتی بنتی تصویریں	" بھگوتی چرن ورما	" رضیہ سجاد ظہیر	-/۵
تاش کے محل (ناول)	" مہاپل رنگا تمکا	" زینت ساجدہ	۵/۵۰
سفید خون	" نانک سنگھ	" رتن سنگھ	-/۸
گرو گوبند سنگھ	" ڈاکٹر گوپال سنگھ	" مخمور جالندھری	-/۳
زندگی ایک ناٹک	" پنا لال پٹیل	" کشور سلطانہ	-/۱۰
رنجیت سنگھ	" ڈی۔ آر۔ سود	" مخمور جالندھری	۲/۷۵
جدوجہد آزادی	" بپن چندر	" غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
بنگرواڑی	" ڈی ٹکیش ماڈگولکر	" عرش ملسیانی	۵/۲۵
شاعر	" تاراشنکر بندوپادھیائے	" پریش کمار ڈے	۸/۷۵
موت کے بعد	" شِوَرام کارنت	" محمود سروش	۸/۷۵
آرٹ کے روپ	" لیش پال	" سہیل عظیم آبادی	-/۱۲
اکبر	" لارنس بینس	" رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰

قوم پھر ہمّت سے آگے بڑھنے لگی ہے

1975 - 76ء

پیداوار اور کارکردگی میں اضافہ

معیشت میں ترقی کی شرح 5.5 فیصد رہی جبکہ 75-1974ء میں یہ صرف 0.2 فیصد تھی۔

صنعتی پیداوار میں 4.5 فیصد اضافہ ہوا جبکہ 75-1974ء میں یہ صرف 2.5 فیصد تھا۔

اناج کی پیداوار 11.40 کروڑ ٹن تک پہنچ جانے کی توقع ہے۔

پبلک سیکٹر اداروں کی مجموعی پیداوار میں تقریباً 36 فیصد اضافہ ہوا۔

ریلوں اور ڈاک و تار کے محکموں میں وقت کی پابندی، مستعدی اور لوگوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے اور ان کی بہتر خدمت انجام دینے کے کام میں نمایاں اصلاح۔

davp 76/93

ترقی اردو بورڈ کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

طبیعات کے بنیادی تصورات	آرتھر بیرز	مترجم:	احمد وکیل	۲۵/-
تاریخ فلسفہ اسلام	ڈی دوبوائر	"	ڈاکٹر سید عابد حسین	۶/۵۰
تاریخ تمدن ہند	پروفیسر محمد مجیب	"	" "	۱۲/-
تاریخ فلسفہ سیاست	"	"	" "	۱۸/-
ہمارا قدیم سماج	سید سخی حسن	"	" "	۱۰/-
تاریخ تعلیم ہند	سید نور اللہ و جے پی نایک	"	مسعود الحق	۲۰/-
انقلاب ۱۸۵۷ء	مرتبہ: پی. سی. جوشی			۱۴/۷۵
لسانی مطالعے	ڈاکٹر گیان چند جین	"		۱۲/۵۰
جدید ہندستان میں ذات پات	ایم. این سری نواس	مترجم	شہباز حسین	۱۰/-

بچوں کے لیے غیر درسی کتابیں

چراغ کا سفر	سید محمود لوئی	۱/۵۰
چڑیاں	سلطانہ آصف فیضی	۳/-
پیسے کی کہانی	غلام حیدر	۳/-
خط کی کہانی	" "	۳/۷۵

طبیعات (فزکس)	حصہ دوم	۲/-
" "	" سوم	۵/-
حیاتیات	" اول	۳/-
"	" دوم	۴/-
"	" سوم	۵/
علم کیمیا	" اول	۴/۵۰
"	" دوم	۴/-
آزاد ہندستان	" سوم	۲/-
حکومت اور آئین		۲/-
ہندستان کا وسطی دور		۴/-

بچوں کے لیے درسی کتابیں

حساب الجبرا حصہ اول، دوم، سوم	فی	۲/-
جیومیٹری	" "	۲/-
گھریلو سائنس	" "	۲/-
طبیعات (فزکس)	حصہ اول	۳/-

مطبوعات مکتبہ جامعہ ایک نظر میں

تنقید، انشاء

امن — علی جواد زیدی — ۱۲/-

ب — ڈاکٹر گیان چند — ۱۸/۵۰

اور مغربی مفکرین — جگن ناتھ آزاد — ۱۰/۵۰

ب (نیا ایڈیشن) — مالک رام — ۱۵/-

میں بھی — آنند نرائن ملاّ — ۱۶/-

ت — ڈاکٹر کبیر احمد جائسی — ۱۱/-

اردو ادب — ڈاکٹر محمد حسن — ۱۵/-

ں سے تعارف — صالحہ عابد حسین — ۷/-

کیسے لکھیں — رشید حسن خاں — ۴/-

اہر کے خطوط — عبداللطیف اعظمی — ۱۲/۵۰

نے زاویوں کی آتی ہے — صالحہ عابد حسین — ۱۸/-

الک منازل — ضیا احمد بدایونی — ۲۲/-

ارشات — پروفیسر محمد مجیب — ۱۶/-

ب اور شاہان تیموریہ — خلیق انجم — ۹/۵۰

کے دوش پر — غلام ربانی تاباں — ۵/۵۰

م دلی کالج (نیا ایڈیشن) — مالک رام — ۴/۵۰

مسرت سے بصیرت تک — آل احمد سرور — ۱۲/۵۰

نظر اور نظریے — " " — ۱۲/۵۰

طنزیات اور مضحکات — رشید احمد صدیقی — ۱۰/۵۰

اشخاص و افکار — ضیاء الحسن فاروقی — ۷/۵۰

تجزیے — ڈاکٹر گیان چند — ۱۳/۵۰

اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی — ۱۴/-

خواتین کربلا کلام انیس کے آئینے میں — صالحہ عابد حسین — ۱۴/-

حسرت کی شاعری — ڈاکٹر یوسف حسین خاں — ۲/۵۰

کاروانِ فکر — " " — ۳/۷۵

اردو اسیز — ظہیر الدین مدنی — ۵/۵۰

اردو مرثیہ — سفارش حسین رضوی — ۶/-

بکھرے ورق — سونیتی کمار چٹرجی — ۴/-

پردیسی کے خطوط — مجنوں گورکھپوری — ۲/۷۵

تنقید کیا ہے — آل احمد سرور — ۶/۷۵

جدید ترکی ادب کے ارکان ثلاثہ — ضیاء الحسن فاروقی — ۴/-

یادوں کے سائے عتیق احمد صدیقی -/۱۸
تلاش تعبیر نثار احمد فاروقی -/۱۱
نقد اقبال میکش اکبرآبادی زیر طبع
آشفتہ بیانی میری رشید احمد صدیقی -/۵

تذکرے، سیرت، شخصیت

وہ صورتیں الٰہی مالک رام -/۱۰
ہمارے ذاکر صاحب، رشید احمد صدیقی -/۹
اکابر تعلیم سعید انصاری -/۱۲
تذکرہ معاصرین اوّل مالک رام -/۱۶
ہندستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں } سالم قدوائی -/۱۶
پریم چند کے خطوط مدن گوپال ۵۰/۔
قلم کا مزدور " " -/۵
گنجہائے گرانمایہ (نیا اڈیشن) } رشید احمد صدیقی -/۸
ڈاکٹر ذاکر حسین عبداللطیف اعظمی ۶/۵۰
داستان اشک و خوں خواجہ غلام السیدین ۱/۵۰
شہر آشوب نعیم احمد ۸/۵۰
شراب کہنہ رشید نعمانی -/۴
مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زبان میں } غلام السیدین -/۳۰
کیا خوب آدمی تھا ڈاکٹر عابد حسین ۲/۵۰

تعلیم و تربیت

گاندھی جی کے تعلیمی خیالات، سعید انصاری
تعلیم فلسفہ اور سماج، ڈاکٹر سلامت اللہ
بنیادی استاد کے لیے " "
جامعہ کا طریقہ عبدالغفار مدھولی
چند پروجیکٹ " "
ہم کیسے پڑھائیں ڈاکٹر سلامت اللہ زیر
موجودہ تعلیمی مسائل، عبداللہ ولی بخش قادری
تعلیمی خطبات ڈاکٹر ذاکر حسین
کھیل کے ذریعے تعلیم اول، دوم } عبدالغفار مدھولی
مدرسہ ابتدائی کی کہانی " "

تاریخ، سیاسیات، مذہب

عربوں میں تاریخ نگاری کا آغاز و ارتقا } محمود الحسن
دنیا کی کہانی (نیا اڈیشن) پروفیسر محمد مجیب
دین الٰہی اور اس کا پس منظر } مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی
دنیا اسلام سے پہلے اسلام کے بعد } عبدالسلام قدوائی مجلد ۳/۳۸ غیر مجلد
اسلامی عقائد و مسائل مذہب } مولانا جلال الدین اعظمی
مسلمان اور سیکولر ہندستان [illegible] مذہب اور جدید ذہن } ڈاکٹر مشیر [illegible]

...اور عصری مسائل ڈاکٹر عابد حسین ۶/۵۰
...وستان کے بارے } مولانا جمال الدین اعظمی ۲/۲۵
...تبدیلیاں رام سرن شرما ۲/-
...ت اسلام دوم مولانا عبدالسلام قدوائی ۲/-
...زبانی میری رشید احمد صدیقی ۵/-
...کی اخلاقی تعلیمات امام غزالی ۹/۵۰
...کے کالے مسلمان مشیر الحق ۲/۵۰
...پرسنل لا کے کا مسئلہ } طاہر محمود ۴/-
...ب کی کہانی احمد حسن نقوی ۱/۵۰
...تان کا قیام اور ...ائی حالات } سری پرکاش ۴/-
...دستان میں مذہب ...ام پر نظر ثانی کی ضرورت } اے اے فیضی ۵/-
...ریخ الامت اول مولانا اسلم جیراج پوری ۳/۵۰
" دوم " " ۵/-
" سوم " " ۳/۷۵
" چہارم " " ۴/۲۵
" پنجم " " ۴/۲۵
" ششم " " ۴/۲۵
" ہفتم " " ۳/-
" ہشتم " " ۴/۵۰

کچھ پرانے خطوط جواہر لال نہرو ۱۰/-
یادگار شخصیتیں " " ۷/-

نظم

پچھلے پہر جاں نثار اختر ۷/-
بیاض مریم سکندر علی وجد ۱۲/-
ضبط شدہ نظمیں مرتبہ خلیق انجم ۲۱/-
ہندوستان ہمارا۔ اول دوم۔ جاں نثار اختر ۲۰/-
نئی نظم کا سفر۔ خلیل الرحمن اعظمی ۱۲/۵۰
آتش گل جگر مراد آبادی ۸/-
نئی دنیا کو سلام سردار جعفری ۸/-
پچھلی رات فراق گورکھپوری زیر طبع
انتخاب حالی سفارش حسین رضوی ۶/۵۰
غالب اردو کلام کا انتخاب } پروفیسر محمد مجیب ۵/۵۰

ڈرامے

ہیروئن کی تلاش (نیا اڈیشن) پروفیسر محمد مجیب ۱/۵۰
آزمائش " " ۲/۲۵
آذر کا خواب قدسیہ زیدی ۴/-
جان پار " زیر طبع
خانہ جنگی پروفیسر محمد مجیب ۲/۲۵
انجام " " ۱/۵۰

کھیتی	پروفیسر محمد مجیب	۱/۵۰
اوپر کی منزل	کرتار سنگھ دگل	۵/-
آئینۂ ایام	ترجمہ خلیق احمد	۴/۵۰
پردۂ غفلت	ڈاکٹر سید عابد حسین	۲/-
دروازے کھول دو	کرشن چندر	زیر طبع
سراج الدولہ	ترجمہ اشفاق حسین	۲/۲۵
نقش آخر	اشتیاق حسین قریشی	۲/-

ناول، افسانے، خاکے

ہاتھ ہمارے قلم ہوئے	راجندر سنگھ بیدی	۱۰/-
ایک چادر میلی سی	״ ״	۴/۵۰
دل دل	رضیہ سجاد ظہیر	۵/۵۰
سات سال	״ ״	۶/-
زندگی کی لہر	ساؤمنگ	۴/-
آدمی کا مقدر	ترجمہ: قرۃ العین حیدر	۱/۵۰
آپس کے گیت	״ ״	۴/-
وہ صورتیں الٰہی	مالک رام	۱۰/-
ڈنگو	ترجمہ: قرۃ العین حیدر	۳/-
ماں کی کھیتی	״	۲/۵۰
یودوکیہ	״	۲/-
پت جھڑ کی آواز	״	۷/-
ایک تھی انیتا	امرتا پریتم	۴/-
باپ بیٹے	ترجمہ انور عظیم	۶/-

بیوہ	پریم چند	ز
گئودان	״	
میدان عمل	״	ز
واردات	״	
چنار کا پتا	سلطانہ آصف فیضی	
پیار کا موسم	مہندر ناتھ	
شکست ناتمام	ترجمہ: زہرہ سبین	
دلی کی شام	بلقیس جہاں	
صلاح الدین ایوبی	قاضی عبدالستار	ز
اپنے دکھ مجھے دیدو	راجندر سنگھ بیدی	
پرندا اور دوسرے افسانے	آصفہ مجیب	
بڑی حویلی	مرزا محمود بیگ	
چراغوں کا سفر	رام لال	
خیالستان	سجاد حیدر یلدرم	ز
کیمیاگر	پروفیسر محمد مجیب	
ایوان غزل	جیلانی بانو	
آنند	سراج انور	
دھند	صغرا مہدی	
دھوپ چھاؤں	مسعود جہاں	
خاک تمنا	سراج انور	
منزلیں پیار کی	سیفی پریمی	
جلیس	انور کمال حسینی	
اللہ میگھ دے	رضیہ سجاد ظہیر	

ابھی دور	صالحہ عابد حسین	۵/۵۰
پابہ جولاں	صغرا مہدی	۶/-
دوسرے کنارے تک	عزیز قیسی	۳/۵۰
اپنی اپنی صلیب	صالحہ عابد حسین	۹/-
کالا شہر گورے لوگ	احسان الحق	۶/-
راستے اور کھڑکیاں (افسانے)	انور عظیم	۵/-
پتھر کا شہزادہ (افسانے)	صغرا مہدی	۴/-
جہاں آرا (ڈراما)	رفعت سروش	۵/۵۰
تنہائی (ڈراما)	ساگر سرحدی	۴/۵۰

~~~~~~~~

کالج کے طلبہ کے لیے اہم درسی کتب

نیا اردو نصاب اول دوم ۳/- ۳/-	قیصر زیدی، محمد ذاکر	۶/-
آئینہ ادب	ڈاکٹر محی رضا، ڈاکٹر آدم شیخ	۵/۵۰
انوار ادب	پروفیسر فصیح الدین، ڈاکٹر مجاہد حسین	۷/۵۰

معیاری کتب

		لائبریری اڈیشن	طلبہ اڈیشن
مقدمہ شعر و شاعری	رشید حسن خاں	۵/-	۴/-
انتخاب سراج اورنگ آبادی	ڈاکٹر محمد حسن	۲/۷۰	۱/۷۰
موازنۂ انیس و دبیر	رشید حسن خاں	۶/-	۵/-
انتخاب مراثی (انیس و دبیر)	" "	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب نظیر اکبر آبادی	" "	۶/-	۵/-
نیرنگ خیال	مالک رام	۳/۳۰	۲/۳۰
فسانہ آزاد (تلخیص)	ڈاکٹر قمر رئیس	۹/۵۰	۸/۵۰
فردوس بریں	(") " "	۳/۷۰	۲/۷۰
شریف زادہ	(") " "	۴/۳۰	۳/۳۰
~~~~~~~~

حیاتِ سعدی	رشید حسن خاں	۵/۳۰	۴/۴۰
انتخاب اکبرالہ آبادی	(ڈاکٹر) صدیق الرحمٰن قدوائی	۴/۷۰	۳/۷۰
انتخاب میر	(ڈاکٹر) محمد حسن	(زیر طبع)	
دیوانِ درد	رشید حسن خاں	۴/۳۰	۳/۳۰
مجالس النسا	صالحہ عابد حسین	[illegible]	سلطانہ آصف فیضی
انتخاب مضامین شبلی	رشید [illegible]	پیار کا موسم	مہندیناتھ
امراؤ جان ادا	(ڈاکٹر) محمد حسن	[illegible]	۷/۵۰
یادگار غالب (حصہ اردو)	مالک رام	(زیر طبع)	
یادگار غالب (حصہ فارسی)	”	۱۰/-	۹/-
مثنوی گلزار نسیم	رشید حسن خاں	-	۳/۵۰
گذشتہ لکھنؤ	” ”	۱۲/۵۰	۱۱/۵۰
فسانۂ مبتلا	(ڈاکٹر) صدیق الرحمٰن قدوائی	-	۵/۵۰
انتخاب ولی	(”) سید ظہیر الدین مدنی	(زیر طبع)	
افادات سلیم	(”) خلیق انجم	۷/۵۰	۶/۵۰
توبۃ النصوح	مالک رام	۶/۵۰	۵/۵۰
قصہ حاتم طائی	اطہر پرویز	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب ناسخ	رشید حسن خاں	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب سودا	”	۱۴/۵۰	۱۳/-
انتخاب محمد قلی قطب شاہ	محمد اکبر الدین صدیقی	۷/-	۶/-
انتخاب ذوق	(ڈاکٹر) تنویر احمد علوی	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب مضامین سرسید	اللہ صدیقی	۵/-	۴/-
باغ و بہار	رشید حسن خاں	-	۶/۵۰
مثنوی سحر البیان	”	-	۴/-

پرنٹر پبلشر سید احمد ولی نے جمال پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا۔

Regd. No. D. (S)-098 SEPTEMBER

KITAB NUMA

NEW DELHI-110025

****

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) [illegible] پٹودی ہاؤس دریا گنج۔ دہلی

ماہ نامہ

17(10)68

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

مینجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دہلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ دو روپے

اکتوبر ۱۹۷۶ء
جلد ۱۷ شمارہ ۱۰

سالانہ
پانچ روپے
فی پرچہ ۵۰ پیسے

اداریہ

اگست ۱۹۷۶ء کی بائیسویں تاریخ کو کراچی میں سید محمد ارتضیٰ عرف ملّا واحدی کے انتقال نے اردو کی بلند و بالا عمارت کا ایک ادبی ستون گرا دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ملّا واحدی صاحب ۱۹۴۷ء سے قبل دلّی کے کوچۂ چیلان میں رہتے تھے۔ دلّی کی ٹکسالی زبان بولتے بھی تھے اور لکھتے بھی۔ برسہا برس تک صحافتی اور ادبی دنیا پر چھائے رہے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے جس میں "حیاتِ طیبہ" (سوانح پیغمبر اسلامؐ) "میرے زمانے کی دلّی" اور خواجہ حسن نظامی کی سوانح عمری بہت مقبول ہوئیں۔ خواجہ حسن نظامی کے معروف رسالہ "نظام المشایخ" کے ادارتی فرائض انجام دینے کے علاوہ اور بھی کئی اخباروں اور رسالوں سے منسلک رہے۔

اپنے معاصرین، مولانا محمد علی، خواجہ حسن نظامی، مسٹر آصف علی اور لالہ دیش بندھو گپتا میں خاصی عزت اور احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ عرصے تک دلّی میونسپل کمیٹی کے ممبر رہے۔ ان کے انتقال کے بعد دلّی کی ڈھلی ہوئی ٹکسالی زبان جاننے والا ہندو پاکستان میں شاید کوئی بھی باقی نہیں رہا۔

۲۷ اگست کو ندوۃ العلماء لکھنؤ کے شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس ندوی کے انتقال نے ایک اور جید عالم سے علم و ادب کی دنیا کو محروم کر دیا۔ انتقال کے وقت عمر کی ۶۲ ہی منزلیں طے کر پائے تھے کہ پیامِ اجل آ پہنچا۔ آپ اتر پردیش اردو اکیڈمی کے رکن بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔

دو نئی کتابیں

دلّی کی بیگماتی زبان

محی الدین حسن

اردو میں بیگماتی زبان، بیگماتی محاورے مخصوص لفظیات کی حامل ہے اس کتاب کے مطالعے سے آپ کو بیگماتی زبان کا پس منظر اس کے اجزا، ضرب الامثال کہاوتیں اور لوک گیت کے بارے میں بڑی حد تک معلومات ہو جائے گی۔

قیمت : -/۷

پوشکن

ڈاکٹر ظ انصاری

اردو ہی نہیں، بلکہ کسی بھی ہندستانی زبان میں ابھی تک پوشکن کا کلام یا اس کی حیات و فن پر قابلِ ذکر کام سامنے نہیں آیا ہے اس اعتبار سے اس کتاب کی اہمیت نقشِ اول کی ہے۔ ڈاکٹر ظ انصاری نے جس محنت اور جانفشانی اور سلیقے سے اس کتاب کو پیش کیا ہے یہ صرف انھیں کا حصّہ ہے۔ قیمت: -/۱۲

تین نئی کتابیں

امیر خسرو

سلمیٰ اجمیری

امیر خسرو ہندستان کی ان مایۂ ناز ہستیوں میں ہیں جنھوں نے ہمارے ملک کی مشترکہ تہذیب کو نئے سرے سے تقویت دی۔ یہ کتاب بچوں کو امیر خسرو سے روشناس کرانے کے لیے لکھی گئی ہے۔ قیمت: ۵/۵۰

ہمارے محاورے

ڈاکٹر سیفی پریمی

ہائی اسکول اور ہائر سکنڈری اسکولوں میں نویں جماعت سے اردو ادب کی تدریس شروع ہوجاتی ہے۔ اس لیے طلبا اور طالبات کو محاورہ، ضرب المثل، روزمرّہ اور مقولہ وغیرہ کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کے لیے اس کتاب سے مدد لینی چاہیے۔ قیمت: ۴/-

پہلا قدم

بیگم ذکیہ خطیب

"پہلا قدم" بزم نسواں بہار اشٹر کی طرف سے نرسری اسکولوں کے لیے ایک درسی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ بچوں کی تعلیم پر بیگم ذکیہ خطیب کی گہری نظر ہے۔ کتاب آپ کے دس سالہ تدریسی دور کے تجربوں کا نچوڑ ہے۔ کتاب مصوّر بھی ہے اور رنگین بھی۔ قیمت: ۶/-

از جناب محمد کامل ۔ باب عالی ٗ برگِ گل

فلسفۂ لغت

(بہ سلسلۂ سابق)

اصل عربی زبان کیا ہے

دنیا کی اکثر زبانیں خواہ وہ تورانی کی شاخیں ہوں یا آریائی کی کچھ نہ کچھ سامی زبانوں سے متاثر ضرور ہوئی ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ عربی پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے۔ سامی تمام زبانوں میں الفاظ کے اعتبار سے وسیع تر ہے۔ کیونکہ اسلام پھیلنے کے بعد جزیرۃ العرب میں بولی جانے والی دوسری زبانیں اس میں جذب ہوگئیں۔ علاوہ بریں اس کا دامن علمی خزانوں سے مالا مال ہے۔

علماء لغت کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ سامی زبانوں میں کون کس کی شاخ ہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ سامی کی بڑی بڑی اصلیں عبرانی، سریانی اور عربی اب تک زندہ ہیں جن میں سے کوئی ایک دوسری کی شاخ نہیں ہے۔ لیکن یہ تینوں ایک اصل کی شاخیں ضرور ہیں جس کو دوآبہ میں بسنے والے سامی بولتے تھے۔ مگر امتدادِ زمانہ سے فنا ہوگئی۔ جن لوگوں نے طوفان کے بعد دوآبہ کی درمیانی سرزمین کو آباد کیا توریت ان کو ارضِ شنعار کے بسنے والے سے تعبیر کرتی ہے۔ اقتضاء زمانہ نے اس قوم کے فرقے منتشر ہونا شروع ہوئے اور ایشیا کی مختلف سمتوں میں پھیلتے چلے گئے، جن کی ضروریاتِ زندگی کے مطابق زبانوں میں ارتقا ہوتا رہا۔ ان مہاجرین میں سے بعض لوگ شام کے ساحلی مقامات پر آباد ہوگئے، ان کی زبان جو عبرانی کی ایک شاخ ہے فنیقی کے نام سے موسوم ہوئی۔ بعض لوگ عراق عرب میں جا بسے۔ ان کی زبان آشوری کہلاتی تھی جس کی شاخیں سریانی اور کلدانی ہیں۔ کچھ لوگوں نے جزیرہ نمائے عرب کی سکونت اختیار کی، ان کی زبان ترقی کر کے عربی کہلائی۔ جس کی شاخیں حبشی

حمیری، عدنانی اور قریشی تھیں۔ مؤخر الذکر وہ زبان ہے جس میں کلام پاک نازل ہوا اور جس کو ابھی تک عربی بولنے والی قومیں بطور تحریری زبان کے استعمال کرتی ہیں۔

مذکورۂ بالا سامی زبانیں ایک ہی مرتبہ میں نہیں پیدا ہوئیں بلکہ ضرورتوں کے مطابق بتدریج ارتقائے طبعی کے مدارج طے کرتی رہیں۔ ان زبانوں کو سامی سے علیحدہ ہوئے جس وقت تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا، اس وقت آپس میں ایک دوسری سے بہت مشابہ تھیں۔ وہ تمام عربی قبائل جو اس وقت جزیرہ نمائے عرب، مصر، شام، عراق اور بلادِ مغرب میں آباد ہیں، عربی بولتے ہیں لیکن ایک گروہ دوسرے گروہوں سے جتنا دور ہے اسی تناسب سے اس کی زبان اور دوسروں کی زبان میں تھوڑا بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ قرآن شریف ان سب کے لیے مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر کلام پاک نہ ہوتا تو ہر شاخ اپنی جگہ ایک مستقل زبان ہو جاتی اور جس کو دوسری شاخیں بولنے والے سمجھ بھی نہ سکتے جیسا لاطینی زبان کی فرعون (فرانسیسی، اسپینی، پرتگالی وغیرہ) میں ہوا لیکن عربی بولنے والے قبائل اپنی اپنی زبانوں کی حفاظت کلام پاک کے نمونے پر کرتے ہیں اور تحریری زبان میں اس کا اتباع کرتے ہیں جو سب فرعون کو ایک اصل پر جمع کیے ہوئے ہے (تھوڑا بہت اختلاف بازاری اور عامیانہ زبانوں میں پایا جاتا ہے)

زمانۂ قدیم میں جب سام کی نسل منتشر ہوئی اس وقت ان کے پاس کوئی لغت مدوّن نہ تھی اور نہ کوئی ایسا مرکز تھا جو سب فرعون کو جمع کیے رکھتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اقتضائے زمانہ نے طبعی طور پر اپنا اثر دکھایا کہ ان کی زبانیں شاخ در شاخ ہوتی چلی گئیں یہاں تک کہ کچھ صدیاں گذرنے پر ہر فرع ایک مستقل زبان بن گئی اور دوسری شاخوں سے مختلف ہو گئی۔ تاہم اگر کوئی شخص چاہے تو اصول و قواعد کی یکسانی جیسے وسائل اس کو مل جائیں گے جن سے وہ اصل تک پہنچ سکتا ہے عربی اور سریانی کی گردانوں اور الفاظ و معانی میں اتنی زبردست مشابہت ہے کہ ان کی اصل ایک ہونے میں شک ہی نہیں کیا جا سکتا۔

اگر عہدِ قدیم کے صحیفے پڑھے جائیں تو یہی معلوم ہوگا کہ پرانے زمانے
سب زبانیں ایک جیسی تھیں حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کا زمانہ آگیا
وہ چالیس سال تک دشتِ سینا اور جزیرہ نمائے عرب میں رہے۔ باوجودیکہ ان
زبان عبرانی تھی مگر جب عربوں سے ملتے تھے تو ایک دوسرے کی زبان بلا امدادِ ترجمان
سمجھ لیا کرتے تھے۔ مثلاً اسی واقعہ کو لیجیے کہ ملکۂ سبا، جو عرب کے ایک حصہ کی فرمانروا
تھی، حضرت سلیمان ابن داؤد علیہ السلام شاہ بنی اسرائیل کی ملاقات کے لیے سنہ۔ اقام
میں گئیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملیں تو دونوں نے بغیر مترجموں کے گفتگو
کی۔ ایسے واقعات سے پتا چلتا ہے کہ اس وقت تک سامی زبان کی شاخیں ایک
دوسرے سے مشابہ تھیں۔ غالباً ان کی اصل سے علاحدگی اور استقلال کو زیادہ زمانہ
نہیں گزرا تھا۔

سامی زبانوں کے اثرات
۔۔۔ائی اور طورانی کی شاخوں

طورانی ۔۔۔۔ خلافتِ عباسیہ ترکوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئی تھی وہ جس خلیفہ کو چاہتے معزول یا قتل کر دیتے
جس کو چاہتے خلیفہ منتخب کر لیتے۔ باوجود اس سیاسی اقتدار کے جو انھیں خلافت
کے دارالسلام بغداد میں حاصل تھا، اپنی زبان کو عربی اثرات سے نہ بچا سکے۔
ان کی زبان عربی سے خوب متاثر ہوئی۔ اکثر و بیشتر ترکی الفاظ متروک ہو گئے اور ان
کی جگہ عربی الفاظ نے لے لی۔ ترکوں نے عربی رسم الخط اختیار کر لیا تھا جو مصطفےٰ کمال
کے دور حکومت کے ابتدائی دور تک رائج رہا۔ لیکن مرحوم نے سیاسی مصالح کی بنا پر اس کو
ترک کر کے لاطینی رسم الخط کو رواج دیا۔

مخلوط ــــــ ہندستان میں خلجیوں کے عہدِ حکومت تک عربی کو بڑا عروج
حاصل تھا حتیٰ کہ تعلیم یافتہ طبقہ کسی دوسری زبان میں خط و کتابت کرنا بھی معیوب
سمجھتا تھا اور فارسی عامیانہ بازاری زبان سمجھی جاتی تھی۔ اگرچہ اس عہد کے بعد
عربی کی جگہ فارسی نے لے لی تاہم مذہبی زبان ہونے کی وجہ سے اس کا وقار قائم

رہا۔ اب اردو جو ارتقائی حالت میں تھی، فارسی کے مقابلے پر عامیانہ زبان تسلیم
باوجودیکہ اردو کی پیدائش اور نشوونما ہندستان میں ہی ہوئی پھر بھی آریائی زبان سے
متاثر نہیں معلوم ہوتی جس قدر سامی سے ہے۔

دوسری متاثر ہونے والی زبانوں (جیسے ترکی فارسی وغیرہ) نے صرف الفاظ کو
تک عربی کا اثر قبول کیا۔ ترکیبوں کا اس اثر سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن اردو زبان
الفاظ اور ترکیبیں دونوں عربی سے اچھی طرح متاثر ہوئے۔ الفاظ کچھ تو اپنی اصل
حالت پر باقی رہے اور کچھ میں تلفظ کا ہلکا سا اختلاف پیدا ہوگیا۔ اول الذکر کی
کثرت سے ملیں گی۔ جیسے "ہوا" "آدمی" "لباس" "توجہ" "جاہل" "صحبت"
"صورت" "سلام" اور "منصب" وغیرہ۔ مؤخرالذکر کی کچھ مثالیں مندرجۂ ذیل
عربی (وراء) دہلی (ورے) روہیلکھنڈ (اتے) — عربی (قفل) ک
(قلف) حیدرآباد مدراس (خفل)، عامیانہ (کلف)، کلپھ) — عربی (جنز
شہری اردو (زنجیر) عامیانہ (جنجیر) — عربی (وقت) دہلی و لکھنؤ (وقت)، پ
(وکت) حیدرآباد (وخت) عامیانہ (وکھت)

ترکیبوں پر عربی اثرات کے چند نمونے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) الف ولام کا استعمال صرف سامی زبانوں کے لیے مخصوص ہے لیکن اردو
کو ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں الف ولام فارسی اور ہندی الفاظ پر داخل ہوا ج
قریب المرگ، جوان العمر، فوق البھڑک وغیرہ۔ اس میں مرگ خالص فارسی اور کھ
ٹھیٹھ ہندی الفاظ ہیں۔

(۲) "و۔ن" اور "ی۔ن" بڑھا کر جمع بنانا عربی کے خصوصیات میں سے ہے
اردو میں بھی اس کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں، جیسے کھال کی جمع "کھالوں۔ کھ
سڑک کی جمع سڑکوں۔ سڑکیں — میز کی جمع "میزوں۔ میزیں"۔ بوتل کی جمع بوتلو
بوتلیں وغیرہ۔ (عربی میں "ن" کھلی ہوئی آواز دیتا ہے، اردو میں غنہ ہو جاتا۔
حروف علت "و۔ی" مجہول ہو جاتے ہیں۔)

، "ا-ت" آخر میں لگا کر عربی کی جمع مؤنث سالم جیسی جمع بنائی جاتی ہے مثلاً۔
ت۔ کھنڈرات۔ باغات وغیرہ۔

، الف یا ہائے مختفی پر ختم ہونے والے الفاظ میں حرف جار عربی کی طرح اپنا اثر تے ہیں جیسے "لوٹا۔ یا آملہ" ان پر جب حرف جار داخل ہوگا تو "ا" یا "ہ" یا ی ل سے بدل جائیں گے اور طویل کسرہ کی صورت پیدا ہوگی۔ لوٹے پر لوٹے میں۔ لوٹے۔ لوٹے تک۔ آملے سے۔ آملے پر۔ آملے میں۔ آملے تک۔ یہی صورت حالت اضافت بھی عربی کی طرح برقرار رہے گی۔ لوٹے کی ٹونٹی۔ آملے کا مربہ۔

۵، تنوین کا استعمال بھی عربی ہی سے ماخوذ ہے جیسے۔ اندازاً۔ نمونتہً وغیرہ۔

۶، آریائی زبانوں کی گردانوں میں تذکیر و تانیث کے لیے الگ الگ صیغے نہیں ئے جاتے "او آمد" مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے یکساں مستعمل ہے۔ بعض شاخوں ا صرف واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب تفریق کرنے کے لیے مذکر اور مؤنث کی ضمیریں بہ شرطیکہ موجود ہوں ادی جاتی ہیں جیسے "He came" اور "She came" لیکن اردو میں عربی اثرات کے تحت مذکر اور مؤنث کے صیغے الگ الگ موجود ہیں جیسے۔ •

	ماضی معروف	حال معروف	مستقبل معروف	ماضی مجہول	حال مجہول	مستقبل مجہول	اسم فاعل	اسم مفعول
مذکر غائب	وہ لایا	وہ لاتا ہے	وہ لائے گا	وہ لایا گیا	وہ لایا جاتا ہے	وہ لایا جائے گا	لانے والا	لایا ہوا
مؤنث غائب	وہ لائی	وہ لاتی ہے	وہ لائے گی	وہ لائی گئی	وہ لائی جاتی ہے	وہ لائی جائے گی	لانے والی	لائی ہو
مذکر غائب	وہ لائے	وہ لاتے ہیں	وہ لائیں گے	وہ لائے گئے	وہ لائے جاتے ہیں	وہ لائے جائیں گے	لانے والے	لائے ہو
مؤنث غائب	وہ لائیں	وہ لاتی ہیں	وہ لائیں گی	وہ لائی گئیں	وہ لائی جاتی ہیں	وہ لائی جائیں گی	لانے والیاں	لائی ہو
مذکر حاضر	تو لایا	تو لاتا ہے	تو لائے گا	تو لایا گیا	تو لایا جاتا ہے	تو لایا جائے گا	تو لانے والا	تو لایا
مؤنث حاضر	تو لائی	تو لاتی ہے	تو لائے گی	تو لائی گئی	تو لائی جاتی ہے	تو لائی جائے گی	تو لانے والی	تو لائی
مذکر حاضر	تم لائے	تم لاتے ہو	تم لاؤ گے	تم لائے گئے	تم لائے جاتے ہو	تم لائے جاؤ گے	تم لانے والے	تم لائے
مؤنث حاضر	تم لائیں	تم لاتی ہو	تم لاؤ گی	تم لائی گئیں	تم لائی جاتی	تم لائی جاؤ گی	تم لانے والیاں	تم لا
واحد مذکر متکلم	میں لایا	میں لاتا ہوں	میں لاؤں گا	میں لایا گیا	میں لایا جاتا ہوں	میں لایا جاؤں گا	میں لانے والا	میں
واحد مؤنث متکلم	میں لائی	میں لاتی ہوں	میں لاؤں گی	میں لائی گئی	میں لائی جاتی ہوں	میں لائی جاؤں گی	میں لانے والی	میں

جمع مذکر متکلم	ہم لائے	ہم لاتے ہیں	ہم لائیں گے	ہم لائے گئے	ہم لائے جاتے ہیں	ہم لائے جائیں گے	ہم لانے والے	ہم لائے ہوئے
جمع مونث متکلم	ہم لائیں	ہم لاتی ہیں	ہم لائیں گی	ہم لائی گئیں	ہم لائی جاتی ہیں	ہم لائی جائیں گی	ہم لانے والیاں	ہم لائی ہوئیں

صیغوں میں تذکیر و تانیث کا فرق سامی زبانوں کے لیے مخصوص ہے۔

آریائی — فتح ایران کے بعد مشرقی آریائی زبانوں میں فارسی جس حد تک عربی سے متاثر ہوئی وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہے، یہاں تک کہ ایرانیوں نے بھی ترکوں کی طرح عربی رسم الخط اختیار کر لیا۔ موجودہ فارسی لغت میں تقریباً نصف الفاظ عربی کے ہیں جن میں سے کچھ الفاظ فارسی میں کھپ گئے جیسے طلبیدن اور فہمیدن وغیرہ اور کچھ اپنی اصلی حالت پر قائم رہے جن کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں جیسے خطا۔ صواب۔ جنت ساقی۔ انس۔ عشق۔ حسن۔ سجادہ۔ خال۔ اسیر وغیرہ۔

پچھلے دور کی فارسی شاعری میں عربی بھی برابر کی شریک تھی۔ لبسا اوقات ایک مصرعہ فارسی میں اور دوسرا عربی میں ہوتا تھا مثلاً حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا — کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا
حضوری گر ہمیں خواہی ازو غائب مشو حافظ — متی ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا
آں تلخ وش کہ صوفی ام الخبا ئثش خواند — اشہی لنا واحلی من قبلۃ العذاری
شربت زا راز کف محبوبہ ام آمد بدست — قلتہا اذا قیل قالت اشرب قد کفارۃ

یا قرۃ العین طاہرہ کے یہ اشعار ہیں

اگر آں صنم ز رہ ستم پئے کشتن من بیگنہ — لقد استقام بسیفہ فلقد رضیت بما رئی
سحرے نگار ستمگرم قدمے نہاد ببسترم — فاذا رأیت جمالہ طلع الصباح کا ئنما
چو شنید نالۂ مرگ من پئے ساز من شد و گفت من — فبکی علیہ مجدد لاً و بکی علیہ مجلجلا

مغربی آریائی یا یورپی زبانیں تقریباً سب کی سب سامی لغات سے کم و بیش متاثر ہیں۔ فرانسیسی اور اطالوی زبانوں نے مفتوح ہونے کی وجہ سے عربی کے اثرات قبول کر لیے (مسلمانوں نے فتح اسپین کے بعد فرانس پر حملہ کر کے تقریباً نصف حصہ ملک پر قبضہ

کر نیا تھا جو بعد میں ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ صقلیہ (سسلی) کی وجہ سے اٹلی کی زبان عربی سے متاثر ہوئی) انگلستان کے محل وقوع کے لحاظ سے کبھی یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ انگریزی کسی سامی زبان سے متاثر ہو سکے گی لیکن واقعات نے یہ بتا دیا کہ وہ بھی سامی زبان کے عالمگیر اثرات سے نہ بچ سکی۔ عربی الفاظ اسپین سے فرانس میں ہو کر یا اٹلی سے جرمنی میں ہوتے ہوئے انگریزی زبان میں داخل ہو گئے یا حروب صلیبیہ کے دوران میں براہ راست انگریزی نے اخذ کیے (معرکہ ہائے صلیبی کے دوران میں ایک مشترک زبان بن گئی تھی جس کو دونوں فریق اظہار مافی الضمیر کے لیے استعمال کرتے تھے۔) یورپ کی کل آبادی بجز چند بت پرست جرمن قبائل کے مذہب عیسوی کے پیرو تھی۔ اسی بنا پر ان کی مذہبی اصطلاحیں اور گزشتہ پیغمبروں کے نام عبرانی سے لیے گئے، جن کے تلفظ میں آلات نطق کے اختلاف کی وجہ سے کسی قدر فرق ہو گیا۔ (واضح رہے کہ عربی اور عبرانی تلفظ میں کہیں کہیں برائے نام فرق پایا جاتا ہے) مثلاً

اردو	عربی	انگریزی تلفظ	اظہار رائے
ابراہیم	ابراہیم	ABRAHAM	
آمین	آمین	AMEN	
فرشتۂ موت	عزرائیل	AZRAEL	
آدمؑ	آدمؑ	ADAM	
ایک بت کا نام	بعل	BAAL	حضرت الیاس کے زمانے میں آشوری اور سوری قومیں اس کو
ابیت لحم	بیت اللحم	BETHLEHEM	پوجتی تھیں اس کا قدیم عبرانی تلفظ بیت ایل [illegible]
اونٹ	جمل	CAMEL	
الیاسؑ	الیاسؑ	ELIJAH	اردو انجیل میں الیاس [illegible] ایلیا [illegible] لفظ الیاس ہے۔
حواؑ	حواؑ	EVE	

اردو	عربی تلفظ	انگریزی تلفظ	اظہار رائے
اسحاقؑ	اسحاقؑ	ISAAC	اردو انجیل میں اس کو یوں لکھتے ہیں (اضحاق)
بنی اسرائیل	اسرائیلی	ISRAELITE	
یعقوبؑ	یعقوبؑ	JACOB	
عیسیٰؑ	عیسیٰؑ	JESUS	
ایوبؑ	ایوبؑ	JOB	
یحییٰؑ	یحییٰؑ	JEHN	اردو انجیل میں اس کو یوں لکھتے ہیں (یوحنا)
ایک دریا	اردن۔ یردن	JORDAN	
یوسفؑ	یوسفؑ	JOSEPH	
آتش پرست	مجوس	MAGI	
من و سلویٰ	من (سلویٰ)	MANNA	
مریمؑ	مریمؑ	MARY	
میکائیلؑ	میکال	MIKE	
موسیٰؑ	موسیٰؑ	MOSES	
شہر ناصرہ کا باشندہ	نصرانی۔ ناصری	NAZARANE	حضرت عیسیٰؑ ہجرت کر کے ناصرہ تشریف لے گئے تھے اس لیے آپ بھی ناصری کہلائے۔
نوحؑ	نوحؑ	NOHA	
فردوس	فردوس	PARADISE	
شاہ مصر فرعون	فرعون	PHAROH	
یہودیوں کا ایک فرقہ	فریسی	PHARISEC	یہودیوں میں دو بڑے فرقے ہیں "فریسی" اور "صدوقی"
سنیچر	سبت	SABBATH	
صدوقی	صدوقی	SADDUCEE	یہودیوں کا دوسرا فرقہ۔
اسماعیلؑ	اسماعیلؑ	SAMUEL	

اردو	عربی تلفظ	انگریزی	اظہار رائے
سارہؑ	سارہؑ	SARAH	
شیطان	شیطان	SATAN	
نسل۔ پوتے	سبط	SEPT	
یمن کا ایک شہر	سباء	SHEBA	اس شہر کی ملکہ بلقیس سے حضرت سلیمانؑ نے نکاح کیا۔
سلیمانؑ	سلیمانؑ	SOLOMON	
زکریاؑ	زکریاؑ	ZECHARIAH	اردو انجیل میں اس کو یوں لکھتے ہیں (زکریاہ)
یروشلم	یروشلم	JERUSALEM	

نویں صدی عیسوی کی ابتدا میں یورپ میں جہالت پورے شباب پر تھی۔ مذہبی خانقاہوں سے جو پادریوں اور اسقفوں کے ہاتھ میں تھیں، درس گاہوں کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ ایسے مدارس یورپ کے بڑے بڑے ممالک میں پائے جاتے تھے۔ فلسفہ وحکمت کی تعلیم بالکل ممنوع تھی۔ فلسفہ کی کتابوں پر راہبوں نے قبضہ کرکے جا بجا مذہبی کتب خانہ میں مقفل کردی تھیں۔ کسی کو ان کے مطالعہ کرنے یا نقل لینے کی اجازت نہ تھی۔ (اگر کہیں ان علوم کا کوئی ماہر نظر آتا تو یا وہ اندلس کے اسلامی مدارس کا تعلیم یافتہ ہوتا یا جنوبی اٹلی کے مدرسے کا جو مسلمانان سسلی کی کوشش سے قائم ہوا تھا) مسیحی مدارس میں صرف لاطینی اور یونانی زبانیں سکھائی جاتیں جن کی صرف ونحو میں طلبہ کی عمر کا بیش قیمت حصہ برباد کردیا جاتا تھا۔ جب وہ ان زبانوں میں کسی قدر ترقی کرلیتے تو دینیات کی طرف متوجہ کردیے جاتے جس کی تعلیم کا اصول زبور، توریت اور انجیلیں تھیں۔ منتہی طلبہ کو چند دیگر کتب روایات اور غیر مقبول اور مشتبہ انجیلیں بھی پڑھائی جاتیں جو اپاکریفہ کے نام سے مشہور تھیں۔ علاوہ بریں کلیسا کی پرانی تاریخیں، گذشتہ ولیوں کی سوانح عمریاں، مذہبی کونسلوں کی مفصل اور مشرح رپورٹیں بھی نصاب میں داخل تھیں۔ یہی علوم تھے جن

کو لاطینی اور یونانی زبانوں میں ان کی پیچیدہ صرف و نحو کے ساتھ طلبہ پڑھا کرتے تھے۔ اس نصاب نے مدرسوں کی یہ حالت بنا رکھی تھی کہ نیچے درجوں کے طلبہ لاطینی اور یونانی کی صرفی گردانیں چلا چلا کے ازبر کرتے اور اوپر کے منتہی طلبہ آپس میں الٰہیات پر مباحثہ کرتے جو کبھی کبھی مکابرہ پھر مجادلہ اور مقاتلہ کی صورت میں تبدیل ہو جاتا۔ ان کو ممانعت تھی کہ سوا ان مباحث کے کسی عقلی مبحث کی طرف توجہ نہ کریں۔

یہ تھا یورپ کی جہالت کا پورا نقشہ۔ اگرچہ بعد میں مسلمانوں کی بدولت یورپ نے علوم میں خاصی ترقی کر لی، یورپی قومیں عربوں کی حسب ذیل علوم میں شاگرد ہیں علم الادویہ، علم ریاضی، ہیئت، طبیعیات، فلسفہ اور طب وغیرہ۔ یہ علوم اسپین سے وسط یورپ ہو کر تمام یورپی ممالک میں پھیلے۔ یورپ کی زبانوں میں ابھی تک مذکورہ علوم کی اصطلاحیں عربی ہی کی پائی جاتی ہیں۔ مثال کے لیے انگریزی کو لیجیے جو بہ نسبت دیگر یورپی زبانوں کے عربی سے بہت دور واقع ہوئی ہے۔

اردو	عربی	انگریزی تلفظ	اظہار رائے
کیمیا (علم الادویہ)	الکیمیا	ALCHEMY	
الکوہل (جوہر شراب)	الکحول	ALCOHOL	
قرع انبیق	الانبیق	ALEMBICA	
جبر و مقابلہ	(علم) الجبر	ALGEBRA	
ہرتال سنکھیا سلیمانی	زرنیخ	ARSENIC	زرنیخ تین رنگ کا ہوتا ہے۔ سفید جس کو سم الفار یا سنکھیا کہتے ہیں زرد کو ہرتال اور سرخ کو سنگ سلیمانی کہتے ہیں۔
اسطرلاب	اصطرلاب	ASTORLABE	ستاروں کی معلومات حاصل کرنے کا آلہ۔
قیراط (ایک وزن)	قیراط	CARAT	

اردو	عربی	انگریزی	اظہار رائے
صفر	صفر	SYPHER	
پہلودار	کعب	CUBE	
درجہ	درجہ	DEGREE	اس میں حروف مقدم موخر ہو گئے ہیں
درم (ایک وزن)	درہم۔ درہام	DRAM	یہ وزن بارہ قیراط کے برابر ہے
مقناطیس	مغناطیس	MAGNET	کچھ حروف کم ہو گئے
بیضاوی شکل	اہلیلجی	OVAL	〃
فلسفہ (حکمت)	فلسفہ	PHILOSOFHY	
پھوڑا	دمّل	TUMOUR	

عرب تاجروں کے قافلے اکثر سرزمین مغرب میں سامان تجارت لے جایا کرتے تھے جس میں زیادہ تر مشرقی مصنوعات اور پیداواریں ہوتی تھیں جیسے حلب کے بنے ہوئے مشہور آئینے کشمیری زعفران اور مشری چاول۔ اس قسم کی تمام چیزوں کے نام انگریزی میں عربی سے ماخوذ ہیں اگرچہ بعض الفاظ میں کسی قدر تغیر ہو گیا ہے (کیونکہ وہ فرانسیسی یا اطالوی کی وساطت سے انگریزی تک پہنچے۔) لیکن تلفظ کی رعایت کر کے ان کی اصلیت معلوم کی جا سکتی ہے۔ مثلاً

اردو	عربی	انگریزی تلفظ	اظہار رائے
عنبر	عنبر	AMBER	
انیسون	انیسون	ANISE	

اظہار رائے	انگریزی تلفظ	عربی	اردو
ایک حرف (ل) زیادہ ہوگیا	KARKAL	قریہ	قریہ-گاؤں
	MINARET	منارہ	مینار
تلفظ میں کسی قدر فرق ہوگیا۔	MOSQUE	مسجد	مسجد
	TRACK	طریق	راستہ

کارزار صلیبی اس لڑائی (CRUSADE) کو کہتے ہیں جو پانچویں صدی ہجری سے چھٹی صدی تک بیت المقدس کے لیے مسلمانوں اور عیسائیوں میں ہوتی رہیں اس لڑائی میں سارے یورپ نے سنبھل سنبھل کر اور اپنی تمام قوت یک جا کر کے لاکھوں کے گروہ سرزمین شام میں بھیجے مگر نتیجہ یہی ہوا کہ مسلمان کامیاب رہے۔ یورپ نے اس عرصے میں شام پر نو حملے کیے۔ اسی اثنا میں ایک زبان، لنگوفرینکا، مشرقی اور مغربی زبانوں کے اختلاط سے پیدا ہوگئی تھی۔

جنگ صلیبی کی اس طویل مدت میں لنگوفرینکا کی وجہ سے اکثر عربی الفاظ یورپی زبانوں میں جذب ہوگئے جن کی پوری فہرست درج کرنا طوالت سے خالی نہیں مثال کے طور پر تھوڑے سے الفاظ لکھے جاتے ہیں۔

اظہار رائے	انگریزی تلفظ	عربی	اردو
	ALKALI	القلی	سجونا
	ALL	ال	الف لام استغراقی
	ALLY	حلیف	حلیف

اردو	عربی	انگریزی تلفظ	اظہار رائے
نیلگوں آسمانی رنگ	ازرق	AZURE	اس میں ایک حرف کی کمی ہوگی۔
البتہ، تسپر بھی	البتہ	ALBEIT	
چھوٹنا، عیب سے بیزاری	براۃ	BREVET	
بھنگا، پشہ	بق	BUG	
بگل	بوق	BUGLE	
قمیص۔ کرتہ	قمیص	CAMISOL	
چراغ۔ قندیل	قندیل	CANDLE	
لبادہ	قبار	CAPOTE	
شاہی محل	قصر	CASTLE	
بلی	قط	CAT	
قضیہ۔ مقدمہ	قضیہ	CAUSE	
قرض	قرض	CORRODE	
روئی	قطن	COTTON	
چھلنی	غربال	CRIBBLE	
کنڈے دار پیالہ	کوب	CUP	
زمین	ارض	EARTH	
فرق کرنے والا	فارق	FORKY	

اردو	عربی	انگریزی تلفظ	اظہار رائے
جوش۔ ہیجان	فورہ	FURY	
جنس قسم	جنس	GENUS	
کھر۔ سُم	حافر	HOOF	
بیمار۔	علیل	ILL	
چنبیلی	یاسمین	JASSAMINE	
پتیلی	قِدر	KETTLE	
مارڈالنا	قتل	KILL	
لیمو	لیموں	LEMON	
نرمی	لینۃ	LENITY	
خوش ذائقہ	لذیذ	LUSCIOUS	
غلام	مملوک	MAMELUKE	
پوشیدہ	مستتر	MISTERIOUS	
بزرگ	نبیل	NOBLE	
گردن	عنق	NECK	ع، کا تلفظ یورپ والے نہیں کرسکتے۔
گدی	قفاء	OCCIPUT	
شکار	فریسہ	PREY	
چھوڑدینا انکار کرنا	رفض	REFUSE	
تلوار	سیف	SABRE	
اژدھا۔ زہریلا سانپ	ثعبان	SERPENT	

اردو	عربی	انگریزی تلفظ	اظہار رائے
زنجیر آہنی	سلسلہ	SHAEKLE	
کشتی۔ جہاز	سفینہ	SHIP	
ڈوبنا	غرق	SHIPWRECK	انگریزی کا لفظ عربی کے دو الفاظ "سفینہ غرق" سے مرکب ہے کثرت استعمال سے درمیانی حرف غائب ہوگئے
آواز	صوت	SOUND	
اصطبل طویلہ	اصطبل	STABLE	اصطبل شامی عربوں کی زبان کا لفظ ہے۔
سلطان	سلطان	SULTAN	
آدھا ٹکڑا	شطر	SUNDER	
نقارہ طبل	طبل	TABOUR	
دراز قد لانبا	طویل	TALL	
گیہوں کوٹنا	درس	THRASH	
دھمکانا	تہدید	THREAT	

فلسفۂ تحریر

لکھائی کی ایجاد کا قدرتی طریقہ

ہر چیز اس وقت معرض وجود میں آتی ہے جب اس کی ضرورت محسوس کی جائے۔

ضرورت پڑنے پر انسان قوائے دماغی کو کام میں لاکر ایسی صورتیں اختیار کرتا ہے جن سے اپنی حاجت روائی میں آسانیاں حاصل کرسکے۔ اگر آگ سے پیدا ہونے والی تمام اختراعات کی تلاش کریں جن کی ابتدا از زمانۂ تاریخ سے بھی پہلے کی ہے تو آج نہایت آسانی سے ریڈیو کی لہروں تک پہنچ جائیں گے جو گھر گھر رائج ہے "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" جس نے کہا بالکل سچ کہا۔

زبانوں کی ایجاد کو قرنہا قرن گزر گئے جن سے انسان اپنا مافی الضمیر صرف آوازوں میں ادا کر سکتا تھا۔ جب اس کی نسل بڑھی اور پھیلی، حتیٰ کہ لوگوں نے کسب معیشت کے لیے سفر اختیار کیا تو اب ان کو اپنے وطن میں خبریں پہنچانے کی، یا راہ میں پیش آنے والے واقعات کو محفوظ کرنے کی ضرورت پیش آئی، جس کی بنا پر انھوں نے نقوش اور تصاویر سے اس طرح کام لینے کی ابتدا کی۔

دور بربریت کے انسان بھی زینت و آرایش کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ جن جانوروں کا وہ شکار کرتے یا جن حیوانات و نباتات کی پرستش کرتے، ان کی تصاویر بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ پہلے یہ تصویریں بچوں کی بنائی ہوئی تصاویر کی طرح بھدی اور بھونڈی ہوتی تھیں لیکن رفتہ رفتہ ان لوگوں کی مہارت بڑھتی گئی۔ وہ ہڈی اور سینگ کے ٹکڑوں پر انسانوں اور جانوروں کی شکلیں بنا کر اپنے رہنے کے غاروں کو سجاتے تھے اور غاروں کے در و دیوار پر معمولی نقاشی بھی کر لیتے تھے (اس کا رواج ابھی تک ہندستان کے اکثر مکانوں میں پایا جاتا ہے جن کے دروازوں پر دیوتاؤں اور جانوروں کی تصویریں منقوش یا کندہ ہوتی ہیں) جب معاشرت نے زیادہ ترقی کی اور لوگ خاندانوں اور قبیلوں پر تقسیم ہو گئے تو قبائل کے سرداران تصویردار ہڈیوں اور سینگوں کو ایک دوسرے کے پاس بطور تحفہ بھیجنے لگے، کچھ عرصے کے بعد یہ تصاویر بجائے ہدیہ کے نامہ و پیام کا ذریعہ بن گئیں۔ گویا کہ اس وقت تک تصویروں پر تین دور گزر چکے تھے، پہلے دور میں وہ صرف زیبایش کی چیزیں تھیں، دوسرے دور میں بطور تحفہ و ہدیہ استعمال ہونے لگیں اور تیسرے دور میں نامہ و پیام کے کام آئیں۔

ہم عہد اوّل کے انسانی قبائل میں سے ایک قبیلہ فرض کرتے ہیں جس کے افراد پھلوں اور حیوانوں کے شکار سے اپنی خوراک حاصل کیا کرتے تھے اور غاروں میں زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے قبیلے میں کوئی تاریخی یا اہم واقعہ پیش آ گیا مثلاً شیر نے حملہ کر کے ان کے سردار کو پھاڑ کھایا، اس واقعہ کو وہ محفوظ کر لینا چاہتے ہیں۔

پ غور کیجیے کہ کیا صورت اختیار کی جائے جس سے واقعہ محفوظ رہ سکے۔ آپ کے خیال میں کوئی صورت سوا تصویر کشی کے ہی نہیں سکتی خواہ وہ نقش کی صورت میں ہو یا ان کے حالات کے مطابق کسی چیز پر کھدائی کی صورت میں۔ اب وہ ایک صویر بنائیں گے جس میں شیر اپنے پنجوں سے آدمی کو نوچ رہا ہے یا اس سے ملتی جلتی لوئی دوسری تصویر ہوگی یہ پہلا قدم ہے جو انسان نے لکھائی کی طرف بڑھایا۔ اس دور کو ہم ذاتی تصویر کشی کا دور کہیں گے کیونکہ اس زمانے میں صرف ایسے ہی حادثے محفوظ کیے جا سکتے ہیں جن میں صورت کشی ممکن ہو۔

بعض مفہوم ایسے بھی پائے جاتے تھے جن کی کوئی خارجی شکل نہیں ہے جیسے۔ محبت عداوت۔ یا آج کل۔ صبح۔ شام وغیرہ جو محض معنی ہی معنی ہیں۔ ان مطالب کو دا کرنے کے لیے کچھ اشاروں کی ضرورت محسوس ہوئی جو مقرر کر لیے گئے، جیسے محبت کے لیے کبوتر۔ عداوت کے لیے سانپ۔ دن کے لیے دائرے کے اوپری حصے میں سورج وغیرہ وغیرہ۔ ہم کچھ ایسے آدمی فرض کرتے ہیں جو کسی قبیلہ پر تین دن کی مسافت طے کر کے حملہ کرنے کے لیے رات میں ساحل پر اترے۔ سردار قبیلہ موجود نہیں تھا اس کے لڑکے نے اسے اطلاع دینا چاہی۔ وہ بجز اس کے کوئی ذریعہ نہیں اختیار کر سکتا کہ مندرجہ ذیل تصویر بنا کر باپ کے پاس بھیج دے۔



تصویر میں نقطوں سے کثرت ظاہر کی گئی ہے۔ مسلح آدمی سے دشمن مراد ہے کشتی

سے سمجھا جائے گا کہ وہ لوگ بڑی راستے سے آئے۔ قوس میں سورج کی تصویر دن کا وقت بتاتی ہے۔ تین لکیروں سے تین کا عدد سمجھا جائے گا۔ درخت خشکی کی علامت ہے اور قوس سے جس میں چاند اور تاروں کی شکل بنی ہوئی ہے، رات مراد ہے۔

یہ لکھائی کی طرف دوسرا قدم ہے۔ اس میں اشارات مقرر کرکے تصویریں بنائی گئی ہیں جو بہرحال مفہوم ادا کرنے میں ذاتی صورت کشی سے کہیں زیادہ بہتر اور کارگر ثابت ہوئیں۔ اس دور کو ہم " رمزی تصویر کشی کا دور" کہیں گے جس میں انسان کی بیشتر تعبیری ضرورتیں پوری ہوسکتی ہیں۔

ایک عرصۂ دراز گزرنے پر لوگوں نے تصویر کے مفہوم کا حرف اول مع اعراب مراد لینا شروع کیا جیسے دشمن کی تصویر سے پہلا حرف (دِ مضموم) مراد لیا یا کشتی کی تصویر سے (کَ مکسور) اور شاخ کی تصویر سے (شَ مفتوح) وغیرہ۔ لکھائی کی ایجاد کا یہ تیسرا قدم تھا اور بہت ہی اہم؛ کیونکہ شکلوں کے مفہوم سے پہلا حرف مع اعراب مراد لیا جانا اس بات کی ابتدا تھی کہ مفرد آوازوں کی شکلیں الگ الگ مقرر ہو جائیں۔ اس دور کو ہم "آوازوں کی شکلوں کے دور" سے تعبیر کریں گے۔

مختلف چیزوں کی تصویریں بنا لینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ علاوہ بریں اس طرح کی لکھائی میں پھیلاؤ بہت ہو جاتا تھا۔ کچھ تو انسان کا ہاتھ طبعی طور پر سرعت اور تیزی کی طرف مائل ہے تاکہ جلدی جلدی مختلف شکلیں بن سکیں، اور کچھ وقت کی بچت کے خیال سے مسلح دشمن کی شکل ایسی بننے لگی جو تصویر تو نہیں کہی جا سکتی تھی لیکن اس سے ملتی جلتی چیز تھی۔ پھر اس میں بھی اتنی تبدیلیاں ہوتی چلی گئیں کہ اس کی اصلی شکل کا پتا چلنا دشوار ہو گیا۔

اب وہ وقت آیا کہ انسان کو الگ الگ اعراب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بجائے اس کے کہ وہ کسی شکل سے ایسی آواز مراد لے جس میں حرف کے ساتھ ساتھ حرکت بھی ہو، ایسی آوازیں مراد لینے لگا جو صرف حرف تھیں اور اعراب کے لیے دوسری علامتیں مقرر کرلیں۔ پہلے جس شکل سے (دِ۔ پیش۔ دُ) سمجھا جاتا اب اس سے فقط

حرف (د) سمجھا جانے لگا اور اعراب کے لیے دیگر علامات کا اضافہ کر لیا گیا اس طرح آسانی بھی ہوئی اور وقت کی بچت بھی۔ یہ تھا "دورِ ہجائی"۔

لکھائی کو عہد اول سے اب تک چار دوروں سے گزرنا پڑا۔

(پہلا) ذاتی تصویر کشی کا دور۔ اس میں تصویریں صرف مرئیات ہی کو ظاہر کرتی ہیں۔ جس کی بنا پر فقط موٹے موٹے واقعات محفوظ کیے جاسکتے تھے۔

(دوسرا) رمزی تصویر کشی کا دور۔ اس کو ذاتی تصویر کشی پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ رمزی تصویریں ایسے معنوی مفہوم میں بناتی ہیں جن کی کوئی خارجی شکل موجود نہیں ہے۔ اس دور میں انسان اکثر وہ چیزیں قلم بند کر سکتا تھا جو اس کے ذہن میں مختلف معنوی مفہوموں کے متعلق گزرتی تھیں۔ لیکن اس صورت میں ہزارہا شکلیں بنائی جاتی تھیں اور خاصی زحمت ہوتی تھی (چینی رسم الخط دوسرے اور تیسرے دور کے درمیان زمانے کی یادگار رہے، جس میں اشکال حروف کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔)

(تیسرا) آواز کی شکلوں کا دور۔ اس میں منقوش تصویر اپنے نام کا پہلا حرف مع اعراب بتاتی تھی جو کتابت کی ایجاد میں سب سے بڑا اور اہم قدم ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلے دوروں میں مافی الضمیر ادا کرنے کے لیے ہزاروں شکلوں کا استعمال کرنا پڑتا تھا جو اس دور میں گھٹ کر سینکڑوں پر محدود ہوگئیں۔

(چوتھا) دور ہجائی۔ اس میں ان شکلوں نے حرف کی صورت اختیار کر لی۔ حروف تہجی منضبط ہو جانے کی وجہ سے شکلوں کی تعداد دھائیوں تک پہنچ گئی۔

اس کے بعد بھی دو دور مزید گزرے۔ چوتھے دور تک حروف الگ الگ لکھے جاتے تھے (جیسے اب تک یورپی زبانوں کے طباعتی حروف ہیں۔ ان میں حروف کو ترتیب دے کر الفاظ بنانے کے بعد دو لفظوں میں فرق کرنے کے لیے تھوڑا سا فاصلہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تامل تلنگی اور عبرانی وغیرہ درحقیقت اس چوتھے دور کی یادگار ہیں۔) اس صورت میں بسا اوقات الفاظ ایک دوسرے میں مخلوط ہو کر صاف سمجھ میں

نہیں آتے تھے لہٰذا ضرورت ہوئی کہ حروف کو ایک دوسرے میں جوڑ کر ایک لفظ بنایا جائے، پھر دوسرا، پھر تیسرا، تاکہ ہر لفظ دوسرے سے ممتاز اور علاحدہ رہے۔ اس جوڑائی کے لیے مختلف تدبیریں اختیار کی گئیں۔ انگریزی تحریری رسم الخط میں ایک حرف کی پشت دوسرے حرف کے سرے سے جوڑ دی جاتی ہے، سریانی میں بھی یہی صورت ہے۔ ہندی میں ایک لفظ پورا کرنے کے لیے حروف علت اور ماترے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ لکھائی کا پانچواں دور ہے۔

یہاں تک تو آریائی اور سامی لکھائیاں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ آگے بڑھ کر عربی رسم الخط اور اس کی شاخوں پر چھٹا دور گذرتا ہے۔ ابھی تک پورے پورے حرف جوڑ دیے جاتے تھے لیکن مندرجہ ذیل اسباب کی بنا پر حرفوں کے صرف ابتدائی حصے ایک دوسرے میں جوڑے جانے لگے اور لفظ کے خاتمے پر پورا حرف جوڑ دیا گیا۔ اکثر آریائی خطوط بائیں سے داہنے کو اور سامی خطوط داہنے سے بائیں کو لکھے جاتے ہیں۔ اگر داہنے ہاتھ میں قلم ہو تو طبعاً ہاتھ کی کشش بائیں سے داہنے کو ہوگی جس کی وجہ سے آسانی بھی ہوگی اور وقت بھی کم خرچ ہوگا۔ برخلاف اس کے داہنے سے بائیں کو قلم گھسیٹا جاتا ہے جس میں کسی قدر دقت بھی ہوتی ہے اور وقت بھی زیادہ خرچ ہوتا ہے اس لیے ضرورت محسوس کی گئی کہ حروف کے سرے جوڑ کر الفاظ بنا لیے جائیں تاکہ جگہ اور وقت کی بچت ہو سکے۔

یہاں یہ بیان کر دینا بے موقع نہ ہوگا کہ قدیم عربی رسم الخط محض اٹکل سے پڑھا جاتا تھا کیونکہ اس میں نقطہ دار اور بے نقطہ حروف میں کوئی امتیاز نہ تھا اس بنا پر خیال کیا گیا کہ اسلام مختلف بلادِ عجم میں پھیل چکا ہے جہاں لوگ عربی سے ناواقف ہیں اور بہت ممکن ہے کہ کلامِ پاک کی تلاوت میں غلطیاں رائج ہو جائیں، لہٰذا اعراب اور نقطے ایجاد ہونے خط صاف اور واضح اور خوب صورت بنایا گیا۔ (اس سے پہلے اعراب کا کام حروف علت سے لیا جاتا تھا لیکن اعراب معروف وہ اعراب مجہول میں کوئی فرق ممکن نہ تھا اس لیے زیر، زبر، پیش کی شکلیں مقرر کی

گئیں۔ رسم الخط میں یہ اصلاح حجاج ابن یوسف کے زمانے میں ہوئی اور اس کے بعد چھٹی صدی ہجری میں علامۂ سجاوندی نے آیت، وقف مطلق، اور وقف لازم وغیرہ کی علامتیں مدون کیں۔ یہ تھا خط نسخ، جواب تک رائج ہے۔ اس میں معمولی تغیر کے بعد فارسی اور ترکی رسم الخط بن گئے۔ اگرچہ ان تینوں خطوں میں جزئی اختلاف ہے لیکن ایک کا جاننے والا بقیہ دونوں کو آسانی سے پڑھ سکتا ہے۔

ان رسوم خطوط کی تاریخ جواب تک مستعمل ہیں

مندرجہ بالا بیان سے یہ تو معلوم ہی ہو چکا ہے کہ لکھائی نے ابتداء سے اب تک کس طرح تدریجی ترقی کی۔ اب ہم اس کی تائید میں تاریخی واقعات پیش کرنا چاہتے ہیں کہ عہد اول کے انسان نے کیسے خطوط سے کام لیا جو موجودہ خطوط کی پیدایش کا سبب ہیں۔

انسان نے عہد اول سے اب تک جن خطوط سے کام لیا ان کی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہے مگر ان میں کے اکثر خط اب متروک ہو چکے ہیں۔ ہم اس بحث میں آسانی پیدا کرنے کے لیے لکھائی کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کرتے ہیں (۱) اصلی خطوط۔ (۲) فرعی خطوط۔

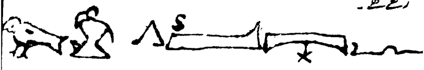
(اصلی) یہ وہ قسم ہے جس کو قدیم متمدن قومیں کام میں لاتی تھیں۔ اس کی ابھی تک چار ہی شاخیں مل سکی ہیں۔

(۱) خط ہیروگلیفی (HIEROGLYPHIC) (۲) خط میخی (۳) خط حتی (۴) خط چینی۔ ان میں کے تقریباً ہر خط نے الگ الگ نشوونما پائی اور ذاتی تصویر کشی کے دور سے ترقی کرتا رہا، لیکن دوسرے اور تیسرے دور کے درمیان ٹھہر گیا۔

(فرعی) وہ خطوط ہیں جو اصلی سے نکلے ہیں اور اب تک ان کا بیشتر حصہ زندہ یا مردہ پایا جاتا ہے۔ ان کا بیان آگے آئے گا۔

(۱) خط ہیروگلیفی۔ خطوط اصلیہ میں یہ سب سے اہم ہے اور عام طور پر یہی گمان کیا جاتا ہے کہ دنیا کے اکثر مشہور و معروف خطوط اسی سے پیدا ہوئے۔ یہ دوسرے

اور تیسرے دور کے درمیانی زمانہ کا خط ہے۔ اس کی بعض شکلیں اپنے ذاتی معنی دیتی ہیں، بعض رمزی معنی اور بعض ابتدائی حرفوں کی آوازیں۔ ذاتی معنی سے وہ معنی مراد ہیں جو کسی چیز کی تصویر سے اس کے لفظ پر دلالت کریں ایسی تصویریں تمام اصلی خطوط میں مشابہ ہیں۔ رمزی تصویروں میں ہر قوم کی اصطلاحیں الگ الگ ہیں مثلاً مصریوں نے ان تصویروں سے حسب ذیل اشارے مقرر کر رکھے تھے۔



(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶)

شکل (۱) سے نفی یا بربادی سمجھی جائے گی۔ شکل (۲) جس میں ستارہ لٹک رہا ہے۔ اندھیرے پر دلالت کرے گی۔ شکل (۳) سے مراد قوت اور طاقت ہے۔ شکل (۴) جس میں دو پاؤں چلتے ہوئے دکھائے گئے ہیں، حرکت کا مفہوم پیدا کرتی ہے۔ شکل (۵) میں ایک آدمی اپنے ہاتھ سے منھ کی طرف اشارہ کر رہا ہے، اس سے کوئی بھی ایسا کام سمجھا جا سکتا ہے جو منھ سے متعلق ہو، جیسے کھانا پینا یا بولنا۔ شکل (۶) ایک چھوٹی چڑیا کی تصویر ہے جس سے بدی مراد لی جاتی ہے۔ ہیروگلیفی حروف کی شکلیں (جو دوسرے دور تک پہنچ چکی تھیں) ذیل میں مع تفسیر درج کی جاتی ہیں (بائیں سے داہنی طرف کو پڑھنا چاہیے۔)

(ان) (ی ہ) (رس) (رح) (ورت) (رس م ح) (رح) (رت) (ان آ) (ان آ)



← سرھنیا ← حر ← تو ← حمس ← حر ← تو ← آن ← اُن ←
← شاردہن کا ← ہم نے ← محاصرہ کیا ← ہم نے ← وقت ← جس ←

عرصۂ دراز تک مصری اسی رسم الخط کو استعمال کرتے رہے۔ اس سے دو خط ہیراتی، اور "ڈیموطیقی" بھی پیدا ہو گئے تھے جن سے وہ لوگ اسی کے ساتھ ساتھ کام لیتے رہے۔ ہیروگلیفی مذہبی پیشواؤں میں محدود تھا جو تیسری صدی عیسوی تک کام میں لایا گیا۔ ہیراتی ہیروگلیفی ہی کی ترقی یافتہ شکل تھی جس کے حروف تیزی سے لکھے جا سکتے تھے۔ خط ڈیموطیقی ہیراتی کے بعد کی پیداوار ہے جو حروف تہجی کے لگ بھگ پہنچ گیا تھا۔ یہ خطوط مصر میں اس وقت تک مستعمل رہے جب تک کہ قبطیوں نے ان کو پرانے یونانی حروف سے نہیں بدل دیا۔ بعض ایسے ڈیموطیقی حروف بھی قبطی رسم الخط میں کام آ گئے جن کا مثل قدیم یونانی حروف میں موجود نہ تھا۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ ہیروگلیفی رسم الخط دنیا کے اکثر مشہور خطوں کی اصل ہے۔ گمان غالب ہے کہ فینیقیوں نے یہ خط مصر سے لے کر تمام عالم میں پھیلا دیا۔ فینیقی شام کے ساحلی مقامات پر تاریخی زمانوں سے پیشتر آباد تھے اور فراعنۂ مصر کے ہمعصر تھے۔ یہ سب سے پہلی قوم ہے جو عیسوی جنتری کے وجود میں آنے سے صدیوں پہلے کشتی رانی سے واقف ہوئی اور ملکوں ملکوں مال تجارت لیے پھری۔ اس نے ہیروگلیفی خط کو نشوونما دے کر حروف تہجی پیدا کیے اور تمام روئے زمین پر پھیلا دیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قرنہا قرن پیشتر یونانیوں کلدانیوں اور یہودیوں وغیرہ نے انہی فینیقیوں سے لکھنا سیکھا۔ بعد میں اس خط سے ایسی شاخیں پیدا ہوتی چلی گئیں جو اب تک دنیائے تمدن میں مستعمل ہیں۔

یہ رسم الخط فینیقیوں کا ایجاد کردہ نہ تھا بلکہ انھوں نے مصریوں سے سیکھ کر اس میں اچھائیاں ضرور پیدا کر دی تھیں۔ وہ تجارتی سلسلہ میں مصر آیا جایا کرتے تھے۔ مصریوں سے تجارتی معاملات قائم رکھنے کے لیے ان کو لکھائی سے کام لینے کی ضرورت محسوس ہوئی تب انھوں نے ہیروگلیفی اور ہیراتی کی کچھ شکلیں، جیسی مصریوں میں مستعمل تھیں، لے کر ان کی بناوٹ میں سہولیت استعمال کے لیے کسی قدر تغیر کر دیا۔ یونہی ہوتے ہوتے کچھ عرصہ کے بعد ان کے پاس ۲۲ شکلیں جمع ہو گئیں

جن میں ہر ایک سے وہ اپنی زبان کے ایک ایک حرف کا کام لیتے تھے اور اس کا
نام وہی رہنے دیا جس کی وہ تصویر تھی۔ (۲۲) حروف حسب ذیل تھے ا۔ب۔ج
و۔ز۔ح۔ط۔ی۔ک۔ل۔م۔ن۔س۔ع۔ف۔ص۔ق۔ر۔ش۔ت) مثلاً
بیل کی تصویر  جس سے مصری لوگ بیل ہی مراد لیتے ہیں اور
اس کو اپنی زبان میں آوا کہتے تھے، فینیقیوں نے بیل کے سر
سے ملتی جلتی ایک شکل ( ) بنائی جس کا نام (الف) بمعنی بیل رکھا اور اس
سے الف کا پہلا حرف (ا) مراد لیا۔ مصری ایک شکل گھر کی سی بناتے تھے۔ ( )
اور اس کو اپنی زبان میں (با) کہتے تھے جس کے معنی ہیں گھر فینیقیوں نے سہولت
کے لیے اس سے ملتی جلتی ایک شکل بنائی ( ) جس کا نام 'بیتھ' رکھا (جس
کے معنی ہیں 'گھر' یا 'خیمہ' عربی میں بیت صرف گھر کے معنی میں مستعمل ہے) اور اس کا
حرف اوّل (ب) مراد لیا۔ مصری (ج) کے لیے اونٹ کی شکل ( ) استعمال
کرتے تھے، فینیقیوں نے اس کی شکل (۸) آسان بنا کر جیمل (عربی جمل = اونٹ)
نام رکھا اور حرف اوّل (ج) مراد لیا۔ اسی طرح دندانے دار شین کی خط ہیروگلیفی
میں یہ شکل ( ) جس میں اگے ہوئے درخت (شجر) بنائے گئے ہیں۔ انہی
پر باقی حروف کو قیاس کر لینا چاہیے فینیقی لوگ حروف کا اقتباس کر کے اپنا لیتے
تھے اور جس چیز کی شکل ہوتی، اسی کا نام رکھ دیتے تھے یہاں تک کہ انھوں نے اپنی
زبان کے کل حروف جمع کر لیے اور فینیقی ابجد عالم وجود میں آگئی جس کے حرفوں کے
نام ان کی شکلوں پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے۔

جدول ابجد اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو

فینیقیوں نے سنہ [illegible] ق۔م۔ میں اہل یونان کو لکھنا سکھایا اور فینیقی حروف
کسی قدر تغیر کے ساتھ یونانی میں رائج ہو گئے۔ عراق کے دوآبہ میں جا کر اشوریوں کو
بھی سکھایا جو اس سے پہلے خط میخی استعمال کرتے تھے۔ لیکن چونکہ فینیقی حروف کے
استعمال میں زیادہ آسانی تھی، لہٰذا انھوں نے خط میخی اس کے مقابلے میں بالکل

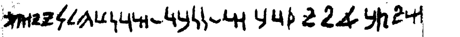
ترک کردیا کیونکہ اس میں ہر لفظ کے لیے ایک علیحدہ شکل تھی اور پڑھنے والوں کو ہزاروں الفاظ کی جداگانہ شکلیں یاد رکھنا پڑتی تھیں۔ چینی رسم الخط میں بھی یہی بات پائی جاتی ہے۔

یونانی سے رومی کا تھک یونانی جدید اور سلافی وغیرہ رسم الخط پیدا ہوئے جو اب تک یورپ اور امریکہ میں مستعمل ہیں۔ قبطی بھی یونانی ہی کی شاخ تھی جو اب مردہ ہو چکی۔

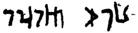
(یورپی حروف کی جدول صفحہ ۳۵ پر ملاحظہ ہو)

آرامی یا کلدانی سے تمام مشرقی خطوط جیسے عبرانی مربع، سطرنجیلی، نبطی اور ہندی پیدا ہوئے۔ سطرنجیلی کی شاخیں سریانی اور کوفی ہیں۔ نبطی سے عربی خط پیدا ہوا۔ ہندی کی شاخیں بنگالی اور گجراتی وغیرہ ہیں۔ فینیقی سے براہ راست قدیم عبرانی قبرسی اور قرطجنی خطوط نکلے۔ قدیم عبرانی سے سامری حروف پیدا ہوئے۔ مذکورہ بالا خطوط میں سے اکثر اب مردہ ہو چکے ہیں (تیسری جدول ص۳۶ پر ملاحظہ ہو۔

آرامی تمام مشرقی خطوط کی اصل ہے جو ابتدا میں درحقیقت فینیقی حروف تھے جن میں اختلاف پڑتے پڑتے اصل سے دوری ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ بعض حروف اوپر سے کھل گئے اور بعض بند ہوگئے جس کی مثال حسب ذیل ہے۔



میتبا دی قرب معن بر عمرن سلم بیلحا



لحا نفشہ

عربی حروف کے نام	فنیقی حروف کے نام	ان کے معنی	یونانی حروف کے نام	عربی حروف	فنیقی حروف	یونانی حروف	سامری حروف
الف	الف	بیل	الفا	ا	𐤀	A	ࠀ
بار	بیتھ	خیمہ یا گھر	بیٹا	ب	𐤁	B	ࠁ
جیم	جیمل	اونٹ	جملا	ج	𐤂	Λ	ࠂ
دال	دالتھ	دروازہ	ڈلٹا	د	𐤃	Δ	ࠃ
ہار	ھ	؟	ای	ہ	𐤄	E	ࠄ
واؤ	واؤ	گرز	او	و	𐤅	Y	ࠅ
زار	زین	ہتھیار	؟	ز	𐤆	I	ࠆ
حار	حیتھ	دیوار	ایتا	ح	𐤇	H	ࠇ
طار	طیط	سانپ	ستا	ط	𐤈	⊕	ࠈ
یار	یود	ہاتھ	یوتا	ی	𐤉	ς	ࠉ
کاف	کاف	رکاوٹ	کپّا	ک	𐤊	K	ࠊ
لام	لامدہ	چھوٹا	لامدھا	ل	𐤋	V	ࠋ
میم	میم	پانی	می	م	𐤌	M	ࠌ
نون	نون	مچھلی	نی	ن	𐤍	N	ࠍ
سین	سامک	ستون خانہ	سگما	س	𐤎	Σ	ࠎ
عین	عین	آنکھ	؟	ع	𐤏	⊙	ࠏ
فار	فا	منھ	پی	ف	𐤐	ς	ࠐ
صاد	صادی	—	زیٹا	ص	𐤑	Ϻ	ࠑ

عربی حرفوں کے نام	فینیقی حروف کے نام	ان کے معنی	یونانی حروف کے نام	عربی حروف	فینیقی حروف	یونانی حروف	سامری حروف
قاف	قوف	کان	—	ق	Φ	Φ	ϙ
راء	ریش	سر	رو	ر	Δ	Δ	P
شین	شین	دانت	—	ش	W	Ʒ	ш
تاء	تاؤ	نشانی	تاؤ	ت	+	T	ʌ

یورپی حرفوں کے نام	رومی حروف	قدیم انگریزی حروف	جرمنی حروف	گاتھک حروف
اے	A	A	A	A
بی	B	B	B	B
سی	C	C	C	C
ڈی	D	D	D	D
ای	E	E	E	E
ایف	F	F	F	F
جی	G	G	G	G
ایچ	H	H	H	H
آئی	I	I	I	I
جے	J	—	—	J

یورپی حرفوں کے نام	رومی حروف	قدیم انگریزی حروف	جرمن حروف	گاتھک حروف
کے	K	K	K	K
ایل	L	L	L	L
ایم	M	M	M	M
این	N	N	N	N
او	O	O	O	O
پی	P	P	P	P
کیو	Q	Q	Q	Q
آر	R	R	R	R
ایس	S	S	S	S
ٹی	T	T	T	T
یو	U	U	U	U
وی	V	V	V	V
ڈبلیو	W	W	W	W
ایکس	X	X	X	X

یورپی حرفوں کے نام	رومی حروف	قدیم انگریزی حروف	جرمنی حروف	گاتھک حروف
وائی	Y	𝔜	𝔜	[illegible]
زیڈ	Z	Z	𝔷	Z

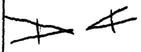
نمبر شمار	عربی حروف	آرامی حروف	قدیم نبطی حروف	جدید نبطی حروف	سریانی حروف	عبرانی حروف	[illegible]	تامل حروف
۱	ا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ܐ	א	اَ	அ
۲	ب	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ܒ	ב	آ	ஆ
۳	ج	?	?	?	ܓ	ג	اِ	இ
۴	د	?	[illegible]	[illegible]	ܕ	ד	ای	ஈ
۵	ہ	[illegible]	[illegible]	?	ܗ	ה	اُ	உ
۶	و	?	?	[illegible]	ܘ	ו	اُو	ஊ
۷	ز	[illegible]	?	?	ܙ	ז	اِ	எ
۸	ح	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ܚ	ח	اے	ஏ
۹	ط	?	?	?	ܛ	?	اَی	ஐ
۱۰	ی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ܝ	י	اُ	ஒ
۱۱	ک	?	?	?	ܟ	ך-כ	اُو	ஓ
۱۲	ل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ܠ	ל	اَو	ஔ
۱۳	م	[illegible]	[illegible]	?	ܡ	ם-מ	اِک	க
۱۴	ن	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ܢ	ן-נ	ںگا	ங
۱۵	س	[illegible]	[illegible]	?	ܣ	ס	سیا	ச

نمبر شمار	عربی حروف	آرامی حروف	قدیم نبطی حروف	جدید نبطی حروف	سریانی حروف	عبرانی حروف	تامل حروف کے تلفظ	تامل حروف
۱۶	ع	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ܥ	ע	چا	ச
۱۷	ف	?	[illegible]	?	ܦ	פ	نیا	ஞ
۱۸	ص	?	?	?	?	צ	ٹا/ڈا	ட
۱۹	ق	[illegible]	?	[illegible]	ܩ	ק	نا	ண
۲۰	ر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ר	تا	த
۲۱	ش	[illegible]	[illegible]	?	[illegible]	ש	نا	ந
۲۲	ت	[illegible]	[illegible]	?	[illegible]	תּ	پا/با	ப
۲۳	ث	—	—	—	[illegible]	ת	ما	ம
۲۴	خ	—	—	—	[illegible]	[illegible]	یا	ய
۲۵	ذ	—	—	—	[illegible]	[illegible]	را	ர
۲۶	غ	—	—	—	[illegible]	—	لا	ல
							وا	வ
۲۷	پ	—	—	—	[illegible]	פ	ژا	ழ
۲۸	گ	—	—	—	[illegible]	—	لا	ள
							را	ற
۲۹	ض	—	—	—	—	—	نا	ன
۳۰	ظ	—	—	—	—	—		
۳۱	ڈ	—	—	—	—	—		
۳۲	چ	—	—	—	—	—		

نمبر شمار	عربی حروف	آرامی حروف	قدیم نبطی حروف	جدید نبطی حروف	سریانی حروف	عبرانی حروف	
۳۳	ڈ	—	—	—	—	—	
۳۴	ڑ	—	—	—	—	—	
۳۵	ژ	—	—	—	—	—	

ہندی حرفوں کے نام	ہندی حروف	ہندی حرفوں کے نام	ہندی حروف	ہندی حرفوں کے نام	ہندی حروف
اَ	अ-अ	ڑال	ङ	پھا	फ
آ	आ-आ	چا	च	با	ब
اِ	इ	چھا	छ	بھا	भ
ای	ई	جا	ज	ما	म
اُو	उ	جھا	झ	یا	य
اُو	ऊ	ترَ	ञ	را	र
اِے	ए	ٹا	ट	لا	ल
اَے	ऐ	ٹھا	ठ	وا	व
اُو	ओ	ڈا	ड	سا	स
اَو	औ	ڈھا	ढ	ہا	ह
اَن	अं	ڑال	ण		
اَہ	अः	تا	त		
ک	क	تھا	थ		
کھا	ख	دا	द		
گا	ग	دھا	ध		
گھا	घ	نا	न		
		پا	प		

ہیروگلیفی	فینیقی	یونانی
 (آدا) بیل	 (الف) بیل	 (الفا)
ہیروگلیفی میں بیل کا پورا چہرہ بناکر (آدا) کا پہلا حرف (آ) مراد لیا جاتا ہے ۔	اس شکل کی ایک مثلث نما کی سی رہ گئی جس کو وسط سے کاٹ کر بائیں کا مثلث منہ اور داہنی طرف کی شاخیں سینگ فرض کی گئیں یہ بیل کی تصویر بگڑ کر پہلی حرفی شکل تیار ہوئی ۔	فینیقی شکل کو اس طرح گھمایا گیا کہ دونو سینگ نیچے آ گئے اور منہ اوپر ہو گیا ۔ یہ یورپی زبانوں کے حرف (اے) کی ابتدا ہے ۔
ساماری	قدیم انگریزی	رومی
	 (اے)	 (اے)
اس میں درمیان سے خط قاطع غائب ہو گیا ۔	یونانی شکل ساماری حرف کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر، قدیم انگریزی (اے) کی شکل میں تبدیل ہو گئی	(اے) کی سہل نگاری کے لیے ایک اطالوی شخص نے یہ شکل وضع کی جو خوبصورت ہونے کے علاوہ سہل بھی ہے اور اب تک اکثر یورپی خطوط میں رائج ہے ۔
عبرانی	جرمنی	تامل
		

شکل بھی کافی حد تک سامری حرف کی خوب صورتی سے متاثر ہوئی۔ سامری حرف میں دائیں طرف دو شاخیں اور اس میں ایک۔	یونانی حرف (الفا) کا منہ اوپر سے کھُل گیا اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے عبرانی حرف (آلیف) کی اتباع کی گئی۔	جرمنی حرف سے بہت مشابہ ہے اور بالواسطہ عبرانی سے بھی۔
ہندی	آرامی	نبطی قدیم
अ (آ)		
براہ راست تامل حرف سے بہت مشابہ ہے اور بالواسطہ جرمنی اور عبرانی سے بھی۔	آرامی میں یہ دونوں شکلیں رائج تھیں۔	بیل کے سر (مثلث) پر صرف ایک لکیر سینگوں کی یادگار باقی رہ گئی۔
نبطی جدید	عربی	سریانی
		 ابتدائی انتہائی
اس میں مثلث بھی مٹ گیا لیکن نیچے کی لکیر سے مثلث کی کچھ یادگار سی رہ گئی۔	اس میں نبطی جدید کے حرف کی اوپری لکیر بالکل سیدھی ہوگئی (ہندی میں آ محدود کبھی یوں ہی سیدھا	یہ عربی الف کی طرح لمبائی میں لکھا جاتا ہے۔ اس کی دوؔ شکلیں ہیں ایک ابتدائی جس

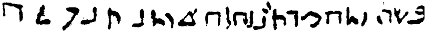
	"آ" بنتا ہے۔ جیسے ادھ میں ہے)	میں ہلکی سی لہر پائی جاتی ہے کیونکہ اوپر سے نیچے کی طرف کشش میں لہر پیدا کرنا آسان ہے۔ دوسری انتہائی، جو عربی الف کی طرح بالکل سیدھی ہے، اس کی کشش نیچے سے اوپر کو ہوگی۔

سلسلے کے لیے صہ ملاحظہ ہو۔

یعنی وہ تخت جو معن بن عمران نے سلم ربتا کو اپنی زندگی کے لیے پیش کیا۔ اس میں (م۔ ب۔ اور ع) کے منہ اوپر سے کھل گئے جس کا فینیقی خط میں کہیں پتا بھی نہیں ہے۔

خط آرامی ایشیا کی مختلف سمتوں میں پھیلا اور ہر گروہ میں پہنچ کر نئی شکل اختیار کی جس کی وجہ سے مذکورہ بالا شاخیں پیدا ہوئیں۔ مندرجہ بالا نقشہ یہ بتاتا ہے کہ شکلوں نے کس طرح ارتقائی مدارج طے کیے اور اپنی اصل سے بتدریج دور ہوتی چلی گئیں اسی نمونے پر دوسرے حروف کو بھی قیاس کر لینا چاہیے۔

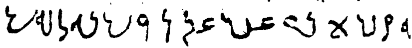
خط نبطی بھی آرامی ہی کی ایک شاخ ہے جس سے عربی خط نسخ پیدا ہوا۔ یہ رسم الخط بصری اور صرخد میں بسنے والی قوم انباط میں مستعمل تھا۔ اسی نواح میں اس طرز تحریر کے کچھ نمونے دستیاب ہوئے۔ جن کی دو مختلف قسمیں ہیں۔ ایک جو قدیم ہے، اپنی وضع قطع میں آرامی رسم الخط سے قریب تر ہے۔ اس کی ان کتبوں کی عبارت نقل کی جاتی ہے جو حوران کے قرب و جوار میں دستیاب ہوئے۔



قشہ دی ہمرت دی بنہ لہ ادینت بعلہ

یعنی سمرت کا اسٹیچو، جسے اس کے آقا ادینت نے بنایا۔

خط نبطی کی دوسری قسم جدید ہے جو عربی رسم الخط سے مشابہ ہے۔ ایک ایسا
کتبہ دستیاب ہوا جس پر عبارت اسی رسم الخط میں کندہ ہے۔ غالباً یہ اتصال
ن کی سب سے پہلی مثال ہے۔



قبرا دی عبد عبیدو بن کھیلو بن

یعنی یہ قبر عبیدو بن کھیلو بن .. .. کی بنوائی ہوئی ہے۔

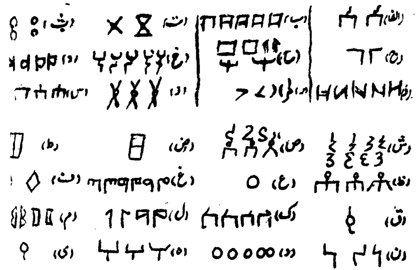
(۲) خط حتی۔ حتی ایک پرانی قوم تھی جو شام اور ایشیائے کوچک کے درمیان
ہد قدیم میں آباد تھی۔ اس کی لڑائیاں فراعنہ مصر اور آشوریوں سے ہوئیں۔ بعد ازاں
باہ و برباد ہوگئی اور اس کے آثار ہزاروں برس پیشتر معدوم ہوگئے تھے لیکن انیسویں
صدی عیسوی میں ماہرین آثار قدیمہ نے ایک سنگی کتبہ ڈھونڈ نکالا جس پر ہیروگلیفی
جیسے تصویری حرف کندہ ہیں۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ یہ طرز تحریر ہیروگلیفی
کی طرح خود ایک اصل ہے۔ یہ پتھر محلہ دھان۔ حماۃ (شام) میں پایا گیا۔

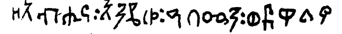


منہ میں ہاتھ دکھا کر بات کرنا مراد لیا گیا ہے۔ اس کے نیچے دو چوکور شکلوں سے
ام۔ (ما) سمجھا جائے گا۔ گھوڑے کی نعل جیسی تین شکلیں ہیں جن میں ہر ایک

سے (ا۔س × اس) مراد ہے اور فاعلیت کی علامت ہے۔ اسی پر بقیہ دلالتوں کو
بھی قیاس کر لینا چاہیے جو ابھی تک حل نہیں کی جا سکیں۔

خیال کیا جاتا ہے کہ حتی طرز تحریر سے کچھ رسم الخط پیدا ہوئے تھے جو بعد
میں پڑ گئے کیونکہ حبشی اور حمیری دو ایسے رسم الخط ہیں جو ہمارے نزدیک حتی سے
پیدا ہوئے۔ ان میں اور خط حتی میں پوری مشابہت پائی جاتی ہے۔ علاوہ بریں اب
تک ان کی اصل کا بھی پتا نہیں چل سکا تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ ان سے شا
خط حتی ہے۔ خط حمیری مندرجہ ذیل ہے۔





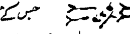
اور یہ خط حبشی ہے۔



اس میں اور حمیری خط میں پوری مشابہت پائی جاتی ہے، بجز اس کے کہ حمیری دا
سے بائیں کو اور حبشی بائیں سے داہنے کو لکھا جاتا ہے۔ بائیں طرف سے پہلا حرف
کس قدر حمیری الف سے مشابہ ہے۔ دوسرا (جیم) اور تیسرا (زے) ہے جو

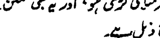
ذال سے ملتا ہوا ہے۔ چوتھا (الف) پانچواں (بے) چھٹا (ط) اور ساتواں (دے)
ہے۔ اسی پر باقی حروف کو بھی قیاس کر لینا چاہیے۔

(۳) خط میخی۔ اس طرز تحریر کو آشوری اور بابلی قومیں اس وقت تک استعمال
رتی رہیں جب تک فینیقیوں کے حروف تہجی ان کو نہیں پہنچ گئے۔ اس کو خط
خی اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے حروف کی شکلیں کیلوں جیسی ہوتی ہیں۔ ان کی زبان
کا لفظ (کالو) اس طرح لکھا جائے گا۔

 جس کے معنی ہیں (جلانا) بابل اور آشور (عراق)
کے کھنڈروں میں یہ رسم الخط اینٹوں پر کندہ پایا جاتا ہے۔ اس کے لکھنے کا طریقہ یہ
تھا کہ مٹی کی اینٹوں پر کسی نوک دار چیز سے حروف کھود کر خشک کر لی جاتی تھیں۔
پہلی نظر میں خط میخی کو دیکھ کر بھی خیال ہوتا ہے کہ اس کا تصویر نویسی سے کوئی تعلق
نہ ہوگا لیکن غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ دراصل تصویر نویسی ہی کی ایک شاخ ہے۔
اگر اس کی پرانی شاخیں دیکھی جائیں تو معلوم ہوگا کہ ان کے حروف تصویروں جیسے
ہیں۔

(۴) چینی خط۔ یہ طرز تحریر بہت پرانا ہے۔ اس کی شکلیں پورے پورے الفاظ
کو ادا کرتی ہیں جیسے کہ قدیم تحریریں ہوتی تھیں۔ اسی بنا پر اس کی شکلوں کی تعداد
ہزاروں تک پہنچتی ہے۔

جرجی زیدان اور بعض دیگر علما کا خیال ہے کہ غور کرنے سے اس کی شکلیں
تصویروں جیسی معلوم ہوتی ہیں اگرچہ امتدادِ زمانہ سے ان میں تغیر واقع ہو گیا ہے۔
بہت ممکن ہے کہ یہ خیال اپنی جگہ پر صحیح ہو اور چینی تحریر خط میخی اور خط تصویری
کی درمیانی کڑی ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ خط میخی کی ترقی یافتہ شکل ہو۔ نمونہ
درج ذیل ہے۔



اگر غور کیا جائے تو خط میخی کی مشابہت
صاف نظر آتی ہے۔ مندرجہ بالا نمونہ

میں داہنی طرف سے شکل نمبر (۲)، شکل نمبر (۳) اور شکل نمبر (۴) بالکل صاف
مشابہ ہیں۔ اب رہیں پہلی اور پانچویں شکلیں تو ان میں لکیریں الگ الگ نہیں
ہیں بلکہ ایک دوسرے میں سرے جڑے ہوئے ہیں۔ ہیروگلیفی اور حتی کی
شاخیں داہنے سے بائیں یا بائیں سے داہنے کو لکھی جاتی ہیں لیکن چینی کی سطر
اوپر سے نیچے کی طرف ہوتی ہیں۔ خط میخی میں بھی ہر لفظ کے لیے ایک شکل تھی ایسی
شکلوں کی تعداد اس زمانے کے محدود ضروریات کے مطابق ۶۰۰ تھی۔ ممکن ہے
کہ چینی نے اس کو قبول کر کے ساتھ ساتھ اپنی ضروریات کے مطابق دیگر شکلوں
کا اضافہ کر لیا ہو، جن کی موجودہ تعداد میں ۲۱۴ مفرد آوازوں کی اور ۸۶،۰
الفاظ کی علامتیں ہیں۔ بشکریہ "جامعہ" اکتوبر ۱۹۳۹ء

ترقی اُردو بورڈ کے لیے نیشنل بُک ٹرسٹ انڈیا نے شائع کیں

طبیعات کے بنیادی تصورات آرتھو بیرز ۲۵/- شریمد بھگوت گیتا۔ مترجم حسن الدین احمد ۴/۷۵
تاریخ فلسفۂ اسلام ٹی دو بوائر ۷/۵۰ خضر شناسی مرتب۔ ظ انصاری ۲۷/۵۰
تاریخ تمدن ہند پروفیسر محمد مجیب ۱۲/- حیدر علی از نریندر کرشن سنہا ۱۷/-
تاریخ فلسفۂ سیاست " " ۱۸/- ہندستانی معیشت، از الک گھوش ۳۶/۷۵
ہمارا قدیم سماج سید سخی حسن ۱۰/- چےخف ڈاکٹر ظ انصاری ۱۱/-
تاریخ تعلیم ہند سید نور اللہ و جے پی نائک ۲۰/-
انقلاب ۱۸۵۷ء مرتبہ: پی۔ سی۔ جوشی ۱۴/۷۵ تالستائے ڈاکٹر محمد یٰسین ۹/۲۵
لسانی مطالعے " ڈاکٹر گیان چند جین ۱۲/۵۰ حاتم طائی کا قصہ۔ ڈاکٹر نور الحسن نقوی ۱۶/۵۰
جدید ہندستان میں ذات پات ایم این سری نواس ۱۰/-

بچّوں کے لیے غیر درسی کتابیں

چراغ کا سفر سید محمد ٹونکی ۱/۵۰
چڑیاں سلطانہ آصف فیضی ۳/-
پیسے کی کہانی غلام حیدر ۳/-
خط کی کہانی " " ۳/۷۵

طبیعات (فزکس) حصہ دوم ۲/-
" " سوم ۵/-
حیاتیات حصہ اول ۳/-
" " دوم ۴/-
" " سوم ۵/-
علم کیمیا " اول ۴/۵۰
" " دوم ۴/-
آزاد ہندستان " سوم ۲/-
حکومت اور آئین ۲/-
ہندستان کا وسطی دور ۴/-

بچّوں کے لیے درسی کتابیں

حساب الجبرا حصہ اول، دوم، سوم فی ۲/-
جیومیٹری " " " ۲/-
گھریلو سائنس " " " ۲/-
طبیعات (فزکس) حصہ اول ۳/-

تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۵ دہلی ۶ بمبئی ۳ علی گڑھ نمبر ۱

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی مطبوعات

بوند اور سمندر امرت لال مترجم: رضیہ سجاد ظہیر

اس ناول کا مرکزی خیال فرد اور سماج کے درمیان تعلق اور رشتہ ہے۔ وہ کیا اور کیسا ہونا چاہیے۔ بوند فرد ہے اور سمندر سماج۔ آج فرد اور سماج کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے یا جڑا ہے اس کو سمجھنے کے لیے اس ناول کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت: ۲۸/۷۵

ہندی کے یک بابی ڈرامے مرتبہ: چندر گپت ودیا لنکار، مترجم: ڈاکٹر محمد حسن

زیر نظر مجموعہ ہندی کے یک بابی ڈراموں کے مختلف اسلوب و انداز پیش کرنے والا اہم انتخاب ہے۔ اس میں ہندی کے دس جانے پہچانے ڈرامانگاروں کے بہترین ڈرامے شامل ہیں۔ قیمت: ۱۲/۵۰

میلا آنچل پھنیشور ناتھ رینو مترجم: سلمیٰ صدیقی

یہ ہے "میلا آنچل" ایک ناول مقامی رنگ لیے ہوئے۔ اس میں پھول بھی ہیں، کانٹے بھی، دھول بھی ہے اور گلال بھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناول نگاران میں سے کسی سے بھی دامن بچا کر نہیں نکل پاتا، میلا آنچل عالمی ناول کہا جا سکتا ہے۔

قیمت: ۱۸/۷۵

راگ درباری شری لال شکلا مترجم: راشد سہسوانی

"راگ درباری" کو ہندی میں با مقصد طنز نگاری کی شروعات کہا گیا ہے۔ یہ کسی طرح بھی کلاسیکی ناول سے کم نہیں ہے۔ مختلف طرز کے پلاٹ ایک نئی ٹیکنک اور زبان و بیان کی خوبیوں سے بھرپور ناول۔

قیمت: ۱۵/۵۰

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

بابو حصہ اول ودوم	مصنف:	ایس بی فریاس	مترجم: صالحہ عابد حسین	۳/-
کشمیر	"	مالا سنگھ تصاویر جندرنی	" خدیجہ عظیم	1/50
پرندوں کی دنیا	"	جمال آرا	" محمد شفیع الدین نیر	1/50
ہماری ندیوں کی کہانی	"	لیلا مجمدار	" رضیہ سجاد ظہیر	1/50
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	"	لیلاوتی بھاگوت	" " "	1/50
رسیلی کہانیاں	"	منوج داس	" صغرا مہدی	1/50
آزادی کی کہانیاں (اول دوم)	"	وشنو پربھاکر	" انور کمال حسینی	۳/-
ہماری رلیلیں	"	جگجیت سنگھ	" عرش ملسیانی	1/50
ہندستان میں غیر ملکی سیاح	"	کے بسی کھنہ، تصاویر کرشن کھنہ		1/50
آؤ ناٹک کھیلیں	"	اما نند	مترجم: رفعیہ منظور الامین	1/50
بہت دن ہوئے (اول دوم)	"	ایم جوکسی و پی ایم جوشی	" رضیہ سجاد ظہیر	۳/-
بہادروں کی کہانیاں	"	راجندر اوستھی	" انور کمال حسینی	1/50
رد ہستا وندیا	"	کرشن چیتنیہ	" " "	1/50
سدا بہار کہانیاں	"	شانتا رنگاچاری	" " "	1/50
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اول دوم)		میر نجابت علی	" سید احسان	۳/-
بڑا پانی	مصنف:	لیلا مجمدار	" صالحہ عابد حسین	1/50
سورا	"	ملک راج آنند	" انور کمال حسینی	1/50
ہاکی کا کھیل	"	سرویدر سانیال	" پریتم لال	1/50
ھاتھی کا خاندان	"	منوہر داس چترویدی	" محمد شفیع الدین نیر	1/50
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	"	بریگیڈیر گیان سنگھ	" محمد ذاکر	1/50
پھول اور شہد کی مکھی	"	اشوک داور	" انور کمال حسینی	1/50
سب کا ساتھی سب کا دوست	"	اوما شنکر	" " "	1/50
سونا کی سیر		تارا چودھری	" " "	1/50

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی اہم مطبوعات

سورٹھ تیرا بہتا پانی	زویر چند میگھانی	مترجم: منظہر الحق علوی	۱۳/-
لہروں کی آواز	ملکی راما کرشنا مورتی	راج نرائن راز	۹/۵۰
چیکسہ دیو راجند	شری نواس	راشد سہسوانی	۲/۵۰
راگ درباری	شری لال شکل	"	۱۵/۵۰
میں	ہری نرائن آپٹے	کشور سلطان	۹/-
جدوجہد آزادی میں مجلس قانون ساز کا رول	منورنجن جھا	غلام ربانی تاباں	۱۳/۵۰
آب حیات	محمد حسین آزاد	تلخیص: پروفیسر احتشام حسین	۶/۷۵
منتخب قومی شاعری	مختلف شعرا	مرتبہ: علی سردار جعفری	۴/-
چار منتخب دیواروں میں	ایم۔ ٹی واسدیو نائر	مترجم: ظفر ادیب	۷/۷۵
فاطمہ کی بکری اور بچپن کی ساتھی	ویکم محمد بشیر	" اطہر پرویز	۵/۷۵
گنگا چیل کے پنکھ	لکشمی نندن بورا	" رضیہ سجاد ظہیر	۶/۷۵
برہمن لڑکی	شری دھرونکٹش کتیکر	" اگر سین نارنگ	۷/-
ملیالم افسانے	مرتبہ: اوم چیری این این پلے	" " "	۸/۷۵
تامل افسانے	" می پال سوم سندرم	" حسن سہروردی	۸/-
ہندی افسانے	" ڈاکٹر نامور سنگھ	" اگر سین نارنگ	۹/-
پنجابی افسانے	" ہر بھجن سنگھ	" مخمور جالندھری	۷/-
اردو افسانے	" رضیہ سجاد ظہیر		۱۰/-

ذاکر حسین میموریل کی دلچسپ کتابیں

ابو خاں کی بکری	ڈاکٹر ذاکر حسین	۳/-	سلطان زین العابدین	رضیہ سجاد ظہیر	۶/۵۰
گلابو چوسپاہی بنا	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰	انوکھی دکان	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰
راجہ رام موہن رائے	عرش ملسیانی	۴/۵۰	دنیا کے جانور	"	۲/۵۰
ذاکر صاحب کی کہانی	سید خورشید عالم	۶/۵۰	خواجہ الطاف حسین حالی	بیگم صالحہ عابد حسین	۶/۵۰

ترقی اردو بورڈ کی تازہ مطبوعات

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ

آباری	مصنف:	ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ:	مخمور جالندھری	۵/۲۵
پنڈت وشنو دگمبر	"	ڈی آر اٹھاولے	"	ش قعدانی	۲/۲۵
عظیم بامنی	"	ڈی کنکنٹیڈ	"	ڈاکٹر پرتماسرن	۶/۲۵
قاضی نذرالاسلام	"	بسودھا چکرورتی	"	عرش ملسیانی	۲/۲۵
کچھوا اور خرگوش	"	ڈاکٹر ذاکر حسین		بلا جلد ۱/- مجلد	۲/-
کبیر	"	ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	ترجمہ	ایم۔ کے دوانی	۲/۵۰
گاندھی کا ہندستان کثرت میں وحدت			مرتبہ:	گاندھی صدی سب کمیٹی	۴/۲۵
گرونانک	مصنفہ	گوپال سنگھ	ترجمہ:	مخمور جالندھری	۳/-
مٹتی بنتی تصویریں	"	بھگوتی چرن ورما	"	رضیہ سجاد ظہیر	۵/-
تاش کے محل (ناول)	"	سیال رنگا نکیا	"	زینت ساجدہ	۵/۵۰
سفید خون	"	نانک سنگھ	"	رتن سنگھ	۸/-
گرو گوبند سنگھ	"	ڈاکٹر گوپال سنگھ	"	مخمور جالندھری	۳/-
زندگی ایک ناٹک	"	پنا لال پٹیل	"	کشور سلطان	۱۰/-
رنجیت سنگھ	"	ڈی۔ آر۔ سود	"	مخمور جالندھری	۲/۷۵
جدوجہد آزادی	"	بپن چندر	"	غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
بگڑا داڑی	"	ڈنکیش ماڈگولکر	"	عرش ملسیانی	۵/۲۵
شاعر	"	تاراشنکر بندوپادھیائے	"	پریمش کمار ٹھے	۸/۷۵
موت کے بعد	"	شیورام کارنت	"	محمود سرورش	۸/۷۵
آدمی کے روپ	"	یش پال	"	سہیل عظیم آبادی	۱۲/-
اکبر	"	لارنس بینین	"	رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰

مطبوعاتِ مکتبہ جامعہ ایک نظر میں

ادب، تنقید، انشاء

انشائیات — ڈاکٹر سید عابد حسین — ۱۵/-
نظر سے خوش گذرے — بیگم انیس قدوائی — ۱۲/-
مجیب صاحب کی ڈراما نگاری — قمر اعظم ہاشمی — ۵/-
ذکرِ ریاض — علی جواد زیدی — ۱۲/-
رموزِ غالب — ڈاکٹر گیان چند — ۱۸/۵۰
اقبال اور مغربی مفکرین — جگن ناتھ آزاد — ۱۰/۵۰
ذکرِ غالب — مالک رام — ۱۵/-
کچھ نثر میں بھی — آنند نرائن ملا — ۱۶/-
بازگشت — ڈاکٹر کبیر احمد جائسی — ۱۱/-
جدید اردو ادب — ڈاکٹر محمد حسن — ۱۵/-
میر انیس سے تعارف — صالحہ عابد حسین — ۶/-
اُردو کیسے لکھیں — رشید حسن خاں — ۴/-
مشاہیر کے خطوط — عبداللطیف اعظمی — ۱۲/۵۰
جانے والوں کی یاد آتی ہے — صالحہ عابد حسین — ۱۸/-
مسالک و منازل — ضیاء احمد بدایونی — ۲۲/-
نگارستان — پروفیسر محمد مجیب — ۱۶/-
غالب اور شانِ تیموریہ — خلیق انجم — ۹/۵۰
ہوا کے دوش پر — غلام ربانی تاباں — ۹/۵۰
قدیم دلی کالج — مالک رام — ۹/۵۰

ہندستان کی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق — مرتبہ سید فرحت حسین — ۱/۷۵
مسرت سے بصیرت تک — آل احمد سرور — ۱۲/۵۰
نظر اور نظریے — " " — ۱۲/۵۰
طنزیات اور مضحکات — رشید احمد صدیقی — ۱۰/۵۰
اشخاص و افکار — ضیاء الحسن فاروقی — ۶/۵۰
تجزیے — ڈاکٹر گیان چند — ۱۳/۵۰
اردو قصیدہ نگاری کا تنقیدی جائزہ — ڈاکٹر محمود الٰہی — ۱۴/-
خواتین کربلا کلام انیس کے آئینے میں — صالحہ عابد حسین — ۱۴/-
حسرت کی شاعری — ڈاکٹر یوسف حسین خاں — ۲/۵۰
کاروانِ فکر — " — ۳/۷۵
اردو اسپیز — ظہیر الدین مدنی — ۵/۵۰
اردو مرثیہ — سفارش حسین رضوی — ۶/-
بکھرے ورق — سونتی کمار چٹرجی — ۴/-
پردیسی کے خطوط — مجنوں گورکھپوری — ۲/۷۵
تنقید کیا ہے — آل احمد سرور — ۶/۲۵
جدید ترکی ادب کے ارکانِ ثلاثہ — ضیاء الحسن فاروقی — ۴/-

یادوں کے سائے — عتیق احمد صدیقی — ۱۴/-
تلاش میر — نثار احمد فاروقی — ۱۱/-
نقد اقبال — میکش اکبرآبادی — زیر طبع
آشفتہ بیانی میری — رشید احمد صدیقی — ۹/-

تذکرے، سیرت، شخصیت

وہ صورتیں الٰہی — مالک رام — ۱۰/-
ہمارے ذاکر صاحب — رشید احمد صدیقی — ۹/-
اکابر تعلیم — سعید انصاری — ۱۲/-
تذکرۂ معاصرین اول — مالک رام — ۱۶/-
تذکرہ معاصرین دوم — مالک رام — ۱۴/-
ہندستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں — سالم قدوائی — ۱۶/-
پریم چند کے خطوط — مدن گوپال — ۷/۵۰
قلم کا مزدور — " " — ۵/-
گنجہائے گراں مایہ — رشید احمد صدیقی — ۸/-
ڈاکٹر ذاکر حسین — عبداللطیف اعظمی — ۶/۵۰
داستان اشک و خوں — خواجہ غلام السیدین — ۱/۵۰
شہر آشوب — نعیم احمد — ۸/۵۰
شراب کہنہ — رشید نعمانی — ۴/-
مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زبان میں — غلام السیدین — ۳۰/-
کیا خوب آدمی تھا — ڈاکٹر عابد حسین — ۲/۵۰

تعلیم و تربیت

تاریخ کیسے پڑھائیں — مسعود ہاشمی — ۸/-
تعلیم اور سماج — سعید انصاری — ۵/-
گاندھی جی کے تعلیمی خیالات — " " — ۱۶/-
تعلیم فلسفہ اور سماج — ڈاکٹر سلامت اللہ — ۱۲/۵۰
بنیادی استاد کے لیے — " " — ۸/۵۰
جامعہ کا طریقہ — عبدالغفار مدھولی — ۲/۵۰
چند پروجیکٹ — " " — ۲/۵۰
ہم کیسے پڑھائیں — ڈاکٹر سلامت اللہ — زیر طبع
موجودہ تعلیمی مسائل — عبداللہ ولی بخش قادری — ۴/۵۰
تعلیمی خطبات — ڈاکٹر ذاکر حسین — ۸/-
کھیل کے ذریعے تعلیم اول، دوم — عبدالغفار مدھولی — ۴/-
مدرسہ ابتدائی کی کہانی — " " — ۲/-

تاریخ، سیاسیات، مذہب

عربوں میں تاریخ نگاری کا آغاز و ارتقا — محمود الحسن — ۱۵/-
دنیا کی کہانی — پروفیسر محمد مجیب — ۷/-
دین الٰہی اور اس کا پس منظر — مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی — ۴/-
دنیا اسلام سے پہلے اسلام کے بعد — عبدالسلام قدوائی — مجلد ۴/- غیر مجلد ۳/-
اسلامی عقاید و مسائل مذہب — مولانا جلال الدین عمری — ۴/-
مسلمان اور سیکولر ہندستان — ڈاکٹر مشیر الحق — ۷/-
مذہب اور جدید ذہن — " " — ۷/۵۰

ہماری تہذیبی میراث۔ سفارش حسین رضوی ۷/-
مسلمان اور عصری مسائل ڈاکٹر عابد حسین ۶/۵۰
کتاب و سنت کے جواہر پارے } مولانا جمال الدین اعظمی ۲/۲۵
سماجی تبدیلیاں رام سرن شرما ۲/-
تعلیمات اسلام دوم مولانا عبدالسلام قدوائی ۴/-
آشفتہ بیانی میری رشید احمد صدیقی ۵/-
اسلام کی اخلاقی تعلیمات امام غزالی ۹/۵۰
امریکہ کے کالے مسلمان مشیر الحق ۲/۵۰
مسلم پرسنل لا کے تحفظ کا مسئلہ } طاہر محمود ۴/-
کتاب کی کہانی احمد حسن نقوی ۱/۵۰
پاکستان کا قیام اور ابتدائی حالات } سری پرکاش ۴/-
ہندستان میں مذہب اسلام پر نظر ثانی کی ضرورت } اے اے اے فیضی ۵۰/-
تاریخ الامت اول مولانا اسلم جیراج پوری ۳/۵۰
" دوم " " ۴/-
" سوم " " ۳/۷۵
" چہارم " " ۴/۲۵
" پنجم " " ۴/۲۵
" ششم " " ۴/۲۵
" ہفتم " " ۳/-
" ہشتم " " ۴/۵۰

کچھ پرانے خطوط جواہر لال نہرو ۱۰/-
یادگار شخصیتیں " " ۷/۱۰

نظم

پچھلے پہر جاں نثار اختر ۷/-
بیاض مریم سکندر علی وجد ۱۲/-
ضبط شدہ نظمیں مرتبہ خلیق انجم ۲۱/-
ہندستان ہمارا۔ اول دوم۔ جاں نثار اختر ۲۰/-
نئی نظم کا سفر۔ خلیل الرحمٰن اعظمی ۱۲/۵۰
آتش گل جگر مراد آبادی ۸/-
نئی دنیا کو سلام سردار جعفری ۸/-
پچھلی رات فراق گورکھپوری زیر طبع
انتخاب حالی سفارش حسین رضوی ۶/۵۰
غالب اردو کلام کا انتخاب } پروفیسر محمد مجیب ۵/۵۰

ڈرامے

ہیروئن کی تلاش (نیا اڈیشن) پروفیسر محمد مجیب ۲/-
آزمائش " " ۲/۲۵
آذر کا خواب قدسیہ زیدی ۴/-
جان ہار " زیر طبع
خانہ جنگی پروفیسر محمد مجیب ۲/۲۵
انجام " " ۱/۵۰

کھیتی	پروفیسر محمد مجیب	۱/۵۰
اوپر کی منزل	کرتار سنگھ دگل	۴/-
آئینۂ ایّام	ترجمہ: خلیق احمد	۴/۵۰
پردۂ غفلت	ڈاکٹر سیدہ عابد حسین	۲/۲۵
دروازے کھول دو	کرشن چندر	زیر طبع
سراج الدولہ	ترجمہ اشفاق حسین	۲/۲۵
نقش آخر	اشتیاق حسین قریشی	۲/-

ناول، افسانے، خاکے

ہاتھ ہمارے قلم ہوئے	راجندر سنگھ بیدی	۱۰/-
ایک چادر میلی سی	" "	۴/۵۰
دل دل	رضیہ سجاد ظہیر	۵/۵۰
سات سال	" "	۶/-
زندگی کی لہر	ساڈمنگ	۴/-
آدمی کا مقدر	ترجمہ: قرۃ العین حیدر	۱/۵۰
آلپس کے گیت	" "	۴/-
دو صورتیں الٰہی	مالک رام	۱۰/-
ڈنگر	ترجمہ قرۃ العین حیدر	۳/-
ماں کی کھیتی	"	۲/۵۰
لیڈوکسیہ	"	۲/-
پت جھڑ کی آواز	"	۷/-
ایک ننھی انیتا	امرتیا پریتم	۴/-
باپ بیٹے	ترجمہ: انور عظیم	۶/-

بیوہ	پریم چند	زیر طبع
گئودان	"	۱۱/-
میدان عمل	"	زیر طبع
واردات	"	۵/۵۰
چنار کا پتّا	سلطانہ آصف فیضی	۳/-
پیار کا موسم	مہندر ناتھ	۴/۵۰
شکست ناتمام	ترجمہ: زہرہ سیّدین	۲/-
دلّی کی شام	بلقیس جہاں	۸/-
صلاح الدین ایوبی،	قاضی عبدالستار	زیر طبع
اپنے دکھ مجھے دیدو	راجندر سنگھ بیدی	۶/-
پرند اور دیگر افسانے	آصفہ مجیب	۲/-
بڑی حویلی	مرزا محمود بیگ	۲/۵۰
چراغوں کا سفر	رام لال	۴/-
کیمیاگر	پروفیسر محمد مجیب	۲/۵۰
ایوانِ غزل	جیلانی بانو	۱۶/-
آرزو	سراج انور	۱۲/-
دھند	صغرا مہدی	۸/-
دھوپ چھاؤں	مسرور جہاں	۱۱/۵۰
خاک تمنّا	سراج انور	۱۱/۵۰
منزلیں پیار کی	سیفی پریمی	۸/-
جلیس	انور کمال حسینی	۵/-
اللہ میگھ دے	رضیہ سجاد ظہیر	۷/۵۰
اُلجھی ڈور	صالحہ عابد حسین	۵/۵۰

پانچ جولائی	صغرا مہدی	۶/-	پتھر کا شہزادہ (افسانے)	صغرا مہدی	۴/-
دوسٹر کلکے تک	عزیز قیسی	۳/۵۰	جہاں آرا (ناول پیر)	رفعت سروش	۹/۰۰
اپنی اپنی صلیب	صالحہ عابد حسین	۹/-	تنہائی (ڈراما)	ساگر سرحدی	۸/۵۰
کالا شہر گورے لوگ	احسان الحق	۶/۰	دس افسانے (مرتبہ)	صغرا مہدی	۸/۵۰
راستے اور کھڑکیاں (افسانے)	انور خاں	۷/-			

کالج کے طلبہ کے لئے اہم درسی کتب

نیا اردو نصاب اول دوم ۳/- ۳/-	قیصر زیدی، محمد ذاکر	۶/-
آئینہ ادب	ڈاکٹر محی رضا، ڈاکٹر آدم شیخ	۵/۵۰
انوار ادب	پروفیسر فصیح الدین، ڈاکٹر مجاہد حسین	۶/۵۰

معیاری کتب

		لائبریری ایڈیشن	طلبہ ایڈیشن
مقدمہ شعر و شاعری	رشید حسن خاں	۵/-	۴/-
انتخاب سراج اورنگ آبادی	ڈاکٹر محمد حسن	۲/۷۰	۱/۷۰
موازنۂ انیس و دبیر	رشید حسن خاں	۹/-	۷/-
انتخاب مراثی (انیس و دبیر)	" "	۹/۵۰	۱/۵۰
انتخاب نظیر اکبر آبادی	" "	۹/-	۷/-
نیرنگ خیال	مالک رام	۳/۲۰	۱/۲۵
فسانہ آزاد (تلخیص)	ڈاکٹر قمر رئیس	۹/۵۰	۷/۵۰
فردوس بریں	" (")	۳/۷۰	۲/۷۰
شریف زادہ	" (")	۴/۲۰	۲/۲۵

یاتِ سعدی	رشید حسن حسّان	۹/۳۰	۴/۴۰
انتخاب اکبر الٰہ آبادی	(ڈاکٹر) صدیق الرحمٰن قدوائی	۴/۷۰	۳/۷۰
انتخاب میر	ڈاکٹر محمد حسن	زیر طبع	
دیوانِ درد	رشید حسن خاں	۴/۳۰	۳/۳۰
مجالس النسا	صالحہ عابد حسین	۴/۳۰	۳/۳۰
انتخاب مضامین شبلی	رشید حسن خاں	۱۱/-	۱۰/-
امراؤ جان ادا	ڈاکٹر محمد حسن	۸/۵۰	۷/۵۰
یادگار غالب (حصہ اردو)	مالک رام	زیر طبع	
یادگار غالب (حصہ فارسی)	"	۱۰/-	۹/-
مثنوی گلزار نسیم	رشید حسن خاں		۳/۵۰
گذشتہ لکھنؤ	" "	۱۲/۵۰	۱۱/۵۰
فسانۂ مبتلا	ڈاکٹر صدیق الرحمٰن قدوائی		۹/۵۰
انتخاب ولی	" سید ظہیر الدین مدنی	زیر طبع	
افاداتِ سلیم	" خلیق انجم	۷/۵۰	۶/۵۰
توبۃ النصوح	مالک رام	۶/۵۰	۵/۵۰
قصہ حاتم طائی	اطہر پرویز	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب ناسخ	رشید حسن خاں	۸/۵۰	۷/۵۰
انتخاب سودا	"	۱۴/۵۰	۱۳/-
انتخاب محمد قلی قطب شاہ	محمد اکبر الدین صدیقی	۷/-	۶/-
انتخاب ذوق	ڈاکٹر تنویر احمد علوی	۵/۵۰	۴/۵۰
انتخاب مضامین سر سید	انور صدیقی	۵/-	۴/-
باغ و بہار	رشید حسن خاں	-	۶/۵۰
مثنوی سحر البیان	"	-	۴/-

بچوں کی کتابیں

مذہب

ارکانِ اسلام مولانا اسلم جیراج پوری -/۶۰
عقائد اسلام ״ ״ -/۶۰
رسولِ پاک عبدالواحد سندھی ۲/-
چار یار الیاس مجیبی ۲/۵۰
آں حضرتؐ ״ ״ (اردو) -/۸۰
״ ״ ״ (ہندی) -/۶۰
پاک کہانیاں (اول دوم) مقبول احمد سیوہاروی ۳/-
خلفائے اربعہ خواجہ عبدالحیٔ فاروقی ۳/-
نبیوں کے قصے ״ ״ ۱/۵۰
ہمارے رسولؐ ״ ״ ۲/۵۰
مسلمان بیبیاں اعجاز الحق قدوسی ۱/-
ہمارے نبیؐ سید تواب علی رضوی (اردو) ۱/۲۵
״ ״ ״ (ہندی) ۱/۲۵
سرکارِ دو عالمؐ محمد حسین خاں ۳/-
سبیل الرشاد ۱/۵۰

معلومات

آدمی کی کہانی مشتاق احمد اعظمی ۲/-
معلومات کی پانچویں ״ ״ ۲/۵۰

دنیا کے بچے محمد حسین حسان ۱/۲۵
میر انیس حسین حسان ۲/-
انوکھا عجائب خانہ ״ ״ ۱/۵۰
بجلی کی کہانی (۳ حصے) محمد عبدالغفار -/۵۰
بڑا دادا کی کہانی -/۸۰
مفید معلومات دوم سوم چہارم -/۵۰
״ ״ ״ پنجم ۱/۵۰
خبر رسانی کے طریقے رفعیہ منظور الامین ۱/۵۰
مقناطیس کی کہانی -/۵۰
دہلی ڈاکٹر مجاہد حسین زیدی ۲/-
تاریخ ہند کی کہانیاں (اول تا چہارم) ۱/۷۵
رابندر ناتھ ٹیگور صفدر حسین ۱/۲۵
سماجی زندگی اول تا چہارم } احمد پٹیل و غلام ابرار ۱/۹۰
سمندر کے کنارے سلطانہ آصف فیضی ۱/۵۰
سمندر کے نیچے ״ ۳/-
قدرت کے کرشمے ادارہ -/۸۰

کہانیاں، ناول، ڈرامے

تاک دنا دن تاک کے سے عبدالواحد سندھی -/۹۰
روٹی کس نے پکائی ״ -/۶۰

پھر میں چگوں کیا خاک	"	-/۶۰	ہرن کے بچے	" "	-/۵۰
پانچ پونے	"	-/۶۰	میاں [illegible] کے بچے	" "	-/۵۰
چیونٹی رانی	"	-/۶۰	لومڑی کے بچے	" "	-/۵۰
بچوں کی کہانیاں	"	-/۶۰	بہادر	" "	-/۷۵
ایک دیس ایک شخص	صالحہ عابد حسین	۱/۲۰	سونے کا پنجرہ	احسان الحق	-/۶۵
جادو کے کھیل	اطہر پرویز	-/۶۰	بدنصیب شہزادی	ابرار محسن	۱/-
میر انیس	محمد حسین حسان	۲/-	عقل کا سودا	" "	-/۷۰
پلک نہ مارو	یوسف ناظم	۲/-	تیس مار خاں	" "	۱/-
پان کھا کر طبلہ بجا کر رام ناچا	عبدالواحد سندھی	-/۶۰	جنگل کا راجا	" "	۱/-
			جن حسن عبدالرحمٰن دو حصے	ایلی لاگن	۵/-
پکڑو دُم کتے کو	" "	-/۶۰			
مورانا پردیس چلے	" "	-/۶۰	چوری کی عادت	عبدالغفار مدھولی	-/۵۰
ہپتو جیتو	" "	-/۴۰	جھوٹا لڑکا	" "	-/۳۰
انعامی مقابلہ	محمد حسین حسان ندوی	۱/-	غیر ذمے دار لڑکا	" "	-/۵۰
دعوت ملا جی کی	" "	-/۶۰	پٹھانوں کی کہانی	محمد امین	۲/-
جیت کس کی	" "	۱/-	بندر کا گھر	خضر برنی	-/۷۵
انصاف کا تخت	ابرار محسن	-/۷۵	دلّی دور ہے	مجیب احمد خاں	-/۵۰
چینی کی گڑیا	محمد حسین حسان ندوی	-/۷۵	کوے دادا	ترجمہ: " "	۲/-
بہادر سیاح	محمد حسین حسان ندوی	-/۶۵	عجب اسباب	آصفہ مجیب	۱/۷۵
چچا غالب	مرتبہ: " "	۲/-	تین کوڑیاں	اقبال امروہوی	۱/۲۰
ٹامبیلی خاں	" " "	-/۵۰	پریم کی جیت	اسد اللہ کاظمی	زیر طبع
شیر خاں	" قرۃ العین حیدر	-/۵۰	ترکوں کی کہانیاں	مرتبہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ	-/۵۵
بھیڑیے کے بچے	" "	-/۵۰	مزہ چکھائیں گے	" "	-/۳۵

چھوٹی لالٹین	مشتاق احمد	-/۳۵	تین اناڑی	عصمت چغتائی	-/۴۰
چقماق کی ڈبیا	برکت علی فراق	-/۴۰	خربوزہ شہزادہ کا سوہن گیا	کوثر بانو	-/۴۰
تیس مار خان کے کارنامے	ایم ندیم	۱/۲۵	مزیدار پہیلیاں	محمود علی خان	زیر طبع
چھاوت کا آدم خور شیر	محمد معین	-/۳۵	ننھا ٹٹو	خورشید سلطان	-/۳۰
ستاروں کی سیر	کرشن چندر	۱/۷۵	چنبیلی	محمد حسین حسان	-/۵۰
ڈاکو کی گرفتاری	ایم ندیم	-/۵۰	شید لا	پروفیسر محمد مجیب	-/۵۰
لال مرغی	عبدالواحد سندھی	-/۵۰			

تعلیم بالغان کے سلسلے کی کتابیں

پیشے			تمدن و معاشیات		
بڑھئی	مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی	-/۳۱	چناؤ کے بھید	مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ	-/۳۱
احمد خاں دکان دار	"	-/۳۱	سرکاری ٹیکسوں کا راز	" "	-/۳۱
بھشتی	"	-/۳۱	ضلع کی سرکار	" "	-/۳۱
پیارے جان درزی	"	-/۳۱	کارخانوں کے قانون	" "	-/۳۱
تانگے والا	"	-/۳۱	**جھلکیاں**		
حفیظ خانساماں	"	-/۳۱	احمد علی	مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ	-/۳۱
عبدالرحمٰن راج	"	-/۳۱	سید سلیمان	" "	-/۳۱
کلو حلوائی	"	-/۳۱	احمد ندیم	" "	-/۳۱
مرغی پالیے	"	-/۵۰	اکبر الہ آبادی	" "	-/۳۱
نصیب خان حجام	" " "	-/۳۱	حیات اللہ انصاری	" "	-/۳۱

سہیل عظیم آبادی مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
عبدالحق " " ۳۱/-
میرامن " " ۳۱/-
نذیر احمد " " ۳۱/-

حفظانِ صحت

دق اور اس کا علاج مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
زچہ بچہ " " ۳۱/-
طاعون اور چیچک " " ۳۱/-
فوری علاج دم گھٹنا " " ۳۱/-
" (حادثہ) " " ۳۱/-
" ہڈی کا ٹوٹنا " " ۳۱/-

ڈراما اور سوانح

استری دھن مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
ٹھیک بات چیت کی جے " ۳۱/-
اجمیری خواجہؒ " " ۳۱/-
امیر خسروؒ " " ۳۱/-
سوامی دیانند " " ۳۱/-
غوث پاکؒ " " ۳۱/-
گاندھی جی (اول) " " ۳۱/-
" " (دوم) " " ۳۱/-
گرونانک " " ۳۱/-
مصطفےٰ کمال (دوم) " " ۳۱/-
نظام الدین اولیاؒ " " ۳۱/-

کرشن کنہیا مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-

کہانیاں

کہانیاں (اول) ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
" (دوم) " " ۳۱/-
پنچ تنتر (") " " ۳۱/-
" (سوم) " " ۳۱/-

کھیتی باڑی

آم کے باغ لگایئے مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
اپنی کھیتی کو ایک چک کرو " " ۳۱/-
پپیتے کے باغ لگایئے " " ۳۱/-
پھلوں کی کھیتی " " ۳۱/-
پیڑوں کی کاٹ چھانٹ " " ۳۱/-
جانور بھلا چنگا ہے " " ۳۱/-
ساگ سبزی اگایئے " " ۳۱/-
کوآپریٹیو فارمنگ " " ۳۱/-
کھاد بنایئے کھاد ڈالیے " " ۳۱/-
لیموں، انار، بیر " " ۳۱/-
مقدمے کی مار " " ۳۱/-
نتھو دھنوان ہوگیا " " ۳۱/-

مذہب

ابوداؤد شریف مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-
ابن ماجہ شریف " " ۳۱/-
نسائی شریف " " ۳۱/-

کفن دفن مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-

معلومات

چاند تارے مرتبہ ادارہ تعلیم و ترقی جامعہ ۳۱/-

دن رات (اول) " " ۳۱/-

" (دوم) " " ۳۱/-

ہوائی جہاز (حصہ دوم) " " ۳۱/-

فٹ بال " " " ۳۱/-

ہلکے پھلکے کھیل " " ۳۱/-

متفرق کتب

پنجابی لوک گیت " " ۳۱/-

تعلیم بالغان کے سلسلے کی نئی کتابیں

آستین کا سانپ محمد حسین حسان ۵۰/-

الٹی دوا " " ۵۰/-

برف کا گھر " " ۵۰/-

تاؤ کے ایڈیشن " " ۵۰/-

چاند " " ۷۵/-

دیمک " " ۸۲/-

کتنی زمین " " ۶۲/-

بادشاہ کے کپڑے مشیر فاطمہ ۵۰/-

بچے کی بری عادتیں ڈاکٹر پی راج موگا ۵۰/-

بچوں کی چھوٹی موٹی بیماریاں " " ۵۰/-

بے گناہ مجرم شفیق الرحمٰن قدوائی ۵۰/-

تین سوال عبداللطیف اعظمی ۵۰/-

چھٹی کی چوٹ معین الدین ۷۵/-

چیچک مشتاق احمد ۶۲/-

موسم کے بارے میں ننانوے سوال محمد امین ۸۷/-

ہماری درسی کتابیں

اردو

اردو قاعدہ ۴۵/-

" رنگین ۶۵/-

اردو کی پہلی کتاب ۶۰/-

" دوسری کتاب ۳۰/-

" تیسری کتاب ۹۵/-

" چوتھی کتاب ۲/۳۰

" پانچویں کتاب ۲/۴۰

" چھٹی کتاب ۲/۵۰

" ساتویں کتاب ۲/۷۰

" آٹھویں کتاب ۲/۷۰

ہندی

سرل ہندی پرائمر ۲۵/-

ہندی پرائمر (اول) ۲۵/-

" " (دوم) ۲۵/-

بال پریم (اول) ۸۷/-

" (دوم) ۱/۸۲

" (سوم) ۱/۲۵

" (چہارم) ۱/۲۵

نومجمات	۲/۶۲	گھریلو سائنس درجہ چہارم ترجمہ محمود سروش	۳/۴۵
حساب			
جدید حساب (درجہ دوم) ترجمہ نادر حسین	۲/۴۵	گھریلو سائنس درجہ پنجم ترجمہ دینا ناتھ گوڑ	۲/۴۰
" " (سوم) " محمد یونس	۲/۷	ہماری دلی (درجہ سوم) " "	۲/۰
" " (چہارم) " ملکہ بیگم قزلباش	۳/۵۰	آئیے سائنس کر کے سیکھیں سوم	۳/۰
" " (پنجم) " محمد یونس	۳/۳۰	" " چہارم	۳/۰
طالبات کے لیے		" " پنجم	۳/۰
گھریلو سائنس (درجہ سوم) ترجمہ محمود سروش	۳/۴۵		

قاعدہ یسرنا القرآن

مکتبہ جامعہ نے تعلیمی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قاعدہ یسرنا القرآن کو نئی ترتیب، آسان و عام فہم ہدایتوں کے ساتھ شائع کیا تھا۔ اس قاعدہ کو بحمداللہ والدین اور معلمین دونوں نے بہت پسند کیا۔ اظہار پسندیدگی کے ساتھ ہی ہمارے بعض کرم فرماؤں نے قاعدہ کو اور بہتر بنانے کے سلسلے میں اپنی گرانقدر تجویزوں سے بھی نوازا۔

ان تجویزوں کی روشنی میں قاعدہ یسرنا القرآن کا دوسرا اڈیشن شائع ہو کر آ گیا ہے۔

(سائز ۲۹×۲۲ صفحہ گلیزڈ کاغذ، آفسٹ کی چھپائی)

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس۔ دریا گنج۔ دہلی

ماہ نامہ

کتاب نما

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

نومبر ۱۹۷۶ء
جلد ۱۷، شمارہ ۱۱

سالانہ
پانچ روپے
فی پرچہ ۵۰ پیسے

کتاب نما

نئی دہلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ دو روپے

مینجنگ ایڈیٹر
شاہد علی خاں

ایڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

اداریہ

آزادی کے بعد اردو پر جو افتاد پڑی اس سے زبان کو جو نقصان پہنچنا تھا وہ تو پہنچا ہی، ہماری تہذیب بھی بری طرح متاثر ہوئی۔ رفتہ رفتہ حالات سازگار ہونا شروع ہوئے اور ثانوی زبان کی حیثیت سے کئی جگہ اسے پڑھانے کے انتظامات کیے گئے۔ اس مدت میں یہ بچے ایسے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پہنچے جہاں اردو کا انتظام تو ہے لیکن اپنی ابتدائی تعلیم میں اس سے محروم رہنے کے باعث انھیں اردو پڑھنے میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ بنارس ہندو یونیورسٹی کے شعبۂ اردو نے اس طرف توجہ کی اور ایسے طلبہ کی رہنمائی کے لیے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ایسے اساتذہ کی تربیتی ورک شاپ کا انتظام کیا، جو اردو رسم خط سکھانے کے جدید طریقوں کو اپنائیں اور طلبہ کو کم سے کم وقت میں اس کمی پر قابو پانے میں مدد دیں۔ ہم اس اقدام پر بنارس ہندو یونیورسٹی کے صدر شعبۂ اردو، ڈاکٹر حکم چند نیّر اور ارباب یونیورسٹی کو مبارکباد دیتے ہیں جنہوں نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کرنے کی سمت پیش قدمی کی اور امید کرتے ہیں کہ ان کی مساعی بارآور ہوں گی۔ اور اس ذیل میں انھیں اردو اساتذہ کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل ہوگا۔

اسے اردو دوستوں، بہی خواہوں اور ہمدردوں کی بے حسی اور لاپرواہی کے سوا کس چیز سے تعبیر کیا جائے کہ دہلی میں "اردو گھر" کی تعمیر اب تک مکمل نہ ہو سکی۔ اس وقت تک اس پر تقریباً دس لاکھ روپے صرف ہو چکے ہیں۔ مزید تیرہ لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ جو جتنی جلد فراہم ہوسکیں اتنا ہی اچھا ہے۔ اردو گھر کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اردو والوں ہی کا کام ہے۔

۳

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی تازہ کتاب

گاندھی بابا کی کہانی

قدسیہ بیگم زیدی

اس خوبصورت کتاب میں مہاتما گاندھی کی زندگی نہایت آسان زبان اور سبق آموز پیرائے میں لکھی گئی ہے۔ کتاب مصوّر ہے اور اس کا پیش لفظ پنڈت جواہر لال نہرو نے لکھا ہے۔ اردو زبان میں بچّوں کے لیے اتنی اچھی کتاب شاید ہی شائع ہوئی ہو۔

قیمت : ۴/-

(فوٹو آفسیٹ کے ذریعے شائع کی گئی)

ڈاکٹر سیفی پریمی

اُردو شاعری میں "سانٹ"

حنیف کیفی کی تصنیف "اردو شاعری میں سانٹ" منظر عام پر آنے کے بعد ڈاکٹر محفوظ الحسن نے ماہنامہ فروغ اردو، لکھنؤ، فروری ۱۹۷۱ء میں ایک مضمون "اردو کا پہلا سانٹ نویس" سپرد قلم فرما دیا۔ اس میں انھوں نے اردو کا پہلا سانٹ نویس عظیم الدین کو بتایا ہے اور دلیل یہ کہ گل نغمہ میں شامل عظیم الدین کا عکس تحریر اس بات کا شاہد ہے کہ رقص بسمل کا سانٹ ۸ ر دسمبر ۱۹۴۳ء کو لکھا گیا تھا۔۔۔ پروفیسر کلیم الدین احمد نے گل نغمہ اپنے پُر مغز مقدمے کے ساتھ شائع کیا ہے مگر اس میں عظیم الدین کے پہلا سانٹ نویس ہونے کا حوالہ نہیں۔ ڈاکٹر محفوظ الحسن نے تحقیق کے لیے عطاء الرحمٰن کاکوروی سے رجوع کیا جن کو وہ مشہور و مستند محقق مانتے ہیں مگر انھوں نے جواباً یہ لکھا ہے:

فروغ اردو، ص ۲۲۔ "سانٹ کا نمونہ ان کے مجموعہ گل نو میں موجود ہے۔

مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اس کے پہل کرنے والے ہیں۔"

غرض اس تحریر کے بعد بھی ریسرچ کا فیصلہ حنیف کیفی کی تائید میں ہے یعنی اردو کا پہلا سانٹ نگار اختر جونا گڑھی کو ہی مانا جائے گا۔

حنیف کیفی کی اس تصنیف میں اردو کی سانٹ نگاری پر تفصیلی مواد ملتا ہے۔ مثلاً سانٹ کی ابتدا "نشوونما" کے تحت واضح کیا گیا ہے کہ بعض اہل قلم کے خیال کے مطابق سانٹ کی ابتدا فرانس کے قدیم صوبے پروینس (Provence) میں ہوئی اور بعض کے نزدیک اٹلی کا جزیرہ سسلی اس کا مولد ہے لیکن سانٹ کے اوّلین شاعر کا مسئلہ ہنوز دریافت طلب

سانٹ کی دو قسمیں عام طور پر معروف ہیں (۱) پٹرارکی (۲) شکسپیری۔ مصنف نے اسپنسری سانٹ کی مزید نشاندہی کی ہے۔ سانٹ کے موضوع اور بحر کے علاوہ اس کی فنی تکنیک پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ابتدا میں اس کا موضوع حسن و عشق تک محدود تھا۔ بحر میں کسی تبدیلی کو جائز نہیں سمجھا گیا اپنے موضوع کے اعتبار سے وہ صنف غزل سے قریب ہے۔ عہد ایلزبتھ کے تمام شعراء حتیٰ کہ اسپنسر اور شکسپیر نے بھی موضوع میں تبدیلی پر توجہ نہ کی۔ پٹرارک کی سانٹ کی تقلید سولھویں صدی تک ہوتی رہی دانتے کی محبوبہ بیاٹرس (Beatrice) اور پٹرارک کی معشوقہ لارا (Laura) نے سانٹ کی تخلیق میں حسین محرک کا رول ادا کیا ہے سترھویں صدی میں ملٹن نے سانٹ کی بعض روایات سے انحراف کیا۔ مثلاً اس نے سانٹ کے موضوع میں اپنے ذاتی اور ملکی حالات کو داخل کیا۔ سانٹ میں وقفہ و گریز کا با موقع استعمال نہیں کیا۔ سانٹ سلسلوں کا سلسلہ منقطع کر کے منفرد سانٹوں کی طرح ڈالی۔ ملٹن کے یہاں آورد کا عنصر شامل ہے جو میرے نزدیک عیب اور مصنف کے خیال میں خوبی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ص ۸۵ — "یہ آمد و آورد کا بہترین سنگم ہیں"

مصنف کے مطالعہ کی روشنی میں ملٹن کے بعد ڈیڑھ سو برس تک سانٹ پر جمود کا غلبہ رہا پھر ورڈز ورتھ نے ملٹن ہی کے زیر اثر سانٹ نگاری کی ابتدا کی۔ اس نے مذہب، سیاست اور سوانح کو سانٹ میں داخل کیا۔ اس نے ۵۲۳ سانٹ لکھے ہیں۔ موضوعات میں تنوع کا سلسلہ جاری رہا۔ میریڈتھ نے تجزیہ و تحلیل اور ڈی۔ جی۔ روسیٹی نے مادی و جنسی تصور پیش کیا۔ اس کے تصویری سانٹ عدیم المثال ہیں۔ مصنف کے نزدیک چاسر کی Troilus and Criseyde انگریزی سانٹ کی سب سے پہلی مثال ہے اسی کے ساتھ اس کو پٹرارک کے ایک سانٹ کے ترجمے کی شکل بھی بتایا ہے وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ Rime Royal Stanza کی ہیئت سانٹ کی ہیئت سے مختلف ہوتی ہے پھر یہ نتیجہ بھی اخذ کیا گیا ہے۔

ص ۹۵ — "ان حقائق کی روشنی میں ہم چاسر کو انگریزی کا پہلا سانٹ نگار تسلیم کرنے

پر مجبور ہیں "

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چاسر کو مترجم کی بجائے تخلیق کار کیسے مانا جائے؟ کیا تاریخ ادب میں مترجم اور تخلیق کار دونوں کی حیثیت اور وقار مساوی ہوتے ہیں؟ ابھی کے اگلے صفحہ پر مصنف نے بیان کیا ہے۔

ص ۷۶ ۔ "انگریزی میں باقاعدہ سانٹ لکھنے کی سب سے پہلی شعوری کوشش ہنری ہشتم کے دور حکومت میں سولھویں صدی کی تیسری دہائی میں کی گئی۔ اس کا سہرا سر ٹامس وایٹ کے سر ہے "

ان سطور کی روشنی میں تاریخی اعتبار سے یہ لکھنے میں کیا قباحت ہے کہ سانٹ نگاری میں چاسر پہلا مترجم اور ٹامس وایٹ پہلا تخلیق کار ہوا ہے۔

مصنّف کی نظر میں ملٹن اور ورڈز ورتھ کے بعد شیکسپیر کے سانٹوں کی بڑی اہمیت ہے۔

ص ۹۷ ۔ "شیکسپیر اپنے ڈراموں کی طرح سانٹوں میں بھی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ انگریزی شاعری کی پوری تاریخ اس کا جواب پیش نہیں کر سکتی "

عہد الیزبتھ میں واٹسن کی سانٹ نگاری کی اکثریت نے پیروی کی۔ سر فلپ سڈنی کو سانٹ نگاروں کا شہزادہ کہا جاتا ہے یہ استثنائے شیکسپیر وہ اس دور کا بہترین سانٹ نگار ہے۔ اس نے ۱۰۸ سانٹ لکھے ہیں۔ کیٹس نے شاعری کی ابتدا ایک سانٹ۔

"On first Locking into Chapman's Homer

سے کی تھی بہت سے ناقدین سانٹ نگاری میں شیکسپیر کے بعد کیٹس کو دوسرا درجہ دیتے ہیں اور اکثر نقاد ڈی، جی، روسیٹی کے House of Life کو ایک سانٹ سلسلہ کی حیثیت سے شیکسپیر کے سانٹوں کے بعد دوسرا مقام دیتے ہیں۔ حنیف کیفی نے اس بارے میں اپنی رائے محفوظ رکھی ہے۔

سانٹ کی تاریخ میں ایک اہم نام مسز ایلزبتھ کا ہے۔

کا مطالعہ ضروری ہے۔

مسز ایلزبتھ نے اپنے سانٹوں میں عورت کے بات کی عکاسی کی ہے ان سانٹوں کا خطاب رابرٹ براؤننگ سے ہے۔

مصنف نے انگریزی کی جدید اصناف سخن کی تاریخی اور ارتقائی صورت حال پر بحث کی ہے۔ اس طرح نظم معرّیٰ، آزاد نظم، علامتی شاعری، راؤنڈیل اور ترائیلے وغیرہ سے قاری کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ بیسویں صدی کے اہم سانٹ نگار شعرا کا ذکر کیا ہے۔ جس میں ٹامس ہارڈی (جس نے ناول نگاری ترک کرکے شاعری شروع کی تھی) لارڈ ایلفریڈ ڈگلس، جان مینس فیلڈ، روپرٹ بروک، ولفریڈ اوون، رابرٹ گنٹنگز شامل ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں مقام روپرٹ بروک کا ہے۔ اس کے سانٹ اس صدی کے بہترین سانٹ ہیں۔

مصنف نے سانٹ نگاری کے سلسلے میں کافی عنوانات کا احاطہ کیا ہے۔ مثلاً سانٹ کیا ہے؟ سانٹ کے اقسام، سانٹ کی عروضی حیثیت، انگریزی سانٹ کی نشو و نما، انگریزی سانٹ کا عہد زرّیں وغیرہ۔ اسی کے ساتھ معروف شعرا کے سانٹوں کے نام اور تاریخ اشاعت لکھی ہے۔ بحریں، ارکان، ترتیب قوافی اور مثالیں بھی دی گئی ہیں۔ یہ میٹر ۹۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس سے قاری کو سانٹ نگاری کے متعلق کافی معلومات ہوجاتی ہیں۔

اردو سانٹ کا پس منظر پیش کرتے ہوئے مصنف نے پنجاب میں آزاد اور حالی کی جدید شاعری، آزاد کی دو معرّیٰ نظموں، شرر کے منظوم ڈرامے اور اسماعیل کی معرّیٰ نظموں کا ذکر کیا ہے۔ نظم طباطبائی کی ایک معرّیٰ نظم اور اکبر کے یہاں دو معرّیٰ نظموں کا اشارہ کیا ہے طباطبائی کی "گور غریباں" پر قدرے تفصیل سے لکھا ہے آزاد اور نظم طباطبائی کے علاوہ کسی شاعر کی تخلیق کا نام درج نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں مصنف کا ایک بیان مبہم سا ہے۔

ص ۱۰۱ ۔ "لیکن ان حضرات کی کاوشیں اس وقت مقبول نہ ہو سکیں۔ اس میں یہی نفسیاتی حقیقت کارفرما تھی کہ یہ روش مذاق عام کے خلاف تھی۔ حالی اور آزاد کو اس کا احساس تھا شرر اور اسماعیل نے اس کالحاظ نہیں رکھا لہٰذا ان کے تجربوں کو اس وقت مقبولیت حاصل نہ ہوتی تاہم انھوں نے ایک نیا بیج ضرور بو دیا اور دوسروں کے لیے زمین ہموار کردی۔"

یہ بیان تاریخی صداقت کے خلاف ہے در اصل آزاد اور حالی کا مشاعرۂ پنجاب ناکام رہا اس کے برعکس اسی دور میں شرر کے زیر اثر متعدد منظوم ڈرامے لکھے گئے اور اسٹیج بھی کیے گئے شرر اور اسماعیل کے چراغوں سے نئے چراغ جلنا شروع ہو گئے۔ انھوں نے مختلف مکتب خیال کے شعرا کو متاثر کیا۔ اور بعد میں بعض ترقی پسند شعرا نے اسماعیل کا اثر قبول کیا۔ اس کی تفصیل میرے مقالہ "اسماعیل میرٹھی۔ حیات اور خدمات" میں ملے گی۔

مصنف نے اردو سانٹ کی تحقیق میں معتبر رسائل و کتب کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ معتبر اہل قلم کی تحریریں سامنے رہی ہیں اور تنقیدی نظر ڈال کر استدلال کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ اختر جوناگڑھی کا "شہر خموشاں" اردو کا سب سے پہلا سانٹ ہے جو پٹرارک کی طرز میں نظم کیا گیا ہے۔ ہیئتی اعتبار سے پٹرارک کی سانٹ اور اس اوّلین اردو سانٹ کا موازنہ بھی کیا گیا ہے۔ شکسپیری طرز میں اردو کا سب سے پہلا سانٹ نگار حسن لطیفی کو قرار دیا ہے دوسرا سانٹ ن م، راشد نے لکھا۔ مصنف نے جہاں بعض مثبت فیصلے کیے ہیں اور قاری کے لیے فیضیاب ہیں وہاں تحریر میں تضاد کا عنصر بھی شامل ہے۔ مثلاً۔

ص ۱۱۴ ۔ "اردو کا یہ سب سے پہلا سانٹ فنی حیثیت سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔"

ص ۱۱۶ ۔ "اختر جوناگڑھی اپنی تخلیقات کی کم حیثیتی کی بنا پر دوسروں پر اپنا کوئی اثر نہ ڈال سکے۔"

ص ۱۱۵ ۔ "اختر جوناگڑھی کے اس سانٹ کی مثال اس برگ تنہا کی سی ہے جو نہ کسی پر سایہ فگن ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور نہ کسی کے لیے جاذب نظر ہونے کی لطافت۔"

ص ۱۱۶ ۔ "ن، م، راشد کی نظر اختر کے اس سانٹ پر کبھی پڑی ان کی جوانی اور ان کی شاعری کے بچپن میں "لمحات اختر" منظر عام پر آچکی تھی۔ سانٹ کی صنف ان کی توجہ کا مرکز بن گئی اور اُسے انھوں نے اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ ان کے سانٹ "زندگی کا انداز اور ان کا یہ احساس رہیں کا اعلان انھوں نے ضروری سمجھا) کہ اختر جوناگڑھی کے بعد اردو میں دوسرا سانٹ انھوں نے لکھا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انھوں نے یہ سانٹ اختر کے تجربے سے متاثر ہو کر لکھا۔"

مصنف نے شخصیات اور صنف سانیٹ پر مباحث کے ساتھ اردو سانیٹ کے تاریخی ادوار پر بھی بحث کی ہے۔

ص ۱۳۷۔ "تقریباً ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۶ء تک کا زمانہ اردو سانیٹ کے فروغ کا زمانہ ہے خاص طور سے ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۲ء تک کی مدت میں اس صنف کو نسبتاً زیادہ مقبولیت حاصل رہی اور بلاشبہ یہ نتیجہ ہے اختر شیرانی کی روز افزوں مقبولیت اور اس کے زیر اثر ان کے سانیٹوں کی پسندیدگی اور کامیابی کا۔"

مصنف کی تحقیق یہ بھی ہے کہ اردو میں عظمت اللہ خاں کا کوئی سانیٹ نظر نہیں آتا۔ مصنف نے اپنے سانیٹ کا ذکر بھی کیا ہے اور مثال پیش کی ہے اور یہ اردو سانیٹ میں ایک عمدہ اضافہ ہے مصنف نے اختر شیرانی اور ن، م، راشد کے سانیٹوں پر ہیئتی، موضوعاتی اور محاسن کلام کے اعتبار سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ لیکن راشد کے سانیٹ "انسان" پر ان کی رائے میں اصول تنقید کار فرما نہیں رہا۔ ذاتی عقیدہ راہ پا گیا۔

الٰہی تیری دنیا جس میں ہم انسان رہتے ہیں
غریبوں، جاہلوں، مُردوں کی، بیماروں کی دنیا ہے
یہ دنیا بے کسی کی اور لاچاروں کی دنیا ہے
ہم اپنی بے بسی پر رات دن حیران رہتے ہیں
ہماری زندگی اک داستاں ہے ناتوانی کی
بنائی اے خدا اپنے لیے تقدیر بھی تو نے
اور انسانوں سے لے لی جرأت تدبیر بھی تو نے
یہ داد اچھی ملی ہے ہم کو اپنی بے زبانی کی
.... (یہ مصرعہ نہیں لکھا گیا معلوم نہیں کیا بات تھی کہ رہ گیا)
کسی سے دور یہ اندوہ پنہاں ہو نہیں سکتا
خدا سے بھی علاج دردِ انساں ہو نہیں سکتا

ص ۱۴۹ "صرف پہلا سانیٹ "انسان" ایسا ہے جس میں بے بسی دبے کسی مجبوری و لاچاری اور

کا مل مایوسی و نا امیدی کی فضا پائی جاتی ہے ۔ لیکن یہ منفیت آخری دو مصرعوں کو چھوڑ کر حقیقت پر مبنی ہے :

میرا خیال یہ ہے کہ مصنّف نے سانٹ کے الفاظ کو دیکھ کر اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے الفاظ کے معانی کی تہوں کو سامنے نہیں رکھا ۔ پہلے مصرع میں " ہم انسان رہتے ہیں " اور چوتھے مصرع میں " رات دن حیران رہتے ہیں " بڑا معنی خیز ، توانا اور عظمت آشکار اظہار ہے ۔ در اصل اس سانٹ میں شاعر کا رجحان منفی نہیں بلکہ جسارت رندانہ کی علامت اور احتجاجی صدا ہے ۔ اگر اس نفس مضمون ، اسلوب اور آہنگ کو منفیت قرار دیا جائے گا ؛ تو اقبال کا شکوہ ، لینن خدا کے حضور میں اور جوش کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے فرزندوں سے خطاب اور سامراجی دور میں استحصال و استبداد کے خلاف پیش کردہ متعدد خونچکاں تصویروں پر کون سی مہر ثبت کی جائے گی ؟

مصنف کی جستجو اور تحقیق کا ایک بڑا کام یہ ہے کہ اردو سانٹ نگاروں کی مکمل فہرس سامنے آگئی ہے اور خصوصاً شائق وارثی اور ادم پرکاش اوج کو بازیافت کا مقام حاصل ہے ۔ اوج کی پرانی بیاض میں ۷ الطبع زاد سانٹ درج ہیں ۔ شائق وارثی کے " واردات " اور " مشاہدات " کے سانٹوں پر بحث کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے ۔

ص ۱۷۱ ـــ " ایک خاص روانی اور تسلسل پایا جاتا ہے ۔"

اصل میں شائق وارثی کے یہاں یہ وصف بھوپال تال ، کمپنی باغ اور اسی قبیل کے بعض دوسرے سانٹوں میں ملتا ہے ۔ بیکر مجبوبہ سے متعلق جتنے سانٹ ہیں مثلاً جوبلی باغ میں ، تیرے سامنے ، انتظار ، یاد ماضی ، فردوسِ محبت ، مجھے تم سے محبت ہے ، تجدید محبت ، مرے اشعار ، اپنی شریک زندگی سے ۔ ان سانٹوں میں تجربات کی گہرائی ہے نہ معیار کی بلندی ۔ بیشتر آورد کی کیفیت پائی جاتی ہے ۔ ترکیب اور لہجہ کلاسیکی ہے ۔ مصاریع کے آخری ارکان ڈوبتے ہوئے ہیں ۔ غیر مترنم بحروں کا انتخاب کیا گیا ہے ۔ بعض سانٹوں میں تسلسل کی کمی کا احساس بھی ہوتا ہے ۔

مصنف نے عزیز تمنائی کے " برگِ نوخیز " کا مطالعہ کافی غور و فکر سے کیا ہے تمام سانٹوں

کی ہیئت پر نظر کی ہے۔ سانٹوں میں مستعمل بحروں سے بحث کی ہے انگریزی سانٹوں کی ہیئت پیش نظر رکھتے ہوئے تقابلی مطالعہ بھی کیا ہے اردو سانٹوں کی اکثر مثالیں درج کی ہیں فنی حیثیت سے جو محاکمہ کیا گیا ہے اس میں استدلالی پہلو نمایاں ہے۔ برگ نو خیز میں سانٹوں کی تعداد ۱۰۹ ہے۔ اس کو اردو سانٹ کا دوسرا مجموعہ قرار دیا ہے۔

زیر نظر تصنیف کا آخری باب "اردو سانٹ کا تنقیدی جائزہ" ہے اس میں اردو سانٹ کی تصویر پھیکے رنگوں میں پیش کی گئی ہے اور دلیل یہ کہ:

ص ۱۷۱ ۔ "اردو سانٹ کے ارتقا میں ربط و تسلسل مفقود ہے"

ص ۲۲۱ ۔ "اردو میں جو تھوڑے بہت پٹرارکی سانٹ لکھے گئے ہیں ان میں نہ کہیں وقفہ و گریز نظر آتا ہے اور نہ جذبہ و خیال کے وہ جداگانہ انداز"

حنیف کیفی نے اس سے قبل ۱۴۲ صفحات میں جس کو ان کا دفتر با معنی کہنا چاہیے متعدد اردو شاعروں کے یہاں سانٹ کے محاسن کی نشان دہی کی ہے یہاں تکرار و تفصیل کا موقع نہیں جہاں تک "وقفہ و گریز" کا تعلق ہے، مصنف کو یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ انھوں نے ص ۸۴ پر وقفہ و گریز کے بے موقع استعمال کو ملٹن کے سانٹوں کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ اب اگر اردو شعرا ملٹن کی پیروی کرتے ہیں تو حرف گیری اور مایوسی کا کیا محل، پھر انگریزی سانٹ کے مطالعے میں حنیف کو جو آگہی ملی تھی وہ محفل اردو میں فراموش کر دی گئی۔

ص ۲۲۶ ۔ "انگریزی شعرا سے بھی فروگذاشتیں ہوئی ہیں اور لغزشیں بھی خصوصاً سانٹ کے گریز اور نقطۂ عروج کو بڑے بڑے شعرا بھی نہیں نباہ پائے ہیں"

اس صورت میں اردو سانٹ نگاروں کی فکر، ریاضی، انفرادیت اور فن کاری داد طلب ہے ان کے باعث اردو شاعری میں ایک حسین اور جاذب صنف سخن کا اضافہ ہوا۔ ان کی بدولت ہی حنیف کیفی کو ریسرچ کا ایک نیا موضوع مل گیا اور ان کی تصنیف "اردو شاعری میں سانٹ" منظر عام پر آ سکی۔

ان رنگ برنگ تصویروں کے بعد یہ بات بے تامل کہی جا سکتی ہے کہ حنیف کیفی

نے اس موضوع کو مرکزِ توجہ بنا کر سانیٹ کو بیک وقت انگریزی شاعری اور اردو شاعری کے بیش بہا مطالعہ سے فیض یاب کیا ہے۔ اردو سانیٹ نگاری کی مکمل تاریخی تصویر پیش کی ہے۔ اردو سانیٹ نگاروں کو از سرِ نو زندگی دی ہے۔ اس موضوع پر ان کی تصنیف اولیت کا مقام رکھتی ہے اور اس کی بنیاد پر مستقبل میں مزید تصانیف منظرِ عام پر آنے کا امکان ہے۔

پروفیسر گوپی چند نارنگ نے اس تصنیف کے پیش لفظ میں فرمایا ہے۔
ص ۱۱ – "حنیف کیفی صاحب سے پہلے کسی نے اردو میں کسی ایسی ادبی صنفِ سخن پر جو تجربے کے طور پر اپنائی گئی ہو اتنی توجہ صرف نہیں کی ہے۔" تصنیف کے آخر میں کارآمد فرہنگ اصطلاحات شامل ہے۔

محمد خالد عابدی

شعری بھوپالی سے ایک ملاقات

مجھے اپنے بچپن کے وہ دھندلے لمحات ہنوز یاد ہیں جب بچپن کے آخری لمحے شعور سے متعارف ہوکر مصافحہ کر رہے تھے۔ میں اور میرا شعور کسی قدر اچھے بُرے کی تمیز کے لیے بالغ ہوچکا تھا۔ شعری صاحب میرے بچپن میں ایک جگنو کی طرح اِدھر اُدھر چمک رہے تھے، اور میں اس جگنو کو اپنی ننھی سی ہتھیلی میں تو کیا بس اس جگنو کے قریب پہنچ کر اسے قریب سے دیکھنے کا متمنی رہتا۔ جب وہ (شعری صاحب) اکثر بھوپال کی کسی سڑک سے گزرتے اور اتفاقاً میں انہیں گزرتا ہوا دیکھ لیتا تو انہیں سلام کرنے کی کوشش کرتا۔ وہ ہم بچوں کا سلام بھی نہایت مؤدبانہ طور پر قبول کرتے اور میں اس "سلام" اور "وعلیکم السلام" میں یک گونہ مسرت محسوس کرتا۔

شعری صاحب کو میں نے پہلی بار جس انداز کے لباس اور عادت و اطوار میں دیکھا تھا۔ آج بھی اس میں کسی قسم کی تبدیلی رُونما نہیں ہوئی ہے۔ وہی کالی شیروانی، وہی سفید چست پاجامہ اور اونچی دیوار کی سیاہ ٹوپی اُن کا شعری یونیفارم ہے۔ مجھے یہ بھی یاد ہے جب میں ایک روز اپنے والد کے ساتھ کہیں جا رہا تھا، راستے میں شعری صاحب اور والد کے درمیان سلام کا تبادلہ ہوا اور وہ دونوں مصافحہ کیے خوشگوار یادوں کے پھول چنتے رہے۔ میں خاموش کھڑا شعری صاحب کا سراپا جائزہ لیتا رہا۔ والد سے گفتگو کے دوران اُن کے بڑے بھائی محمد ساجد (میرے تایا) کا ذکرِ خیر کرتے رہے اور اُن کی جواں مرگی کا ذکر کر کے افسردہ ہوگئے۔ میرے والد ایک سرد آہ بھر کر کہتے، "خدا کی مرضی ...."

بہرحال سرِراہ گفتگو کے بعد وہ اپنی منزل کی طرف چل دیے اور ہم لوگ اپنی راہ پہ گامزن ہوگئے۔ شعری صاحب میرے ذہن کے دریچوں میں اچھی طرح بس گئے تھے۔ جب اسکول اور کالج

دہلوی کی شاعری سے رغبت پیدا ہوگئی تھی جب پھر سکنڈری میں آیا تو جگر مراد آبادی میرے مرغوب شاعر ہوگئے اور پھر جگر کے تعلق سے میں شعری صاحب کا گرویدہ ہوگیا مجھے شعری صاحب کی شاعری بالکل جگر کی شاعری محسوس ہوتی۔ اور پھر میرے لیے شعری صاحب کی شاعری جگر کی شاعری ہوگئی بھوپال میں مجھے شعری صاحب کی شاعری کے آگے کسی اور کی شاعری پسند ہی نہیں آئی۔ شاید یہ میری نہایت درجہ انسیت کا باعث ہو یا مزاج کی بات۔ بہر حال جب لکھنے کی طرف طبیعت مائل ہوئی تو شعری صاحب کے فن اور شخصیت پر مضمون لکھنے کی خواہش دل میں چنگیاں سی لینے لگی۔

آج میری دیرینہ آرزو شعری صاحب کو اور مجھے روبرو کرنے کو بے تاب تھی۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۵ء تک ایک طویل عرصے کے بعد شعری صاحب انٹرویو کے لیے آمادہ ہوئے ہیں۔

۱۲ / اگست ۱۹۷۵ء کی سالخوردہ رات نے جب اپنی نقاب الٹی تو ۱۳ / اگست کی صبح مسکرا رہی تھی .... میں صبح سات بجے "صدر منزل" "موتی مسجد" "پرانا قلعہ" اور کملا پارک سے گزرتا ہوا شعری صاحب کے دولت خانہ (۳۹ ساؤتھ ٹی ٹی نگر) جا رہا تھا۔ آج کی صبح خوش گوار صبح تھی سڑک کے دونوں جانب بڑے بڑے درخت اپنی گھنیری زلفیں کھولے جھوم رہے تھے۔ کملا پارک سے ملحقہ فیض بہادر کی مسجد کے کبوتر رات کی سیاہی سے آزاد ہوکر ادھر ادھر پھدک رہے تھے۔ اور سامنے ہی نشیب میں بڑا تالاب اپنی بے قرار لہروں کو اپنے ظرف میں مقید کیے ہوئے اپنے اعلیٰ ظرف کی غمازی کر رہا تھا۔ اوپر نظر اٹھتے ہی ایشیا کی چند مشہور مساجد میں شامل "تاج المساجد" کا بلند مینار شہر کی نمائندگی کرتا نظر آتا ہے

آج صبح کی خوش گوار فضا نے اس دل و دماغ کو فرحت بخش دی ہے جو دفتر میں فائلوں کے انبار سے اکتا رہتا ہے۔ اور جو کچھ باقی رہ جاتا ہے وہ دفتر کی مسافت کے وقت کثرت اولاد کی طرح بڑھتے ہوئے موٹروں کے شور اور دھوئیں سے پراگندہ ہو جاتا ہے۔

ابھی میں "ٹن شیڈ" بس اسٹاپ کے پاس سے گزر ہی رہا تھا کہ "یہ دل اور ان کی نگاہوں کے سائے ......" گیت بج اٹھا بے اختیار میری نگاہیں اس دور سے آتی ہوئی آواز کو ڈھونڈنے لگیں۔ اس گیت سے جاں نثار اختر کی یاد وابستہ ہے۔ اور اب یہ یاد ایک زخم بن کر رہ گئی ہے۔ بہرحال اب میں شعری صاحب کے کوارٹر پر آگیا ہوں۔ سبحان میاں مجھے دیکھتے ہی فرط مسرت سے "آ! ہا! ......" کہتے ہوئے۔ میرے قریب آتے ہیں۔ اور ایک دوستانہ شکایت کرتے ہوئے کہتے ہیں

"اب تو ملاقاتیں بہت مشکل ہوگئی ہیں۔"

"جی ہاں! مجھے بھی یہی شکایت ہے۔" میں نے کہا۔

ابھی دونوں دوست ایک دوسرے پہ بےوفائی کے الزامات لگا ہی رہے تھے کہ شعری صاحب تشریف لے آئے۔ ہم لوگ مؤدب ہو گئے۔ شعری صاحب ہمارے سامنے ہی مسہری پر بیٹھ گئے ہیں۔ کمرہ کا ہر گوشہ اور اس کے در و دیوار "شاعر کا کمرہ" کی غمازی کر رہے ہیں۔ تدرے سکوت طاری رہتا ہے۔ میں اپنے انٹرویو کے پہلے سوال سے سکوت توڑتا ہوں۔

"شعری صاحب آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟"

گو کہ میرا سوال آسان تھا، لیکن اس کا جواب شعری صاحب کو ماضی کی تہوں میں دبی ایک لمبی مدت میں سے نکالنا تھا۔ انھوں نے اپنے ذہن پر زور دے کر کہا۔

"میں اکبرآباد (آگرہ) میں پیدا ہوا۔ لیکن سنِ پیدائش صحیح نہیں بتا سکتا۔ کیوں کہ اس وقت میرے بزرگوں میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس سے معلومات حاصل کر سکوں۔"

"تو گویا آپ مرزا غالب کے ہم وطن ہیں۔" میں نے کہا۔

اور جواب میں شعری صاحب مسکرا دیے۔

بیشتر شاعروں اور ادیبوں کی تاریخ پیدائش کا مسئلہ آج محققین کو دعوتِ فکر دے رہا ہے۔ اگرچہ یہ چھوٹی سی بات ہے لیکن ان چھوٹی چھوٹی باتوں پہ ہی بڑی باتوں کا انحصار ہوتا ہے ہماری زندگی میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ بالخصوص ادب میں تو یہ ایک بڑی اہم ضرورت تصور کی جانے لگی ہے۔ تاریخ پیدائش کے مسئلے پر بھوپال کے رباعیات کے مشہور شاعر حضرت گوہر جلالی صاحب نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے کہ "اپنی شخصیت کو اتنا عظیم بنا لو کہ لوگ اس پہ تحقیق کریں۔ اور یہ محققین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اُس (شاعر و ادیب) کی صحیح تاریخ پیدائش تلاش کریں۔"

جس طرح ایک غنچہ صبا کے لمس سے کھل کر ایک خوبصورت پھول بن جاتا ہے۔ اسی طرح ایک فنکار کی موزوں طبیعت تخیل کا لمس پاکر تخلیق کو جنم دیتی ہے۔ چنانچہ میں نے دوسرا سوال کیا۔

"شعری صاحب آپ کی ادبی زندگی کا آغاز کب ہوا؟"

شعری صاحب نے میرا سوال سنا اور ہوں کہہ کر اس کا مناسب جواب سوچتے ہوئے کہنے لگے۔

"میں نے اپنی کم عمری کے زمانے ہی سے شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ کیوں کہ موزونیٔ طبعی مجھے قدرت نے ودیعت فرمائی تھی۔"

ایک دہکتا ہوا گرم لوہا خود میں بڑی سے بڑی چیز بننے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن آہن گر کی ایک معمولی سی فنکارانہ چوٹ کا وہ محتاج رہتا ہے اور وہ پگھلتا ہوا لوہا اس ایک چوٹ کا سہارا پاکر ایک خوبصورت ہیئت میں سامنے آتا ہے۔ میں بغیر استاد یا راہنما کے "فنکار" کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس محور پر میرا ایک سوال گھوم رہا تھا۔ میں نے پوچھا۔ "آپ کا پہلا ادبی رہنما کون ہے؟"

شعری صاحب نے اپنے جواب میں کہا۔

"میں نے اپنے ابتدائی کلام پر حضرت مائل نقوی سے اصلاح لی تھی۔"

حضرت مائل نقوی کا اسم گرامی سنتے ہی میرے ذہن میں "بیاضِ سحر" کتاب پنڈولم کی طرح اِدھر اُدھر جھولتی ہوئی نظر آنے لگی۔ یہ کتاب سررشتہ تعلیم ریاست بھوپال مرزا اس مسعود کی فرمائش پر نہایت جانفشانی سے موصوف نے مرتب کی تھی اور اس کا مقدمہ خود مرزا اس مسعود نے سپردِ قلم کیا تھا "بیاضِ سحر" بھوپال کے بہترین غزل گو مراج میر خاں سحر بھوپالی کی چند غزلوں کا ایک گلدستہ ہے جو آج مائل نقوی کی کاوش سے اپنی خوشبو سے عاشقانِ ادب کو معطر کیے ہوئے ہے۔

"تخلص" پہلے بھی ایک مسئلہ تھا اور آج بھی۔ بعض متشاعروں نے اساتذہ کے تخلص اختیار کر لیے چنانچہ ہمارے ادب میں ایک پلیٹ فارم پر دو متنازعہ تخلص کے شعرا جمع ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں تصادم ہوا۔ متشاعر کی غزل اساتذہ سے منسوب ہو گئی۔ تردید کے لیے دفتر کے دفتر لکھے جانے لگے اور اساتذہ کی تخلیق پر متشاعر کا حق ہو گیا۔ چنانچہ آج بھی اس طرح کا تنازعہ فیصل نہیں ہو سکا ہے میں نے اس بات کو ذہن نشین رکھتے ہوئے شعری صاحب سے پوچھا۔

"ملا رموزی مرحوم نے کس وجہ سے آپ کا تخلص "شعری" تجویز کیا تھا؟"

"چونکہ میرا نام محمد اصغر ہے اور اصغر تخلص سے میں نے بیشتر غزلیات کہیں۔ اُس زمانے میں جو شعر میرا مقبول یا مشہور ہوتا وہ اصغر گونڈوی سے منسوب کر دیا جاتا تھا۔ اس لیے مجھے اپنا تخلص بدلنا پڑا۔" شعری صاحب نے حقائق پر مبنی انکشاف کیا۔

مفکر رسکن کے قول "ہمارا رجحان ہماری زندگی کی کسوٹی ہے اور ہماری انسانیت کی پہچان"۔

کی بنیاد پر میں نے شعری صاحب سے استفسار کیا۔

"آپ شاعری کی طرف کیوں مائل ہوئے؟"

"موزوں طبعی اور احساس کی شدت نے مجھے شعر کہنے پر مجبور کیا۔ ابتدا میں اگر کسی بات سے میں متاثر ہوتا تھا تو جب تک اس تاثر کے تحت شعر نہیں کہہ لیتا تھا طبیعت پر ایک گرانی رہتی تھی بالکل اسی طرح جس طرح رونے کے بعد طبیعت میں ہلکا پن ہو جاتا ہے۔"

اس شدت جذبات کو صالحہ عابد حسین نے ڈاکٹر عنوان چشتی سے اپنی ایک ملاقات میں اس طرح کہا تھا "...... فن میں احساسات و جذبات کا رنگ فنکار کا حساس دل بھرتا ہے جس پر یہ بیتی نہ ہو، کیسے سچی عکاسی کر سکتا ہے اس درد عظیم کی۔"

اسلاف کے کارنامے ہمیں زندگی کے سفر میں راہنما کا کام انجام دیتے ہیں۔ بسا اوقات ان کی شخصیت سے مرعوب بھی کیا جاتا ہے۔ قابل ستائش ہیں وہ لوگ جو اپنے اسلاف کی کامیاب تقلید سے خود بھی ایک مثالی انسان اور فنکار ہیں بلکہ اس طرح اسلاف کی عظمت بھی قایم رہے گی اب میرا ایک سوال اسلاف کے بارے میں تھا۔

"شعری صاحب کیا آپ کے بزرگوں میں بھی کوئی شاعر وادیب گزرا ہے؟"

شعری صاحب نے میری سوال پر نہایت سنجیدگی سے غور وخوض کے بعد کہنا شروع کیا۔

"میرے بزرگوں میں ادبی و علمی ذوق رہا ہے اور عالم فاضل لوگ بھی ہوئے ہیں۔ مگر ان کی شہرت شاعری کے سلسلے میں نہیں ہوئی۔ درس وتدریس، علم و حکمت اور زہد و عبادت میں آج بھی ان کی داستانیں مثال میں پیش کی جاتی ہیں۔"

میں نے سوال نامے پر ایک اچٹتی نظر ڈالی۔ سوال تھا۔

"شعری صاحب آپ شعر کس طرح کہتے ہیں؟"

جواب ملا۔ "جب بھی کوئی کیفیت طاری ہو جاتی ہے شعر کہتا ہوں اور اس کیفیت کا کوئی خاص وقت نہیں ہے لیکن اس وقت مجھ پر ایک ایسی وارفتگی کا عالم ہوتا ہے جس کو محسوس تو کیا جا سکتا ہے، بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس طرح مفکر ہیزلٹ کے مطابق "عظیم خیالات جب عمل کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں تو عظیم تخلیقات کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔"

جب شخصیت کسی حادثے یا واقعہ سے متاثر ہوتی ہے تو یقیناً اس کی تخلیق پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شعری صاحب سے ا ب مجھے اپنے اس سوال کا جواب مطلوب ہے۔

"کوئی ایسا اہم واقعہ جس نے آپ کی شاعری پر غیر معمولی اثر ڈالا ہو؟"

"زندگی، واقعات اور حادثات کی شاہراہوں سے گزرتی رہتی ہے کسے یاد رکھیں کسے بھول جائیں۔ ان کا اعادہ یا تفصیلی طور پر بیان کرنا کچھ غیر ضروری سی بات ہے۔ انسان کی زندگی خودکسی حادثے سے کم نہیں۔" شعری صاحب کے جواب سے کم از کم مجھے تو تشنگی کا احساس رہا۔ بہرحال عالحہ عابد حسین کا ایک جواب میرے کانوں میں یوں سرگوشیاں کر رہا تھا "جب غم کی چوٹ پڑتی ہے تو ہمارے شعوری اور غیر شعوری غم جاگ اٹھتے ہیں۔"

سوال نامہ پر نظر ڈالنے پر ایک فن عروض سے متعلق سوال جواب کا منتظر تھا۔ سوال ہے۔

"کیا آپ فن عروض سے بھی واقف ہیں۔ اور یہ فن آپ نے کس سے سیکھا ہے؟"

"میں علم عروض سے بالکل واقف نہیں اگر آپ کسی شعر کی تقطیع کو کہیں گے تو میں اپنی لاعلمی کا اظہار کروں گا۔ موزوں طبعی خود ایک میزان ہے۔ جو بحور کے ... نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلے میں میری اپنی رائے ہے، وہ یہ کہ شاعر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو قدرت کی طرف سے ہی شاعر ہوتے ہیں جنہیں فطری شاعر کہا جاتا ہے۔ دوسرے وہ جو علم کے بل پر شعر کہتے ہیں۔ دوسرے سلسلے کے شعرا کے کلام میں وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جو صنائع و بدائع وغیرہ سے مزین ہوتی ہیں اور جن کا تعلق دماغ سے زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن دل پر اثر انداز کم ہوتا ہے ایسی شاعری میں خارجی واقعات و حادثات زیادہ ہوتے ہیں اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ فطری شاعر کے کلام میں داخلیت زیادہ ہوتی ہے مثال کے طور پر یوں سمجھیے کہ ایک شخص خود غمزدہ ہو اور دوسرا غمخوار، دونوں رو رہے ہوں۔ ان دونوں کے آنسو متاثر کریں گے اور غمخوار کے آنسو اظہار غم تو کریں گے مگر اثرات سے خالی ہوں گے۔ چنانچہ اسی فرق کو آورد اور آمد کہا جاتا ہے۔" شعری صاحب نے اپنے طویل جواب میں فن سے متعلق کہا۔

میں نے اپنے اگلے سوال سے انٹرویو کے سلسلے کو قایم رکھتے ہوئے پوچھا۔

"شعری صاحب آپ کے نزدیک بہترین طریقۂ اصلاح کیا ہے؟"

شعری صاحب نے قدرے دماغ پر زور دیتے ہوئے کہا "میرے نزدیک بہترین اصلاح شاعر کے کلام کے علاوہ خود شاعر کی ذہنی اصلاح کی جائے تاکہ اس میں خود اعتمادی اور وسعتِ نظر پیدا ہو۔"

"اصلاح" کے سلسلے کا ایک سوال اور تھا۔

"آپ کے استادِ محترم کا طریقۂ اصلاح کیا تھا۔ کیا وہ طریقہ آپ کو پسند تھا یعنی آپ اس سے مطمئن تھے؟"

"میرے پہلے استاد حضرت مائل نقوی ادبی اور علمی اصلاح کے لیے بہت بہتر تھے۔ اور ان سے میں نے بہت استفادہ حاصل کیا۔ بعدہ حضرت ذکی مرحوم اور حضرت جگر مرادآبادی نے میری ذہنی اصلاح بھی کی اور ادبی بھی" یہ جواب ایک باظرف اور ایماندار انسان کا جواب تھا جس نے اپنے اساتذہ کے اسمائے گرامی بتاکر خود کو بھی عظیم بنالیا۔ ورنہ آج کل کے شاگرد اپنے اساتذہ کے نام بتانا اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں۔

حضرت شعری بھوپالی کی حیثیت، استاد کی حیثیت سے۔ یقیناً ہندو پاک کے اس مقبول شاعر کا حلقۂ تلامذہ کافی ہونا چاہیے۔ ہمارے اں شاگردان کی لمبی فہرست کو بھی بعض اساتذہ شان سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس سلسلے میں ان سے سوال کیا۔

"شعری صاحب آپ کے تلامذہ........؟"

وہ میرے سوال کو مکمل کرتے ہوئے گویا ہوئے۔ "میرا باقاعدہ کوئی شاگرد نہیں ہے نہ مجھے وہ درجہ حاصل کہ میں استادوں کی صف میں آسکوں۔ بعض عقیدت مند اور محبت کرنے والے اگر کوئی بات پوچھتے ہیں یا کسی شعر یا غزل کے لیے مشورہ کرتے ہیں تو جہاں تک میری معلومات میں ہوتا ہے ان کی خدمت میں اپنی مشورہ پیش کردیتا ہوں اور بس۔"

"اصلاح" کے سلسلے کو میں نے مزید طول دیتے ہوئے استفسار کیا۔

"شعری صاحب آپ نے اصلاح میں اپنے استادِ محترم کا اتباع کیا ہے یا اپنا کوئی منفرد طریقہ وضع کیا ہے؟"

وہ مسکرائے اور جواب کے لیے لب وا کیے۔ "جیسا کہ میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ میں اصلاح

کا کاروبار نہیں کرتا اور نہ میری حیثیت کسی استاد کی ہے۔ اس لیے اتباع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا
بعض حضرات خود استاد کہلوانے اور اپنی خانہ ساز شہرت کے لیے اس قسم کے سلسلے قائم کرتے رہتے ہیں بلکہ اپنے شاگردوں کو دوسرے شعرا کی غزلیات توڑ مروڑ کر لکھ دیتے ہیں تاکہ ان کی استادی اور برتری قائم رہ سکے۔ مجھے ایسی باتوں سے نفرت ہے۔"

جگر مراد آبادی شعری صاحب کو بہت پسند کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ شعری صاحب ان کی روایت کو نہ صرف یہ کہ قائم رکھے ہوئے ہیں بلکہ اس کی کامیاب تقلید کر رہے ہیں۔ جگر اور شعری صاحب کی قربت پر ایک سوال جواب کا متلاشی ہے۔ سوال ہے۔

"جگر مراد آبادی سے آپ کی پہلی ملاقات کب اور کہاں ہوئی تھی؟"

شعری صاحب نے ماضی کو اپنے ذہن کے کسی گوشے میں سمیٹتے ہوئے کہا۔ "جگر صاحب سے مجھے ۱۹۳۱ء میں بھوپال میں نیاز حاصل ہوا تھا جب کہ وہ حضرت حامد سعید خاں صاحب حامد کے دولت خانہ پر تشریف فرما تھے اور بھوپال پہلی مرتبہ آئے تھے۔ ان کا قیام بھوپال میں مسلسل کئی ماہ رہا۔ اس کے بعد سے متعدد بار جگر صاحب بھوپال آئے اور ان کی قربت اور خدمت سے مجھے فیض پہنچتا رہا۔ ۱۹۳۱ء کے بعد بھوپال سے باہر دہلی اور لکھنؤ وغیرہ میں مجھے مہینوں ان کی خدمت میں رہنے کا فخر حاصل ہے۔ بیشتر بیرونی آل انڈیا مشاعروں میں بھی جگر صاحب کے ساتھ شرکت کرنے اور فیضیاب ہونے کا موقع ملتا رہا۔"

جگر مراد آبادی نے بھوپال میں ایک بہت ہی دلچسپ بزم قائم کی تھی۔ شعری صاحب بھی اس بزم کے اراکین میں سے تھے۔ مزید تصدیق کے طور پر میں نے ایک سوال کا جواب پوچھا کہ۔

"جگر صاحب نے بھوپال میں جو "دار الکہلا" قائم کیا تھا۔ آپ بھی اس کے ایک اہم رکن تھے آپ کو "باغی الکہلا" کا خطاب دیا گیا تھا۔ کیا یہ درست ہے؟"

شعری صاحب نے اس خوشگوار یاد ماضی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا "اس موضوع پر تو عبد القوی دسنوی صاحب نے ایک اچھا مقالہ لکھا ہے۔ بہرحال بھوپال میں جگر صاحب نے ایک مخصوص انجمن اپنے ادبی احباب کی بنائی تھی اس کا نام جیسا کہ آپ کو معلوم ہے "دار الکہلا" رکھا تھا ان ممبران میں سب کے جدا جدا نام تھے۔ مجھے "باغی الکہلا" کہا جاتا تھا اور اس کا سبب یہ

تھا کہ میں "صدر الکہلا" یعنی جگر صاحب کے بعض احکامات کی تعمیل نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ "صدر الکہلا" کے قواعد میں کسی بھی کاہل کا فوری حکم ماننا کاہلی کے اصول کے منافی تھا۔ اسی لیے وہ مجھے "باغی الکہلا" کہتے تھے۔"

علامہ نحوی صدیقی لکھنوی مرحوم نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ بھوپال میں بھی گزارا۔ یہاں شعر و ادب کے مسائل میں وہ شریک رہے۔ اکثر شعرائے بھوپال ان سے کسی ادبی بحث و موضوع پر مشورہ کرتے تھے۔ چنانچہ اسی غرض سے میں نے اپنے سوال نامہ میں ایک اس طرح کا سوال۔

"شعری صاحب کیا کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ کسی ادبی مسئلہ وغیرہ پر آپ نے علامہ نحوی صدیقی سے مشورہ کیا ہو۔؟"

شعری صاحب نے اقرار میں سر کو خم کرتے ہوئے کہا "حضرت علامہ نحوی صاحب مرحوم کا زیادہ قیام مدراس میں رہا۔ بھوپال میں وہ اپنی کبرسنی کے زمانے میں تشریف لائے تھے۔ اس زمانے میں اگر کسی محاورے یا الفاظ کی صحت کے متعلق معلومات کرنی ہوتی تھی، تو علامہ مرحوم سے مشورہ کر کے مجھے اطمینان ہوجاتا تھا اور ایسا بارہا ہوا۔"

میں نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا اور شعری صاحب کے قیمتی وقت کا احساس کرتے ہوئے آخری تین سوالوں میں سے ایک سوال کا جواب دریافت کیا کہ۔

"اردو ادب میں مشاعرہ کی کیا اہمیت ہے؟"

شعری صاحب کو مشاعروں کا بہت تجربہ ہے۔ میں ان کے تجربات کی بنیاد پر حاصل جواب کا منتظر تھا۔ وہ کہنے لگے۔

"مشاعرے کی اہمیت اب سے پہلے تو غیر معمولی تھی، مشاعرہ تہذیب و شائستگی، علم و ادب کی محفل سمجھا جاتا تھا۔ اب بھی مشاعرہ بعض خصوصیات کا حامل ہے۔ ترویج زبان و ادب کے علاوہ یہ ایک ایسی بزم ہے۔ جو اتحاد، اتفاق اور یک جہتی کی آئینہ دار کہی جا سکتی ہے لیکن موجودہ دور میں بعض نام نہاد شعرا نے اسے سیاسی اکھاڑہ بنا دیا ہے یہ حضرات شاعر تو نہیں ہیں مگر شک بڑے "مزور" ہیں۔ زبان سے غریبوں کے ہمدرد، دنیا بھر کا درد ان کے اشعار میں۔ لیکن عملی اعتبار سے موقع پرست، خود غرض اور مغرور ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے ہی وطن میں غریب الوطن ہے خارجی

کا تذکرہ کرنا بیکار ہے۔ مشاعرے میں جو لوگ شرکت کرتے ہیں ان کا مقصد تفریح کرنا یا حکومت کی برائی سن کر خوش ہونا، واہ واہ کرنا اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ ننانوے فی صد شہر کا غزل کو "گھجل" یا "گزل" کہتے ہیں۔ اچھا شعر سن کر تالیاں بجاتے ہیں۔ بعض اوقات تو یہ بھی میں نے دیکھا کہ صدر مشاعرہ کو اگر کوئی شعر پسند آیا یا کسی شعر پر کسی شاعر کو داد مل رہی ہے تو صدر صاحب واہ واہ کریں گے اور خود آداب بھی کرتے جائیں گے۔ اس وقت کیا حالت ہوتی ہے کسی شاعر کے دل سے پوچھیے۔"

بھوپال اردو کا مرکز رہا ہے یہاں کئی بڑے پیمانے پر آل انڈیا مشاعرے ہوئے ہیں جو اپنی ایک تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ مشاعرے کے سلسلے کا ایک اور سوال جواب کا طالب ہے۔

"بھوپال میں جو مشاعرے منعقد ہوتے ہیں ان کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟"

شعری صاحب نے پہلو بدلتے ہوئے جواب میں کہا کہ "بھوپال میں جو مشاعرے پہلے ہوتے تھے وہ غیر معمولی کامیاب اور شاندار تھے۔ ہندوستان کا کوئی بھی قابل ذکر شاعر ایسا نہیں جس نے بھوپال کے مشاعروں میں شرکت نہ کی ہو۔ اسی طرح دوسری جگہ بھی اچھے اچھے مشاعرے ہوئے لیکن اب وہ بات کہاں؟۔ آج کے مشاعروں میں جو واقعی شاعر ہے اس کی شرکت صرف اس وجہ ہوتی ہے کہ کچھ مالی منفعت ہو جائے اور کچھ احباب سے ملاقاتیں۔ آج کے مشاعرے میں جتنا معیاری شعر ہوگا، اتنا ہی ناکام ہوگا۔ چند مخصوص حضرات شعر کا لطف اٹھاتے ہیں باقی لوگ سمجھنا تو کیا مصرعہ بھی نہیں دُہرا سکیں گے۔ پہلے کے سامعین شعر سنتے تھے۔ آج کے سامعین آواز سنتے ہیں جو شاعر آواز سے پڑھتا ہے وہ بہت بڑا شاعر ہے اور جو شاعر صرف شعر پڑھتا ہے وہ بس یونہی ہے۔ کاش پہلے کی طرح طرحی مشاعرے منعقد ہونے لگیں تو یہ غیر شاعر اور "تک بند" یا قیمتاً غزلیں خریدنے والے مفرور کم ہو جائیں گے اور نئے نئے شعرا کو ابھرنے اور ترقی کرنے کا موقع ملے گا۔ اس طرح اردو ادب میں اضافہ ہوگا اور مشاعرہ کا بگڑا ہوا معیار بن سکے گا۔ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ آنے والے دور میں مشاعرے کا دوسرا نام "نوٹنکی" نہ ہو جائے کیونکہ اب شعرا کی صف میں ایکٹر اور بزعم خود لیڈر بھی شامل ہو گئے ہیں۔"

اب سوال نامہ بند کرتے ہوئے میں نے آخری سوال کیا۔

"کیا وجہ ہے کہ "صبح غزل" کے بعد آپ کا دوسرا شعری مجموعہ منظر عام پر نہیں آسکا؟"

"حالات کی ناسازگاری، اپنی کم مائیگی اور احتیاجات کی زیادتی وغیرہ" شعری صاحب کے دوسرے مجموعہ نہ چھپنے کے یہ اسباب تھے۔

اب میرا انٹرویو ختم ہو چکا ہے۔ اسی اثنا میں سجاد میاں چائے کی پیالیاں سامنے لاکر رکھ دیتے ہیں۔ لذیذ چسکیوں کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر کی باتیں اور بھی لطف دے رہی تھیں۔ سورج کی بڑھتی ہوئی اور پھیلی ہوئی تیز شعاعیں وقت کی رفتار کا احساس دلا رہی تھیں۔ میں نے شعری صاحب کا شکریہ ادا کیا اور اجازت طلب کی۔ شعری صاحب سے میں اس تاثر کے ساتھ واپس ہو رہا ہوں کہ وہ "ایک خوبصورت مجسمہ ہیں جو ہر زاویہ سے دیکھنے میں پر کشش معلوم ہوتا ہے وہ اگر خاموش رہے تو چاندی بکھیر دے اور گویا ہو تو سونا ہو جائے "

نئی مطبوعات

تنقید اقبال اور دوسرے مضامین	(ادب)	ڈاکٹر عبدالحق	۱۰/-
سیر المصنفین		محمد یحییٰ تنہاؔ (مرتب امیراللہ خاں شاہین)	۱۰/
اردو زبان کا قومی کردار	"	ظفر ادیب	۲۰/-
۲. دانِ ادب	"	حمیدہ سلطان	۲۰/-
انسان اور آدمی	(ادبی مضامین)	محمد حسن عسکری	۸/-
اطراف اقبال	(اقبالیات)	ملک حسن اختر	۲۰/-
ترجمہ کا فن اور روایت	(ادب)	ڈاکٹر قمر رئیس	۲۵/-
اردو شعری تکنیک معاملہ	"	سید اسحاق حسین عابدی	۵/-
اردو سے ہندی تک	"	ڈاکٹر عبدالودود	۳/۵۰
مولانا محمد علی حیات اور ادبی خدمات	(سوانح)	سید نسظر برلی	۲۰/-
ارضیات کے بنیادی تصورات	(جغرافیہ)	مترجم ڈاکٹر ماجد حسین	۲۲/-
گولڈن ہندی لغت	(ڈکشنری)	مترجم محمد اشرف عظیم آبادی	۶/۵۰
دیدۂ نم	(دکنی شاعری)	وحید النسا بیگم	۱۰/-
رومانیات	(شعری مجموعہ)	دور آفریدی	۶/-
نہرو نامہ	"	"	۵/-
جسارت	"	عزیز وارثی	۱۰/-
محراب	"	"	۱۰/-
انکار	"	امیر قزلباش	۱۰/-
کوئے ملامت	"	کرشن موہن	۱۰/-
اُڑان	"	شباب للت	۶/-

برگ سبز	(شعری مجموعہ)	آزاد نوحی	۱۰/-
ارمغان بہار	"	اے بی ۔ بہار	۱۰/-
نگارِ شوق	"	دھرم سروپ	۱۰/-
آئینے توڑ دو	(ناول)	حمیدہ جبیں	۱۲/-
سپنوں کی شہنائی	"	دیبا خانم	۱۰/۵۰
سپنے سائے گیت	"	زبیدہ انیس	۱۳/۵۰
سپنوں کے پھول	"	مینا ناز	۱۱/-
رخسانہ	"	ماہ طلعت	۱۲/-
شام وسحر	"	مسرور جہاں	۱۰/-
لہو کے مول	"	شکیلہ اختر	۷/۵۰
دیہاتی سماج	"	شرت چندر	۸/-
اپنی اپنی قسمت	"	گلشن آنند	۱۰/-
یادوں کے ستم	"	زلیخا حسین	۱۰/-
سنجیلہ	"	ثریا ملک	۱۰/-
سونیا	"	بلقیس کنول	۱۲/-
اونچی سوسائٹی	"	شہناز تبسم	۱۲/-
پہاڑی چاند	"	مینا ناز	۱۱/-
ایثار	"	صوفیہ احسان	۱۱/-
تقدیر	"	عفت موہانی	۱۲/-
حلالہ	(افسانے)	ش مظفر پوری	۱۰/-
آگ اور دھواں	"	ابراہیم علوی	۳/-
ستاروں نے کہا		ستیہ پرکاش	۷/-
ہماکشیدہ کاری	(کشیدہ کاری)	آنسہ فہمی	۴/۵۰

سیّد مرتضیٰ حسین بلگرامی

رازِ درونِ پردہ

میکس نے تخلیقِ شعر کے لیے جو بات کہی تھی وہ "نقدِ ادب" کا درجہ رکھتی ہے۔ اس بیان میں ہر شاعر کی مشکلات، احساسات، فکری نشوونما، شعوری اقدار اور میلانات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس شعر میں جو بات کہی گئی ہے وہ ادبِ عالیہ کا درجہ رکھتی ہے۔ اُردو میں اس طرح تخلیقِ شعر کے متعلق میری نظر سے کسی اور شاعر کا کوئی شعر نہیں گزرا۔ لیکن میرؔ نے جو بات کہی ہے اس کا اطلاق ہر شعر پہ نہیں ہو سکتا۔ "زندہ جاوید" شعر پہ ہی ہو سکتا ہے، شعر ہے ؎

خشک سیروں تنِ شاعر کا لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرعۂ تر کی صورت

یہ "مصرعۂ تر" ہی دراصل کسی شاعر کو عام انسانوں سے ممتاز کرتا ہے۔ شاعری درجۂ خاص یعنی تائیدِ الٰہی کی بات ہے۔ اور تائیدِ الٰہی کے لیے ضروری ہے کہ تزکیۂ نفس اور محنت و مشقت و ریاضت کی جائے۔ شکر ہے کہ اُردو کے جواں سال شعرا نے اب مسئلہ کے اس رُخ کی طرف توجہ دینے اور ریاضت کرنے پہ اپنے آپ کو آمادہ کر لیا ہے، چنانچہ راج نرائن رازؔ ایک کم گو شاعر ہیں، لیکن جو کچھ کہتے ہیں اس میں دیانت اور ریاضت کو دخل ہے۔ ان کا کلام صاف ستھرا اور دلکش ہوتا ہے۔ تاثراتی شاعری اور الہامی شاعری میں کیا فرق ہے اس وقت اس پر روشنی ڈالنا ممکن نہیں، لیکن دونوں کی ملی جلی شکل اگر ملاحظہ کرنی ہو تو یہ شعر ملاحظہ ہو ؎

ہم نے تو سنوارا ہے اس کو، ہم نے تو نکھارا ہے اس کو   شائستہ ہوئی ہے اب جو خرد یہ کام ہے ہم دیوانوں کا

دیوانگی اگر خرد کے لیے پیغام رسانی کا کام دے تو اسے "عقل کل" کہا جا سکتا ہے ۔ اور اس فرزانگی میں حضرت منؔور لکھنوی کی تربیت اور ذہنی آراستگی کو بڑا دخل ہے ۔ استاد اگر کامل ہو تو اس کے شاگرد اس کی تہذیب اور اس کی شائستگی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس معاملے میں ایک خوبی اور بھی ہے ۔ وہ یہ کہ رازؔ ایک ایسے خطۂ ملک کے باشندے ہیں جو اپنی تہذیب کے اعتبار سے ایک خاص روایت اور روایت کا قائل رہا ہے ۔ آزادئ ذہن اور آزادئ عمل کا جس حد تک پُر لُو اس قوم میں ملتا ہے اس کی نظیر نہیں مل سکتی ۔ زندہ رہنے کے لیے شاہین کا جگر اور مانی کا قلم درکار ہوتا ہے اور رازؔ نے یہ بات اپنے اَب وجد سے ورثے میں پائی ہے ۔ ان کے والد مدظلہٗ بھی تہذیب و شائستگی کا اعلیٰ نمونہ ہیں ۔ خلق ومروت اور شفقت ومحبت کی آماجگاہ ۔ یہی روایت رازؔ نے اپنے کلام میں برقرار رکھی ہے ۔ اِس لیے اُن کے ذہن کے گوشے سے ایسے علاقائی شعر جُدا ہو کر صفحۂ قرطاس پر آ گئے ۔

آپ وگل جب مل کے باہم آدمی کو درس دیں
جس میں شَر شامل نہ ہو ایسا بشر پیدا کریں

دراصل بشر کا پیدا ہونا ہی "مصرعۂ تر" کے وجود کی بات ہے ۔ اس لیے شروع میں یہ عرض کیا تھا کہ تا ئیدِ الٰہی جب تک حاصل نہ ہو فکرِ سخن اور فکر کی گہرائی کا عمل ممکن نہیں ۔

رازؔ سے میں اپریل ۱۹۵۸ء میں سب سے پہلی بار ملا تھا ۔ اُس لمحے سے آج تک کتنے تغیرات ہوئے ۔ زمین وآسمان میں کیسے کیسے انقلاب آئے ۔ مہروماہ نے کیسے کیسے رنگ دکھائے ، زمانہ کی ستم کیشیاں اور وقت کی تیز رفتاری و بداعمالی کے کیسے کیسے نمونے سامنے آئے ، مگر اخلاق ومروت کا جو درجہ ہم دونوں کے درمیان قائم ہو گیا تھا ، اس میں کمی نہیں آئی ۔ میں سید زادہ اور وہ پٹھان زادہ۔ بس یہی تو رشتۂ محبت کی علامت تھی ۔ لیکن نہیں ، ان کے یہاں انسانیت کا جو اعلیٰ تصور ہے وہ کسی پیمانے ..... یا میزان سے ناپنے کی بات نہیں ۔ انسان پیدا ہوتے رہتے ہیں اور مر جاتے ہیں مگر کچھ ایسے انسان بھی پیدا ہوتے ہیں جو اپنے خاندان ، اپنی روایات ، اپنی معاشرت اور اپنے تمدن کے متعلق علامت بن جاتے ہیں ۔ رازؔ کا شمار ایسے ہی انسانوں میں ہے وہ شاعری بھی اسی نظریے کے تحت کرتے ہیں اور خود کہتے ہیں : ؎

جس کے سائے میں پلیں شاہین بھی، جبریل بھی
راز ایسی شان کے ہم بال و پر پیدا کریں

یہ تصور اگر عام ہوجائے تو بس ہر شخص "انسان کامل" ہوجائے۔ یہ نمو دار یہ جذبہ ایک ایسا عمل ہے جس سے تقدیریں ہی نہیں بدلتیں بلکہ ہیئت میں جلا بھی پیدا ہوتی اور ذہن میں تازگی بھی آتی ہے۔

زبان و بیان، تخیل، فکر عالی، معانی و گیرائی کے اعتبار سے بھی ان کے یہاں دراج نرائن راز حسن عمل کی ترتیب موجود ہے۔ کلام میں شگفتگی اور وقار کا ہونا خود ایک بڑا امتیاز ہے اور راز کا کلام اس وصف سے خالی نہیں۔ انھوں نے دل کی لگن اور دیانت کے وزن نیز تہذیبی وافداری لحاظ سے جو کچھ سمجھا، سوچا اور پرکھا ہے اسے ہمارے سامنے پیش کردیا ہے۔ ردّ دعوت کا الزام اب ہم پر آسکتا ہے۔ پیغام نہ پہنچانے کا الزام اُن پر نہیں آسکتا۔ راز کی شاعری میں جو کسک اور دل کی چبھن پائی جاتی ہے وہ کسی معشوق کے انداز نظر میں ہی مل سکتی ہے۔ شوخی ادائی اور دلفریبی کا یہ انداز انھوں نے کہاں سے سیکھا؟ ۔ یہ سوال اگر منوّر صاحب کی شخصیت کو سامنے رکھ کر کیا جائے تو خود بخود حل ہوجاتا ہے۔ غزل کے لغوی معنی جو بھی ہوں میں تو اس کو "لکھنوی" بھی کہنے پر آمادہ ہوں، یعنی صرف "سخن زنان" کا قائل نہیں۔ یہی سبب ہے کہ حسن و ادائی کا جو آہنگ راز کے یہاں ملتا ہے وہ "لکھنویت" کی دین ہے۔ زبان کا صاف ستھرا ہونا کسی کلام کی ابدیت کی خود ضمانت ہے۔ راز نے اس شعر میں اس عمل کو کس طرح ادا کیا ہے ملاحظہ ہو ؎

ساقی! مُرجھائے پھولوں کا، پھلواری میں ماتم کب تک
اُن غنچوں کا گیت سناؤ، غنچے، وہ جو آج کھلیں گے

ہائے کیا بات کہدی ہے۔ درس آدمیت اس پیغام کا نام ہے۔ یہی نہیں وہ کارواں کو ہی منزل نہیں سمجھتے بلکہ ان بھولے بھٹکے ساتھیوں پر بھی نظر رکھتے ہیں جو حالات کے تقاضے یا مساعد زمانہ سے بچھڑ گئے ہیں اور اس احساس میں انسانیت کا معیار جو پوشیدہ ہے اس سے ہم آپ انکار نہیں کرسکتے ؎

بانگِ جرس کی آس نہ توڑو۔ تھوڑی دور تو اور پکارو
مجھ کو یقین ہے راہ سے بھٹکے بچھڑے ساتھی آن ملیں گے

یہی یقین شاعر کا دل ہوتا ہے۔ اس دل سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کے یہاں کن اقدار کی کارفرمائیاں ہیں، وہ اچھے بُرے اور نیک و بد کی تمیز نہیں رکھتا، اس کا اعلان بھی کرتا ہے اور یہ اعلان جب بار بار کیا جائے تو پھر احساس ہوتا ہے کہ یہ فقط اعلان ہی نہیں "ایمان" ہے۔ اور ایمان جب محکم ہو تو وہی "بشر" ہے اور "اصل بشر" ہے ؎

بھونرے نے خون چھڑکا ہوتا رُوپ کلی کا نکھرا ہوتا

نفسیات وحسیات اور عمل کا کس حد تک اور کیا تقاضا ہے اس کا وجدان اس شعر میں موجود ہے۔ خون دینے اور لینے، خون چھڑکنے اور چوسنے میں جو فرق ہے اس کا وجدان اگر حاصل ہو جائے تو زندگی کی بہت سی کٹھنائیاں دُور ہو جائیں۔ رازؔ نے اپنی جواں سالی کے باوصف حیات کا جس حد تک اعلیٰ عرفان حاصل کر لیا وہ خوشی کی بات ہے، ان کے عرفان کو سمجھنے اور یقین کرنے کے لیے یہ اشعار مطالعہ کیے جائیں۔ ؎

ابنِ آدم کی ہے تاریکی پہ نظر، جانیے کیا ہو شمع پر اب بھی ہے رقصندہ شرر، جانیے کیا ہو
زندگی موت کے ساحل پہ کھڑی سوچ رہی ہے کتنا نزدیک ہے کشتی سے بھنور، جانیے کیا ہو
چھلکی پڑتی ہے ہر گھڑی ہر پل زندگی ہے کہ دیدۂ تر ہے
پھول مرجھائے مورتیں ٹوٹیں کتنا ویران دل کا مندر ہے
کیوں گماں ہے جرس پہ نالوں کا جانے کس مرحلے میں رہبر ہے

⁂

چاندنی، پھول، جام، بربط، تم دل کا ایک ایک داغ کیا کیجیے!

⁂

اس سے تو اور بھی آئینے میں بال آئیں گے اب نہ پندارِ غمِ عشق کا چرچا کیجیے

⁂

خوب ہے، بوئے گل تو پھیلے گی آج غنچے اگر پریشاں ہیں
ہم سے قائم سہاگ دھرتی کا ہم کہ یزداں نہیں ہیں انساں ہیں

یہ نظریات اتفاقی نہیں آفاقی ہیں، اور حسنِ عمل سے ان میں جو نئی روح اور آفاقیت آئی ہے

وہ اعلیٰ اقدار کی نمائندگی کرتی ہیں۔ رازؔ سایہ کا رنامہ ان کو ابدیت بخشے گا۔ اب تک میں نے جو باتیں کی ہیں وہ "نقص نغمہ" اور "عکس نغمہ" کے متعلق تھیں۔ یعنی "غزل" جو اردو شاعری کی آبرو ہے۔ اس بارے میں رازؔ کے جو احساسات ہیں ان کا ذکر کیا گیا تھا۔ اب میں ان کی "نظم گوئی" کی طرف قاری کو متوجہ کروں گا۔

میں ذاتی طور پر غزل کی غنائیت اور اس کے کیف سے زیادہ قریب ہوں، اس لیے نسبتاً میں نے غزل سے متعلق زیادہ گفتگو کی۔ لیکن اس کا یہ مقصد نہیں کہ رازؔ کی نظموں میں وہ زندگی یا پیغام نہیں جو ان کی غزلوں میں موجود ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ رازؔ کا کمال اور فن کا عروج یہی ہے کہ نظم گوئی میں بھی انھوں نے نئے رجحانات اور میلانات سے کام لیا ہے، بلکہ بعض جگہ انھوں نے انفرادیت پیدا کرلی ہے۔ ان کی نظموں میں محض ٹیڑھی میڑھی سطریں اور اونچے نیچے مصرعے ہی نہیں ہیں — چھوٹے اور زیادہ طویل مصرعوں سے نہ بات بنتی ہے نہ بنائی جاسکتی ہے۔ ہاں اگر "مصرعہ تر" ہے تو یہی وصف غزل اور نظم دونوں کو ابدیت بخشے گا۔ رازؔ نے اپنے خونِ دل سے نظم کی آبیاری کی ہے اور انھوں نے محض "برائے گفتن" کوئی بات نہیں کہی ہے، بلکہ جو کچھ تجزیہ کیا اسے سلیقے سے بیان کر دیا ہے۔ غزل میں ان کے اختراع پر ہم کچھ بحث کر سکتے اور فنی نکال سکتے ہیں لیکن نظم کے حصے پر شاید ہی قاری کو ذہنی الجھن میں مبتلا ہونا پڑے۔ کیونکہ انھوں نے ہم وجہ دیت اور تاثراتِ قلبی کا خاص اہتمام برتا ہے۔ اور یہی احساس ان کو دوسرے شعراء سے ممتاز کرتا ہے۔ غزل کا ہر شعر اپنی بات کا مکمل اعادہ کرتا ہے لیکن نظم کا مربوط ہونا لازمی ہے۔ حیرت ہے کہ رازؔ نے اس اصول سے اختلاف کرتے ہوئے کس خوبی اور دانائی سے بعض ایسے بند نظم کر دیے ہیں کہ ان پر "غزل" کا گماں ہوتا ہے مثلاً یہ دو مصرعے:

یہ ہے، یہ ہے وقت کی دیوی   یہ ہے یہ ہے منزل تیری

یا یہ دو مصرعے:

ہر طرف سحر کی سی کیفیت   ہر طرف اک سکونِ بے پایاں

مکمل بات۔ مکمل انداز اور مکمل کیفیات سے یہ مصرعے مملو ہیں۔ ویسے رازؔ کی نظموں میں "ماورائی" کوئی بات نہیں کہی گئی ہے اور جہاں ہے اس کے دلائل موجود ہیں۔ خام خیالی اور نفس پروری بھی

نہیں کی گئی ہے اور یہ بھی نہیں کہ انھوں نے ادھوری بات کہہ کر ساری بات سمجھنے کے لیے قاری کو حیرت و استعجاب میں مبتلا چھوڑ دیا ہو۔ وہ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں اس کو صفائی اور دلنشینی سے کہہ جاتے ہیں۔ انسانی نفسیات کا خیال اور ادراک کا احساس ان کے یہاں بدرجہ اتم موجود ہے۔ یہی سبب ہے کہ وہ غزل اور نظم دونوں پہ اچھی قدرت اور صلاحیت صرف کرکے قاری کو مطمئن کرتے ہیں، یہ علامت بذاتِ خود زندگی ہے اور رازؔ نے اتنی مختصر سی زندگی میں (جب کہ ابھی ان کی عمر کچھ زیادہ نہیں ہے) کیسے اپنالی۔ حیرت ہوتی ہے۔

ان کی نظموں میں جو نظمیں مجھے سب سے زیادہ پسند آئیں ان کے نام یہ ہیں:-

(۱) سنہرے دیسے ..... (۲) بات سنتے جاؤ۔

(۳) پل پل محرابوں کا شہر۔ (۴) خود کلامی

ان نظموں میں شاعر نے جن احساسات کا ذکر کیا ہے اس سے ہر قاری کا متاثر ہونا اور یقین کرنا ضروری نہیں۔ لیکن یہ ہمارے اپنے احساسات ہیں اور ہر احساس بذاتِ خود نیا بھی ہے اور نشاطیہ بھی۔ الم و نشاط کے اس امتزاج کا نام زندگی ہے اور زندگی کی بے کیفی و شادابی کا نام ہی احساس ہے۔ رازؔ نے اس رمز کو پالیا ہے اور یہی ان کی شاعری کی معراج ہے۔ ابھی ان کو بہت کچھ کرنا ہے یہ تو منزل کی جانب ابتدا ہے۔ بے خوفی اور نڈرپن کے ساتھ ان کو قدم اور آگے اور آگے بڑھانا ہے کارواں کدھر ہے؟ منزل کہاں ہے؟ اس کی تلاش جاری رہنی چاہیے۔ رہبری کے لیے شاعر کا دل اگر پاسبان بن جائے تو پھر منزل بھی قریب آجاتی ہے۔ ویسے انھوں نے خود بھی یہ بات کہی ہے کہ ؎

کام لو ہوش سے۔ یوں ٹوٹ کے دیکھا نہ کرو (خود کلامی)

یہی پیغام میرا ہے۔ ان کو ہوش سے کام لے کر منزل کی جانب پیش قدمی کرنی ہے۔ کامیابی ہے اور ان کی منزل بھی یقینی بات ہے۔

آخر میں "عکسِ نغمہ" سے ایک شعر پیش کرکے رخصت چاہتا ہوں۔ ؎

گل و گلشن ہمیں سے قائم ہیں
رازؔ روحِ بہار ہیں ہم لوگ

راس پیغام "روحِ بہار ہیں ہم لوگ" کو عام ہونا چاہیے۔

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

تاریخ کیسے پڑھائیں

مصنف : سید مسرور ہاشمی
قیمت : آٹھ روپے
ناشر : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ نئی دہلی ۲۵

"تاریخ کیسے پڑھائیں" اُن طلبہ کے لیے لکھی گئی ہے جو بچوں کی تعلیم و تربیت کو اپنا پیشہ بنانا چاہتے ہیں اور اسکولوں میں تاریخ کی تدریس کی ذمے داری سنبھالنا چاہتے ہیں۔ مسرور ہاشمی نے اپنی تالیف میں صرف کتابوں کی مدد نہیں لی ہے بلکہ اپنے عملی تجربے کی بنیاد پر تدریس کے عملی پہلو پر زور دیا ہے۔ یہی ان کی کتاب کی ندرت ہے۔

بعض اصول سننے اور پڑھنے میں عمدہ معلوم ہوتے ہیں لیکن جب ان پر عمل کرنے کا وقت آتا ہے تو وہ پیچیدہ اور مبہم محسوس ہونے لگتے ہیں۔ تدریس ایک عمل کا نام ہے اس لیے مسرور ہاشمی نے اصولوں سے بحث تو کی ہے لیکن عملی پہلو کو کسی بھی جگہ نظرانداز نہیں کیا ہے۔

تاریخ کیسے پڑھائیں نو ابواب میں منقسم ہے اور آخر میں ایک اہم موضوع پر سرسری نگاہ ڈال کر قاری کو بالارادہ تشنہ چھوڑ دیا گیا ہے اور سوچنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔

پہلے دو ابواب تاریخ، اس کی اہمیت اور اس کے مقاصد سے متعلق ہیں جن پر خاطر خواہ گفتگو کی گئی ہے، نظریات سے متعارف کرایا گیا ہے اور تاریخ کی بنیادی ضرورتوں مثلاً ماخذ، تجزیہ اور امتزاج کو سہل کر کے پیش کر دیا گیا ہے۔ کئی اور مضامین مثلاً تاریخ ادب ... تاریخی حقایق کی جستجو اور تاریخ میں اصول مرتب کرنے کی کوشش پر بھی قلم اٹھایا گیا ہے اور ان کے سلسلے میں جو عام نظریات ہیں ان کا ... کر دیا گیا ہے تاریخ کے مقاصد کو ذہن نشین کرانے کے لیے مصنف نے ترتیب وار طریقے کو اختیار کیا ہے۔ مصنف کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ جگہ جگہ استاد بن کر سامنے آتا ہے اور اصولوں کی تشریح کر دیتا ہے۔

باب سوم اور چہارم طریقۂ تدریس سے متعلق ہیں۔ مصنف نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہندستان میں بیان یا لیکچر کا طریقہ عام ہے جس سے طلبہ کو امتحان میں کامیابی حاصل کرلنے اور نصاب تعلیم مقررہ وقت کے اندر پورا کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ اس طریقے میں طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو اُبھارنے سے زیادہ مواد تعلیم رٹانے اور رٹ کر امتحان میں دُہرا دینے پر زور دیا جاتا ہے۔ مصنف بیان کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرتا۔ اس کا خیال ہے کہ اول شوق دلانے کے لیے، دوم بیان کو بہت سی الجھی ہوئی باتوں کی وضاحت کے لیے اور سوم تفصیلات بتانے کے لیے، بیان کے طریقے کو اختیار کرنا چاہیے۔ بیان کے سلسلے میں روانی اور سادگی کی شرائط پر بھی زور دیا گیا ہے۔

طلبہ کے شوق، اُن کی سمجھ اور خود اپنے بیان کے امتحان کے لیے سوالات بھی ضروری ہوتے ہیں۔ مصنف نے اس پر بھی گفتگو کی ہے۔ تختۂ سیاہ کی قدامت تسلیم کرتے ہوئے مصنف نے اس کے استعمال کی ضرورت پر زور دیا ہے اور مثالیں دے کر سمجھایا ہے کہ کس طرح خاص نکات کو تختۂ سیاہ پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

مسرور ہاشمی نے درسی اور غیر درسی کتابوں، سلائڈز اور فلم اسٹرپس کی مدد لینے پر زور دیکر اساتذہ اور طلبہ دونوں کو صرف بیان دینے اور رٹنے سے باز رہنے کی تاکید کی ہے۔ نیز مصنف نے رہنمائی کی خاطر منتخب تصنیفات کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔ کیونکہ تاریخ پر تجربے کے طریقۂ تدریس کا اطلاق مشکل ہی سے ہوسکتا ہے۔ لہٰذا مصنف نے اس کے نعم البدل مآخذی طریقہ پر طویل گفتگو کی ہے۔ مآخذوں کو اول مضمون میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے اور دوم تنقیدی نظر پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مآخذی طریقہ، تنقیدی نظر پیدا کرنے میں کتنا ممد ثابت ہوسکتا ہے اس کو مصنف نے کئی مثالیں دے کر واضح کیا ہے۔ ہمارے ملک میں بہت سی ایسی کتابیں ملتی ہیں جن میں تاریخ کو مسخ کر دیا گیا ہے، ہماری بدنصیبی ہے کہ یہی کتابیں ہماری درسگاہوں میں عام ہورہی ہیں۔ مآخذوں کے حوالے سے تاریخی حقائق کی نشاندہی کرکے مدرس ایک قومی فریضہ ادا کرسکتا ہے۔ مصنف کا خیال یہ ہے کہ جب طلبہ تاریخ کے منبع کو ہی تنقیدی نظر سے دیکھنے لگیں گے تو دوسری کتابوں کے معاملے میں اور بھی زیادہ چھان بین کریں گے اور اس سب کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مضمون میں دلچسپی بڑھ جائے گی۔

باب پنجم میں طریقۂ تدریس کو نے کرڈالٹن پلان اور منصوبی طریقے پر بحث کی گئی ہے مصنف کا خیال ہے کہ "تاریخ کی پڑھائی میں بھی ڈالٹن پلان سے مدد لی جاسکتی ہے۔ یہ کہنا غلط ہوگا کہ تاریخ کے ہر عنوان پر تفویضات دے کر سارا کورس پورا کیا جاسکتا ہے۔۔۔ اس طریقے کو جزوی طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے، ایک نمونے کی تفویض پیش کرنے کے بعد مصنف نے تفویضات کے سلسلے میں طلبہ کی لاپرواہی کے پیش نظر یہ سفارش کی ہے کہ بہتر ہوگا کہ ایسے موضوعات پر گلے گا ہے تفویضات دی جایا کریں جن پر یا تو اختلاف رائے کی گنجائش ہو یا پھر بہت سی کتابیں مل سکیں" منصوبی طریقے کے سلسلے میں مصنف کا خیال ہے کہ اگر ہم منصوبے کو مضمون سے متعلق کرنے پر مصر ہوں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس منصوبے کا جھکاؤ کسی خاص مضمون کی طرف ہو اسے اس مضمون سے منسلک کردیں۔ اس طرح تاریخ کے منصوبے بھی ایسے ہی منصوبے ہوں گے جن کا جھکاؤ تاریخ کی طرف زیادہ ہو۔ ان میں تاریخی عمارتوں کے ماڈل بنانا، تصویریں بنانا، نمونے اکٹھا کرنا، سکے اور دیگر تاریخی سامان اکٹھا کرنا، تاریخی ڈرامے کھیلنا اور تاریخی مقامات کی سیر کی قسم کے کام ہوں گے۔ اس کے بعد ایک منصوبے کے اشارے دیے گئے ہیں۔ تاریخ کے استاد کے لیے یہ منصوبہ ایک نمونے کی حیثیت رکھتا ہے اور اسے اسی طرح کے تجربات کی منصوبے اخذ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

باب ششم میں نصاب تعلیم سے متعلق یورپ کے ماہرین تعلیم کے نظریات پر گفتگو کی گئی ہے اور آخر میں تاریخ کے نصاب کے سلسلے میں اپنے ملک کی درسگاہوں کے لیے حسب ذیل تجویز رکھی ہے، "بہتر ہوگا کہ نصاب کو ابتدائی، درمیانی اور ثانوی جماعتوں میں اضافے کے ساتھ دہرایا جائے۔ تکنیکی زبان میں یوں کہنا چاہیے کہ ابتدائی ایک دائرہ ہو۔ درمیانی جماعتیں دوسرا اور ثانوی جماعتیں تیسرا دائرہ ہوں اور تاریخ کا منتخب شدہ نصاب ہر دائرے میں دہرایا جائے۔ بعد کے دائروں میں طالب علموں کی سوجھ بوجھ کے مطابق اضافے کیے جائیں۔

باب ہفتم میں تاریخ کی درسی کتاب کی ترتیب سے متعلق کچھ اصول تجویز کیے گئے ہیں جو موجودہ دور میں تاریخ کی افادیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے وضع کیے گئے ہیں۔ مسرور ہاشمی تاریخ سے درس لینے اور اس کے مطالعے سے حاصل آفاقی قدروں کو اپنانے پر زور دیتے ہیں ان کی تاریخ کی درسی کتاب میں قومی یکجہتی اور فرقہ وارانہ رویوں کی مذمت دور حاضر کے تقاضوں سے

عبارت ہیں۔ لیکن وہ اس مقصد کے لیے حقایق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے مخالف ہیں۔ انھوں نے ایک اور اصول یہ پیش کیا ہے کہ درسی کتابوں میں موادِ تعلیم تاریخ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرے نیز موادِ تعلیم، طالب علموں کی نفسیات کو سامنے رکھ کر پیش کیا جائے۔ عام طور سے درسی کتابیں صرف طلبہ کے لیے تیار کی جاتی ہیں۔ مسرور ہاشمی کا خیال ہے کہ ان میں اُستادوں کے لیے بلا واسطہ یا بالواسطہ ہدایتیں ہوں تو وہ پڑھانے کے سلسلے میں موزوں تبدیلیاں کر سکیں گے۔ اور آخر میں ایک طالب علم کی بے بسی کے پیشِ نظر مصنف نے اس خواہش کا اعادہ کیا ہے کہ درسی کتابوں کی قیمت کم ہو تو بہتر ہے۔ ایک ذیلی عنوان کے تحت استاد کو بھی اپنے مضمون پر قدرت حاصل کرنے کی ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

باب ہشتم تاریخ میں امتحان، امتحان کی تکنیک سے متعلق ہے۔ مسرور ہاشمی کا خیال ہے کہ پہلے ممتحن کے ذہن میں یہ بات صاف ہونی چاہیے کہ وہ "کیا جانچنا چاہتا ہے؟" اس کے بعد انھوں نے کچھ معیار مقرر کیے ہیں جن کے مطابق طلبہ کو پرکھا جا سکتا ہے۔ وہ معروضی قسم کی جانچ کے حق میں ہیں جس کی بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ سوالات کو آسانی سے جانچا جا سکتا ہے اور یہ [illegible] جا سکتا ہے کہ کوئی خاص سوال کسی خاص جماعت کے لیے موزوں ہے یا نہیں۔

باب نہم، اسباق سے متعلق ہے۔ سبق کا خاکہ بنانے کی ضرورت مصنف اس لیے محسوس کرتا ہے کہ اساتذہ، بالخصوص نئے اساتذہ کا ذہن صاف ہو جائے اور اعتماد کے ساتھ وہ جماعت کا نہ صرف سامنا کر سکیں بلکہ اطمینان بخش طور پر طلبہ کی تعلیم و تربیت بھی کر سکیں۔ مصنف نے خاکے تیار کرنے کے لیے کچھ قواعد وضع کیے ہیں۔ اور خاکے کے ان خاص اقدامات کا ذکر بھی کیا ہے جو اصولی طور پر پسند کیے جاتے ہیں۔ مسرور ہاشمی نے اس باب کے آخر میں نمونے کے سبق شامل کر کے بہت سے ایسے اساتذہ کی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی ہے جو لکیر کے فقیر ہیں اور محض واقعات دُہرانے کے دقیانوسی طریقے پر گامزن ہیں۔ اس طرح کے سبق تیار کرنے میں محنت اور ذہانت کی ضرورت ہو گی لیکن مضمون دلچسپ بن جائے گا اور طلبہ میں صرف شوق ہی نہیں بلکہ ایک "نظر" بھی پیدا ہو جائے گی جس کی کمی کا ہم آئے دن رونا روتے ہیں۔

آخر میں یہ کہہ دینا کافی ہو گا کہ مسرور ہاشمی نے اپنے موضوع کے ساتھ انصاف کیا ہے اور

کم سے کم الفاظ میں بہت سی بحثوں کو سمیٹ لیا ہے اور بہت بھاری بھرکم اصولوں کو لقمہ بنا کر پیش کر دیا ہے۔ غالباً اُردو کے حلقے کے لیے یہ اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے۔ مسرور ہاشمی قابلِ تحسین کارنامے کے لیے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ امید ہے یہ کتاب بہت سے اساتذہ اور طلبہ کے لیے رہبر ثابت ہو گی۔

سیّد جمال الدین

نئے تنقیدی زاویے

مصنف: خوشحال زیدی سرسوی
ناشر: ادارۂ بزمِ خضرِ راہ۔ دہلی ۶
صفحات: ۳۳۶
قیمت: دس روپے پچاس پیسے

خوشحال زیدی ایک عرصے سے اُردو کے طلبہ کے لیے امدادی مواد فراہم کر رہے ہیں۔ انھوں نے ثانوی مدرسے اور کالج کی سطح پر متعدد امدادی کتب تیار کی ہیں جن کی مدد سے طلبہ اپنے نصاب مدرسے متعلق دشواریاں دُور کر سکتے ہیں ان کی ان کاوشوں کو اتر پردیش کے اُردو خواں طلبہ میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اس مقبولیت کا راز طلبہ کی ضرورت اور استعداد سے متعلق ان کی قریبی واقفیت اور زبان و ادب سے گہری دلچسپی میں مضمر ہے۔ عموماً امدادی مواد کے نام پر جو خام مال جنسِ بازار ... ہے وہ طلبہ کے ذوق کو بگاڑنے کا باعث ہوا کرتا ہے۔ اس لیے امر باعثِ اطمینان ہے کہ خوش حال زیدی کی تیار کردہ کتب اپنا ایک معیار رکھتی ہیں اور طلبہ کی مناسب طور پر رہنمائی کرتی ہیں۔

"نئے تنقیدی زاویے" ان کی تازہ ترین پیشکش ہے جس کا مخاطب کالج کی سطح پر اردو ادب پڑھنے والے طلبہ ہیں۔ اس کتاب میں اُن ادیبوں، شاعروں، اصنافِ سخن اور موضوعات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے جو عموماً کالجوں کے اندر نصابِ اردو کا حصہ ہوا کرتے ہیں۔ انھیں چند ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے: (۱) اُردو مثنوی (۲) افسانوی ادب (۳) خدائے سخن میر تقی میر (۴) لسانیات (۵) تنقید (۶) متفرقات۔

خوشحال زیدی نے آسان زبان میں اختصار کے ساتھ اپنے موضوع سے متعلق اہم نکات

بیان کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اُن کے مضامین سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا مطالعہ وسیع ہے۔ البتہ کتب حوالہ کی کمی قدرے گراں گزرتی ہے۔

امید ہے کہ "نئے تنقیدی زاویے" کے مطالعے سے طلبہ کو اپنے موضوعات کے نکات سمجھنے میں مدد ملے گی اور اُن کے ذوق وطلب میں اضافہ ہوگا۔

عبداللہ ولی بخش قادری

داراشکوہ

ناول نگار: قاضی عبدالستار
ناشر: نصرت پبلشرز۔ لکھنو۔۳
قیمت: آٹھ روپے

شہنشاہیت اور جاگیرداری نظام میں استحصال کی متعدد صورتیں رہی ہیں۔ خصوصاً تخت نشینی کے موقع پر عصری اقدار، شاہی آداب اور درباری روایات کو نظر انداز کرکے شمشیر، لعل و گہر اور مذہب کو حربہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ مغلوں کی تاریخ میں داراشکوہ اور اورنگ زیب کے مابین تخت نشینی کی معرکہ آرائی عبرت خیز بھی ہے اور فراست فروز بھی۔

قاضی عبدالستار نے اسی تاریخی واقعہ سے اپنے ناول "داراشکوہ" کا پلاٹ تیار کیا ہے۔ اس ناول کی اشاعت اول، ۱۹۶۷ء میں ہوئی۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن منظر عام پر آیا ہے۔ ظاہر ہے یہ ایک تاریخی ناول ہے لیکن کوئی خاص خوبی نہیں۔ عبدالحلیم شرر کا نام اس ضمن میں سرفہرست آتا ہے۔ دراصل اس ناول کا مطالعہ کرنے کے بعد قاری کو یہ کہنا پڑے گا:

"اس میں کچھ اور بھی ہے خوبیٔ گفتار کے ساتھ"

چنانچہ چند اشارات ملاحظہ فرمایئے: ناول کا پلاٹ گٹھا ہوا ہے۔ کرداروں کا تعارف، مسائل و معاملات کی الجھنیں، پھر معاملات و مسائل کے حل ہونے کا وقت اور انداز نیز انجام وغیرہ امور کو بخوبی پیش کیا گیا ہے۔ اس کو وسیع دائرے کا ناول کہا جائے گا۔ مقامات بدلتے ہیں۔ "قلعۂ معلّی سے چلیے تو شمال کی جانب ارضِ ایران اور جنوب میں سوادِ دکن کو اس کی حدیں چھوتی ہیں۔ اشخاص میں شہنشاہ، وزیر اعظم، شہزادے، شہزادیاں، سپہ سالار، لشکری، راجپوت سپاہی، صوفی، پنڈت، جوگی، شاعر، خواجہ سرا، رقاصہ، مغنی، غرض ایک ہجوم ہے۔ اور اس

ہجوم میں داراشکوہ، اورنگ زیب، جہاں آرا اور روشن آرا کے چہرے تابناک ہیں۔ داراشکوہ کا سراپا دیکھیے ؛ ص ۹ -

"اس کا قد اونچا اور جسم سڈول تھا۔ موتیوں کے سرپیچ سے بوجھل سیاہ مندیل کے نیچے اونچی فراخ پیشانی جھک رہی تھی۔ سرو ہی کی طرح کھنچے ہوئے سیاہ ابروؤں کے سایے میں سوچتی ہوئی لانبی سیاہ آنکھوں سے فضل اور فکر کا نور ٹپک رہا تھا۔"

دارا کی کردار نگاری میں ناول نگار کی قوتِ متخیلہ نے اس کو نئی زندگی عطا کر دی ہے ۔ جہاں آرا کا کردار ایک رمز شناس، سیاست داں اور تجربہ کار مشیر سلطنت کا کردار ہے۔ اس کردار میں بڑی زندگی ہے۔ اس کے علاوہ ماحول کی پیش کش میں بھی ناول نگار کی دسترس کا پتا چلتا ہے۔ محلوں، بازاروں، اور میدانِ جنگ کے نقشے اس انداز سے لفظی پیکروں میں ڈھالے گئے ہیں کہ واقعہ نگاری کی قدرت کے ساتھ اس عہد سے ناول نگار کی وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔ شاہجہاں کی طویل اور مایوس کن بیماری نے تخت نشینی کی جنگ کا سواد مہیا کیا۔ محلوں میں سازشوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ جہاں آرا کی ذہانت، حق گوئی اور نکتہ دانی دارا کی پاسبان تھی، مگر روشن آرا کی مصلحت پسندی، جاہ پرستی اور جتھے بندی اورنگ زیب کی معاون۔

ناول نگار کو علمِ تاریخ کی سوجھ بوجھ ملی ہے۔ روشن آرا نے دارا کو قندھار کی مہم پر جاتے وقت یہ دعا دی تھی:

"خدا آپ کے ہاتھ سے سلطنتِ مغلیہ کو محفوظ رکھے۔" (ص ۳۱)

یہ معنی خیز جملہ اس عہد کی روشن آرا کی سیرت شناسی کے بغیر نہیں لکھا جا سکتا۔

اس ناول کی فرہنگ بڑی وافر ہے۔ مثلاً توشہ خانہ، بیوتات خانہ، طورغ، کورنش، بادلے، بکاؤلی، طعام بخش، ہریسا، مربّے وغیرہ یا اُس عہد کی توپوں کے نام جیسے فتح مبارک کشور کشا عتابِ شاہی، قہرِ عالم، قلعہ شکن، عقدہ کشا، ضربِ عزرائیل، گرگ بھنجن جس سے ۹۶ سیر کا گولہ پھینکا جاتا تھا۔ اورنگ زیب کی توپ۔ جبلی مرگ یا اکبری تلوار جس کا نام دل ودین تھا۔

دارا کی علم دوستی کا یہ عالم تھا کہ محاذِ جنگ پر کتابیں اونٹوں پر لاد کر بھیجی جاتی تھیں۔ شعر و سخن کی محفل گرم ہوتی تھی اور تصانیف کی تصحیح کے لیے بھی دارا وقت نکال لیتا تھا۔ دارا سیکولر ذہن کا

اور صوفی مشرب انسان تھا۔ اس نے رائے میواڑ کے بھتیجے رانا بخت سنگھ کو شاہی مہمان بنایا۔ گنگا کے ضیا کا محصول معاف کیا۔ وہ سراپا محبت تھا۔ شاہجہاں نے دارا کو قندھار سے بادشاہ بیگم کی علالت کے بہانے طلب کیا۔ راؤ چھتر سال نے رات چڑھے شہر میں داخلہ کا مشورہ دیا مگر اُسے ایک لمحہ گزارنا مشکل تھا آہستہ سے بولا:

"راؤ نے جو کچھ کہا ہے وہی ہمارے دماغ نے بھی ہم سے کہا تھا۔ لیکن ہم دل کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ سیاست اور محبت دو سوتیلی بہنیں ہیں جن میں تم صلح نہیں کرا سکتے" (ص ۷۹)

اس ناول میں ایک کردار لالہ رُخ کا ہے جس کے حُسن اور وفا میں کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا دشوار ہے۔ اس کے سدا بہار عالمِ شباب کے متعلق صرف ایک جملہ کافی ہے:

"عمر اُس کے جسم سے خراج لینا بھول گئی تھی" (ص ۱۸۶)

لالہ ہی کے ذریعہ دارا کو یہ انکشاف راز ہوا کہ سید جعفر صولت جنگ دراصل اورنگ زیب کا جاسوس ہے اس کے علاوہ جب دارا کی زندگی اور مقتل میں زیادہ فاصلہ نہیں تھا وہ فقیر کا بھیس بدل کر دارا کے آخری دیدار کو پہنچ گئی۔ اب جنگی قیدی دارا کی تمام کائنات ایک بوسیدہ میلی چادر تھی اس نے فقیر کی طرف پھینک دی۔ اس نے اٹھا کر چادر کو بوسہ دیا، اچانک کوتوال کی گرج سنائی: "قیدی کسی کو بھیک نہیں دے سکتا" سواروں نے جھپٹ کر چادر چھینی اور یہ راز کھل گیا کہ وہ "لالہ" ہے۔ اس کو زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ یہ ثباتِ وفا کی تصویر تھی۔

"لالہ" کا یہ کردار جب ایران میں محراب خاں، سید جعفر اور کابلی درویش وغیرہ کے سامنے پیش ہوا ہے تو وہ الف لیلیٰ کا کردار بن جاتا ہے اور اس ضمن میں دوسرے کردار خصوصاً کابلی درویش مضحک نظر آتے ہیں اس کو شاعرانہ حقیقت سے بھی تعبیر نہیں کیا جا سکتا اور قرینِ قیاس بتایا جا ہے۔ بعض مقامات پر فسانۂ عجائب اور سیرِ کہسار کا رنگ غالب ہے۔

ناول نگار کو تاریخی اور سماجی شعور کی دولت میسر ہے اس لیے ساموگڑھ کی جنگ کے قصے یہ لکھا گیا ہے:

ص ۱۰۴ "ساموگڑھ کی لڑائی شاہجہاں کے دو بیٹوں کے مابین تخت و تاج کے

حصول ہی کے لیے نہیں لڑی گئی بلکہ یہ دو نظریوں کی جنگ تھی "

ص ۴۱۱ پر " مغل تاریخ کے اس زریں باب پر مہر لگا دی جسے اکبر کا عہد کہا جاتا تھا۔

ہے، وہ عہد جس نے سیاست کو قومیت کا اعتبار عطا کیا"

یہ تاریخی ناول دراصل اسی صحت مند اور وسیع مقصد کی تفصیل ہے، اس میں داراشکوہ اور اس کے عہد کو از سرِ نو تخلیق کیا گیا ہے۔ یہی اس ناول کی اہم خصوصیت ہے اس میں دلچسپی کا عنصر، حسنِ اسلوب اور زبان کا ایک عمدہ معیار بھی قائم رکھا گیا ہے۔

کتابت و طباعت عمدہ اور سرورق داراشکوہ کی رنگین تصویر سے مزین ہے۔

(ڈاکٹر سیفی پریمی)

مولانا محمد علیؒ — شخصیت اور خدمات

مرتبہ: سید نظر برنی
پبلشر: ادبی سنگم۔ نئی دہلی ۲۵
قیمت: بیس روپے

زیرِ نظر کتاب ایک رپورتاژ، چند مضامین، دو تقاریر اور دو ببلیوگرافیوں پر مشتمل ہے جسے اُردو کے ممتاز ادیب و شاعر اور جامعہ ملیہ کے ریسرچ اسکالر جناب سید نظر برنی نے بڑی کدوکاوش کے بعد ترتیب دیا ہے۔ مولانا محمد علیؒ جو تاریخِ ہندوستان کے ایک اہم ستون سمجھے جاتے ہیں، قوم کی فراموش طبیعت کے شکار ہو گئے تھے اور ان کی خدمات کو قطعی بھلا دیا گیا تھا۔ ملک کی آزادی کی تحریک میں علی برادران کے رول کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے مورخین کی افسوسناک حد تک چشم پوشی کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کا پودا بھی مولانا محمد علیؒ نے اپنے لہو سے سینچا تھا اور وہی اس کے سب سے پہلے شیخ الجامعہ مقرر ہوئے۔ یہ ادبی سنگم اور موجودہ شیخ الجامعہ پروفیسر مسعود حسین کی فراخدلی اور اسلاف شناسی کا بیّن ثبوت ہے کہ بانیٔ جامعہ کو موقع بہ موقع یاد کیا جا رہا ہے۔ دو سال پہلے جامعہ ملیہ میں ادبی سنگم نے مولانا محمد علیؒ کی یاد میں ایک علمی مذاکرہ منعقد کیا تھا جس کا رپورتاژ اس کتاب میں شامل ہے اور جامعہ والوں کا دوسرا کارنامہ مولانا کی شخصیت اور خدمات پر زیرِ نظر کتاب کی اشاعت کی شکل میں نمودار ہوا ہے

مولانا محمد علی کی سیرت پر رئیس احمد جعفری اور مولانا دریا بادی نے جو کچھ لکھا ہے، یہ کتاب اسی ضمن میں قدرے اضافہ کہی جا سکتی ہے۔ اس کے لکھنے والوں میں رشید احمد صدیقی، ڈاکٹر یوسف حسین خاں، مولانا عبدالماجد دریا بادی، مولانا امتیاز علی عرشی رامپوری، ڈاکٹر سید عابد حسین، خلیل احمد منگلوری، صوفی نذیر احمد کشمیری، عبداللطیف بجنوری، کرنل بشیر حسین زیدی، علامہ خضر برنی ضیا احمد برنی، پروفیسر آل احمد سرور، نورالرحمن، قاضی عبدالحمید زبیری، خان غازی کابلی، ڈاکٹر ہاشم قدوائی، سید حامد آئی اے ایس اور رامہ ارتضیٰ ی، شورش کاشمیری شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا محمد علی کی انڈین نیشنل کانگریس کی صدارتی تقریر اور راؤنڈ ٹیبل کانفرنس لندن کی معرکۃ الآرا تقریر کی شمولیت نے کتاب کی اہمیت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ مولانا نے انگریزی میں ناتمام خود نوشت لکھی تھی اس کا خلاصہ بھی اس کتاب کا ایک جزو ہے۔

شیخ عبداللہ وزیر اعلیٰ جموں و کشمیر اور میر اکبر علی خاں سابق گورنر یوپی کے پیغامات، مضامین کی حیثیت میں شمار کیے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ دونوں صاحبان نے علی برادران کے سیاسی رول پر تاثراتی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ علامہ اقبال اور مولانا فدا علی دہلوی کے فارسی مراثی میں مولانا محمد علی کی بلند و بالا شخصیت کے بعض اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

مجموعی طور پر تاثرات کا رنگ بہت گاڑھا ہے۔ رشید احمد صدیقی کا مضمون "صاحب تقریب حزین محمد علی" مولانا محمد علی کی وفات (۱۹۳۱ء) کے فوراً بعد لکھا گیا تھا، اس لیے اس میں جذبات کو زیادہ دخل ہے۔ مولانا عرشی کے خطوط میں مولانا محمد علی کے دو لطیفوں کا ذکر بڑے دلچسپ پیرائے میں کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر عابد حسین کے مضمون میں (اگرچہ اس کا کوئی عنوان مقرر نہیں کیا گیا ہے) مولانا محمد علی کا شخصی خاکہ، ان کی شخصیت میں کارفرما متعدد محرکات اور مولانا کے سیاسی افکار و خیالات کا جس متوازن اور متناسب ڈھنگ سے احاطہ کیا گیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔

اس کتاب کا سب سے بہترین مضمون ڈاکٹر یوسف حسین خاں کا ہے۔ "مولانا محمد علی: چند تاثرات چند یادیں" میں یوسف صاحب نے محمد علی کے ساتھ اپنی رفاقت کے متعلق جو واقعات بیان کیے ہیں، وہ نہایت دلچسپ اور افسانوی ہیں اور ان مثالوں سے محمد علی کی خانگی زندگی کے متعلق کما حقہٗ معلومات فراہم ہو جاتی ہیں۔ جناب خضر برنی کے مضمون "ہمدرد قوم

عاشقِ وطن مولانا محمد علی جوہر، میں مولانا کی خطابت کے ساتھ ساتھ انھیں ملّتِ اسلامیہ سے جو شیفتگی تھی، اس کا سیر حاصل تذکرہ کیا گیا ہے۔ نورالرحمٰن نے جوہر کی شاعری کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور مولانا کے سیاسی و مذہبی خیالات و معتقدات کی بازیافت کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

مولانا محمد علیؒ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے بانی تھے اور وہی اس کے پہلے شیخ الجامعہ مقرر ہوئے۔ ڈاکٹر قاضی عبدالحمید زبیری نے اپنے مضمون میں جامعہ کے قیام کے سلسلے میں مولانا کے رول کا تذکرہ کرتے ہوئے ادارے کے مقاصد اور مولانا کے نظریات کو اجاگر کیا ہے۔ خان غازی کابلی نے رئیس الاحرار کے جذبۂ اسلامی کو سراہا ہے۔ ڈاکٹر ہاشم قدوائی اور سید حامد آئی اے، ایس کے مضامین علمیت اور محمد علی شناسی کا پورا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ حامد صاحب کا مضمون عصری آگہی اور مولانا کی "حبسیہ شاعری" کی خصوصیت پر بدرجۂ کمال روشنی ڈالتا ہے۔

بہرحال نظر برنی صاحب اس کتاب کی اشاعت و ترتیب کے لیے خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جنھوں نے حقیقتاً تاریخ کے گمشدہ اوراق کی بازیافت کر کے ایک اہم خدمت انجام دی ہے۔

محمود حسین قدوائی

سینک سماچار

سالنامہ ۱۹۷۶ء

ایڈیٹرز: راشد سہسوانی۔ صوبیدار کشور چند شرما بہم پال اشک۔

قیمت: دو روپے

مسلح افواج کا یہ باتصویر ہفت روزہ، جو ہندی، گورکھالی، مراٹھی، پنجابی، انگریزی، تیلگو، تامل، ملیالم، اور بنگالی میں بھی شائع ہوتا ہے، مسلح افواج کی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ علمی و ادبی موضوعات پر دلچسپ اور پُر از معلومات سے بھرپور ہے۔

یوں تو اس مجلّہ کا سالنامہ گذشتہ کئی سال سے نکل رہا ہے لیکن اس مرتبہ اس کا معیار کافی بہتر نظر آتا ہے۔

سالنامے کے مضامین و منظومات کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے:۔

(۱) چیلنج کا سامنا۔ (۲) دن بہ دن مضبوط (۳) ہم بھی خدمت کرتے ہیں (۴) ماضی اور مستقبل (۵) تہذیب و ثقافت (۶) سراغ زندگی (۷) لوح و قلم۔

"چیلنج کا سامنا" کے کالم میں اندرا گاندھی صاحبہ، بنسی لال صاحب، وی این گیڈگل صاحب اور جے بی پٹنائیک کی تصاویر اور مضامین شائع کیے گئے ہیں۔ وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے اپنی تقریر میں دیہاتی اور پہاڑی مقامات کے لیے نئی ٹیکنالوجی کے امکانات پر روشنی ڈالتے ہوئے تعلیمی نظام کو زیادہ لچکدار بنانے پر زور دیا ہے۔ وزیر دفاع چودھری بنسی لال نے اپنے مضمون میں دفاعی تیاری کے تحت ہونے والے کارناموں کا ذکر کیا ہے، وزیر مملکت برائے دفاع مسٹر گیڈ گل نے دفاعی ضروریات کی تکمیل کی مہم اور نائب وزیر برائے دفاعی تیاری مسٹر پٹنائیک نے سابق فوجی اور بیس نکاتی پروگرام کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے بعض اہم کاموں کی طرف اشارے فرمائے ہیں۔

"دن بدن مضبوط" کے ذیل میں بھی فوجی افسران کے مضامین شامل ہیں جن میں "ایئرفورس ترقی کی بلندیوں پر" (از اسکواڈرن لیڈر جے سی ملک) "بنوی ترقی کی راہ پر" (از ایل، ایس ڈی آر ایم ورما) اور "جنگی بیواؤں کی دیکھ بھال" (از ڈی موہنی گری) کافی معلوماتی اور اہمیت کے حامل ہیں۔

"ہم بھی خدمت کرتے ہیں" کے تحت بیشتر مضامین بحری فوج کے افسران نے لکھے ہیں، جن میں سے بیشتر مضمون نگاروں نے نیوی کی چند دلچسپ روایات اور اچھی کارگزاریوں کو موضوع بحث بنایا ہے۔

"ماضی اور مستقبل" میں سابق سفیر ہند برائے روس مسٹر کے پی ایس مینن نے اپنے مضمون "مسلح افواج سے میرے تعلقات" میں اپنے تاثرات کی ایک جھلک پیش کی ہے۔ ایڈمرل چٹرجی اور ایڈمرل کوہلی نے بھی بحری افواج کے دوران جو دلچسپ تجربات اور مشاہدات سے دوچار ہوئے ہیں، دلچسپ پیرایہ میں ان ایام کے تاثرات پیش کیے ہیں۔ ان مضامین میں کیپ ٹاؤن کے معرکہ اور بسمارک کی غرقابی کا ذکر بھی ہے اور ہندو کے لیے مرنے کی پیشکش کا دلچسپ واقعہ بھی مزاح کا پہلو پیش کرتا ہے۔

"تہذیب و ثقافت" کے کالم میں پانچوں مضامین بے حد دلچسپ اور معلومات سے بھرپور ہیں۔ مظہر عزیز نے جسم فروشی کے مضر اثرات سے پیدا ہونے والی صورت حال کا عمرانی اور سماجیاتی تجزیہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے اس مضمون میں اُردو ادب کے بعض شاہکاروں سے اقتباسات بھی اخذ کیے ہیں جو اُن کی بات میں وزن بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ میجر ایس این سارروانہ کا مضمون "بھارت کی دُلہنیں" مضمون سے زیادہ البم معلوم ہوتا ہے جیسے انھوں نے تصاویر کے ساتھ جو بیانیہ فقرے لکھے ہیں ان سے اچھا تاثر مرتب ہوتا ہے۔ پریم پال اشک کا مضمون "ہماری فلموں کا سماجی شعور" بے حد معلوماتی اور تاریخی نوعیت کا ہے۔ جس میں انھوں نے فلمی کہانیوں میں عصری آگہی کا پتا لگانے کی کوشش کی ہے۔ "جگ جگ جیو راجپوت گوجر" میں ہندوستان کی ایک کاشتکار اور محنت کش قوم کے بارے میں تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔

نظموں کے حصے میں گلزار دہلوی، شباب للت، کرشن موہن، پریم وار برٹنی، چترجیت ، اور رام پرکاش راہی کی نظمیں اور غزلیں قابل داد ہیں۔

طنز و مزاح کا کالم اس سالنامے کی جان ہے۔ فکر تونسوی جو طنز و مزاح کے میدان میں ایک بڑے شہسوار کا درجہ رکھتے ہیں، اس سالنامے میں "خاوندوں کی قلت" لے کر شریک ہوئے ہیں۔ اس مضمون میں انھوں نے سماج کی بعض برائیوں پر تیکھا طنز کیا ہے اور قارئین کو ہنساتے ہنساتے لوٹ پوٹ کر دیا ہے۔

مرزا محمود بیگ مرحوم کا ایک مضمون "آپ کا بچّہ ضد کیوں کرتا ہے" ایک نفسیاتی اہمیت لیے ہوئے ہے۔ ریوتی سرن شرما کی کہانی "مسز گل" اچھی کہانی ہے۔

دوارکا داس شعلہ کا مضمون "حضرت امیر خسرو" نہایت مرعوب اور رنگین زبان میں لکھا ہوا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ موصوف نے اس موضوع پر جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے مصنف کی کوشش کے باوجود ان کا عکس شروع سے آخر تک جھلکتا نظر آتا ہے۔

بہرحال وزارتِ دفاع کے مجلّہ "سینک سماچار" کا یہ سالنامہ پچھلے سال کے سالناموں کے مقابلہ میں ہر اعتبار سے منفرد، دلچسپ اور معیاری ہے۔ **نظر برنی**

اسرارِ اقبال

ترجمہ و تعلیق : مولوی حسین مہدی رضوی

صفحات : ۱۸۸

ناشر : عاصم بہاری پبلیکیشنز مراد آباد

قیمت : گیارہ روپے

اقبال صدی کی تقریبات کا آغاز ہند و پاک میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ہوا ہے اس موقع پر اقبال کے نقطۂ نظر کی وضاحت کے لیے کئی اہم کتابیں شائع ہونے کی توقع کی جارہی ہے اسی سلسلے کی ایک کڑی مولوی حسین مہدی کا رضوی کی کتاب "اسرارِ اقبال" بھی ہے۔ اگرچہ یہ کتاب اقبالیات پر علا سے کوئی تصنیف نہیں ہے بلکہ اقبال کی مشہور مثنوی "اسرارِ خودی" کا منظوم ترجمہ ہے۔ لیکن ایک باصلاحیت مترجم کی حیثیت سے مولوی حسین مہدی رضوی نے اقبال کے طرزِ فکر اور فارسی نظم کی روح کو اردو قالب دینے میں کافی محنت صرف کی ہے اور بلاشبہ وہ آزاد ترجمہ کی تمام شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے کامیابی کے ساتھ ہر منزل سے گزر گئے ہیں۔

اس کتاب میں اہم ترین وہ حصہ نثر ہے جس میں علاحدہ علاحدہ باب قائم کر کے مہدی صاحب نے اقبال کے فلسفۂ خودی کی وضاحت کی ہے۔

یہ کتاب اقبالیات کے طلبہ کے لیے بہت آسانیاں فراہم کرتی ہے۔

ابتدا میں اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا امتیاز علی عرشی نے بڑے پتے کی بات کہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی صاحب نے اس عزم کے ساتھ کام شروع کیا تھا کہ وہ اس میں فارسی کی سی حلاوت پیدا نہ بھی کر سکے تو ترجمہ اردو کی شیرینی سے عاری نہ ہوگا۔ کسی زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ نثر کا ہو یا نظم کا وہ سعی ناشکور سمجھا جاتا ہے۔

امتیاز علی خاں صاحب عرشی کی رائے ایک عالم کی رائے ہے انھوں نے اصل متن اور ترجمہ دونوں کو سامنے رکھ کر جب موازنہ کیا ہوگا تو یقیناً ایک علمی کاوش پر داد کے ساتھ ان کے ذہن کو کئی جھٹکے بھی محسوس ہوئے ہوں گے۔ کیوں کہ ترجمہ کی نزاکت کے پیشِ نظر مفہوم کا غلط ملت ہو جانا بڑی تکلیف دہ بات ہے مثال کے طور پر متن کے یہ اشعار ہیں

ترجمہ	متن
اس نے یہ طرزِ جدل ایجاد کی	در جہاں تخمِ خصومت کاشت است
خود سمجھ بیٹھا ہے خود کو اجنبی	خویشتن را غیرِ خود پنداشت است
حق کی ہمت پر فلک کو آزما	ہمت از حق خواہ و با گردوں ستیز
سر نہ جھکنے پائے تیری قوم کا	آبروئے ملت بیضا مریز

پہلے شعر میں مہدی صاحب نے "خصومت" کا ترجمہ "جدل" کیا ہے جب کہ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے "خصومت" عداوت کے ہم معنی مستعمل ہے اور یہ ایک غیر متحرک جذبہ ہے قطعی ضروری نہیں کہ "خصومت" میں تحرک پایا جائے اور وہ کسی وقت بھی مبارز طلب ہو۔ جب کہ "جدل" جنگ کے ہم معنی مستعمل ہے اور یہ سراسر متحرک ہے۔ مبارزطلبی اس کی صفتِ اوّل ہے اسی طرح دوسرے مصرع میں "خویشتن" کا ترجمہ "خود" کیا ہے۔ پہلے شعر کا ترجمہ اس طرح ہونا چاہیے تھا۔

اس نے ایجاد کی یہ طرزِ خفیف — خود سمجھ بیٹھی ہے اپنے کو حریف

اسی طرح دوسرے شعر کا ترجمہ بھی غلط ہے جب کہ اس کا ترجمہ نثر میں یوں ہے۔
"خدا سے آسمانی آفات کو رد کرنے کی ہمت طلب کر تاکہ قوم کے روشن مستقبل کی امید پیدا ہو اپنی کم ہمتی سے ملت کی آبرو نہ گنوا"

اسی طرح بیشتر اشعار میں مہدی صاحب بجائے اقبال کے اپنی بات کہہ گئے ہیں۔ الفاظ کو عروض کے مروجہ اصولوں سے صرف نظر کرتے ہوئے بیشتر جگہ ادبا دیا اور گرا دیا گیا ہے کہ بعض مصرعے ساقط الوزن ہو گئے ہیں۔ اتنی اہم تصنیف میں یہ معمولی کوتاہیاں بے حد کھٹکتی ہیں۔ جن پر نظرِ ثانی کی بہرحال ضرورت ہے لیکن اس کے باوجود کتاب کی افادیت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مولوی مہدی صاحب بجا طور پر اردو والوں کے شکریے کے مستحق ہیں۔

کتابت و طباعت غنیمت ہے لیکن قیمت بہت زیادہ ہے گو آپ بھی معمولی ہے کاش دوسرے اڈیشن میں ان کوتاہیوں پر نظر رکھی جائے۔

سید نعمان رضوی

برقِ تبسم

مصنف: تبسم علی پوری۔
صفحات: ۲۰۰۔
قیمت: دس روپے۔
ملنے کا پتہ: ہفت وار روشنی سونی پت (ہریانہ)

جدیدیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب نے اردو شعر و ادب کی قدیم روایات کو جتنا نقصان پہنچایا ہے اس سے سرمو انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ اردو غزل بھی اس سے محفوظ نہیں رہ سکی ہے۔ جدیدیوں کے نت "نئے تجربات" کے نام پر شاعری کی اس صنف کا جو حلیہ خراب کیا گیا ہے۔ اس پر آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ غزل کی آزمایش کے دور میں آج بھی ایسے شعرا موجود ہیں۔ جو غزل کی قدیم روایات کا احترام کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ تبسم علی پوری جنھوں نے پاکستان سے ہجرت کر کے ہندوستان میں توطن اختیار کیا ہے، انھیں شعرا کی صف میں شامل ہیں۔ تبسم کے کلام میں جذبہ کی شدت بھی ہے اور خلوص کی گرمی بھی۔ انھوں نے اپنی شاعری کے پیمانے میں ہر قسم کی شراب کو تحلیل کیا ہے۔ ایک طرف حسن و عشق کے چونچلے بھی ہیں تو دوسری طرف ملکی و قومی مسائل پر بے لاگ تبصرے بھی۔ وہ اشاروں اور کنایوں میں بڑی باتیں کہنے کا ہنر جانتے ہیں۔

زیرِ نظر مجموعۂ کلام میں اردو کے متعدد مشاہیر شخصیتوں کے ٹیسٹی مونیلوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ان میں جوش ملیح آبادی، جوش ملسیانی، ماہر القادری، جگر مرادآبادی (مرحوم) منور لکھنوی (مرحوم) اور شفقت کاظمی قابلِ ذکر ہیں۔

تبسم علی پوری کا بیشتر کلام مطروحہ زمینوں پر مشتمل ہے جن میں اُلموں کی مقبول غزلوں پر طبع آزمائی بھی شامل ہے۔

سید نظر برنی

انجام

(ڈراما)

محمد مجیب

مجیب صاحب کا ایک بہت ہی خوبصورت اور دلچسپ ڈراما جس کے متعدد اڈیشن شایع ہو کر مقبول ہوئے ہیں۔ یہ ڈراما مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب میں بھی شامل ہے اور آسانی سے اسٹیج بھی کیا جا سکتا ہے۔ قیمت: ۵۰/۱

پروفیسر ڈاکٹر محمد سعد اللہ۔ جل گاؤں

کتاب نما کا خصوصی شمارہ مرتب: سید فرحت حسین

ہندستان کی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق

ادب چٹان نہیں ہوتا بہ زندگی کے میدان میں ایک نشوونما پاتا پھلتا پھولتا درخت ہوتا ہے جو ہر وقت نئے نئے برگ و بار لاتا رہتا ہے۔ زندہ ادب میں ارتقائی عمل جاری رہتا ہے اور ہر زمانے میں اس میں نئی نئی دریافتیں ہوتی رہتی ہیں اور تخلیقی عمل جاری رہتا ہے۔

تجسّس کا مادّہ انسان میں فطری ہے۔ جو نہیں ہے۔ اسے ڈھونڈ نکالنا۔ جو موجود ہے اسے ترتیب دینا اور نئی نئی چیزیں تخلیق کرنا اور اپنی معلومات میں اضافہ کرنا اس کی خصوصیات ہیں۔

ادب میں بھی یہی جذبہ کارفرما ہوتا ہے اور یہی باتیں ریسرچ کی بنیاد ہوتی ہیں۔ موجودہ دور میں تجسّس اور ترتیب و تدوین کے شوق کے علاوہ ایک اور چیز ریسرچ کے محرکات میں شامل ہو گئی ہے۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے یونیورسٹی کے اساتذہ کے لیے ریسرچ کے کام کو ان کے فرائض کا ایک لازمی حصّہ قرار دیا ہے۔ ان کی تنخواہوں میں اضافے کے لیے ایک لیاقت تحقیقی کام کی بھی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کی وجہ سے مستقبل قریب میں ہندستان کی یونیورسٹیوں میں تحقیق کا ایک طوفان سا آنے والا ہے اور نہ صرف زبانوں بلکہ دوسرے علوم کے اساتذہ بھی تحقیقی کاموں میں مشغول ہونے والے ہیں۔

اردو برّصغیر کی ایک عظیم زبان ہے۔ اس میں بھی عرصے سے باقاعدہ تحقیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہندستان کی مختلف یونیورسٹیاں اور تحقیقی ادارے ریسرچ

کی سہولیات مہیا کرتے ہیں۔ لیکن ابھی تک اردو تحقیق کے بارے میں معلومات یکجا نہیں ملتی تھیں اور یہ معلوم ہونا دشوار تھا کہ کون سے ادارے میں کون سا تحقیقی کام ہو چکا ہے اور کون سا کام جاری ہے۔ تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے یہ معلومات نہایت اہم ہیں ورنہ بعض اوقات ایک موضوع پر دو محققین کے کام جاری رہتے ہیں اور کسی ایک کی محنت ضائع ہونے کا ڈر رہتا ہے اس سلسلے میں ایسی کتب و رسائل کی کمی بری طرح کھٹکتی ہے جن میں یہ معلومات یکجا ہوں۔ چند سال پہلے "آج کل" دہلی نے اپنا "اردو تحقیق نمبر" شائع کرکے اس کام کی بنا ڈالی۔ اور اب رسالہ "کتاب نما" نے اپنا "تحقیق نمبر" شائع کرکے اس کام کو آگے بڑھایا ہے۔ اگرچہ اس شمارہ کی معلومات بھی مکمل اور اپ ٹو ڈیٹ نہیں کہی جاسکتیں لیکن اس کے باوجود یہ ایک قابل قدر دستاویز ہے۔ اور اس میں اس قدر معلومات اکٹھی کی گئی ہیں کہ اس سے استفادہ تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے ناگزیر سا لگتا ہے۔

اس طرح کی کوشش آیندہ بھی جاری رہنی چاہیے کہ جہاں تک ہوسکے ہندستانی یونیورسٹیوں میں اردو میں جو تحقیقی کام جاری ہے اس کا ریکارڈ رکھا جائے اور وقتاً فوقتاً اس کی معلومات شائع کی جائیں۔ ہر سال کے آخر میں ایک رپورٹ شائع کرنا بڑا مفید ثابت ہوگا۔

انجمن ترقی اردو۔ یا ترقی اردو بورڈ جیسا کوئی بھی ادارہ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے اور معلومات اکٹھی کرکے شائع کرتا رہے تو یہ اردو میں تحقیق کرنے والوں کے لیے مفید بات ہوگی۔ کتاب نما کے اس شمارے کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ باوجود اپنی قیمتی معلومات اور مرتب کی زبردست محنت کے ان میں چند باتیں ایسی ہیں جن پر توجہ کی ضرورت تھی۔

اس کی بہت سی معلومات up to date نہیں ہیں اس میں کم از کم ۶۰ء۵ تک کی معلومات دی جاسکتی تھیں اس میں بہت سے ایسے موضوعات کو زیر تحقیق بتایا گیا ہے جن پر تحقیق ہوئے ۴۔۵ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ۶۰ء کے بعد کے بہت سے

موضوعات کا ذکر اس میں نہیں ملتا مثال کے طور پر ناگپور یونیورسٹی کے سلسلے میں جناب ڈاکٹر خواجہ محمد حامد صاحب جناب ڈاکٹر منشا الرحمٰن خاں صاحب منشا پر، محترمہ ڈاکٹر زرینہ ثانی محترمہ ڈاکٹر نصرت آرا صاحبہ کے موضوعات کو زیر تحقیق کہا گیا ہے حالانکہ یہ ۴۔ ۵ سال قبل ڈگری لے چکے ہیں۔ اس کے بعد راقم الحروف۔ جناب یوسف انصاری (کامٹی) وغیرہم کو پی ایچ ڈی مل چکی ہے اور اس بات کو بھی ۳۔۴ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ یہی حال دیگر یونیورسٹیوں اور اداروں کا ہوا ہوگا۔

اس لیے بہتر ہوتا کہ قریب ترین معلومات درج کی جاتیں۔

کہیں کہیں سہو کاتب بھی ملتا ہے جیسے محمد حنیف فاتح صاحب کو ناسخ لکھا گیا ہے۔

ایک بڑی کمی یہ محسوس ہوتی ہے کہ اس میں پاکستان میں کی جانے والی تحقیق کی معلومات نہیں۔ رسل و رسائل کی آمد و رفت میں رکاوٹ اور دونوں ملکوں کے سیاسی تعلقات کی وجہ سے ہم لوگ وہاں کی ادبی سرگرمیوں کی معلومات حاصل کرنے سے محروم ہیں۔ حالانکہ اردو ادب دونوں ملکوں میں پھل پھول رہا ہے اور پاکستان میں تحقیقی کام زور و شور سے جاری ہے۔ لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم کہ وہاں کون کہاں اور کون سے موضوع پر کام کر رہا ہے۔ نتیجہ یہ کہ کئی ایسے موضوعات ہوں گے جن پر دونوں ملکوں کے محققین کام کر رہے ہوں گے۔ (اس بارے میں مرتب مجبور ہیں)

اسی طرح دیگر ممالک کی کچھ یونیورسٹیاں بھی اردو میں تحقیقی سہولیات بہم کرتی ہوں گی۔ ان کی معلومات دی جاتی تو بہتر تھا۔

بہرحال رسل و رسائل کا سلسلہ بحال ہونے پر پاکستانی اداروں کی تحقیق کے بارے میں معلومات اکٹھی ہونے کی توقعات ہیں۔

اس سلسلے میں راقم الحروف اپنی تجویز کو دہرانے کی اجازت چاہتا ہے وہ یہ کہ انجمن ترقی اردو یا ترقی اردو بورڈ یہ کام فوراً اپنے ہاتھ میں لے کہ برصغیر میں اردو میں ہونے والی تحقیق کا ریکارڈ رکھا جائے۔ تحقیقی کاموں کی فہرست شائع کی جاتی رہے

ضرورت مندوں اور تحقیقی اداروں کو مہیا کی جاتی رہے۔ ان اداروں کو یونیورسٹیاں اور تحقیقی ادارے اپنے یہاں کیے جانے والے کاموں کی معلومات برابر مہیا کرتے رہیں۔ تاکہ آئندہ نسلوں کو یہ معلوم ہوتا رہے کہ کون سے موضوعات پر کام ہو چکا ہے اور کون سے موضوعات پر ہو رہا ہے۔

کتاب نما کے اس نمبر کی افادیت میں کلام نہیں۔ مختلف لائبریریوں اور یونیورسٹیوں کے علاوہ اس کا ان اساتذہ کے پاس ہونا بھی ضروری ہے جو یا تو تحقیقی کاموں میں خود مصروف ہیں یا جن کی رہنمائی میں دوسرے لوگ تحقیق کر رہے ہیں۔

اُردو کتابوں سے "اُردو گھر" بنائیے

اُردو مصنّفوں اور ناشروں سے انجمن کی اپیل

انجمن ترقی اردو (ہند) کی پانچ منزلہ عمارت "اردو گھر" تعمیر کے آخری مرحلے میں ہے۔ اس عمارت پر نو دس لاکھ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے اور منصوبہ کے مطابق اس کی تکمیل کے لیے ابھی تیرہ لاکھ روپے کی مزید ضرورت ہے، اگر اُردو زبان سے محبت کرنے والے اور اس کی بقا و تحفظ کی خواہش رکھنے والے تمام ہندوستانی اس طرف پوری توجہ دیں اور اسے شایانِ شان طور پر مکمل کرانے کا عزم کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ مالیات کا یہ مسئلہ حل نہ ہو جائے۔

انجمن ترقی اردو تمام اردو والوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ حوصلے اور استطاعت کے مطابق "اردو گھر فنڈ" میں اپنے عطیات ارسال کریں ——— اردو ادیبوں، شاعروں اور ناشروں کے لیے ہم نے یہ صورت نکالی ہے کہ اگر وہ نقد صورت میں اپنے عطیات نہیں دے سکتے تو اپنی تصنیفات کی کچھ کاپیاں "اردو گھر فنڈ" میں عطیہ کے طور پر بھیج دیں۔ انجمن ان کتابوں کو فروخت کر کے ان سے حاصل ہونے والی رقم اردو گھر کی تعمیر میں صرف کرے گی۔ "اردو گھر فنڈ" کی کتابوں کا اشتہار "ہماری زبان" کے ہر شمارے میں مفت دیا جائے گا۔

سکریٹری انجمن ترقی اردو (ہند)، اردو گھر، راؤز ایونیو، نئی دہلی

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ

آبادی	مصنف: ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ: مخمور جالندھری	۵/۲۵
پنڈت وشنو دگمبر	〃 لوی آر اٹھاولے	〃 ش قدوائی	۲/۲۵
عظیم باغی	〃 ڈی کنکٹیڈ	〃 ڈاکٹر پرماتما سرن	۶/۲۵
قاضی نذر الاسلام	〃 یسودھا چکرورتی	〃 عرش ملسیانی	۲/۲۵
کچھوا اور خرگوش	〃 ڈاکٹر ذاکر حسین	بغیر جلد ۱/- مجلد	۲/-
کبیر	〃 ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری ترجمہ ایم۔کے درانی		۲/۵۰
گاندھی کا ہندستان ؛ کثرت میں وحدت	مرتبہ: گاندھی صدی سب کمیٹی		۴/۲۵
گرونانک	〃 گوپال سنگھ	ترجمہ مخمور جالندھری	۳/-
مٹتی بنتی تصویریں	〃 بھگوتی چرن ورما	〃 رضیہ سجاد ظہیر	۵/-
تاش کے محل (ناول)	〃 میاں رنگتا بکما	〃 زینت ساجدہ	۵/۵۰
سفید خون	〃 نانک سنگھ	〃 رتن سنگھ	۸/-
گرو گوبند سنگھ	〃 ڈاکٹر گوپال سنگھ	〃 مخمور جالندھری	۳/-
زندگی ایک ناٹک	〃 پنا لال پٹیل	〃 کشور سلطانہ	۱۰/-
رنجیت سنگھ	〃 ڈی آر سود	〃 مخمور جالندھری	۲/۷۵
جدوجہد آزادی	〃 بپن چندرہ	〃 غلام ربانی تاباں	۵/۵۰
بھگوڑ واڑی	〃 ڈنکیش ماڈگولکر	〃 عرش ملسیانی	۵/۲۵
شاعر	〃 تاراشنکر بندوپادھیائے	〃 پرمیش کمار ڈے	۸/۷۵
موت کے بعد	〃 شورام کانت	〃 محمود سروش	۸/۷۵
آدمی کے روپ	〃 یش پال	〃 سہیل عظیم آبادی	۱۲/-
اکبر	〃 لارنس بنیس	〃 رضیہ سجاد ظہیر	۳/۵۰

ثانوی زبان کی حیثیت سے اُردو رسم اور زبان کی تدریس کا

ہفت روزہ تربیتی ورک شاپ

اُردو کے تعلیمی حلقوں میں یہ خبر مسرت سے سُنی جائے گی کو یمبر کے آخری ہفتے میں بنارس ہندو یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو کی سرکردگی میں ثانوی زبان کی حیثیت سے اُردو زبان اور رسم خط کی تدریس کے ایک ہفت روزہ تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا جارہا ہے۔

پچھلے بیس پچیس برسوں میں ہمارے لاکھوں بچے اپنی مادری اور تہذیبی زبان سے محروم ہوگئے ہیں۔ یہ بچے اب جوان ہوکر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پہنچ گئے ہیں۔ اِدھر اُردو کے لیے حالات کچھ سازگار ہوئے ہیں۔ ہمارا اوّلین فرض ہے کہ ہم کم سے کم وقت میں ان بچوں کو اُردو زبان اور رسم خط کی تعلیم دیں۔

اِس ورکشاپ میں شرکت کرنے کے لیے مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں سے ایسے اساتذہ کو دعوت دی جارہی ہے جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ثانوی زبان کی حیثیت سے اُردو زبان اور رسم خط کی تدریس کا کام کررہے ہیں۔

اس تربیتی ورکشاپ میں تجربہ کار اساتذہ جدید ترین طریقوں اور اپنے تجربوں کی مدد سے کم سے کم وقت میں اُردو رسم خط سکھانے کی عملی تربیت دیں گے۔

تربیتی ورکشاپ میں شریک ہونے والے اُستادوں کے قیام اور طعام کا اہتمام شعبۂ اُردو، بنارس ہندو یونیورسٹی کے ذمّے ہوگا، لیکن سفر خرچ کا بوجھ شرکا کے اداروں کو برداشت کرنا پڑے گا۔

حکم چند نیّر

صدر شعبۂ اردو

بنارس ہندو یونیورسٹی

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی نئی کتابیں

تذکرۂ معاصرین (حصہ دوم) مالک رام

"تذکرۂ معاصرین" حصہ اول میں ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۱ء تک مرنے والے ادیبوں کا تذکرہ تھا۔ اس جلد میں ۳۷ ادیبوں اور شاعروں کے حالات اور ان کے کلام کا انتخاب ہے جن کا ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں انتقال ہوا۔ قیمت : -/۱۴

نظرے خوش گزرے بیگم انیس قدوائی

یہ کتاب بیگم انیس قدوائی کے دلچسپ مزاحیہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس میں شاعروں پر بھی مضامین ہیں اور ادیبوں پر بھی، کچھ مضامین محض خیالی ہیں مگر ان میں تاریخی حقائق اور نئی تہذیب کا تکسچر ہے۔ یہ تکسچر کڑوا کسیلا ضرور ہے مگر ہے فرحت بخش۔ قیمت -/۱۲

یادوں کے سائے عتیق صدیقی

یہ خود نوشت بھی ہے اور سفر نامہ بھی۔ رپورتاژ بھی ہے اور بیتی یادوں کا تاریخی تجزیہ بھی۔ اس کتاب کا تانا بانا ہندستان کی چار دہائی پہلے کی سیاسی تاریخ نے فراہم کیا ہے لیکن اس کا اسٹیج بنت النیل قلب قاہرہ ہے ضمناً ارض لیلا اور دیار شیریں بغداد اور تہران بھی ہیں جہاں اس ہندستانی ڈرامے کے پردے اٹھتے اور گرتے رہے ہیں۔ قیمت -/۱۸

تلاش میر نثار احمد فاروقی

اس کتاب میں اردو کے نامور ادیب اور محقق جناب نثار احمد فاروقی کے وہ مضامین ہیں جن میں میر تقی میر کی حیات اور شاعری کے وہ نئے پہلو پیش کئے گئے ہیں جن پر ابھی تک میر کے کسی نقاد کی نظر نہیں پہنچی تھی۔ وسیع مطالعہ و تحقیق کے نتائج اگر شگفتہ اسلوب اور مدلل انداز بیان میں دیکھنا ہوں تو یہ کتاب ملاحظہ فرمایئے۔ قیمت : -/۱۱

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی مطبوعات

بوند اور سمندر: امرت لال — مترجم: رضیہ سجاد ظہیر

اس ناول کا مرکزی خیال فرد اور سماج کے درمیان تعلق اور رشتہ ہے۔ وہ کیا اور کیسا ہونا چاہیے۔ بوند فرد ہے اور سمندر سماج۔ آج فرد اور سماج کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے یا جڑا ہے اس کو سمجھنے کے لیے اس ناول کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت: ۲۸/۷۵

ہندی کے یک بابی ڈرامے: مرتبہ: چندر گپت ودیالنکار۔ مترجم: ڈاکٹر محمد حسن

زیر نظر مجموعہ ہندی کے یک بابی ڈراموں کے مختلف اسلوب و انداز پیش کرنے والا اہم انتخاب ہے۔ اس میں ہندی کے دس جانے پہچانے ڈراما نگاروں کے بہترین ڈرامے شامل ہیں۔ قیمت: ۱۲/۵۰

میلا آنچل: بھونیشور ناتھ رینو — مترجم: سلمیٰ صدیقی

یہ ہے "میلا آنچل" ایک ناول مقامی رنگ لیے ہوئے۔ اس میں پھول بھی ہیں، کانٹے بھی، دھول بھی ہے اور گلال بھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناول نگاروں میں سے کسی سے بھی دامن بچا کر نہیں نکل پاتا، میلا آنچل عالمی ناول کہا جا سکتا ہے۔

قیمت: ۱۸/۷۵

راگ درباری: شری لال شکلا — مترجم: راشد سہسوانی

"راگ درباری" کو ہندی میں بامقصد طنز نگاری کی شروعات کہا گیا ہے۔ یہ کسی طرح بھی کلاسیکی ناول سے کم نہیں ہے۔
مختلف طرز کے پلاٹ۔ ایک نئی ٹیکنک اور زبان و بیان کی خوبیوں سے بھرپور ناول۔ قیمت ۱۵/۵۰

"ناولستان" نئی دہلی کے نئے ناول

ایوانِ غزل   جیلانی بانو

اس ناول میں جیلانی بانو نے حیدرآباد کی معاشرتی زندگی کی عکاسی نہایت خوبی سے کی ہے۔ غزل کی انجمن میں کسی غم کو مے اور کسی دل کو جام بنالیا جائے تو درد میں بھی ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔   قیمت: ۱۴/-

آرزو   سراج انور

لازوال محبت، سلگتے ہوئے دلوں کی عجیب داستان حیرت و تجسس، سراج انور کے اس ناول کا خاصّہ ہے۔ آرزو ایسا ناول ہے جسے آپ بار بار پڑھنے کی آرزو کریں گے۔   قیمت: ۱۲/-

نئی آواز کی تازہ پیش کش

پتھر کا شہزادہ (افسانے)   صغرا مہدی

اردو دنیا کے لیے صغرا مہدی کا نام اب نیا نہیں رہا۔ اب تک آپ کے تین ناول چھپ کر قبولِ عام کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب آپ کے پندرہ منتخب افسانوں کا مجموعہ ہے۔ یہ افسانے معیاری بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔ قیمت: ۸/-

راستے اور کھڑکیاں (افسانے)   انور خاں

نئی نسل کے افسانہ نگاروں میں انور خاں کا نام خاصا نمایاں ہے۔ آپ کے افسانوں میں رومان کی چاشنی تخیل کی چمک اور سماجی مسائل کا حل ملے گا۔   قیمت: ۵/-

---

مکتبہ جامعہ بک کلب

کا ممبر بن کر اردو کی ادبی اور معیاری کتابیں رعایتی قیمت پر حاصل کیجیے۔
ہمیں یقین ہے کہ اردو ادب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس نئی اسکیم سے استفادہ کریں گے اور ہمیں موقع دیں گے کہ ہم کم سے کم مدّت میں زیادہ سے زیادہ اچھی کتابیں آپ کی خدمت میں پیش کر سکیں۔

قواعد و ضوابط

۱۔ بک کلب کی فیس رکنیت پانچ روپے ہوگی۔

۲۔ بک کلب کے ہر ممبر سے ماہنامہ "کتاب نما" کا (جس کا سالانہ چندہ پانچ روپے ہے) صرف تین روپے سالانہ چندہ لیا جائے گا۔

۳۔ ہر ممبر کو مطبوعاتِ مکتبہ جامعہ (غیر درسی پر) 25% اور ہندستان میں چھپی ہوئی تمام اردو کتابوں کی خریداری پر $\frac{1}{4}$% 6 کمیشن دیا جائے گا۔

۴۔ ممبری کے دوران، ممبر حضرات جتنی بار چاہیں کتابیں خرید سکتے ہیں۔

۵۔ کتابیں بذریعہ وی۔ پی روانہ کی جائیں گی اور اخراجات روانگی کتب ممبر کے ذمّے ہوں گے۔

۶۔ ہر فرمائش پر کلب کی ممبری کا حوالہ دینا لازمی ہوگا۔

۷۔ گیارہ مہینے گزرنے کے بعد ہر ممبر کے لیے لازمی ہوگا کہ وہ نیس رکنیت کی کتابیں خرید کر پچھلا حساب صاف کرے اور آئندہ کے لیے پھر سے رکنیت کی فیس بذریعہ منی آرڈر روانہ کرے۔

ممبر حضرات اپنی پسند کی کتابیں مکتبہ جامعہ لمیٹڈ یا اس کی کسی بھی شاخ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ پرنسس بلڈنگ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ اردو بازار، دہلی ۱۱۰۰۰۶	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ شمشاد مارکیٹ، علی گڑھ

NOVEMBER 1978

KITAB NUMA

NEW DELHI-110025

لبرٹی آرٹ پریس [illegible] پرنٹر پبلشر نے مکتبہ جامعہ لمیٹڈ [illegible] دریا گنج۔ دہلی

ماہنامہ

17(12)76

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

منیجنگ اڈیٹر
شاہد علی خاں
اڈیٹر
ولی شاہجہانپوری

کتاب نما

نئی دہلی نمبر ۲۵
لائبریریوں کے لیے سالانہ دو روپے

دسمبر ۱۹۷۶ء
جلد ۱۷ شمارہ ۱۲

سالانہ
پانچ روپے
فی پرچہ : ۵۰ پیسے

اداریہ

قارئین کتاب نما کو عید مبارک ہو!

۱۳ نومبر کو جامعہ ملیہ اسلامیہ کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے فارغ التحصیل طلبہ سے خطاب کیا۔ معزز مہمان نے اپنی تقریر اس زبان میں فرمائی جسے اردو کہتے ہیں۔ تقریر سے قبل آپ نے فرمایا کہ اس موقع کے لیے آپ نے خاص طور پر اردو میں تقریر لکھی ہے اگرچہ اس میں دوسروں سے بھی مدد لی گئی ہے اس لیے ان کی زبان پر گرفت نہ کی جانی چاہیے۔ تقریر میں محترمہ نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے قیام میں حصہ لینے والوں کو جن میں مولانا محمد علی جوہر، حکیم اجمل خاں، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور مہاتما گاندھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، خراج عقیدت پیش کیا۔ اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ جامعہ ملیہ نے اس مقصد کو پورا کیا جس کے لیے اس کا قیام عمل میں آیا تھا۔ ان کے جد ذاکر صاحب کی خدمات کا زوردار الفاظ میں ذکر کیا جلسہ میں پروفیسر مجیب کی موجودگی پر اظہار مسرت کے بعد ان کی خدمات کو سراہا۔ موصوف نے ذاکر صاحب کی عدم موجودگی میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی کیں۔

اردو کا ذکر کرتے ہوئے شریمتی اندرا گاندھی نے فرمایا کہ انہیں اور ان کی حکومت کو اس زبان سے دلچسپی ہے اور مرکزی حکومت اس کی ترقی کے لیے ہر ممکن اقدام کر رہی ہے۔ ریاستوں میں اردو کے فروغ کے لیے اردو اکیڈمیوں کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ دلی میں یہ اکیڈمی نہیں بنی ہے۔ آخر میں اسناد پانے والے طلبہ کو اپنی نیک خواہشات پیش کیں اور جامعہ ملیہ اسلامیہ کو ۵ لاکھ روپے کے عطیے کا اعلان کیا۔ جلسہ گاہ نے تالیوں کی گڑگڑاہٹ کے ساتھ خیر مقدم کیا۔

جلسہ تقسیم اسناد کی صدارت امیر جامعہ جسٹس ہدایت اللہ نے فرمائی اور ہر سال کی طرح اس مرتبہ بھی اپنی روایتی شان و شوکت اور وقار و سادگی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ شیخ الجامعہ پروفیسر مسعود حسین کی رپورٹ اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمایئے۔ اس موقع پر مکتبہ جامعہ کی طرف سے اردو میں کامیاب طلبہ کو چار انعام کتابی شکل میں دیے گئے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مولانا محمد علی جوہر انعام، اعلیٰ میں فرسٹ ڈویژن اور فرسٹ پوزیشن پانے پر مسٹر کشور

پالے برس شیریں جمال کو (۲) پروفیسر مجیب پرائز بی اے کے اردو ادب میں سب سے زیادہ نمبر پالیں مقصود حسین نقوی کو اور ڈاکٹر عابد حسین پرائز دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ نمبر پانے پر زاہد مدیر کو۔

ترقی اردو بورڈ کے چیرمین کی کرسی ڈاکٹر عبدالعلیم کے انتقال کے بعد فروری ۷۶ء سے خالی تھی خوشی کی بات ہے کہ حیات اللہ انصاری صاحب کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ ہم اس تقرر پر حیات اللہ انصاری صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ان کی زیر قیادت اردو ترقی اور تحقیقی ترقی کی طرف گامزن ہوگا اور تیز رفتاری کے ساتھ ہوگا۔ حیات اللہ انصاری صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ اردو کی بقا اور ترقی کی جد و جہد میں صرف ہوا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس عہدۂ جلیلہ کے بعد انھیں خدمت اردو کا زریں موقع قدرت نے بخشا ہے۔ اس لیے ان سے یہ توقع قائم کرنا غلط نہ ہوگا کہ ان کی موجودگی سے اردو کو ترقی کی منزلیں طے کرنے میں بہت سی آسانیاں میسّر ہوں گی۔

نومبر کے پہلے ہفتے میں اتر پردیش اردو اکیڈمی کے زیر اہتمام ہندوستان کی تمام اردو اکیڈمیوں کی ایک کانفرنس لکھنؤ میں منعقد ہوئی اس کا افتتاح صدر جمہوریہ ہند عالی جناب فخرالدین علی احمد صاحب نے فرمایا۔ اپنی نوعیت کی یہ پہلی کانفرنس تھی جب اردو کے مسائل زیر بحث آئے اور اس پر بھی غور کیا گیا کہ موجودہ حالات میں اکیڈمیاں کن خطوط پر کام کریں کہ ان کا قیام فائدہ مند ثابت ہو۔ اپنی افتتاحی تقریر میں محترم فخرالدین علی احمد صاحب نے نہ صرف یہ فرمایا کہ اردو کو فروغ دینے کے لیے حکومت بہت کچھ کر رہی ہے بلکہ اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ بعض ریاستوں میں ازان مرکز کے اردو سے متعلق احکامات پر عمل کرنے میں تساہل برتتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ حکومت وہی کام چاہتی بھی ہے جس کا حکم جاری کرتی ہے۔

کانفرنس میں متعدد قراردادیں منظور کی گئیں۔ تاکہ صوبائی اکیڈمیوں کو آپس میں ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھ کر اپنے اپنے منصوبے بنانے میں آسانی ہو۔

ہمیں امید ہے کہ اس طرح اردو کے فروغ اور اس کی وسعت میں مدد ہوگی۔

چلتے چلتے سال ۷۶ء کئی ادبی شخصیتوں کی دائمی مفارقت کے داغ دے گیا۔ پروفیسر آغا حیدر حسن کا انتقال اچانک حرکت قلب بند ہونے کے باعث ۵ نومبر کو رات کے ۹ بجے حیدرآباد میں ہوا آپ نے اردو ادب کی بڑی خدمت کی ہے۔ دہلی کی بیگماتی زبان پر آپ کو پورا عبور حاصل تھا۔ متعدد مضامین کے علاوہ آپ نے دیوان جان صاحب (ریختی گو) پر بہت پر مغز مقدمہ لکھا ہے جسے ریختی کے ادب میں سنگ میل کہا جا سکتا ہے۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۸۰ سال کی تھی۔ حیدرآباد ہی میں ممتاز ماہرین خطاطی الحاج محمد عبداللہ جابر بن سلام نے ۹۵ سال کی عمر میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ مرحوم مختلف قسم کے خطوں کے ماہر تھے۔ فن خطاطی میں آپ کے شاگردوں کی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہے۔ پاکستان میں مشہور و معروف ادیب اور نقاد سید وقار عظیم بھی اللہ کو پیارے ہو گئے مرحوم کئی کتابوں کے مصنف [illegible] "داستان سے افسانے تک" [illegible]

ترقی اردو بورڈ کی نئی کتابیں

بچوں کی نظمیں

جگن ناتھ آزاد

جگن ناتھ آزاد اردو کے ممتاز شاعر ہیں۔ آپ نے بچوں کے لیے بڑی پیاری پیاری نظمیں لکھی ہیں۔

قیمت - ۲/

چار درویشوں کا قصہ

مرتب ڈاکٹر نورالحسن نقوی

سچی بات تو یہ ہے کہ قصہ سننا اور سنانا بہت ہی دل چسپ مشغلہ ہے۔ "چار درویشوں کا قصہ" بھی دلچسپ ہے، بہت دل چسپ۔ آپ اسے ایک مرتبہ پڑھیں گے تو بار بار پڑھنے کو دل چاہے گا۔

قیمت :- ۲/۲۵

ارضیات کے بنیادی تصورات

مصنف ڈی ادیرد جیفٹ مترجم ڈاکٹر ماجد حسین

علم ارضیات - ارضیاتی ادوار پر روشنی ڈالتا ہے اور روزمرہ ہونے والی ان تبدیلیوں کا ذکر کرتا ہے جن سے گزر کر ہماری زمین اپنی موجودہ شکل میں آئی ہے۔

قیمت :- ۲۲ روپے

پوشکن

ڈاکٹر ظ انصاری

اردو ہی نہیں، بلکہ کسی بھی ہندستانی زبان میں ابھی تک پوشکن کا کلام یا اس کی حیات و فن پر قابل ذکر کام سامنے نہیں آیا ہے۔ اس اعتبار سے اس کتاب کی اہمیت نقش اول کی ہے۔

قیمت :- ۲/

عتیق صدیقی

مولانا احمد سعید دہلوی سے ایک ملاقات[1]

مولانا میں آپ کا دیرینہ نیازمند ہوں۔ بارہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور آپ کی اکثر تقریریں سنی ہیں۔ آج آپ سے خود آپ ہی کے بارے میں کچھ باتیں ہو جائیں۔

جواب:۔ ہاں ہاں! ضرور، مگر اپنے بارے میں کیا باتیں میں کروں!۔

کیا پوچھتے ہو ہمدم اس جسم ناتواں کی

سوال:۔ قدیم دہلی کے آپ غالباً آخری نمائندے ہیں۔ آج کی دلی تو ہمارے سامنے ہے۔ اپنے بچپن اور اپنی جوانی کی دلی کا کچھ حال سنایئے۔

جواب:۔ جناب، میرے بچپن کی دلی کو آپ کیا پوچھتے ہیں۔ اس کا رنگ ہی اور تھا۔ ہندو مسلمانوں کے تعلقات ایسے ملے جلے تھے کہ ان میں کوئی غیریت نظر نہیں آتی تھی۔ پھول والوں کی سیر کا اجتماع دیکھنے والا ہوتا تھا۔ بدھ کو جوگ مایا میں پنکھا چڑھایا جاتا تھا۔ سب مسلمان اس میں شریک ہوتے تھے۔ آموزیاں میں جھولے پڑے رہتے تھے۔ جہاں سب مل کر جھولا کرتے تھے۔ شمسی تالاب میں اور جھرنوں میں نہاتے تھے۔ تفیری والے نفیریاں بجاتے ہوئے پنکھوں کے آگے

---

[1] آل انڈیا ریڈیو نے جنوری سنہ ۱۹۵۷ء میں ملاقاتوں کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا۔ اسی سلسلہ میں جناب عتیق صدیقی نے مولانا احمد سعید، انور لکھنوی، ڈاکٹر تارا چند اور پروفیسر آل احمد سرور سے ملاقاتیں کی تھیں۔

قارئین کی دلچسپی کے لیے مولانا احمد سعید سے ایک ملاقات پیش خدمت ہے امید ہے پسند کی جائے گی

آگے جاتے تھے۔ مینا نازار میں ان پر دوپٹے پھینکے جاتے تھے انعام دیے جاتے تھے اور روپے پھینکے جاتے تھے۔ ان پر پیراکی کے میلے ہوتے تھے۔ اس میں ہندو مسلمان پیرتے تھے پانی، اس کے میلے بھی بہت ہوا کرتے تھے۔ پہلوانی کے دنگل بنتے تھے۔ آپس میں کشتیاں لڑا کرتے ے۔ یہ کشتیاں محبت بڑھانے کا سبب ہوتی تھی۔ اور باہمی میل جول ان سے بڑھتا تھا۔ ان لوں کے علاوہ برسات کے موسم میں۔ آم اور خربوزوں کے زمانے میں۔ باغوں میں سیریں ا کرتی تھیں۔ جس میں سب لوگ شریک ہوتے تھے۔ ناچ گانے اور رقص وسرود کی محفلیں گرم ا کرتی تھیں۔ یہ سیریں بھی کئی کئی روز رہا کرتی تھیں۔ تقریبات کی حالت بھی یہی تھی مسلمان مدؤں کے یہاں بے تکلف شریک ہوتے تھے۔ اور ہندو مسلمانوں کے یہاں بے تکلف آتے ے۔ اب وہ سب گئی اور آئی ہوئیں۔ اب نہ تقریبات کے ہنگامے ہیں اور نہ وہ سیروں ہجوم ہے۔

سوال:۔ مولانا میں نے آپ کی تقریریں بھی سنی ہیں اور باتیں بھی۔ اک سحر ہے۔ اک جادو ہے بس یہی جی چاہتا ہے کہ ——— وہ کہیں اور سنا کرے کوئی ——— بھلا ایسی میٹھی زبان کہاں سیکھی آپ نے؟

جواب:۔ جناب یہ زبان میں نے اپنی والدہ مرحومہ اور اپنی دادی اماں سے سیکھی ہے۔ اور یہ زبان میں نے اپنے ابتدائی استاد مرزا انتظام الدین صاحب مرحوم سے سیکھی ہے۔

سوال:۔ یہ مرزا انتظار الدین کون بزرگ تھے؟

جواب:۔ حضرت بہادر شاہ کے یہ حقیقی نواسے تھے۔ ستاون میں ڈھائی سال کے تھے۔ جب ان کی خالہ ان کو لے کر باقی باللہ چلی گئیں۔ بے چاری وہاں پڑی رہیں اور جب ا می جمی ہو گئی تو ان کو لے کر دلی آگئیں۔ پھر دلی کے مختلف مقامات پر عسرت کی زندگی بسر کرتی رہیں۔ اسی میں ان کو پڑھایا لکھایا اور یہ اچھے فارسی داں ہو گئے۔ مولوی محمد حسین فقیر کے وعظ میں یہ جایا کرتے تھے۔ وہیں میرے والد سے ان کا دوستانہ ہو گیا۔ تو میرے والد نے فارسی پڑھنے کے لیے مجھے ان کے سپرد کر دیا۔ ان کو اور ان کی خالہ کو پانچ روپے ماہوار کا وظیفہ ملا کرتا تھا۔ اسی میں گزر کرتے تھے

سوال:۔ مولانا، کیا اس زمانہ میں دلی کی عام زبان یہی تھی جو آپ بول رہے ہیں۔؟
جواب:۔ بے شک۔ دلی کے شرفا اور معزز خاندانوں میں عام طور سے یہی زبان بولی جاتی تھی۔ اس زمانہ کے مولوی صاحبان اور ادیب حضرات بھی عام طور سے ایسی ہی شگفتہ اور شستہ زبان استعمال کرتے تھے۔ اور بغیر کسی تکلف کے یہی زبان بولتے تھے۔
سوال:۔ آپ نے مولانا، تعلیم کہاں حاصل کی؟
جواب:۔ میں نے تعلیم اپنے والد مرحوم سے کچھ تو حاصل کی۔ فارسی مرزا انتظام الدین سے سیکھی۔ مختلف مکاتب میں کچھ پڑھا۔ بعض علماء سے علاحدہ علاحدہ تعلیم حاصل کی۔ چند جماعتیں نارمل اسکول میں بھی پڑھیں۔
سوال:۔ یہ اسکول کس جگہ تھا مولانا؟ اور کون لوگ وہاں پڑھتے تھے؟
جواب:۔ یہ اسکول کلاں محل میں قائم تھا۔ ماسٹر مہر سنگھ اور ماسٹر بختاور سنگھ میرے استاد تھے اور بھی چند ماسٹر تھے جن کے نام یاد نہیں۔
سوال:۔ یہ اسکول کی تعلیم آپ نے کیوں ترک کی؟
جواب:۔ قرآن شریف حفظ کرنے کی وجہ سے میرے والدین نے اسکول کی تعلیم بند کرادی
سوال:۔ مولانا۔ اس زمانے میں یہاں مدرسے کون کون سے تھے۔ اور دینی تعلیم کا کیا انتظام تھا؟
جواب:۔ میرے زمانہ میں دینی تعلیم کا انتظام اس طرح تھا کہ کچھ مسجدوں میں مکاتب تھے اور علما اپنے مکانوں پر تعلیم دیتے تھے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق کے مدرسوں کے بعد زمانے کے بعد کوئی قابل ذکر عربی مدرسہ دہلی میں نہ تھا۔ حضرت مولانا نذیر حسین صاحب نے ایک چھوٹا سا مدرسہ پھاٹک حبش خاں میں قائم کیا تھا۔ اس کے بعد مولانا عبدالرب نے ایک مدرسہ کشمیری گیٹ سڑک پر قائم کیا تھا۔ مدرسہ عبدالرب کے بہت عرصے بعد مدرسہ امینیہ سنہری مسجد میں قایم ہوا۔ اور مدرسہ حسین بخش کھلا۔ مولوی محمد حسین فقیر نے بھی ایک مدرسہ تعمیر کرایا۔ یہ سب مدرسے انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی

کے اوائل میں جاری ہوئے۔ حوض قاضی پر مولانا محمد یعقوب نے ایک مدرسہ عربیہ کا افتتاح کیا جو جاری نہیں رہ سکا۔ میں نے آخر میں مدرسہ امینیہ میں حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ سے اپنی تعلیم کی تکمیل کی۔ بلکہ بعض کتابیں میں نے حضرت مفتی اعظم احمد اللہ سے ملتان جیل اور گجرات جیل میں بھی پڑھی ہیں۔

سوال :۔ اس زمانے میں دلی کے نامور علما کون کون سے تھے ؟

جواب :۔ اس زمانہ میں شمس العلما مولوی نذیر حسین صاحب مولانا محمد حسین فقیر مولانا سیہدار خاں صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب مولانا محمد عمر سلطو ندجی صاحب مولانا شاہ ابو نظیر صاحب، مولانا شاہ کرامت اللہ خاں صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب، مولانا عبدالرب خاں صاحب ناسخ مولانا محمد اسحاق صاحب اور مولانا حفیظ اللہ خاں صاحب، یہ سب حضرات قابل ذکر علماء میں سے تھے جو اس وقت سب انتقال کر چکے ہیں۔

سوال :۔ آپ کی جوانی میں تو یہاں کی شاعری پہ بڑھاپا آچکا تھا۔ لیکن پھر بھی شعر و شاعری کے چرچے تو اس وقت بھی عام رہے ہوں گے۔ اور مشاعروں کی گرم بازاری رہی ہوگی۔

جواب :۔ جی ہاں آپ کا خیال صحیح ہے اور میری جوانی میں یہاں کی شاعری پر بوڑھاپا آچکا تھا لیکن اس کے باوجود شعر و شاعری کا عام رواج تھا۔ ہندو مسلمان دونوں شعر کہتے تھے۔ بڑے بڑے مشاعرے ہوتے تھے۔ لیکن اکثر مشاعروں میں داد دینے نہ دینے پر جھگڑے ہو جاتے تھے۔ اس لیے مشاعرے بند ہو گئے تھے۔ کبھی کبھی کہیں کہیں کسی استاد کے یہاں لوگ جمع ہو جاتے تھے۔

سوال :۔ جھگڑے تو آج بھی مشاعروں میں ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ اس زمانے کے شعری فساد پہ آپ کچھ اور روشنی ڈالیے۔

جواب :۔ بھائی ایک جھگڑا تو مجھے خفیف سا یاد ہے۔ جس پر سڑک پر کھڑے ہو کر لوگوں نے مشاعرے پر پتھر پھینکے تھے۔ آغا شاعر کی غزل پر جھگڑا ہوا تھا۔ اسی پر سلسلہ مشاعرہ

تتر بتر ہوگیا۔ پولیس آگئی تو جھگڑا رفع ہوا۔

سوال :۔ آپ کے انداز بیان سے گمان ہوتا ہے کہ آپ نے بھی شعر و شاعری ضرور کی ہوگی۔

جواب :۔ ہاں میاں ابتدائی دور میں کچھ تک بندی کی ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب راسخ سے ایک غزل بھی درست کرائی تھی۔ اور شعر کی اصلاح ان کے والد مولانا محمد حسین فقیہ سے بھی کرائی تھی۔ مگر طالب علمی کے زمانے ہی میں شاعری میں نے ترک کر دی۔ پھر جیل خانے میں دوبارہ سلسلہ شروع کیا اور ملتان جیل میں میری شاعری بہت چلی اور سیکڑوں بلکہ ہزاروں شعر کہے اور دوستوں کے لیے قصیدے لکھے۔ لیکن ان میں سے اب کچھ میرے پاس نہیں ہے۔ دو چار قصیدے کہیں پڑے ہوں گے۔

سوال :۔ یہ مولانا عبد الرحمان راسخ مرحوم جن سے آپ نے اصلاح لی تھی کیا اس دور کے اچھے شاعر تھے ؟

جواب :۔ ہاں بہترین شاعر سمجھے جاتے تھے۔ ان کے متقدان کو جانشین داغ کہتے تھے۔ ان میں سائل میں اور بیخود میں داغ کی جانشینی کے لیے رسہ کشی ہوتی تھی۔ اور انہیں باتوں پر جھگڑے ہوا کرتے تھے۔ سائل نے تو ایک جگہ کہا تھا کہ ؎

ہمیں ہیں جانشین داغ ہم کو ماننا ہوگا
جناب داغ کے داماد ہیں اور دلی والے ہیں

سوال :۔ سائل کی شاعری کے متعلق مولانا آپ کا کیا خیال ہے ؟

جواب :۔ وہ بہت اچھے اور قادر الکلام شاعر تھے۔ ترنم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ ان کا کلام کبھی کبھی اخبار میں بھی چھپتا تھا۔

سوال :۔ مولانا کیا شاعری کو آپ سماج کے لیے ضروری سمجھتے ہیں ؟

جواب :۔ ہاں سماج کی ادبی زندگی کے لیے میں شاعری کو ضروری سمجھتا ہوں۔

سوال :۔ یہ کیوں ؟

جواب :۔ اس لیے کہ سماج کی ادبی زندگی کا دارومدار زبان کی پوری واقفیت پر ہے۔ شاعر

کو ہر قسم کے محاورے اور مختلف قسم کے الفاظ تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ اللہ غریق رحمت کرے سائل مرحوم کو، وہ فرمایا کرتے تھے کہ بعض وقت ایک ایک لفظ تلاش کرنے میں ساری ساری رات گزر جاتی ہے اور کبھی کبھی تو جی چاہتا ہے کہ دیوار سے ٹکر ماریں۔ ہر شاعر اسی قسم کے مواقع سے دوچار ہوتا ہے۔ وہ قافیے تلاش کر کے نکالتا ہے۔ طرح طرح کے محاورے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر استعمال کرتا ہے۔ بول چال کے محاورات کی کثرت اور الفاظ کے خزانے جو شاعری میں ملتے ہیں۔ وہ سماج کی ادبی زندگی کی جان ہیں۔

سوال :۔ ابھی ابھی آپ نے اخبارات کا ذکر کیا تھا۔ یہ بتائیے کہ آپ کے ابتدائی دور میں دہلی میں کون کون اخبارات تھے؟

جواب :۔ میرے بچپن میں ایک افضل اخبار تھا۔ میں نے بھی اس میں ایک مضمون زینت المساجد کے متعلق لکھا تھا۔

سوال :۔ یہ کس زمانہ کا قصہ ہے۔؟

جواب :۔ یہ اب سے کوئی ساٹھ پینسٹھ برس اُدھر کی بات ہے۔ اس وقت میری عمر نو دس کی ہوگی۔ اسی زمانہ میں مولانا راسخ مرحوم نے بھی چلتا پرزہ کے نام سے ایک اخبار نکالا تھا۔

سوال :۔ نام تو بڑا دلچسپ ہے مولانا۔ غالباً یہ پنچ قسم کا اخبار سا ہوگا۔

جواب :۔ ہاں یہ ایک تفریحی اور پُر مذاق اخبار تھا۔ پھر مرزا حیرت نے کرزن گزٹ نکالا اس کے بعد ایک دہلی گزٹ نکالا۔

سوال :۔ مرزا حیرت کی تو بڑی معرکے کی شخصیت تھی۔ ان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے مولانا؟

جواب :۔ وہ ایک قابل ادیب تھے۔ اور انھوں نے اردو ادب کی بہت خدمت کی۔

سوال :۔ وہ تو مورخ بھی تھے شاید؟

جواب :۔ ہاں تھے تو مورخ ضرور مگر اللہ بخشے نقاد بہت تھے۔

سوال :۔ اس زمانے میں عوام کو کن اخبارات سے دلچسپی تھی؟

ب: - اس دور میں عوام اخبار بہت کم پڑھتے تھے۔ انگریزی تعلیم یافتہ لوگ انگریزی اخبار پڑھتے تھے۔ اور اخباروں کا چرچا کم تھا۔

ل: - یہ قصہ تو آپ کے بچپن اور عنفوانِ شباب کا ہوگا۔ لیکن ملک میں سیاسی تحریک شروع ہونے کے بعد تو عوام میں بھی اخباروں کا چرچا شروع ہوگیا ہوگا۔؟

ب: - ہاں جنگ طرابلس اور جنگ بلقان نے عوام میں بھی اخبار بینی کا مذاق پیدا کیا۔ اس سلسلے میں مولانا محمد علی مرحوم کا ہمدرد خاص طور سے مشہور ہوا اور بڑی مقبولیت حاصل کی۔

ال: - مولانا یہ تو بتائیے کہ آپ کو سیاست سے کب اور کیوں کر دلچسپی پیدا ہوئی۔

ب: - اپنے بزرگوں سے عموماً اور خاص طور پر دادی اماں اور ان کی والدہ سے انگریزوں کے مظالم کے قصے بہت سنے تھے۔ اس لئے مجھ کو طبعاً انگریزوں کی حکومت سے نفرت تھی ۱۹۱۱ء میں جب جنگ طرابلس شروع ہوئی تو میں نے مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کی صدارت میں پہلی تقریر کی۔ یہ جلسہ جامع مسجد میں ہوا تھا۔ دوسری تقریر فتح پوری کے ایک جلسے میں کی۔ اس میں بھی مسیح الملک حکیم اجمل خاں موجود تھے۔ وہیں مسلمانوں نے ترکی ٹوپیاں بھی جلائی تھیں۔ جو اٹلی سے بنکر آتی تھیں۔ اس کے بعد میرے خیالات بدلتے گئے۔ آریوں سے جو مناظرے کیا کرتا تھا وہ بند کر دیئے اور ہندو مسلم اتحاد کی کوشش میں مصروف ہوگیا۔ طالب علمی کے زمانے میں بھی میں سیاسی تقریریں کیا کرتا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں جب حج سے واپس آیا تو وہ ترکی جنگ کا زمانہ اور جرمنی کی جنگ کا پہلا دور تھا۔ یہ زمانہ ہندوستان میں بالکل خاموشی کا زمانہ تھا۔ بلکہ ہمارے اکثر لیڈر اس وقت انگریزوں کی مدد کر رہے تھے۔ جب جنگ ختم ہوئی اور انگریز کامیاب ہوئے تو اس وقت پھر سیاسی تحریکات کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس تحریک میں ہندو مسلمان دونوں شریک تھے۔ اس دور میں میری پہلی تقریر لال قلعے کے نیچے کشمیری کٹرے کے سامنے ہوئی۔ پھر خلافت کمیٹی بنی اور ان ہی دنوں جمعیت العلما قائم ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی سیاسی تقریروں

اور جیل خانے میں جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

سوال :۔ اس زمانے میں کون کون سے سیاسی لیڈر تھے؟

جواب :۔ مولانا محمد علی، ڈاکٹر انصاری، مولانا شوکت علی، مولانا مفتی کفایت اللہ او
مسیح الملک حکیم اجمل خاں ابتدائی شریک کار تھے۔ اسی زمانے میں لالہ شنکر لال
عبداللہ چوڑی والے لالہ دیش بندھو اور سوامی شردھانند بھی ہمارے سا
تقریریں کرتے تھے۔ پھر آصف علی اور عارف ہسوی بھی میدان میں آگئے۔ ح
شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمتہ اللہ علیہ نے میری مذہبی و سیاسی سرپرستی کی۔ ی
مہاتما گاندھی بھی افریقہ سے تشریف لے آچکے تھے اور انھوں نے خلافت او
جمعیت العلما کی رہنمائی کی۔ انھوں نے عدم تعاون کی پالیسی جاری کی۔ جمعی
العلما نے ایک فتوا مرتب کیا۔ جس پر پانچ سو علمار نے دستخط کیے۔ اس کے بع
ہی عدم تعاون کی تحریک نے زور پکڑا۔

سوال :۔ کیا گاندھی جی کے عدم تعاون کو علما نے بھی بے چوں چرا تسلیم کر لیا تھا؟

جواب :۔ اس سوال سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ کیا آپ نان کو آپ ریشن کی تحریک کی ط
اشارہ کر رہے ہیں ؟

سوال :۔ جی ہاں نان کوآپ ریشن ہی کی تحریک کی طرف میرا اشارہ ہے۔

جواب :۔ اس سلسلے میں آپ کو میں ایک ہی واقعہ سناتا ہوں۔ الہ آباد میں ایک میٹنگ
رہی تھی۔ جس میں مخصوص لوگ شریک تھے اگرچہ تعداد کافی تھی۔ ان میں ایک
صاحب سر رضا علی مرحوم بھی تھے۔ جنہوں نے گاندھی جی کی تجویز کی کچھ
کی اور فرمایا کہ اتنی بڑی حکومت سے نان کوآپریشن کرنا ہمارے لیے ناممکن ہو
کچھ اور لوگوں نے موافقت اور مخالفت کی اس پر اللہ غریق رحمت کرے
۔ مولانا عبد الباری مرحوم نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ ہم تو اس معاملے میں جو بھا
گاندھی کہیں گے وہی کریں گے۔ جس کو ہمارے ساتھ چلنا نہیں ہے۔ وہ الگ ہو جا
ہم تو بھائی گاندھی کی بات کو مانیں گے۔ اس ایک ہی واقعے سے آپ کو معلوم ہو

ہے کہ گاندھی جی کی تحریک نان کو آپریشن کا کس طرح خیر مقدم کیا گیا۔

ل :۔ اس زمانہ میں دہلی کا سیاسی محور کہاں تھا؟ جناب میں نے تو آنکھیں کھول کر شریف منزل کو دیکھا یا ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی کو ان ہی دونوں مقامات پر لیڈروں کے اجتماع ہوا کرتے تھے۔

ل :۔ کوئی خاص اجتماع آپ کو یاد ہے؟

ب :۔ لیجیے شریف منزل کا ایک قصہ سنیے ایک موقعہ پر میں نے دیکھا کہ عرب کا نقشہ پھیلا ہوا ہے۔ مسیح الملک اور مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دونوں اس کو دیکھ رہے ہیں اور گاندھی جی دریافت کر رہے ہیں کہ آپ لوگ مجھ کو وہ حصہ بتلا دیجیے جس کو آپ بالکل آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ مفتی صاحب اور حکیم صاحب ان کو جزیرۃ العرب کی تعریف اور اسی کے حدود بتلا رہے ہیں۔ مہاتما جی فرماتے ہیں کہ جو حدود آپ بتلا رہے ہیں۔ ان کو تو انگریز ماننے کا نہیں۔ اس کو کچھ کم کیجیے۔ یہ دونوں بزرگ کہہ رہے ہیں کہ صاحب مذہبی نقطہ نگاہ سے جزیرہ العرب تو اسی حصے کا نام ہے جس کو ہم آپ کو بتلا رہے ہیں۔ باقی انگریز نہ مانے تو یہ اس کا ظلم ہوگا اور آپ کو اور ہم کو اس ظلم کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

ل :۔ آپ نے جن لیڈروں کے نام لیے ہیں ان میں سے کس نے آپ کو زیادہ متاثر کیا۔

ب :۔ مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحب اور جناب مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب نے ان ہی دو حضرات کا میں نے اثر زیادہ قبول کیا۔

ل :۔ ان کی زندگی کے کن پہلوؤں نے آپ کو زیادہ متاثر کیا؟

ب :۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ مذہبی حیثیت سے مجھے مفتی صاحب نے زیادہ متاثر کیا اور ہندوستانی سیاست کے نقطہ نگاہ سے مسیح الملک کی رائے کو میں نے ہمیشہ بہت زیادہ دقیع سمجھا۔ اور میں ہی کیا خود مہاتما گاندھی بھی اس دور میں مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کو اپنا رہنما سمجھتے تھے اور مسلمانوں کے سیاسی مسائل کا جہاں تک تعلق تھا اس میں مسیح الملک کی

رائے کا دہ بے حد احترام کرتے تھے۔

سوال :۔ ابھی ایک جگہ آپ نے آصف علی مرحوم کا نام لیا تھا۔ ان سے تو آپ خوب واقف رہے ہوں گے ان کے ادبی ذوق کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب :۔ آصف علی مرحوم میرے والد کے شاگرد تھے۔ میں ان کو بچپن سے جانتا تھا۔ وہ مقرر بہترین ادیب اور بہترین شاعر تھے۔ ان کے شعروں میں غالب کا رنگ زیادہ گہرا تھا۔

سوال :۔ کیا آصف علی دلی ہی کے تھے؟

جواب :۔ جی ہاں۔ ان کے دادا سید مرتضیٰ علی بجنور سے آئے تھے اور یہیں آباد ہو گئے تھے علی یہیں پیدا ہوئے ان کی والدہ میری والدہ کی دینی بہن بنی تھیں۔

سوال :۔ مولانا آج کی گفتگو میں جا بجا آپ نے جا بہ جا اپنے بن کی طرف جو اشارے کیے ہیں سے خیال ہوتا ہے کہ آپ نے تو ڈپٹی نذیر احمد کو بھی دیکھا ہوگا۔

جواب :۔ ہاں دیکھا تو ہے۔ بس اتنا یاد ہے کہ فتح پوری پر ایک انگریزی دواخانہ تھا جس کا نام بھی اب مجھے یاد نہیں آرہا ہے۔ وہیں آکر بیٹھا کرتے تھے۔

سوال :۔ انکی وضع قطع کچھ یاد ہے؟

جواب :۔ ڈھیلے پائچوں کا پاجامہ سر پر ایک گول ٹوپی پاؤں میں بھدی جوتی عربی کے طالب پیچھے پیچھے لگے رہتے تھے۔ اور ان سے عربی اشعار کے معنی پوچھا کرتے تھے۔ اور راستہ میں چلتے ہوئے تماشوں کی گلی تک جاتے جاتے ان اشعار کا مطلب بیان کیا کرتے

سوال :۔ آپ نے تو مولانا بہت مصروف ہنگامہ پرور سیاسی زندگی بسر کی ہے تمام جھیلوں میں جنت کی کنجی و دوزخ کا کھٹکا اور اللہ کی باتیں جیسی کتابیں کیسے لکھ ڈالیں۔

جواب :۔ جناب جیل میں جب مشقت سے فارغ ہوتا تھا تو رات کو بیٹھ کر جیل کی کوٹھری میں لکھا کرتا تھا۔ کتابیں ہمراہ لے جاتا تھا کبھی کتابوں کی ممانعت ہوتی تو کوئی سپرنٹنڈنٹ سے حاصل کرتا کبھی جب انسپکٹر جنرل آجاتا تھا تو اس سے کم

اجازت حاصل کرتا تھا۔ کبھی نا تمام کتابوں کو باہر آکر پورا کرتا تھا۔ اور کبھی نا تمام کتاب باہر سے جاکر جیل میں پوری کرتا تھا۔ سفر میں بھی مطالعہ کرتا تھا اور کتابوں کے لیے نوٹ مرتب کر لیا کرتا تھا۔ غرض بڑی بڑی دشواریوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔

سوال :- آپ نے تو دہلی کے مشہور داستان گو محمد باقر مرحوم کی داستان گوئی بھی ضرور سنی ہوگی۔؟

جواب :- ہاں صاحب اُن کی داستانوں میں شریک ہوا ہوں۔ ان کی داستان کیا ہوتی تھی۔ واقع کو اس طرح بیان کرتے تھے۔ اور اس کے پینترے ایسے دکھلاتے تھے کہ دیکھنے والا حیرت میں ہو جاتا تھا۔ جب کسی چیز کا نام گنواتے تھے۔ تو صدہا نام لیتے تھے۔ وہ اتنے قادر الکلام تھے اور اتنی فصاحت اور بلاغت سے داستان کہتے تھے۔ کہ بعض دفعہ پوری رات گزر جاتی تھی۔ اور صبح ہو جاتی تھی۔ لیکن سننے والوں کی دلچسپی ختم نہ ہوتی تھی۔

محمد باقر کی داستان گوئی کے ذکر پر اس داستان کو بھی آپ اگر ختم کر دیں تو اچھا ہے دلچسپی تو مولانا آپ کی باتوں کی بھی ختم نہیں ہوتی اور جی چاہتا ہے کہ آپ اسی طرح باتیں کیے جائیں اور میں رات بھر سنتا رہوں۔ لیکن آپ کو زیادہ زحمت دینے کی جرأت کیسے کروں آپ نے اس وقت جو زحمت فرمائی ہے اس کے لیے میں بے حد ممنون ہوں۔

رپورٹ شیخ الجامعہ

محترم امیر جامعہ، محترمہ وزیراعظم صاحبہ،
معزز خواتین و حضرات، ساتھیو اور عزیزو!

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں آج محترمہ وزیراعظم صاحبہ کا ورود مسعود ماضی کی داستان کا تتمہ سالگ رہا ہے۔ اہل جامعہ کا خیال آج تاریخ کی ان ساعتوں میں بھٹک رہا ہے جب اس ادارے نے ۵۶ برس پہلے قومی تحریک کے ایک ایسے لمحے میں جنم لیا تھا جب سرفروشی کی تمنا اور اتحاد و یگانگت کی لہر اپنی انتہائی بلندی پر تھی۔ قومی تعلیم کا نعرہ پہلی بار بلند ہوا اور مہاتما گاندھی اور مولانا محمد علی کی تحریک ترک موالات نے تین تعلیمی اداروں کو جنم دیا جن میں ایک جامعہ ملیہ اسلامیہ (نیشنل مسلم یونیورسٹی) بھی تھی، جسے پنڈت جواہر لال نہرو نے نان کوآپریشن تحریک کا ایک تندرست بچہ کہا تھا۔

اس نوزائیدہ کو اس زمانے میں ہر سمت اور ہر گوشے سے تائید حاصل تھی۔ دیوبند سے شیخ الہند مولانا محمود حسن، کانگرس سے مولانا ابوالکلام آزاد، مسیح الملک حکیم اجمل خاں اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری۔ ۱۹۴۷ء تک یہ ادارہ ڈاکٹر ذاکر حسین اور ان کے رفقاء کے ایثار اور لگن کے سارے نامساعد حالات میں اپنے قومی فرض اور قرض کو ادا کرتا رہا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد بھی یہ قومی قیادت کا منظورِ نظر رہا۔ آج یہی ہمارا بھرم ہے جو آپ کو کشاں کشاں یہاں لایا ہے۔

جامعہ کی دعوت کو آپ نے جس خوش دلی کے ساتھ قبول کیا اسے ہم

اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھتے ہیں اور اس کے لیے تہ دل سے آپ کے شکر گزار ہیں ۔

محترمہ !

یہ ضرور ہے کہ آج حالات بہت بدل چکے ہیں، زمانہ کا بہت سا گرد و غبار اُن اداروں پر جم چکا ہے جو کسی زمانے میں مشعلِ راہ تھے ۔ نئے سیاسی و معاشی حالات نے نئے تعلیمی نظریات اور ضروریات کو جنم دیا ہے ۔ ہماری تعلیم کا تمام تر رجحان اس وقت مہارتِ خصوصی کی جانب ہے ۔ ہمیں تعلیم کو قومی پیداوار سے منسلک کرنا ہے ، لیکن جب بھی ہم ضرورت اور احتیاج کے دور سے گزر چکیں گے اور سماج میں بلوغت اور استواری کے آثار پیدا ہو جائیں گے تعلیمی منصوبہ بندی پھر اپنے بنیادی مقاصد کی جانب مراجعت کرے گی جن کا تجربہ ان قومی درس گاہوں میں ہوا ہے جہاں تعلیم مربوط رہی ہے تربیت سے ، سماجی خدمت سے اور اخلاقی قدروں سے جس کے بے اندازہ ذخیرے ہمارے مذاہب اور روایات میں موجود ہیں ۔

ان درس گاہوں میں ایک اہم تجربہ قومی زبانوں کے ذریعے تعلیم دینے کا بھی رہا ہے ۔ آزادی کے ۲۸ سال بعد بھی ہم ابھی تک اعلیٰ تعلیم کے ذریعہ تعلیم کے بارے میں قطعی فیصلہ نہیں کر سکے ہیں ۔ نتیجے کے طور پر ایک قسم کی تعلیمی اجارہ داری پیدا ہو گئی ہے ۔ ایک ایسا نیا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو ہمیں ان فرائض سے دور رکھتا ہے جو قومی حیثیت سے ہم پر عائد ہوتے ہیں ۔ ہماری اعلیٰ تعلیم کی تمام تر منصوبہ بندی بیس فی صد کے لیے ہے ۔ باقی اسّی فی صد ہندوستانیوں کے لیے ہم نے ایک قسم کی "لکشمن ریکھا" سی کھینچ رکھی ہے جس کے باہر وہ نہیں نکل سکتے ۔ چنانچہ ہماری اعلیٰ تعلیم سے متعلق ساری اصلاحات چاہے وہ نصابات سے متعلق ہوں یا امتحان کے طریقۂ کار کے بارے میں ، بدیسی زبان کے گورکھ دھندے میں پھنس کر رہ گئی ہیں ۔ جامعہ ملیہ نے قومی زبان کو اعلیٰ تعلیمی سطح پر آزمانے کا تجربہ ایک

ایسی زبان میں کیا ہے جو ہندوستان کی تمام زبانوں میں اس وقت سب سے زیادہ کمزور ہے، لیکن اس کے باوجود اس دانش کدہ سے ایسی شخصیتیں پیدا ہوتی رہی ہیں جو قومی ذہن رکھتی ہیں، جو علم کو عمل سے مربوط دیکھتی ہیں اور سب سے بڑھ کر ایک سماجی شعور کے تحت اپنی ذات سے باہر جھانک سکتی ہیں، جو میدانِ سیاست میں اس طرح رہی ہیں کہ ان کا ایک قدم اس کے اندر ہے تو دوسرا اس کے باہر علم، اخلاق اور خیر کی دنیا میں!

"معزز خواتین و حضرات!

غالب کی زبان میں یہ محل کرم کی رخصتِ بے باکی و گستاخی کا ہے اور اس وقت میری سب سے بڑی تقصیر یہی ہوگی کہ میں جامعہ کے ماضی کا ذکر کرنے کے بعد اس کے حال کا تذکرہ نہ کروں، اپنا دردِ دل نہ کہوں۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کو ۱۹۶۲ء میں ڈیمڈ یونیورسٹی کا درجہ ملا۔ آج اس واقعہ کو کم وبیش ۱۴ سال ہو چکے ہیں۔ آپ کے علم میں ہے یہ مدت کسی بھی تعلیمی ادارے کی ترقی اور توسیع کے لیے خاصی طویل ہے بشرطیکہ حالات سازگار ہوں۔ آزادی کے بعد بے شمار نئی یونیورسٹیاں قائم ہوتی رہیں، ان میں سے بعض نے چند ہی سال کے عرصے میں ایک خاص حیثیت اختیار کر لی، لیکن جامعہ ملیہ، جس کے سائے تاریخ میں دور تک دیکھے جا سکتے ہیں، ڈیمڈ یونیورسٹی کے درجے سے آگے نہ بڑھ سکی۔ آزادی کے ۲۹ سال بعد بھی یہ ایک محدود ادارہ ہے جس کے پاس نہ تو کوئی نشان زدکیمپس ہے نہ ضرورت کے مطابق عمارتیں اور نہ وسیع پیمانے پر پوسٹ گریجویٹ اسٹڈیز کا انتظام، جس کے مالی وسائل اس قدر کم ہیں کہ اس پر یہ "سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم" کا اطلاق ہوتا ہے۔ جامعہ ملیہ کا تصور دراصل ایک تعلیمی نگر کا ہے جہاں نرسری سے

لے کر کالج کی سطح تک تعلیم و تربیت کا انتظام ہے۔ لیکن اس نگر کی حالت اردگرد پھیلتے ہوئے سلَم کی وجہ سے دگرگوں ہوتی جا رہی ہے۔ ہم اپنے مسائل کو لیے در در پھرتے ہیں لیکن وعدوں کے باوجود کوئی حل نہیں نکلتا۔ ایک پبلک شاہراہ ہے جو تلوار کی دھار کی طرح ہمارے کیمپس کے سینے پر صبح سے شام تک چلتی رہتی ہے۔ اس کو موڑنے کی کوئی صورت نہیں نکلتی۔ شہر کا یہ واحد آباد علاقہ جو سیوریج سے اب تک محروم ہے، یہاں زمینات پر قبضۂ مخالفانہ کا عمل اب تک جاری ہے، بے قاعدہ عمارات اب تک بن رہی ہیں۔ ڈر ہے کہ اگر یہی صورتِ حال قائم رہی تو کچھ دنوں میں یہ تعلیمی نگر چوپٹ نگری نہ بن جائے۔

رپورٹ

زیرِ رپورٹ تعلیمی سال جامعہ کے لیے کئی لحاظ سے اچھا سال ثابت ہوا۔ اسی سال ہمارے پانچویں پنج سالہ منصوبے کی یو۔ جی۔ سی سے منظوری ملی اور جولائی ۱۹۷۶ء سے جامعہ میں دو نئے شعبے کھول دیے گئے:

۱۔ ڈپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ عرب ایرانین اسٹڈیز۔

۲۔ ڈپارٹمنٹ آف سوشل ورک اینڈ اپلائیڈ سوشل سائنسز (سوشیالوجی اور سائیکلوجی)

ان کے افتتاح سے جامعہ کے دو دیرینہ خواب پورے ہوئے: ایک تو السنہ و علوم اسلامی میں تخصیص کا اور دوسرے جامعہ کی طویل سوشل ورک کی روایت کی توسیع و توثیق کا۔ علم کے یہ دونوں میدان ابتدا سے ہماری خصوصی توجہ کا مرکز رہے ہیں اور رہیں امید ہے یہ دونوں شعبے ہمارے لیے باعثِ امتیاز و افتخار ثابت ہوں گے۔ اسلامک اسٹڈیز میں ہندوستان میں اسلام اور ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل ہمارا میدانِ تخصیص ہے۔ امید کی جاتی

ہے کہ یہ شعبہ ہندی مسلمانوں کی مذہبی، معاشرتی اور سیاسی فکر کی رہنمائی جامعہ کی روشن خیالی کی روایات کے مطابق کر سکے گا۔ یہ شعبہ جدید عربی اور جدید فارسی کی درسیات کو بھی ترتیب دے رہا ہے، تاکہ وقت کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کر سکے۔

نئے پلان میں شعبۂ تعلیم۔ شعبۂ تاریخ۔ شعبۂ اردو اور شعبۂ ہندی کو بھی مزید اسامیاں دی گئیں تاکہ ان میں تدریسی اور تحقیقی کاموں کی رفتار کو تیز کیا جا سکے۔ ان شعبوں میں حسب ذیل نئے تقررات عمل میں آئے:۔

۱۔ ڈاکٹر شمیم حنفی (ریڈر اردو)
۲۔ ڈاکٹر عبدالمظفر حنفی (لکچرار اردو)
۳۔ جناب زاہد حسین خاں (لکچرار فزکس)
۴۔ جناب سجاد مہدی (〃 〃)
۵۔ جناب ایس۔ ایم۔ عزیزالدین (لکچرار تاریخ)
۶۔ جناب عنایت حسین زیدی (〃 〃)

پانچویں پلان میں چند عمارتوں کے لیے بھی رقم مختص کی گئی ہے، جن میں ایک ہاسٹل کی عمارت اور وائس چانسلر لاج شامل ہیں۔

امسال یو۔جی۔سی کی مالی امداد سے شعبۂ اردو اور شعبۂ ہندی نے دو کل ہند سمینار "جدید اردو ادب میں زبان کے تخلیقی استعمال کے مسائل" اور "گوسوامی تلسی داس کی رام چرت مانس میں ثقافتی اور معاشرتی رجحانات" کے موضوعات پر منعقد کیے، ان کی خاصی دھوم رہی اور ان میں ہر مکتب خیال کے ادیبوں اور شاعروں نے شرکت کی۔

امتحان کے طریقۂ کار کو بدلنے کے لیے پوسٹ گریجویٹ سطح پر اس

سال سمسٹر سسٹم اور انٹرنل ایوالوایشن کا آغاز کیا گیا۔ یہ تجربہ کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ جامعہ جیسے چھوٹے ادارے اس قسم کے تعلیمی تجربوں کے لیے نہایت موزوں ہیں۔ خیال ہے کہ پوسٹ گریجویٹ سطح پر کامیابی سے چلانے کے بعد اس کا اطلاق انڈر گریجویٹ کورسز پر بھی کیا جا سکے گا۔

اسکول کی تعلیم کو ۲ + ۱۰ کے فارمولے کی روشنی میں از سرِ نو تشکیل دی گئی اور کالج سے پری یونیورسٹی کلاس ختم کر دی گئی۔ اسکول کی تعلیم کو بامعنی بنانے کے لیے یہ ایک اہم قدم ہے، بشرطیکہ ہندوستانی زبانوں میں درسی کتب کو فراہم کیا جا سکے اور اساتذہ کی نئے طریقۂ تعلیم کے لیے مناسب تربیت کا انتظام ہو جائے۔

امسال جامعہ کے اساتذہ نے ۲۰ مختلف آل انڈیا کانفرنسوں میں نمائندگی کی حیثیت سے شرکت کی جن میں انڈین ہسٹری کانگریس، انڈین پولیٹیکل سائنس کانفرنس، آل انڈیا اکنامکس کانفرنس، سائنس کانگریس، انڈین متھمیٹیکل سوسائٹی، انڈین لائبریری ایسوسی ایشن، ساہتیہ سملن، انجمن اساتذہ جامعات اردو، بین الاقوامی سیمنار، امیر خسرو اور بین الاقوامی ہندی کانفرنس مورشیس خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ندوۃ العلما کے پچاس سالہ اجلاس میں پانچ نمائندوں پر مشتمل ایک وفد شیخ الجامعہ کی قیادت میں شریک ہوا۔

توسیعی اور دیگر خطبات کا سلسلہ بھی امسال نہایت کامیاب رہا۔ پروفیسر ستیش چندر، چیرمین یونیورسٹی گرانٹس کمیشن، ڈاکٹر ناگ چودھری، وائس چانسلر جواہر لال نہرو یونیورسٹی، پروفیسر انماریہ شمل، ہارورڈ یونیورسٹی اور پروفیسر عرفان حبیب، علی گڑھ یونیورسٹی نے فکر انگیز مقالات پڑھے اور تقریریں کیں۔ بیرونی ممالک سے تشریف لانے والوں میں ایک اہم شخصیت شیخ الازہر جناب

ڈاکٹر عبدالحلیم محمود کی تھی۔ جنھوں نے اساتذہ اور طلبہ کو خطاب کیا اور ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری کے عربی مخطوطات کا معائنہ کیا۔

طلبہ کے داخلوں کی تعداد میں امسال اضافہ ہوا۔ شعبہ جات تعلیم، تاریخ اور اردو کے پی۔ ایچ۔ ڈی کورس میں داخلہ لینے والوں کا ہجوم رہا اور بہت سے طلبہ کو سینئر اساتذہ کی کمی کے باعث رد کرنا پڑا۔ تحقیق کے کام کو بڑھاوا دینے کے لیے ۵ ممتاز طالب علموں کو جونیر ریسرچ اسکالرشپ بھی دیے گئے اور کئی اساتذہ کے تحقیقی پروجیکٹ کے لیے یو۔ جی۔ سی کی جانب سے مالی امداد ملی۔

جامعہ کی بڑھتی ہوئی تعلیمی سرگرمیوں کا ساتھ دینے کے لیے ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری کی توسیع جاری رہی۔ برٹش کونسل نے انگریزی کتب کا ایک گراں قدر عطیہ دیا۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں، عرشی ملسیانی صاحب اور سید مرتضیٰ علی صاحب نے اپنے ذاتی کتب خانوں سے نایاب کتب عطیہ کے طور پر جامعہ لائبریری کو دیں۔

جامعہ ملیہ ایک عرصے سے اردو خط کتابت کورس کے ذریعے ہزاروں غیر اردو والوں کو اردو سکھانے کی خدمت انجام دے رہی ہے۔ امسال ہندی اور انگریزی کے ذریعے اس کورس کو مکمل کرنے والوں کی تعداد علی الترتیب ۲۱۲۴ اور ۹۷ تھی۔ اس کورس سے استفادہ کرنے والے مختلف زبانیں بولتے ہیں اور سارے ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ جامعہ نے اردو کورسپانڈنس کورس کی جو تجویز یو۔ جی۔ سی کو بھیج رکھی ہے، اس کی منظوری مل جانے پر اردو لسانی اقلیت کے لیے غیر رسمی تعلیم دینے کا دروازہ کھل جائے گا۔

طلبہ کی کلچرل سرگرمیوں میں اس سال خاص طور پر ہماہمی رہی۔ ڈرامے، فی البدیہہ مشاعرے اور رقص و موسیقی کے پروگرام نہایت اہتمام سے کیے گئے جن

میں اسکول اور کالج دونوں سطح کے طالب علموں نے دوش بدوش حصہ لیا۔ ان پروگراموں کی کامیابی کا سہرا اس کے فنکار طلبہ اور کلچرل کمیٹی کے کنوینر جے پال ترنگ صاحب کے سر ہے، جنھوں نے جامعہ کی ایک خوابیدہ روایت کو پھر سے جگا دیا۔

میری رپورٹ تشنہ رہ جائے گی اگر میں شعبۂ تعلیم کے لکچرار مدھو سدن وت صاحب کی ان انتھک کاوشوں کا تذکرہ نہ کروں جن کے ذریعے، انھوں نے بادوباراں کی کلفتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے، جامعہ کے کیمپس کو سال بھر میں اس طرح گل وگلزار بنا دیا کہ بقول شاعر ع "جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آجائے"!

محترمہ!

گفتنی و ناگفتنی کو اس طرح پیش کرتے وقت مجھے ہر لحظہ آپ کے قیمتی وقت کا خیال رہا ہے جس کے ایک ایک لمحے میں ملک و قوم کی قسمت سازی ہو رہی ہے۔ اپنی بے پناہ مصروفیات سے آپ اس چھوٹے سے تعلیمی ادارے کے لیے جو چند گھنٹے نکال سکیں اسے میں آپ کا کرم اور جامعہ کا بھرم نہ کہوں تو کیا کہوں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ یہ جو چند گھنٹے آپ نے اہلِ جامعہ کے درمیان گزارے ہیں رائگاں نہیں جائیں گے۔ یہ تجدیدِ ملاقات کا کام دیں گے، اس لیے کہ آپ کی اور جامعہ کی زندگی میں ایک ربطِ معنوی ہے، دونوں ایک ہی انقلاب کی زائیدہ ہیں، وہ انقلاب جو ایک مہاتما اور ایک مولانا کا لایا ہوا تھا، جو ہماری قومی طغیانی کی سب سے اونچی لہر تھا، جس نے یہ موتی بھی پھینکا اور وہ موتی بھی۔ اس ربطِ معنوی کے حوالے سے غزل کی زبان میں یہ عرض کرنے کی اجازت دیجیے:۔

وہ ملتفت ہوں تو کنجِ قفس بھی آزادی
نہ ہوں تو صحنِ چمن بھی مقامِ مجبوری

مطبوعہ: لبرٹی آرٹ پریس دریاگنج پرنٹرز :۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پٹودی ہاؤس۔ دریا گنج دہلی ۶ کتبہ فذاکرام دہوی

نئی مطبوعات

زبان اور قواعد		رشید حسن خاں	17/-
اقبال اور عبدالحق		ممتاز حسن	10/-
سرگذشت الفاظ		مولوی احمد دین	6/90
شعراء اردو کے تذکرے	(تذکرہ)	حنیف نقوی	24/-
ظفر خاں احسن	(فارسی)	ڈاکٹر محمد اسلم خاں	40/-
مضامین میر		میر مشتاق احمد دہلوی	10/-
رو بہ رو	(شعری مجموعہ)	کمار پاشی	10/-
حسابِ رنگ	〃	باقی	15/-
طیبہ	ناول	قمر تاج	10/-
پیاسے کو شبنم	〃	دیبا خانم	10/-
دل ایک کھلونا	〃	مینا ناز	12/-
گرداب	〃	فروزہ شاہین	15/-
مقالات سرسید	نیا اڈیشن	عبداللہ خویشگی	7/50
دھوپ کے آنچل	(ڈراما)	ابراہیم یوسف	7/50

بقیہ صہ ۲

علی گڑھ میں لفٹیننٹ سلطان عالم خانصاحب کے انتقال کی خبر ہمارے لیے مزید رنج والم لیکر آئی۔ مرحوم ہمارے مخلص کرم فرما اور مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کے سابق جنرل منیجر جناب غلام ربانی تاباں اور ممبر پارلیمنٹ خورشید عالم خانصاحب کے سب سے بڑے بھائی تھے ــــ قائم گنج میں سیاسی سرگرمیاں ان کے دم سے تھیں آپ اتر پردیش اسمبلی کے رکن اور وہاں کی وزارت میں نائب وزیر رہ چکے تھے دہلی میں داغ اسکول کے واحد علمبردار، حضرت بیخود دہلوی کے جانشین اُستاد رسا اور "حلقۂ تشنگانِ ادب نئی دہلی" کے نائب صدر سید محمد نقی رضوی عقر الہ آبادی کے انتقال سے دہلی کی شعری فضا میں خاصا خلا پیدا ہوگیا۔ دونوں حضرات کہنہ مشق شاعر تھے۔ حضرت صوفی بانکوی کے انتقال کی خبر سے افسوس ہوا۔ مرحوم ایک کامیاب مدرس ہونے کے علاوہ کہنہ مشق شاعر تھے۔ ادارہ "کتاب نما" مرحومین کے لیے مغفرت اور پسماندگان کے توفیق صبر کی دعا کرتا ہے

دو کتابیں

قصہ میرے سفر کا

ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

"قصہ میرے سفر کا" ڈاکٹر شکیل الرحمٰن کا سفرنامۂ روس ہے۔ اس سفرنامے میں ایک طرف انشائیہ اور خود نوشت کا لطف ہے تو دوسری طرف آرٹ اور ادب کے بارے میں بیش بہا معلومات ہیں۔ معاصر روسی ادب اور اس کی سمت کا اندازہ ہوتا ہے

قیمت ۲۰/-

نظم طباطبائی — حیات اور کارناموں کا تنقیدی مطالعہ

ڈاکٹر اشرف رفیع

نظم طباطبائی عربی و فارسی کے جید عالم اور اردو شعر کے رمز شناس بھی تھے اور انگریزی نظموں کے کامیاب ترین مترجم بھی۔ ایک طرف وہ روایت پسند غزل گو تھے تو دوسری جانب ایک انقلاب آفریں نظم گو اور شارح بھی۔ ایک تحقیقی مقالہ۔ قیمت ۳۰/-

جائزے

(تبصرے کے لیے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

بیاضِ مریم[1]

شاعر:- سکندر علی وجد
ناشر:- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر نئی دہلی
قیمت:- بارہ روپے

بیاضِ مریم ایک ہی نشست میں پوری پڑھ ڈالی۔ وجد نے واقعی کمال ہی کر دیا۔ پوری بیاض "بقلم خود" لکھ ڈالی۔ شاعر کا یہ انوکھا اور دلچسپ شعری کارنامہ یاد رہے گا۔ تحسین کی تصویریں عمدہ اور معنی خیز ہیں۔ جیسا نام ویسا کام۔ بیاضِ مریم کے متعلق یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ۔

عروسِ جمیل اور لباسِ حریر!

اس شعری مجموعے کی اکثر نظمیں پہلے پڑھ چکا تھا۔ خود وجد نے سنائی تھیں لیکن آج شروع سے آخر تک پڑھا تو نشہ سا ہو گیا۔ بیاض کے پہلے حصے کی نظمیں شعر، آج، سارنگی، پھلواری، نغمے کی موت، اندرا گاندھی خوب ہیں لیکن حسین کی تصویریں" وجد کے شہ پارے ہیں اجنتا، ایلورا، تاج محل، رقاصہ اور گہوارۂ مسیح سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ اب ان موضوعات پر وجد کا کوئی ہم عصر قلم اٹھانے کی جسارت نہیں کرے گا۔

ہم نے سب کا کلام دیکھا ہے ؎ ہے ادب شرط منہ نہ کھلوائیں (حالی)

---

[1] بیاضِ مریم کی اشاعت کے چند ہی مہینوں بعد یہ تبصرہ موصول ہوا تھا، جو اپنی طوالت کی وجہ سے شایع نہیں ہو سکا تھا۔ اب اس کی تلخیص شایع کی جا رہی ہے افسوس ہے کہ تبصرہ نگار کی زندگی میں یہ شایع نہ ہو سکا۔

مرحوم اردو فارسی ادب پر اور اقبال کی شاعری پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اقبال پر ان کی دو کتابیں بھی شایع ہو چکی ہیں۔

ہمارے نیوکلیر تجربے پر وجاہت کی مختصر نظم "نیا پھول" بے مثال ہے:

نیا پھول

ایک ہیبت سی فضا پر طاری // سخت ہیجان زمیں کے دل میں
حرفِ حق گونج اٹھا
ہر طرف صبح کے سورج کی شعاعیں رقصاں ریگزاروں سے صبا خوش خبری لائی ہے
ایک نیا پھول کھلا
دور تک پہنچی ہے چٹکنے کی صدا پر خوشبو

لیکن مجھے سخت حیرت اور افسوس ہے کہ بیاض میں اس خوبصورت نگینے کی شکل ہی بدل دی گئی ہے۔ "نیا پھول" "امن کا پھول" بلکہ ایک سیاسی گلدستہ بن کر رہ گیا۔ مجھے شاعر کی یہ بے ادبی اور دراز دستی بالکل پسند نہیں آئی۔

بیاضِ مریم کے پہلے حصے کی غزلیں پر لطف و پرسوز ہیں بعض اشعار تو سہل ممتنع کی حدوں کو چھو رہے ہیں۔

دیدہ وروں کی جھک گئیں نظریں
آیا جب سر ملنے والا ⁂

عمر جینے میں جو گنوائی ہے — بس وہی اپنے کام آئی ہے
ایک دشوار و تلخ یکجائی — عاشقی عمر بھر جدائی ہے
ارتقا کی حسین محفل میں — زندگی محو خود نمائی ہے
ہم نے لکھا لہو سے عہد وفا — ہم پہ الزام بے وفائی ہے

⁂

یہ رنج نہ یہ جور و ستم یاد رہیں گے — خوشیوں نے جو بخشے ہیں وہ غم یاد رہیں گے
اس منزلِ پر شور سے خاموش گزر جا — ہے جن کی یہاں دھوم وہ کم یاد رہیں گے
پھر جائے گی تیغوں کی جبینوں پہ سیاہی — آلودۂ خوں دست و قلم یاد رہیں گے

⁂

ترا نام سنتے ہی دل کانپتا ہے   اگر یہ محبت نہیں ہے تو کیا ہے
رہِ زندگی سے جو گزرے غزل خواں   ان آوارہ لمحوں کو دل ڈھونڈتا ہے
محبت ہی جادو محبت ہی منزل   یہی ابتدا ہے یہی انتہا ہے
جہاں حد ہے احساس اور آگہی کی   وہیں تک خودی ہے وہاں سے خدا ہے

٭

کانٹوں میں جو ہنس رہا ہے پیہم   وہ پھول چمن کی آبرو ہے

٭

حسن ایک پھول کھلا ہو جیسے   عشق خاموش چتا ہو جیسے
کون اس طرح مرے پاس آیا   رقص میں موجِ صبا ہو جیسے
ہر غزل میں یہی محسوس ہوا   میں نے کچھ ان سے کہا ہو جیسے
یوں تجھے یاد کیا کرتا ہوں   تو مجھے بھول گیا ہو جیسے
وجدؔ خوشیوں کے سرابوں میں ہے گم   ہر خوشی غم سے جدا ہو جیسے

٭

آگہی اپنی خطا ہو جیسے   بے بسی اس کی سزا ہو جیسے
فکر کی آگ میں ہنستا ہے سخن   حرف پر سوز دعا ہو جیسے
شاعری وہ ہے کہ دریاؤں کے نام   کوہ ساروں کی صدا ہو جیسے

وجدؔ کی تازہ غزلوں کے اتنے زیادہ اشعار نقل کرنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر وہ اجنتا اور ایلورا جیسی زندہ جاوید نظمیں نہ بھی کہے تو بھی ان کا شمار غزل گو شعرا کی صف اول میں ہوتا ہے۔ وجد کے دوست سردار جعفری نے لکھا ہے کہ، وجدؔ کی غزلیں ہلکی پھلکی اور مترنم ہیں اور ان کی آواز کا ساتھ دیتی ہیں۔ میں اس خیال کی تردید میں چند اور "ہلکے پھلکے" شعر پیش کرتا ہوں۔

یہاں پروانہ کے آداب سیکھو   اسیری تربیت ہے بال و پر کی

—٭—

کوئی خورشید جہاں تاب سے اتنا کہدے — بزم ہستی میں کئی شعلہ بجاں اور بھی ہیں
اپنی دنیا سے الگ، اپنے زمانہ سے جدا — حیرت انگیز مکاں اور زماں اور بھی ہیں
منحصر لالہ و گل پر ہی نہیں حسن چمن — کچھ مہکتے ہوئے قدموں کے نشاں اور بھی ہیں

بیاض مریم کی غزلوں سے مجھے پہلی مرتبہ ایک قسم کے سوز اور شکستگی کا احساس ہوا۔ بیاض مریم کے دوسرے حصے میں یہ بہت پرانا لیکن حیرت ناک شعر نظر سے گزرا۔

ایک ہی ذات میں موجود زماں ہے نہ مکاں — دیکھئے کوئی یہ طلسم ہر و سال اچھا ہے

اقبال نے ان معنوں کو یوں ادا کیا ہے :

زمانہ اپنے براہیم کی تلاش میں ہے — نہ ہے زماں نہ مکاں، لاالٰہ الّا اللہ

وجد کا طرز بیان شاعرانہ ہے اور اقبال کا پیغمبرانہ۔ بیاض مریم پر پروفیسر مسعود حسین خاں کا تبصرہ بہت اچھا ہے۔ اس مجموعے کے بارے میں سردار جعفری نے "بلٹز" میں قلم برداشتہ لیکن نہایت خیال انگیز گفتگو کی ہے۔ شاذ تمکنت نے "سیاست" میں بیاض مریم پر سرسری اظہار رائے کر کے اپنی سہل انگاری کا ثبوت دیا ہے، یوسف ناظم کے تبصرے میں بھی سطحی مسخرے پن کے سوا کچھ نہیں ہے۔

وجد کی شاعری کے ساتھ اب تک انصاف ہی نہیں ہوا۔ اس صورت حال کی ذمہ داری شاعر پر بھی آتی ہے۔ وجد نہ ترقی پسند ہے نہ جدیدیت کا علمبردار۔ نہ کھاتا ہے نہ کھلاتا ہے، نہ پیتا ہے نہ پلاتا ہے۔ وجد کی کم گوئی اور کم آمیزی نے بھی ان کو علمی ادبی حلقوں سے دور کر دیا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ وجد کا پر تکلف رکھ رکھاؤ بھی پڑھے لکھے لوگوں کو ان کے نزدیک آنے نہیں دیتا۔ مشاعروں، مباحثوں اور ادبی محفلوں سے وجد کا اجتناب بلکہ نفرت اور سب سے بڑھ کر ان کی فطری بے نیازی وجد کی عام مقبولیت کی راہ میں حائل ہیں۔ سارے نئے تنقید نگاروں کو وجد "ناکام شاعروں کا غول" سمجھتے ہیں۔!

وجد کا اچانک پارلیمنٹ میں پہنچنا بھی اردو والوں کے لیے ایک معجزے سے کم نہیں ہے۔ اردو والوں کی یہ بیماری عام ہے کہ وہ اپنے کسی ساتھی کی ترقی برداشت نہیں کر سکتے یوں تو میں نے لوگوں سے اب تک وجد کی تہذیب اور شرافت کی تعریف ہی سنی

ہے لیکن ان کی کم آمیزی اور بے التفاتی کو ناواقف ادیب اور شاعر غرور اور مردم بیزاری سے تعبیر کرتے ہیں تمہاری علمی قابلیت سے کبھی کچھ لوگ خفا ہیں اس لیے میں کہتا ہوں:

ان سے ناداں ہی بن کر ملیے　　　کچھ اجارہ نہیں دانائی کا! 　(حالی)

وجد کی شاعری پر تنقید لکھنے والے کو عصر جدید کی اعلا شاعری، فن تنقید کے اصولوں سے واقفیت اور خود اپنے ادب کی روایت کا سچا علم و عرفان ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ وجد کی زندگی اور شخصیت کے اہم پہلوؤں تک بھی رسائی ہونی چاہیے۔ یہ کام عزیز احمد عالم خوندمیری وحید اختر اور بشرطِ صحت و ہمت میں کر سکتا ہوں۔

بیاضِ مریم کے دوسرے حصے کی نظمیں بہت اہم ہیں ان سے وجد کے فکر و سخن کے ارتقا کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس حصے کی نظموں میں مہاتما سب سے اچھی نظم ہے۔

ایک درویش بے سازو ساماں　　　بادشاہوں سے دست و گریباں

اس موضوع پر اردو میں ایسی جامع نظم لکھی ہی نہیں گئی۔ (کتنے لوگوں کو یہ بات معلوم ہے وجد سخت "گاندھی وادی ہیں" اور ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۶ء تک کٹّر کانگریسی رہ چکے ہیں۔ کا مریڈ کلیم اللہ حضّت، بھی ان کے ہم جماعت اور ہم مسلک تھے) اہنسا کے فلسفے کو وجد نے بڑی خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ اور اس کی آئندہ مقبولیت کا اعلان نہایت پر یقین لفظوں میں کیا ہے:

اب یہ چشمہ ابلتا رہے گا　　　وقت کا رخ بدلتا رہے گا

بیاض کے دوسرے حصے کی غزل رنگِ سوؔدا وجد کی قدرتِ بیان اور حسنِ زبان کی دستاویز ہے۔ خوبصورت اور لطیف و نفیس تشبیہوں اور استعاروں کا خزانہ جس کو وجد نے نہایت بے تکلفی سے شہ پاروں کے بیچ یوں لٹایا ہے۔

کیا لٹائی ہے سخن کی چاندنی　　　وجد صاحب تم نے شہ پاروں کے بیچ
موسمِ گل کی اندھیری رات میں　　　صبح ہوتی ہے سمن زاروں کے بیچ

اقبالؔ نے کابل کے سمن زاروں کی تصویر ان لفظوں میں کھینچی ہے:

در ظلامِ شب، سمن زارش نگر　　　بر بساطِ سبزہ می غلطد سحر

یہ خیال دراصل شیکسپیر کا ہے جسے اقبال نے الفاظ میں بیان کیا تھا:

HOW SWEET THE MOONLIGHT, SLEEPS UPON THIS BANK

بیاضِ مریم کی یاد داشت میں وجد نے میر کا شعر تو درست کر دیا لیکن اقبال کے شعر میں غلطی رہ گئی۔ صحیح یوں ہے۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی یہ امت روایات میں کھو گئی

اس سے ثابت ہوا کہ اب وجد کا حافظہ پہلے کی طرح قوی نہیں رہا۔

بیاضِ مریم کی بہترین غزل کے چند اشعار کے ساتھ یہ تبصرہ ختم کرتا ہوں:

غــزل

دل کشی رنگ پیرہن کی ہے گل میں خوشبو ترے بدن کی ہے
ہوش میں آ رہا ہے دیوانہ کیا مہک زلفِ پر شکن کی ہے
حسنِ عاشق مزاج، زندہ باد! کس کو اب فکر جان و تن کی ہے
میرے افکار کے شبستاں میں روشنی تیری انجمن کی ہے

(اشفاق احمد)

گل و گلزار

مصنف: خواجہ عبدالغفور
قیمت: ۶/- روپیہ
ناشر: زندہ دلان حیدر آباد، معظم جاہی مارکیٹ
حیدر آباد علے

خواجہ عبدالغفور تعلیم ختم کرنے کے بعد سب سے پہلے اپنی انگریزی تحریروں کے ذریعے روشنی میں آئے۔ انگریزی میں ان کی دو ایک علمی کتابیں بھی خالص علمی موضوعات پر نکلیں اور پسند کی گئیں

خواجہ صاحب مہاراشٹر گورنمنٹ میں اہم عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ وہ کئی بین اقوامی کانفرنسوں میں ایک فعال کارگذار تھے۔ اقوام متحدہ کے دفتر سے بھی بہت دن ان کا تعلق رہ چکا

ہے ۔ اس ذکر سے یہ مقصد نہیں کہ ان کے سرکاری اعزاز گنائے جائیں۔ میں دکھانا یہ چاہتا ہوں کہ ملکی اور بین الاقوامی تجربے نے ان کے ذہن کو ایک پہن بخشا اور انگریزی تحریروں نے ان کے قلم کو ایک منجھا ہوا سیاق اور سباق دیا۔ یہ ہے ان کی ادبی شخصیت کا پس منظر۔

بعد ادیب کی حیثیت سے پہلے انکے چند مضامین نکلے جنھوں نے قارئین کو چونکایا۔ اسکے بعد ان کی اردو تصنیفات کا سلسلہ شروع ہوا۔

بمبئی سے دور جنگل میں رہنے کی وجہ سے مجھے خواجہ صاحب کے فیض صحبت کا شرف صرف ایک بار حاصل ہوا ہے۔ عام طور پر وہ بڑے بذلہ سنج مشہور ہیں۔ لیکن میں ان کی بذلہ سنجی کو خوش ذوقی اور صحت یافتگی سے تعبیر کروں گا۔ انکی تخلیقات کو دیکھ کر میرا اندازہ یہ ہے کہ ان کے شعور کی بالائی سطح جتنی گل وگلزار ہے۔ زیریں سطح میں اتنا ہی عمق اور گہراؤ ہے اپنی روزمرّہ کی زندگی میں وہ بذلہ سنج ضرور ہیں لیکن ان کی جبلّت اور فطرت پر متانت اور سنجیدگی کا پختہ رنگ چڑھا ہوا ہے۔

ظرافت کا عام مفہوم ہنسنا ہنسانا یا پھوہڑ الفاظ میں ہاہا ہو ہو" سمجھا جاتا ہے۔ میں ان معنوں میں خواجہ صاحب کو ظرافت نگار ماننے پر تیار نہیں ہوں۔ ان کی سابق تصنیف کو میں لالہ زار کے مقابلے میں تفکر زار کہنا زیادہ پسند کروں گا۔ یہ کتاب دراصل ایک علمی تصنیف ہے جس میں فن ظرافت اور اصول ظرافت سے بحث کی گئی ہے۔

خواجہ صاحب کی زیر تبصرہ کتاب گل وگلزار میں اچھی زبان، سلیقۂ بیان اور نگارش کی شگفتگی ضرور ہے۔ لیکن یہ سب باتیں مصنف کا رنگ قلم اور انداز ہیں۔ اس خصوصیت کی بنا پر اس کتاب کو ظرافت کے خانے میں ڈال دینا ظلم ہے۔ مثال کے طور پر "جدید دکنی" کے زیر عنوان (ص ۱۱۱) دکنی کے حالیہ شاعروں کے جو اشعار مصنف محترم نے پیش کیے ہیں۔ ان کی غرابتِ زبان پر سطحی مذاق رکھنے والے ہی ہنس سکتے ہیں۔ ایک باشعور قاری ان اشعار سے اپنی لسانی معلومات میں اضافہ کرے گا اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھے گا کہ دکنی ذہن میں دکنی زبان کے احیا کا خیال پیدا ہو رہا ہے۔

گل وگلزار میں ۱۸ چھوٹے چھوٹے مضامین ہیں۔ جنھیں ہلکی پھلکی تحریر میں لپیٹ کر

مختلف معلوماتی نکات پیش کیئے گئے ہیں۔ ان مضامین میں کہیں ہندوستان اور امریکہ کے آدی باسی وحشی قبائل کے چشم دید حالات درج ہیں۔ کہیں بیربل، ملا دوپیازہ، ملا نصیرالدین حاجی لق لق، خوجی اور جعفر زٹلی کے بھولے ہوئے کردار یاد دلائے گئے ہیں۔ کہیں احساس کمتری اور احساس برتری کے اسباب کی نفسیاتی توجیہات بیان کی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان تحریروں میں ضمناً چھوٹے چھوٹے لطیفے بھی آجاتے ہیں۔ جو کسی عمیق عالمانہ تحریر میں بھی آسکتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے اپنی اردو تحریروں کو طنز و مزاح لکھنے والوں کی صحبت کا فیض بتایا ہے (صلا) لیکن حقیقت یہ ہے کہ موصوف نے انگریزی اور اردو کے مصنف اُس عبدالغفور سے گہرا ربط و ضبط پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی جو سنجیدگی کا مجسمہ بنا ہوا ان کے اندر بیٹھا ہے مجھے ان کی تمام تخلیقات میں یہی عبدالغفور ایک زیریں برقی رو کی طرح نظر آتا ہے۔

میرے خیال میں خواجہ صاحب نے اپنی تصنیفات کے ظریفانہ نام رکھ کر ان کے متعلق ایک غلط نقطۂ نظر پیدا کر دیا ہے۔ ادب میں ظرافت کی وہ اہمیت ہرگز نہیں جو سنجیدہ ادب کی ہے۔ خواجہ صاحب کو میرا نیازمندانہ مشورہ یہی ہے کہ وہ اپنی تحریروں سے ظرافت نگاری کا لیبل ہٹا کر سنجیدہ ادب کی طرف متوجہ ہوں۔ آج وہ ایک اردو رسالے کے مدیر اور مہاراشٹر اردو اکیڈمی کے سکریٹری ہیں۔ اس وقت اردو ادب ان کا ذوق بھی ہے۔ اور فرض منصبی بھی۔ وہ انگریزی اور اردو دونوں زبانوں کے مصنف ہیں۔ صاحب مطالعہ ہیں۔ باذوق ہیں۔ ذہین ہیں۔ قادر البیان ہیں۔ ان تمام صلاحیتوں کے ساتھ انھیں اپنی محبوب زبان اردو پر پوری توجہ کرنی چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا قلم اردو میں اہم اضافہ کر سکتا ہے۔ انکے چھوٹے چھوٹے اداریے دو علمی مضمون اس وقت میرے سامنے ہیں۔ جن کو دیکھ کر میں بہ اصرار کہہ سکتا ہوں کہ ان کا حقیقی میدان سنجیدہ اور گہرا ادب ہے۔

گل وگلزار کی طباعت نفیس اور مواد بہ ہمہ جہت قابل مطالعہ ہے۔

(صفدر آہ)

سیر المصنفین
(جلد اوّل)

از محمد یحییٰ تنہا۔
مقدمہ و حواشی = از ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین۔
صدر شعبہ اردو میرٹھ یونیورسٹی
ناشر: ادارہ اشاعتِ ادب میرٹھ۔
قیمت: ۱۵ روپے

اردو شاعروں کے تذکرے بکثرت لکھے گئے۔ لیکن نثر نگاروں کے حالات کو عرصۂ دراز تک نظر انداز کیا گیا۔ در اصل اردو زبان کا آغاز ہی نظم سے ہوا۔ اور اس کے ارتقار کی ابتدائی منزلیں شعر و سخن کے گہوارے میں طے ہوئیں۔ نثر کی طرف بہت کم توجہ کی گئی۔ شعرا کی تعداد نثر نگاروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ رہی۔ اور بیشتر تذکرہ نگار شاعر تھے۔ اردو ادب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ نثر کی ترقی نظم کے بمقابلہ دیر سے شروع ہوئی۔ درحقیقت اس کا باقاعدہ آغاز فورٹ ولیم کالج کا رہین منت ہے جو ۱۸۰۰ء میں قائم ہوا تھا۔ اس کالج نے اس وقت کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر بہت سی تصانیف و تراجم شائع کیے۔ لیکن نثر نگاروں کا کوئی تذکرہ مرتب نہیں کیا گیا۔ سب سے پہلے مولوی محمد یحییٰ تنہا مرحوم نے سیر المصنفین کے نام سے نثر نگاروں کا جامع تذکرہ مرتب کیا۔ ان کو یہ خیال "آب حیات" کے مطالعہ کے بعد پیدا ہوا۔ اور اسی انداز پر انھوں نے سیر المصنفین کی ترتیب شروع کی جیسا کہ کتاب کے مقدمہ میں انھوں نے خود لکھا ہے۔ یہ اردو نثر نگاروں کا مستند تذکرہ ہے۔ اور اس کو شرفِ اولیت بھی حاصل ہے۔ یہ تذکرہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اور اب ایک عرصہ سے نایاب تھا۔ قابل مبارکباد ہیں ڈاکٹر امیر اللہ خاں شاہین۔ صدر شعبہ اردو میرٹھ یونیورسٹی جنھوں نے اس طرف توجہ کی اور کتاب کے پہلے اڈیشن کو جو ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا تھا۔ صحت اور مفید حواشی کے ساتھ شائع کر دیا۔ ابتدا میں ڈاکٹر شاہین نے ایک نہایت جامع مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں اردو نثر کی ارتقائی تاریخ اور اس کے پس منظر پر روشنی پڑتی ہے۔

انھوں نے ان چھوٹی بڑی اہم کتابوں کا ذکر کیا ہے جو نثر نگاروں کے حالات میں لکھی گئی ہیں۔ ڈاکٹر شاہین کو اس بات کا بہت احساس ہے کہ تذکرہ نگاروں نے نثر نگاروں کی طرف

توجہ نہیں کی اس تلخ حقیقت کے اظہار میں بھی تلخی کی جھلک نظر آتی ہے۔ لکھتے ہیں۔

" یہ ہمارے تذکرہ نگاروں کی ناانصافی اور بے بصیرتی تھی کہ انھوں نے ان گوہر نایاب کو یکجا کرنے اور ان کو متعارف کرانے میں سستی دکھائی یہ ہماری سہل پسندی تھی اور شاعری کا سحر سامری کہ ہمارے تذکرہ نگار مصنفین نثر اردو کی طرف ملتفت نہیں ہوتے (مقدمہ)

ڈاکٹر شاہین نے اس سلسلہ میں حق گوئی سے کام لیا ہے۔ اگر تذکرہ نگار ابتدا ہی سے اس طرف توجہ کرتے تو نثر کے بہت سے وہ" شہ پارے" آج ہمارے سامنے ہوتے۔ جو ان کی عدم توجہ کے باعث محفوظ نہ رہ سکے۔

تنہا نے یہ تذکرہ لکھنؤ میں ۱۹۱۴ء میں مرتب کرنا شروع کیا تھا۔ جلد اول تین ادوار پر مشتمل ہے۔ پہلا دور ۱۷۹۸ء سے ۱۸۳۶ء تک پھیلا ہوا ہے۔ دوسرا دور ۱۸۳۶ء سے ۱۸۵۷ء تک اور تیسرا ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک۔

فاضل مقدمہ نگار نے تنہا کے حالات زندگی اور ان کے علمی کارناموں کا جائزہ بھی لیا ہے ہمیں امید ہے کہ اس مفید کتاب کی دوسری جلد بھی جلد شاہین صاحب کی کوشش سے منظر عام پر آئے گی۔ اور اس کے بعد تیسری جلد جو غالباً اب تک شایع نہیں ہوئی ہے اور تنہا مرحوم اس کو مرتب کر چکے تھے۔ کتابت وطباعت کا معیار کچھ اور بلند ہونا چاہیے۔

(امیر حسن نورانی)

فرہنگ انیس (جلد اوّل)

مرتب :- نائب حسن نقوی
قیمت :- ۳۶/-
ملنے کا پتہ :- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵۔

نائب حسین نقوی ایک گوشہ گیر صاحب علم ہیں۔ ان کے قلم کی جنبش، داستان، حدیث، مرثیہ، لغت نویسی، ڈراما اور ناول نگاری کو محیط ہے۔

انھوں نے برسوں کی محنت، تلاش اور صرفِ زر کے بعد مراثی انیس کو یکجا کیا۔ انیس اور دبیر کے خلط ملط مراثی کی نشان دہی کی اور انیس کے غیر مطبوعہ ستّر (۷۰) مراثی کا سراغ لگایا پھر تمام قدیم و جدید اور غیر مطبوعہ نسخوں سے مراثی انیس کی صحت کرکے ایک مستند اور جامع مجموعہ مرتب کیا۔ اب مراثی انیس کی تعداد ۲۴۷ تک پہنچ گئی ہے۔ رباعیات ۵۱۰ نیز مطبوعہ و غیر مطبوعہ سلام ۱۰۵ ہیں۔

نائب حسین نقوی کی عبادت علمی انہماک ہے چناں چہ انھوں نے ایک اور مفید کام کر ڈالا پانسو صفحات پر مشتمل فرہنگ انیس کی پہلی جلد کا ایک منظر عام پر آگئی۔ پھر لطف یہ کہ نہ اشتہار نہ پوسٹر نہ پمفلٹ نہ لیف لٹ نہ تبصرہ نہ مقدمہ نہ رسم اجراء۔ ہائے جو بیں کی ہر بدعت سے بے نیاز اور عقوبت دوزخ کے مرحلہ سے ماورا۔ اب فرہنگ انیس سے متعلق چند اشارات ملاحظہ فرمایئے۔

یہ فرہنگ دس ہزار الفاظ، محاورات، اصطلاحات، مرکبات اور استنادات پر مشتمل ہے۔ اس میں استعارات کی نشان دہی کی گئی ہے اور بعض اشعار میں صنایع و بدائع کی تلاش بھی کی ہے۔ تمام تلمیحات درج کی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام ہر ایک کے بس کا نہیں۔ پھر باریک بینی کا عنصر بھی شامل ہے۔ زمانہ کی نوعیت کے مطابق الفاظ کے معانی میں تبدیلی رونما ہوتی ہے چنانچہ مرتب نے اس نازک فرق کو بھی پیش کیا ہے۔ مثلاً (آنا، آجانا)۔ (کرنا، کر دینا)۔ (ملنا، مل جانا)۔ (ہونا، ہو جانا)۔ (بٹھانا، بٹھا دینا)۔ (اُجڑنا، اجڑ جانا)۔ (نکالنا، نکال دینا) وغیرہ ــــ یہاں معاملہ نازک فرق ہی کا نہیں ہے بلکہ روزمرّہ کے صحیح استعمال کی بات بھی ہے۔

فرہنگ انیس کی یہ جلد ابجدی حساب سے مکمل ہے۔ اس میں مرتب کی محنت اور تلاش کا ایک پہلو یہ ہے کہ انیس کے ایک لاکھ بتیس ہزار اشعار میں سے بعض الفاظ کے بارے میں ایک اور عمل بروئے کار آیا ہے۔ یعنی مرتب نے بتایا ہے کہ کلام انیس میں کوئی مخصوص لفظ کتنی طرح کے معنوں میں مستعمل ہے۔ مثلاً لفظ اچھا کو میر انیس نے دس طرح استعمال کیا ہے۔ اک (۴۴) آک بار (۱۱) بااللہ (۲۹) اور (۳۸) کہ (۹) ہاں (۲۲۳) نشان ۱۵ لم کیا

(۱۵) وہ (۱۳) یہ (۳۴۳ بار) وغیرہ وغیرہ۔

اب فرہنگ کی بعض علمی جھلکیاں دیکھے:

آفتابی سپر ــــ سنہرے رنگ کی وہ سپر جس کی سطح پر کانٹے ابھرے ہوتے ہیں۔

آفتابی وہ سپر جس سے خجل گردۂ ماہ

آبی ہونا ــــ باڑھ رکھی ہونا۔ دھار تیز ہونا۔

تیغوں سے روکتے تھے آبی برچھیوں کے وار'

جلوہ دینا ــــ تلوار میان سے نکالنا۔

چادریں اوڑھنا ــــ عورت کی طرح پردے میں بیٹھ جانا، عورت بن جانا۔

اب چادریں اوڑھو کہ مٹا نام تمہارا'

چاند چھپنا ــــ بیٹے کا مرجانا۔

دنیا ہوئی اندھیر چھپا چاند نظر سے

چادر ڈھلکنا ــــ عورتوں کا محاورہ (بدشگونی) جس عورت کے متعلق یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے ان کے خیال میں وہ یا تو بیوہ ہوجائے گی یا اس کا بیٹا اس سے بچھڑ جائے گا۔

دامن گردانا ــــ تیار ہونا۔ جنگ کی تیاری کے لیے دامن سمیٹنا۔

گردان کے دامن علی اکبر یہ پکارے

دلہن دکھانا ــــ بیاہ کے لانا۔

ڈاب ــــ نیام ــ میان۔

ذوالجناح ــــ رسول کے گھوڑے کا نام۔

رکن یمانی ــــ کعبۃ اللہ کے رکنوں میں سے ایک رکن کا نام۔

کرّوبی ــــ فرشتہ

کرّوبیاں ــــ ملائکہ ــ فرشتے۔

کوتل ــــ بغیر سوار کا گھوڑا۔

جرکیوں کے سر باندھنا ــــ گھوڑے کی باگ اس طرح کھینچ لینا کہ اس کی گردن اوپر اٹھ جائے

اور گردن اِدھر اُدھر جنبش نہ کر سکے۔

مسوڑھے کبود ہونا ـ موت کے وقت مسوڑے سفید ہو جاتے ہیں۔

نالۂ شہنا ـــــ ایک باجے کا نام ہے شہنا کے بجنے سے یاسیت کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔

نمک کا شور ہونا ـــ حسن کا شہرہ ہونا۔

اب میدان جنگ کی چند اشیاء پر نظر کیجئے۔

اوچھی : برگستواں (فارسی) جوش (عربی)، پاکھر (سنسکرت) سر سے پیر تک گھوڑے کی زرہ سپاہی بھی سخت حملوں کے وقت پہن لیتا ہے۔

بوق : (عربی)، شہپور (فارسی)، کرنا (ہندی۔)

بیرق : چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں ـ چھوٹا نیزہ ـ

پیپلا : تلوار کی نوک کا مڑا ہوا حصّہ

جلاجل ـ جھانجھ ـ منجیرہ

قصابہ (عربی) ـ سر پر یا منہ پر ڈال لینے والا خصوصاً عورتوں کے چہرے کا رومال مرتب نے میدان جنگ سے متعلق ۹۷ چیزیں درج کی ہیں اس فرہنگ کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اسلحہ جات کی تقریباً چالیس تصویریں آرٹ پیپر میں چھاپی گئی ہیں ـ یہ تصاویر آئینِ اکبری، داستانِ امیر حمزہ فارسی مصنفہ فیضی اور شاہنامہ فردوسی سے لی گئی ہیں۔ فرہنگ انیس کی ترتیب و تدوین میں لغت (پلاٹس) مصطلحات اردو (مولوی اشرف علی) مخزن الفوائد (منشی چراغ علی) مطبوعہ اصطلاحات داغ اور مجموعہ محاورات سودا، ناسخ آتش اور غالب (فرہنگ شفق) سے استفادہ کیا گیا ہے۔

فرہنگ انیس کا سرسری مطالعہ کرتے وقت بعض مقامات پر میری نظر رکی ـ مثلاً

ص ۱۲۱ ـــ اہا ہت (دراصل یہ لفظ اہانت ہے)

ص ۷۸ ـ آشفتہ گیسو (ف ـ فعل ناقص بمعنی عاشق)

یہاں فعل ناقص ہونے کا کوئی قرینہ معلوم نہیں ہوتا۔

ص ۲۰۵ ـ [illegible] ہونا ـ [illegible] ہونا [illegible] ۔

ماں لٹتی ہے اس بات کا غم چاہیے ہونا۔

میر انیس کے اس مصرعے میں تنقید کا عیب ہے اس کے علاوہ "ہونا" مشو قطع میں داخل ہے۔ میرے نزدیک "چاہیے ہونا" نہ محاورہ ہے نہ روزمرّہ۔

مرتب نے فرہنگ سے پہلے پر مغز ابتدائیہ لکھا ہے اس کار نمایاں کی انجام دہی ہیں۔ ایک نفسیاتی بیان مرتب کی عظمت کا نشان ہے یعنی۔

ص ۲۷ - "میں اپنے آپ کو ایک ابتدائی طالب علم محسوس کرنے لگا ہوں اس لیے کہ جتنا جتنا بڑھتا جاتا ہوں کمتری کا احساس مزید نمایاں ہوتا جاتا ہے۔"

فرہنگ انیس کی تکمیل اور اس کی مختلف منزلوں میں مرتب کی رفیقۂ حیات محترمہ حبیبہ نقوی کی پرخلوص زندگی، جوشِ عمل اور رجائی نقطۂ نظر کو بہت کچھ دخل ہے۔

بلاشبہ فرہنگ انیس سے طلبہ، اساتذہ، شعرا، اُدبا اور عام قاری سب کو فیض پہنچے گا۔ یہ ایک لائق تحسین علمی کارنامہ ہے اس کو بہ ہمہ وجوہ اولیت کا مقام حاصل ہے یہ دو آتشہ بھی ہے یعنی کلام انیس کی کلید اور عام لغت کا فیضان بھی۔

فرہنگ کا صوری حسن بھی معیاری ہے۔ (ڈاکٹر سیفی پریمی)

اُردو شاعری کا مزاج

مصنف :- وزیر آغا
اڈیشن :- ۱۹۷۴ء
قیمت :- ۲۰/-
ناشر :- ایجوکیشنل بک ہاؤس مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

وزیر آغا کا شمار ہندو پاک کے ان ذہین ترین ادیبوں کی صف میں کیا جاتا ہے جن کی فکر سے نئے سورج طلوع ہوتے ہیں۔ اردو شاعری کا مزاج، ان کی فکری صلاحیتوں کا آئینہ ہے وزیر آغا نے منفرد نتائج سے احتراز و انحراف کرتے ہوئے اردو شعر و ادب کی سمتوں کا تعین ایک [illegible]

اردو شاعری کے ضمن میں جو فیصلے صادر کیے گئے تھے ۔ تاریخی آثار و امصار کی روشنی میں ان کا جائزہ اس طرح نہیں لیا گیا تھا ۔

وزیر آغا نے کتاب کے ابتدائی حصے میں اردو شعر و ادب کی تاریخ کا جائزہ ہندوستان کی قدیم ترین تہذیب کے آئینہ میں لیا ہے انھوں نے جن حقائق کا انکشاف کیا ہے اس سے انحراف کی گنجائش کم ہے ۔ وزیر آغا کے بقول ۔

" کسی زبان کی شاعری کا مطالعہ اس بات کا متقاضی ہے کہ پہلے اس تہذیبی اور ثقافتی پس منظر کا جائزہ لیا جائے جس میں اس زبان کی شاعری نے جنم لیا " ص ۔ ۹

اس لیے انھوں نے مذکورہ کتاب کے صفحہ ۴۳ تک اس پس منظر کی نہایت واضح ترین عکاسی کی ہے جس میں اردو شعر و ادب نے آنکھ کھولی اور اپنی جڑیں استوار کیں ۔

ارضیت کے جس تصور کو وزیر آغا نے نہایت تفصیل سے پیش کیا ہے اس سے اختلاف رائے کی راہیں تو نکل سکتی ہیں لیکن تاریخی حقائق کی روشنی میں اس تصور نے ایشیائی مزاج کو جس طرح اپنی گرفت میں رکھا ہے وہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے ۔

روح اور جسم کے تقاضے مختلف صورتوں میں زمینی ماحول کے آئینہ دار ہوتے ہیں اور فنونِ لطیفہ کی شاخیں انھیں صورتوں سے پھوٹتی ہیں ۔

" وادی سندھ کی دراوڑی تہذیب ایک ایسا منضبط اور منظم معاشرہ تھا جو ایک طرف تہذیب الارواح اور دوسری طرف مادہ پرستی کے رجحانات سے متاثر تھا ۔ جسم ہر شئے پہ مسلّط تھا ۔ زرخیزی کے تصور کو بڑی اہمیت حاصل تھی اور لوگ زندگی اور اس کے لوازم سے لذت حاصل کرنے کی طرف بے حد مائل تھے ۔ " ص ۶۷

اس طرح وادی سندھ کی تہذیب اور اس کے ارتقار کی مختلف کیفیات نے آریاؤں کی آمد تک ایک مکمل معاشرہ کی شکل اختیار کر لی تھی ۔ اس وقت رسم الخط کی ایجاد اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ لوگ زندگی کے سفر میں بے حد آگے بڑھ چکے تھے اور اپنے تصورات کے اظہار کے لیے فنونِ لطیفہ کی جانب نہ صرف مائل ہو چکے تھے بلکہ اس میں نئی تر اسشی خواہش کے ساتھ کافی ترقی بھی کر چکے تھے ۔ مذہب و فن کا یہ تصور

تخلیق کاروں کے ذہن میں واضح ہو چکا تھا کہ ــــ

"جب روح جسم سے فرار اختیار کرتی ہے تو مذہب اور فلسفہ وجود میں آتا ہے۔ لیکن جب جسم روح کا تعاقب کرتا ہے تو فن جنم لیتا ہے۔" ص ۸۸

اس طرح وہ لوگ جو اردو شعر و ادب کی جڑیں عرب و ایران میں تلاش کرتے رہے اور زبردستی اس زبان پر غیر ملکی تصورات کی پرچھائیوں کے قائل رہے ہیں ان کا بھرم کھل جاتا ہے ۔ نیز تاریخی شعور کے فقدان کا بھی احساس فزوں ہو جاتا ہے ۔ وزیر آغا کے فیصلے کے مطابق ــ

"اردو زبان کے آغاز کی کہانی وادی سندھ کی تہذیب کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے ۔ وادی سندھ کی تہذیب کا علاقہ شملہ کی پہاڑیوں سے گجرات ، کاٹھیاواڑ تک پھیلا ہوا تھا۔ اور اس میں سرحد پنجاب ۔ دلی کا علاقہ سندھ راجپوتانہ اور بلوچستان وغیرہ شامل تھے یہ سارا طویل و عریض خطہ جس کے ایک بہت بڑے حصہ کو دریائے سندھ اور اس کے معاونین سیراب کرتے تھے ایک منضبط اور منظم تہذیب کا گہوارہ تھا اور اس نے زبان کے سلسلہ میں اس قدر ترقی کر لی تھی کہ اسے رسم الخط بھی مہیا کر دیا تھا" ص ۔ ۱۹۲

وزیر آغا کے اس مکمل مجاکمہ اور جائزہ میں وہ تمام تصورات آگئے ہیں جو زمینی تہذیب کے آئینہ دار اور اس کے انقلاب کی مکمل داستان ہیں ــــ یہ انقلاب ظہور اُردو کے بعد نمودار ہوا اور زندگی کے سُکڑنے سے قوانین ایک نئی حقیقت سے روشناس ہوتے گئے موجودہ تہذیب میں بھی ان تمام کیفیات کی جھلک موجود ہے فن ــــ زندگی کی انھیں کروٹوں کا عکاس ہوتا ہے اور اس کے رشتہ کو اس کے اصل سے منقطع کر کے دیکھنے اور دکھانے سے حقیقت کا عرفان ناممکن ہے۔

مذہبی رجحانات ۔ آداب رہن سہن ۔ لباس کی تراش خراش بول چال کے انداز ۔ مصوری اور خطاطی کے نمونے ۔ ادب و شعر کی بدولت ۔ رقص و سرود کی کیفیات ۔ جنگ و امن کی ضرورتیں سب کا اندازہ لگ سکے اس شعری سفر میں سابقہ تخلیقی اور انقلاب کی

ہر پہلو ان سب پر بھی اثر انداز ہوتی رہتی ہے۔ مذکورہ کتاب میں وزیر آغا نے جن عنوانات کے تحت یہ تفصیلی محاکمہ کیا ہے اس کی نوعیت اس طرح ہے۔

(۱) اردو شاعری کا پس منظر۔ ا۔ ثنویت کے چند ادوار۔ ب۔ ہند ایرانی آہنگ۔ ج۔ دو تہذیبوں کی آویزش۔

(۲) اردو شاعری کا مزاج۔ ا۔ اردو گیت۔ ب۔ اردو غزل۔ ج۔ اردو نظم۔

(۳) حاصل مطالعہ (۴) اختتامیہ۔

اردو شعر و ادب کو پورے تاریخی شعور کے ساتھ سمجھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ خاص طور سے یہ کتاب ناقدین فن و طلباء ادب کے لیے بہت کارآمد ہے۔

کتاب کی افادیت کے پیش نظر قیمت بھی مناسب ہے۔ کتابت و طباعت واضح اور روشن ہے۔ ایک آدھ جگہ کتابت کی معمولی غلطیاں ہیں جو دوران مطالعہ درست کی جا سکتی ہیں۔

(سلمان رضوی)

حسرتیں

مصنف : خلش دہلوی
پبلشرز : مصنف
قیمت : پانچ روپے

خلش دہلوی نئی نسل کے ان شعرا میں سے ہیں جن نے حسرت، فانی، اصغر اور جگر کی روایات کو صدق دلی سے نہ صرف اپنایا ہے، بلکہ اس کو نئے آب و رنگ کے ساتھ توسیع بخشی ہے۔ بقول ناشاد دموسیقار "خلش صاحب کے کلام کے نقش و نگار، رنگ و روپ سب فکر و مطالعہ سے زیادہ دل کی پکار پیش کرتے ہیں۔ شاعر کے دل کی گہرائیوں میں جو نفسیاتی نقوش ابھر کر قلم کی نوک پہ آتے ہیں۔ وہی انسان کے جذبات کا عکس ہوتے ہیں۔"

خلش کے کلام میں محسوسات اور واردات قلبی کی صحیح عکاسی ملتی ہے۔ رحم و راحت قہر و غضب، خلوص و ہمدردی، نفرت و حقارت، عشق و محبت، حیرت و استعجاب، مسرت و انبساط، شکوہ و شکایت، غرض انسان کے تمام جذبات بڑی سادگی اور معصومیت کے

ساتھ خلش کی شاعری میں جلوہ گر ہیں۔ اگر وہ اسی احتیاط اور توازن کے ساتھ مشق سخن کرتے رہے تو خلش صاحب عن قریب اردو شعرا کی صف میں نمایاں مقام حاصل کر سکیں گے۔

نمونۂ کلام :-

رنگ و بو کی آرزو رکھتے ہیں دیدہ ور تمام　　اپنی کھو دیتا ہے قیمت پھول مرجھانے کے بعد

یہ خلش کی بیخودی ہے یہی اس کی بندگی ہے　　جہاں نقش پا کو دیکھا وہیں سر جھکا دیا ہے

تم اگر دور ہو ہر دن ہے قیامت میرا　　تم اگر پاس ہو ہر شب ہے سہانی میری

بدنام خلش ہو جاؤ گے اب ضبط کا دامن تھام بھی لو
غم دل میں چھپا لو الفت کے اشکوں کی نہ یوں برسات کرو

(سید نظر برنی)

حرفِ زیرِ لب
(مجموعہ کلام)

مصنف : عفت بانو زیبا کاکوروی۔
ملنے کا پتہ : کتاب نگر، لکھنؤ۔
قیمت : چھ روپے۔

یہ مجموعہ بیشتر نظموں اور چند غزلیات پر مشتمل ہے جو اتر پردیش اردو اکیڈمی کے مالی اشتراک سے معرضِ اشاعت میں آیا ہے۔ نظموں کا حصہ کافی جاندار اور جاذب نظر ہے۔ زیبا کاکوروی کے کلام میں پختگی کے ساتھ ساتھ اثر آفرینی اور حسن بیان موجود ہے۔ مجاز اور اختر شیرانی جن کے کلام میں رومانی کیفیات کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔ زیبا کاکوروی کے کلام پر بھی حاوی نظر آتے ہیں۔ "شاعر اور زندگی" "زہر خند" "تردید" "موت" "دھندلکے" "محبت" اور "غم جاوداں" میں ان رومانی شاعروں کے اثرات کو بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔

زیبا فطری طور پر رجائیت پسند ہونے کی وجہ سے حوادث سے گھبرانا نہیں جانتیں اور "تلخیٔ عالم" پر مسکرانے میں لطف اٹھاتی ہیں۔

غم حیات سے نظریں بچا بچا کے کبھی　　ہجوم یاس سے دامن چھڑا چھڑا کے کبھی

دل تباہ کا ماتم چھپا چھپا کے کبھی　　نقاب رازِ دو عالم اٹھا اٹھا کے کبھی

حقیقتوں کو نئے روپ میں دکھاؤں گی　　میں آج تلخیِ عالم پہ مسکراؤں گی

اسی طرح اپنی نظم "تردید" میں کہتی ہیں:

کون کہتا ہے کہ بیمار ہوں، بیمار ہوں میں
میرے ماتھے کی شکن ہے شبِ ہجراں کا سنگار　　میری آنکھوں کی اداسی غمِ ہستی کا خمار
میرے اشکوں سے منوّر ہے محبّت کا دیار　　وہ خزاں ہوں کہ جسے دیکھ کے شرمائے بہار
اپنے اس عالمِ وحشت کی پرستار ہوں میں　　کون کہتا ہے کہ بیمار ہوں، بیمار ہوں میں

داخلیت پسندی اردو شاعری کا طرۂ امتیاز رہی ہے۔ حسرت و یاس، ہجر و وصال، نشاط و غم، محبت و نفرت اور موت و زیست ایسے ذاتی تجربات کے بیان میں اردو شعرا نے رطب اللسانی سے کام لے کر دفتر کے دفتر لکھ مارے ہیں۔

ذاتی غم کو سماج کے غم پر ترجیح دینے کو ہمیشہ اپنا فرض گردانا ہے۔ لیکن زیبا کے کلام میں ظلمتوں کے بجائے تجلیاں، آنسوؤں کی بجائے مسکراہٹیں اور اضمحلال کی بجائے توانائی کا احساس ملتا ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

جب نورِ سحر کے جلووں سے تاروں پہ سیاہی آتی ہے
جب مہر کی زرّیں کرنوں سے شبنم پہ تباہی آتی ہے
جب اشکِ ندامت میں ہوئے ناکردہ گناہی آتی ہے
تب غم کے دھندلکوں سے اکثر اک یاد ابھرتی آتی ہے

(سیّد نظر برنی)

ٹوٹی ہوئی پتّیاں

(مجموعہ کلام)

شاعر:- اسلام پرویز
قیمت:- آٹھ روپے۔
ناشر:- ادارہ فروغ ادب مہسول چوک سیتامڑھی (بہار)

"ٹوٹی ہوئی پتیاں" اسلام پرویز کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو ۳۴ غزلوں اور ۱۴ نظموں پر

مشتمل ہے۔ اسلام پرویز کا شمار نئی نسل کے ان نمائندہ شاعروں میں ہوتا ہے جو بہت کم عرصہ میں ادبی دنیا سے متعارف ہو گئے! انھوں نے گذشتہ چند سالوں میں شاعری شروع کی ہے لیکن اس قلیل مدت میں ہی انھوں نے ادبی دنیا میں اپنے لیے ایک مخصوص راہ ہموار کر لی ہے اور نئی نسل کے شاعروں میں اپنا ایک الگ اور اہم مقام بنا لیا ہے! ویسے بھی اسلام پرویز کی تخلیقات ملک کے مقتدر رسائل اور جریدوں میں شائع ہوتی رہتی ہیں جوان کے بالغ ذہنی اور بلند فکری کی واضح اور روشن دلیل ہے ان کے دیوان کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ بلاشبہ اسلام پرویز ایک ذہین اور باشعور شاعر ہیں ان کی شاعری کا مرکز وہی سب چیزیں جو ان کے ارد گرد پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ان سے ان کی زندگی کا گہرا لگاؤ ہے۔

ان کی شاعری کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ بوجھل اور الجھے ہوئے الفاظ سے مرعوب کرنے کے بجائے سیدھے سادھے اور سچے الفاظ سے حقیقت کو سمجھانے کی کامیاب کوشش کرتے ہیں جو اپنی جگہ قابل قدر ہے

اسلام پرویز کی شاعری کا واحد مقصد صرف یہ ہے کہ محسوس کردہ حقیقت کو اشعار کے پیکر میں ڈھال کر صفحہ قرطاس پہ بکھیر دیا جائے!

غزلوں کی طرح ان کی نظمیں بھی کافی بامعنی اور زندگی کی عکاس ہیں۔ اگرچہ یہ نظمیں طویل نہیں ہیں لیکن ان کے اندر جس بات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے وہ اپنے اندر کافی وسعت رکھتی ہیں ساتھ ہی اس بات کی نشاندہی بھی کرتی ہیں کہ بے وجہ طول اختیار کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ کم سے کم لفظوں میں اپنے احساسات کو لوگوں پر واضح کر دیا جائے!

مختصر یہ کہ اسلام پرویز کا مجموعہ "لڑٹی ہوئی بتیاں" قابل قدر اور شاعری کے بہتر امکانات سے وابستہ ہے! مجموعی طور پر ان کی شاعری بے حد پیاری، معصوم اور شگفتہ ہے اگر میں کہوں کہ یہ دیوان ادبی خزانے میں بیش بہا اضافہ ہے تو شاید غلط نہ ہوگا۔ مجموعہ کی کتابت اور طباعت بہت ہی عمدہ اور اغلاط سے مبرا ہے۔

(محمد بدر الحسن بدرؔ)

خطوط

کچھ "کتاب نما" کے خصوصی شمارے کے بارے میں

"کتاب نما" کا شمارہ بابتہ ماہ مئی نظر سے گزرا۔ اس میں ایک مضمون ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں "اردو تحقیق" کے عنوان سے جناب سید فرحت حسین صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ مضمون کے آخر میں ان مقالوں کی فہرست دی گئی ہے جو یا تو تحقیق شدہ ہیں یا زیرِ تحقیق ہیں۔ یہ مقالے ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں کے ہیں۔ جب پوری فہرست پر نظر ڈالی گئی تو اس میں عثمانیہ یونیورسٹی کا سرے سے پتہ ہی نہیں ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی قائم ہوئے کئی سال ہوئے اور ہندوستان میں یہی یونیورسٹی رہی ہے جہاں اردو کو ذریعہ تعلیم بنایا گیا۔ اردو ادب میں تو اس یونیورسٹی کو اور حیدرآباد کو گذشتہ کئی برسوں سے خاص مقام حاصل رہا ہے۔ کئی طلبہ پوسٹ گریجویٹ کورس کی تیاری کے سلسلہ میں اردو ادب پر کئی مقالے لکھ چکے ہیں جن کی بنا پر انھیں ایم۔ اے کی ڈگریاں ملیں۔ بعض نے تحقیقی مقالے لکھ کر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ان مقالوں میں سے اکثر تحقیق شدہ ہیں اور بعض شائع بھی ہو چکے ہیں۔ اب بھی یہ سلسلہ شعبۂ اردو میں جاری ہے اور کچھ مقالے ضرور زیرِ ترتیب ہوں گے۔

لیکن مضمون زیرِ بحث میں نہ تو عثمانیہ یونیورسٹی یونیورسٹیوں کی فہرست میں شریک ہے اور نہ اس یونیورسٹی میں تحقیق شدہ یا زیرِ تحقیق کسی مقالہ کا ذکر ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑی فروگذاشت ہے اور ایک ایسی یونیورسٹی کے ساتھ جس نے اردو کو ذریعۂ تعلیم قرار دینے کا شرف حاصل کیا تھا اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

براہ کرم غور فرمائیے کہ آپ کس طرح اس کمی کو پورا کر سکتے ہیں تاکہ عثمانیہ یونیورسٹی گوشۂ گمنامی میں نہ چلی جائے۔ اور یہاں اردو کی ترویج و ترقی کے [illegible] سلسلہ میں گذشتہ کئی برسوں

سے جو کام ہوا ہے اس سے بھی ہندوستان کے اردو داں عوام باخبر رہیں۔ فقط

محمد فضل حق (بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی عثمانیہ)

"کتاب نما" ماہ مئی ۱۹۷۶ء کا شمارہ ملا شکریہ! "ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق نمبر" میں مفید کام کیا گیا ہے حالاں کہ جولائی ۱۹۷۴ء کے ایک جریدے میں اس سے قبل ایسا ہی کام شائع ہو چکا ہے۔ سید فرحت حسین صاحب کو اس کا حوالہ دے دینا چاہیئے تھا۔ اس کے علاوہ اس سلسلے میں مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ سید فرحت حسین صاحب اپنی فہرست میں میرے تحقیقی کام کے بارے میں مندرجہ ذیل امور بھی شامل کر لیں :۔

"کاظم علی خاں ۔ "غالب کا ادبی شعور۔ نثری تصانیف کے آئینے میں۔" زیر تحقیق مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ لکھنؤ یونیورسٹی ۔"

میں نے ۱۰ر مارچ ۱۹۷۵ء کو پی۔ ایچ۔ ڈی کے لیے داخلہ لیا تھا اور ابھی مقالہ تیار کر رہا ہوں۔

نیاز مند۔ کاظم علی خاں (ریسرچ اسکالر)

ناشرین اور مصنفین توجہ فرمائیے

اُردو کی وضاحتی کتابیات

مرتبہ :- پروفیسر گوپی چند نارنگ • ڈاکٹر مظفر حنفی

اردو میں کتب حوالہ کی سخت کمی ہے۔ شعبۂ اردو جامعہ ملّیہ اسلامیہ نے طے کیا ہے کہ سالِ رواں سے ہر سال شائع ہونے والی اُردو کتابوں کی وضاحتی فہرست جدید اصولوں کے مطابق مرتب کر کے شائع کی جائے گی۔ اس میں شاعری، ناول، افسانہ، ڈراما، انشائیہ، تحقیقی تنقیدی، علمی اور سائنسی تمام کتابوں کا تفصیلی اندراج ہوگا تاکہ اردو تصنیفات و تالیفات کی رفتار و ترقی کے بارے میں رائے قائم کی جاسکے اور مستقبل کے مورّخ و محقق کے لیے اردو مطبوعات کے بارے میں ضروری معلومات یکجا ہو جائیں۔ وضاحتی کتابیات سال بہ سال شائع کی جائے گی۔ ۱۹۷۶ء کی کتابوں پر کام شروع ہو چکا ہے اور وضاحتی کتابیات کی پہلی جلد اگلے سال کے اوائل میں منظرِ عام پر آجائے گی۔ ناشروں، مصنّفوں اور مترجموں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ کتابیات میں اندراج کے لیے ۱۹۷۶ء میں شائع ہونے والی مطبوعات کی ایک جلد ذیل کے پتے پر جلد از جلد روانہ فرمائیں۔ دسمبر ۱۹۷۵ء تک شائع ہونے والی مطبوعات کا اندراج چونکہ اس کتاب میں نہیں ہوگا اس لیے گزشتہ برسوں کی مطبوعات نہ بھیجی جائیں۔

کتابیں بھیجنے کا پتہ

صدر شعبۂ اردو۔ جامعہ ملّیہ اسلامیہ نئی دہلی ۲۵

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی اہم مطبوعات

سورٹھ تیرا بہتا پانی	زویر چند میگھانی	مترجم	منظہر الحق علوی	۱۲/-
لہروں کی آواز	سکّی راما کرشنا مورتی	"	راج نرائن راز	۱۹/۵۰
چک ویراجندر	شری نواس		راشد سہسوانی	۲۲/۵۰
راگ درباری	شری لال شکل		"	۱۵/۵۰
میں	ہری نرائن آپٹے		کشور سلطانہ	۹/-
جدوجہد آزادی میں مجلس قانون ساز کا رول ۔ شنور نجی جہا			غلام ربانی تاباں	۳/۵۰
آبِ حیات	محمد حسین آزاد	تلخیص	پروفیسر احتشام حسین	۶/۷۵
منتخب قومی شاعری	مختلف شعراء	مرتبہ	علی سردار جعفری	۴/-
چار دیواروں میں	ایم ۔ ٹی واسدیو نائر	مترجم	ظفر ادیب	۷/۷۵
فاطمہ کی بکری اور بچپن کی ساتھی ۔ ویکم محمد بشیر		"	اطہر پرویز	۵/۷۵
گنگا چیل کے پنکھ	لکشمی نندن بورا	"	رضیہ سجاد ظہیر	۶/۷۵
برہمن لڑکی	شری دھروینکٹش کیتکر	"	اگر سین نارنگ	۴/-
علیالم افسانے	مرتبہ : ادم جیری ای ایم ایس بطے	"	"	۸/۷۵
تامل افسانے	" می پال سوم سندرم	"	حسرت سہروردی	۸/-
ہندی افسانے	" ڈاکٹر نامور سنگھ	"	اگر سین نارنگ	۹/-
پنجابی افسانے	" ہربھجن سنگھ	"	مخمور جالندھری	۷/-
اردو افسانے	" رضیہ سجاد ظہیر			۱۰/-

ڈاکٹر ذاکر حسین سیریز کی دلچسپ کتابیں

ابو خاں کی بکری	ڈاکٹر ذاکر حسین	۳/-	سلطان زین العابدین	رضیہ سجاد ظہیر	۹/۵۰
گلو چڑیا اور پریزاد	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰	انوکھی دکان	بیگم قدسیہ زیدی	۲/۵۰
راجہ رام موہن رائے	عرش ملسیانی	۴/۵۰	دنیا کے جانور	" "	۲/۵۰
ذاکر صاحب کی کہانی	سعیدہ خورشید عالم	۶/۵۰	خواجہ الطاف حسین حالی	بیگم صالحہ عابد حسین	۶/۵۰

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی مطبوعات

بوند اور سمندر
امرت لال — مترجم : رضیہ سجاد ظہیر

اس ناول کا مرکزی خیال فرد اور سماج کے درمیان تعلق اور رشتہ ہے۔ وہ کیا اور کیسا ہونا چاہیے بوند فرد ہے اور سماج سمندر۔ آج فرد اور سماج کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے۔ یا جڑا ہے اس کو سمجھنے کے لیے اس ناول کا مطالعہ ضروری ہے۔

قیمت : ۲۸/۷۵

ہندی کے یک بابی ڈرامے
مرتبہ : چندر گپت ودیالنکار — مترجم : ڈاکٹر محمد حسین

زیر نظر مجموعہ ہندی کے یک بابی ڈراموں کے مختلف اسلوب و انداز پیش کرنے والا اہم انتخاب ہے۔ اس میں ہندی کے دس جانے پہچانے ڈرامانگاروں کے بہترین ڈرامے شامل ہیں۔

قیمت : ۱۲/۵۰

میلا آنچل
پھنیشور رینو — مترجم : سلمیٰ صدیقی

یہ ہے "میلا آنچل" ایک ناول مقامی رنگ لیے ہوئے۔ اس میں پھول بھی ہیں، کانٹے بھی، دھول بھی ہے اور گلال بھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناول نگار ان میں سے کسی سے بھی دامن بچا کر نہیں نکل پاتا، میلا آنچل عالمی ناول کہا جاسکتا ہے۔

قیمت : ۱۸/۷۵

راگ درباری
شری لال شکلا — مترجم : راشد سہسوانی

"راگ درباری" کو ہندی میں بامقصد طنز نگاری کی شروعات کہا گیا ہے۔ یہ کسی طرح بھی کلاسیکی ناول سے کم نہیں ہے۔ مختلف طرز کے پلاٹ، ایک نئی ٹیکنک اور زبان و بیان کی خوبیوں سے بھرپور ناول۔

قیمت : ۱۵/۵۰

"ناولستان" نئی دہلی کے نئے ناول

ایوانِ غزل
جیلانی بانو

اس ناول میں جیلانی بانو نے حیدرآباد کی معاشرتی زندگی کی عکاسی نہایت خوبی سے کی ہے غزل کی انجمن میں کسی غم کو مے اور کسی دل کو جام بنالیا جائے تو درد میں بھی ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔
قیمت: -/۱۲

آرزو
سراج انور

لازوال محبت، سلگتے ہوئے دلوں کی عجیب داستان، حیرت و تجسس، سراج انور کے اس ناول کا خاصہ ہے۔ آرزو ایسا ناول ہے جسے آپ بار بار پڑھنے کی آرزو کریں گے۔
قیمت: -/۱۲

"نئی آواز" کی تازہ پیش کش

دس افسانے
مرتبہ صغرا مہدی

اس مجموعے میں نئی نسل کی ان خواتین افسانہ نگاروں کے افسانے شامل ہیں جن کے ناموں سے تو شاید آپ واقف نہ ہوں لیکن وہ اپنی فن کی انفرادیت کی بنا پر ایک مقام بنا رہی ہیں۔ ان افسانوں کا موضوع انسانی زندگی اور اس سے متعلق گوناگوں مسائل ہے۔
قیمت ۴/۵۰

پتھر کا شہزادہ
(افسانے) صغرا مہدی

اردو دنیا کے لیے صغرا مہدی کا نام اب نیا نہیں رہا۔ زیرِ نظر کتاب آپ کے پندرہ منتخب افسانوں کا مجموعہ ہے۔ یہ افسانے معیاری بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔
قیمت: -/۴

راستے اور کھڑکیاں
(افسانے) انور خان

نئی نسل کے افسانہ نگاروں میں انور خان کا نام خاصا نمایاں ہے۔ آپ کے افسانوں میں رومان کی چاشنی، تخیل کی جھلک اور سماجی مسائل کا حل ملے گا۔
قیمت: -/۵

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کی بچوں کے لیے انتہائی خوبصورت کتابیں

باپو حصہ اول دوم	مصنف	ایس بی فریڈلاس	مترجم	صالحہ عابد حسین	۳/-
کشمیر	"	ملا سنگھ تصاویر یندر	"	خدیجہ عظیم	۱/۵۰
پرندوں کی دنیا	"	جمال آرا	"	محمد شفیع الدین نیرؔ	۱/۵۰
ہماری ندیوں کی کہانی	"	لیلا مجمدار	"	رضیہ سجاد ظہیر	۱/۵۰
جنت کی سیر اور دوسری کہانیاں	"	لیلاوتی بھاگوت	"	" "	۱/۵۰
رسیلی کہانیاں	"	منوج داس	"	صغرا مہدی	۱/۵۰
آزادی کی کہانیاں (اول، دوم)	"	وشنو پربھاکر	"	انور کمال حسینی	۳/-
ہماری ریلیں	"	جگجیت سنگھ	"	عرش ملسیانی	۱/۵۰
ہندستان میں غیر ملکی سیاح	"	کے سی کھنہ۔ تصاویر کرشن کھنہ			۱/۵۰
آؤ ناٹک کھیلیں	"	اوما نند	"	رفعیہ منظور الامین	۱/۵۰
بہت دن ہوئے (اول، دوم)	"	ایم۔ چوکسی و بی ایم جوشی	"	رضیہ سجاد ظہیر	۳/-
بہادروں کی کہانیاں	"	راجندر اوستھی	"	انور کمال حسینی	۱/۵۰
روہت وننديا	"	کرشن چیتنیہ	"	" "	۱/۵۰
سدابہار کہانیاں	"	شانتا رنگاچاری	"	" "	۱/۵۰
ایجادیں جنھوں نے دنیا بدل ڈالی (اول، دوم)	"	میر نجابت علی	"	سید احسان	۳/-
بڑا پانی	"	لیلا مجمدار	"	صالحہ عابد حسین	۱/۵۰
مورا	"	ملک راج آنند	"	انور کمال حسینی	۱/۵۰
ہاکی کا کھیل	"	سروپندو سانیال	"	پریتم لال	۱/۵۰
خالہ بی کا خاندان	"	منوہر داس چترویدی	"	محمد شفیع الدین نیرؔ	۱/۵۰
ہمالیہ کی چوٹیوں پر	"	بریگیڈیر گیان سنگھ	"	محمد ذاکر	۱/۵۰
پھول اور شہد کی مکھی	"	اشوک داور	"	انور کمال حسینی	۱/۵۰
سب کا ساتھی سب کا دوست	"	اوما شنکر	"	" "	۱/۵۰
[illegible] کی سیر	"	تارا پٹواری	"	" "	۱/۵۰

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی نئی اور اہم کتابیں

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں
(خود نوشت سوانح)
خواجہ غلام السیدین

اس میں سیدین صاحب نے اپنی زندگی کے ابتدائی چالیس سال کی کہانی بڑے دلکش پراثر انداز میں بیان کی ہے اس میں ندرت فکر بھی ہے خیالات کی گہرائی بھی۔ تعلیمی اور علمی تجربات کا نچوڑ بھی۔ لیکن یہ سوانح نامکمل رہ گئی تھی۔ اس نامکمل سوانح کو "ذکرِ جمیل" کے نام سے صالحہ عابد حسین نے مکمل کیا ہے۔ قیمت ۳۰/-

جانے والوں کی یاد آتی ہے
صالحہ عابد حسین

اس کتاب میں بزرگ ہستیوں پر بھی مضامین ہیں اور محبوب دوستوں پر بھی، ان میں مولانا حالی۔ مولانا اسلم جیراجپوری۔ ڈاکٹر ذاکر حسین۔ غلام السیدین جیسی مشہور و معروف شخصیتیں بھی ہیں اور عزیز سیدین قدسیہ زیدی۔ صدیقہ قدوائی جیسی محبوب ہستیاں بھی۔ قیمت: ۱۸/-

انشائیات
ڈاکٹر سید عابد حسین

ڈاکٹر سید عابد حسین کی اردو نگارشات تقریباً نصف صدی پر پھیلی ہوئی ہیں اور ان کے موضوعات کا میدان اتنا ہی وسیع ہے جتنی کہ خود زندگی۔ "انشائیات" ڈاکٹر صاحب کی پچاس سالہ ادبی زندگی کے ہر دور کے سنجیدہ مضامین کا انتخاب ہے۔

ڈاکٹر سید عابد حسین کا علمی و ادبی مقام اور مکتبہ جامعہ سے ان کا دیرینہ تعلق محتاج بیان نہیں ہے۔ اس حقیقت کے اظہار اعتراف کے طور پر مکتبہ جامعہ نے آپ کے مضامین کا یہ انتخاب شائع کیا ہے۔ قیمت: ۱۵/-

انجام
(ڈراما)
پروفیسر محمد مجیب

مجیب صاحب کا ایک بہت ہی خوب صورت اور دلچسپ ڈراما جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں یہ ڈراما مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب میں بھی داخل ہے آسانی سے اسٹیج بھی کیا جا سکتا

مطبوعات نیشنل بک ٹرسٹ

آبادی	مصنف	ڈاکٹر ایس اگروال	ترجمہ	محمور جالندھری	٥/٢٥
پنڈت وشنو دگمبر	"	ڈی آر اٹھاولے	"	فن قدوائی	٢/٢٥
عظیم ہاتھی	"	ڈی کنکیڈ	"	ڈاکٹر پرماتما سرن	٦/٢٥
قاضی نذر الاسلام	"	بسو دھا چکرورتی	"	عرش ملسیانی	٢/٢٥
کچھوا اور خرگوش	"	ڈاکٹر ذاکر حسین		بغیر جلد ١/٠ مجلد	٢/٠
کبیر	"	ڈاکٹر پارس ناتھ تیواری	ترجمہ	ایم کے درانی	٢/٥٠
گاندھی کا ہندوستان کثرت میں وحدت		مرتبہ: گاندھی صدی سب کمیٹی			٣/٢٥
گرو نانک	"	گوپال سنگھ	ترجمہ	محمور جالندھری	٢/-
مٹی بنتی تصویریں	"	بھگوتی چرن ورما	"	رضیہ سجاد ظہیر	٥/-
تاش کے محل (ناول)	"	مپال رنگنایکما	"	زینت ساجدہ	٥/٥٠
سفید خون	"	نانک سنگھ	"	رتن سنگھ	٨/-
گرو گوبند سنگھ	"	ڈاکٹر گوپال سنگھ	"	محمور جالندھری	٣/-
زندگی ایک ناٹک	"	پنا لال پٹیل	"	کشور سلطانہ	٤/-
رنجیت سنگھ	"	ڈی آر سود	"	محمور جالندھری	/٧٥
جدوجہد آزادی	"	بپن چندر	"	غلام ربانی تاباں	/٥٠
بنگر واڑی	"	وینکٹیش ماڈگولکر	"	عرش ملسیانی	/٢٥
شاعر	"	تاراشنکر بندوپادھیائے	"	پرمیش کمار ڈے	/٧٥
موت کے بعد	"	شیورام کارنت	"	محمود سروش	/٧٥
آدمی کے روپ	"	یش پال	"	سہیل عظیم آبادی	/-
اکبر	"	لارنس بینینس	"	رضیہ سجاد ظہیر	/٥٠

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی تازہ مطبوعات

رموزِ غالب مرتبہ: ڈاکٹر گیان چند جین

غالب کے قلم زد کلام، خود نوشت دیوان، بیاضِ غالب اور دیوانِ غالب کے مختلف اڈیشنوں پر تحقیقی مضامین کا مجموعہ، جس کا مطالعہ غالب کے ہر پرستار کے لیے ضروری ہے۔ قیمت : ۱۸/۵۰

عربوں کی تاریخ نگاری کا آغاز و ارتقا محمود الحسن

عربوں کے یہاں تاریخ نگاری کی ابتدا کس طرح ہوئی اور یہ فن ترقی کے کن مرحلوں سے گزرا۔ اس کتاب میں اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ مصنف کی دس سالہ تلاش و جستجو کا نتیجہ ہے۔ قیمت : ۱۶/-

اقبال اور مغربی مفکرین جگن ناتھ آزاد

اقبال کے فکر پر اس وقت تک جو کچھ کام ہوا ہے وہ اس حقیقت کے پس منظر میں ہوا ہے کہ اقبال صرف اسلامی تفکر سے متاثر ہوئے ہیں۔ فکرِ اقبال کی مکمل اور صحیح تصویر دیکھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت : ۱۰/۵۰

ہیروئن کی تلاش پروفیسر محمد مجیب

معمولی فائدوں اور جھوٹی سچی تعریفوں کے لیے ہم کبھی کبھی کتنے گر جاتے ہیں۔ اس کی ایک دلچسپ جھلک آپ کو اس ڈرامے میں ملے گی۔ قیمت : ۲/-

سماجی تبدیلیاں (ازمنہ وسطیٰ کے ہندستان میں ۸۰۰ سے ۱۲۰۰ عیسوی) مصنف: رام سرن شرما

ازمنہ وسطیٰ کے ہندستان میں کون کون سی سماجی تبدیلیاں رونما ہوئیں، اس زمانے میں ذات پات کا کیا تصور تھا اور کیا عقاید و معاملات تھے۔ ان سب باتوں کا پورے پس منظر کے ساتھ تفصیل [illegible] قیمت [illegible]

تین نئی کتابیں

امیر خسرو

سلمیٰ اجمیری

امیر خسرو ہندستان کی اُن مایہ ناز ہستیوں میں ہیں جنھوں نے ہمارے ملک کی مشترکہ تہذیب کو نئے سرے سے تقویت دی۔ یہ کتاب بچوں کو امیر خسرو سے روشناس کرانے کے لیے لکھی گئی ہے۔

قیمت: ۵/۵۰

پہلا قدم

بیگم ذکیہ خطیب

"پہلا قدم" بزمِ نسواں مہاراشٹر کی طرف سے نرسری اسکولوں کے لیے ایک درسی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ بچوں کی تعلیم پر بیگم ذکیہ خطیب کی گہری نظر ہے۔ یہ کتاب آپ کے دس سالہ تدریسی دور کے تجربوں کا نچوڑ ہے۔

کتاب مصور بھی ہے اور رنگین بھی۔ قیمت: ۷/-

ہمارے محاورے

ڈاکٹر سیفی پریمی

ہائی اسکول اور ہائر سکنڈری اسکولوں میں نویں جماعت سے اُردو ادب کی تدریس شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے طلبہ اور طالبات کو محاورہ، ضرب المثل، روزمرّہ اور مقولہ وغیرہ کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کے لیے اس کتاب سے مدد لینی چاہیے۔

قیمت: ۴/-

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی نئی کتابیں

میرانیس سے تعارف (مجموعہ مضامین) صالحہ عابد حسین

میرانیس، جن کے جواہر پاروں نے اردو ادب سے نہیں دلی کا داغ دور کیا اور اس کی جھولی انمول و سڈول موتیوں سے بھردی۔ وہ صاحب کمال جس کے مرثیہ نے محدود میدان کو لامحدود وسعت بخشی۔ یہ کتاب اسی باکمال شاعر سے تعارف کراتی ہے۔

قیمت : -/۷

فکر و ریاض (تنقیدی) علی جواد زیدی

یہ کتاب علی جواد زیدی کے ادبی، تنقیدی اور تحقیقی مضامین کا انتخاب ہے جو مختلف اوقات میں لکھے گئے تھے۔ لیکن ان کی اہمیت و افادیت آج بھی اتنی ہی ہے جتنی کہ پہلے تھی۔

قیمت : -/۱۲

ذکر غالب پانچواں اڈیشن مالک رام

" ذکر غالب " جناب مالک رام صاحب کا ایسا تحقیقی کارنامہ ہے جسے اردو والے کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ مرزا غالب کی مختصر اور جامع لیکن مستند ترین سوانح عمری آپ کو اسی کتاب میں ملے گی۔

قیمت : -/۵

پچھلے پہر (شعری مجموعہ) جاں نثار اختر

جاں نثار اختر اس دور کے ان ممتاز شاعروں میں سے ہیں جن پر ہماری شاعری اور ادب بلاشبہ ناز کر سکتا ہے ان کے یہاں فکر کی متلاشی لالٹینیں بھی ہیں زندگی کی کڑی دھوپ میں تیز قدم چلنے والے راہی بھی، ہاتھوں پر چھالوں کی طرح چمکتے ہوئے سکے، کبھی رات گئے دل کی ابھرتی ہوئی چوٹیں بھی، غرض ایک عجیب دلفریب دنیا ہے جس میں آوازیں، چیخیں، سرگوشیاں اور ارمانوں کے مٹتے جلتے کتنے روپ نگر آباد ہیں۔

قیمت -/۷

اردو ادیبوں، شاعروں اور صحافیوں کی حوصلہ افزائی کی اسکیم

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی کی اس اسکیم کے تحت ایسے اردو ادیب، شاعر اور صحافی جن کی تخلیقات درج ذیل مقررہ مدت کے دوران شائع ہوئی ہوں اس انعامی مقابلے میں حصہ لے سکتے ہیں

انعامات:۔

پہلا انعام ۲۰۰۰ روپے
دوسرا انعام ۱۰۰۰ روپے
تیسرا انعام ۵۰۰ روپے

یہ انعامات مندرجہ ذیل میں سے ہر موضوع پر لکھی ہوئی کتاب پر دیے جائیں گے

۱۔ اردو نظم (شعر و سخن)
۲۔ اردو نثر (ناول، افسانہ، ڈرامہ)
۳۔ بچوں کا ادب
۴۔ تکنیکی ادب (سائنسی، علمی، اور تنقیدی)
۵۔ صحافت

شرائط داخلہ: مقابلے میں داخلے کیلئے مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی ضروری ہوگی۔

۱۔ مصنف ریاست مہاراشٹر کا باشندہ ہو۔
۲۔ مقابلے میں بھیجی ہوئی کتاب اس کی اپنی تخلیق ہو۔
۳۔ مذکورہ کتاب کا پہلا اڈیشن ہو
۴۔ مقابلے کے لیے صرف مطبوعہ جلدیں بھیجی جائیں (مسودے قبول نہیں کیے جائیں گے)
۵۔ کتاب اپریل ۱۹۷۴ء سے دسمبر ۱۹۷۵ء کے دوران شائع ہوئی ہوں۔
۶۔ مذکورہ کتاب کی چھ جلدیں حسب ذیل معلومات کے ساتھ ۱۵ دسمبر ۱۹۷۶ء تک مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی کے دفتر سچیوالیہ بمبئی ۳۲ میں پہنچ جانی چاہییں۔

(ا) کتاب کا نام
(ب) موضوع جس کے تحت کتاب کو مقابلے میں شامل کیا جائے
(ج) مصنف کا نام اور پتہ۔ (د) کتاب کی تاریخ اشاعت (ہ) اس بات کا صداقت نامہ کہ مقابلے میں بھیجی گئی کتاب مصنف کی اپنی تخلیق اور طبعزاد

آئیے

اپنے بچّوں کے

مستقبل کو روشن بنائیں!

ہمارے ملک میں فیملی پلاننگ کا پروگرام عوامی فلاح و بہبود کے وسیع تر پروگرام کا لازمی جزو ہے۔ بلکہ فیملی پلاننگ پروگرام شروع کرنے کا مقصد ہی عوامی فلاح و بہبود ہے۔ کنبے کو چھوٹا رکھنے کی ضرورت پر اس لیے نہیں زور دیا جا رہا کہ ہمیں بچّے پسند نہیں بلکہ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ ہر بچّے کو زندگی میں ترقی کرنے کے بہترین مواقع ملیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے بچّوں کو ایک بہتر دُنیا ورثے میں دیں۔ ہر ماں باپ کی یہی خواہش ہوتی ہے اور ہماری منصوبہ بند ترقّی کا بھی یہی مقصد ہے۔

اندرا گاندھی

DAVP 75/325